مِنحۃُ الباری

شرح

صحیح البُخاری

از افادات

شیخ الاسلام محدث زماں

حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ

جمع و ترتیب اضافہ و تخریج

تلمیذ الشیخ محمد رمضان السلفی حفظہ اللہ

شیخ الحدیث جامعہ لاہور الاسلامیہ

مکتبہ قدوسیہ

مِنحةُ الباری

شرح

صحیح بخاری

از افادات

شیخ الاسلام محدث زماں

حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ

جمع و ترتیب، اضافہ و تخریج

تلمیذ شیخ محمد رمضان السلفی حفظہ اللہ

شیخ الحدیث جامعہ بلال الاسلامیہ

جلد دہم

مکتبہ قدوسیہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

مسلکِ کتاب و سنّت کے فروغ کے لئے کوشاں

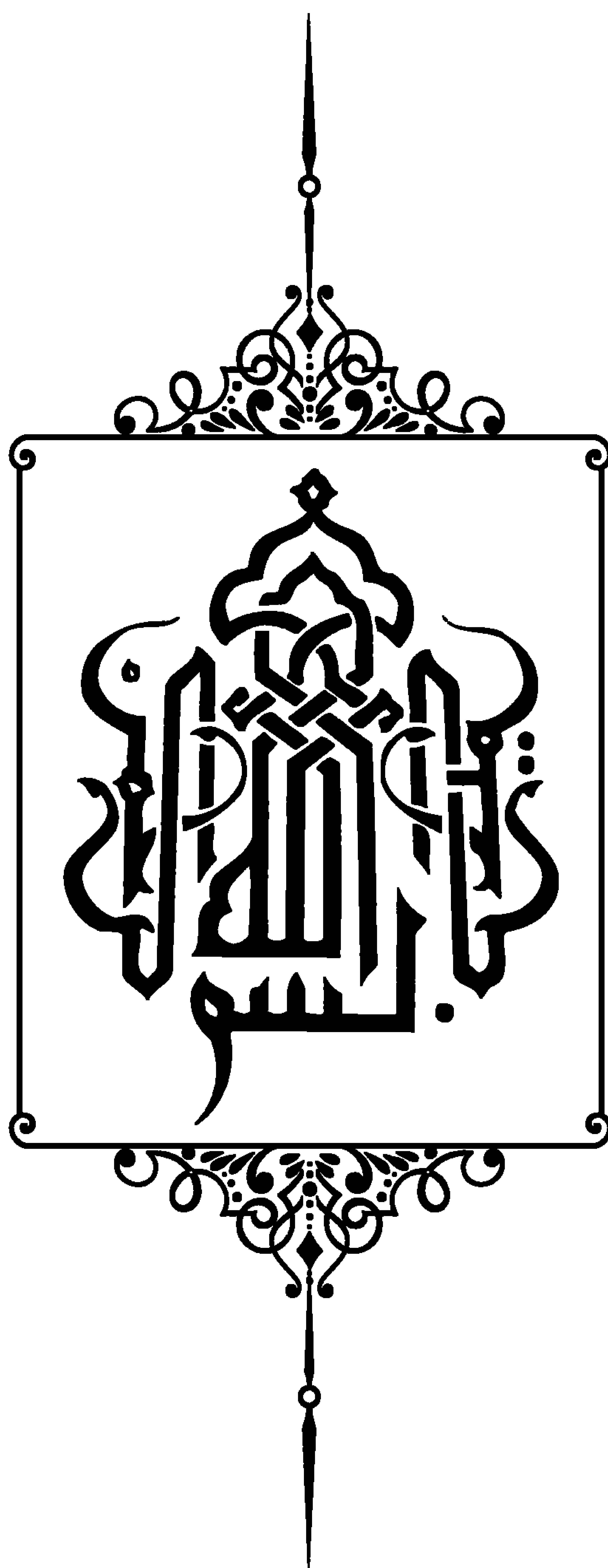
اہتمام طباعت

ابوبکر قدوسی

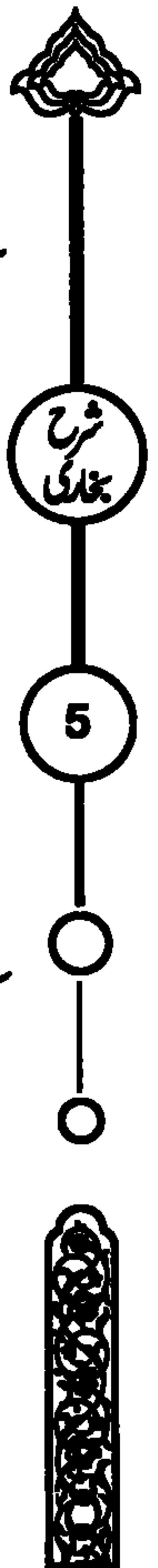
اشاعت ـــــ ۲۰۲۲ء



مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ ● غزنی سٹریٹ ● اردو بازار ● لاہور پاکستان
Tel: +92-42-37230585 Cell: +92-321-4460487
Email: maktaba_quddusia@yahoo.com



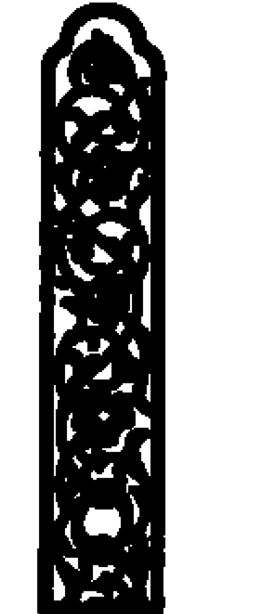
فہرست


شرح بخاری
5







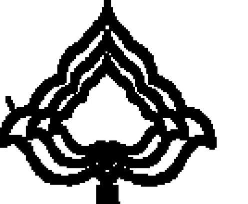


٨۔ بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللهِ، يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ: هُوَ الْقَائِمُ﴾

"بیشک مہینوں کا شمار اللہ کے نزدیک کتاب الٰہی میں بارہ ہی مہینے ہیں، جس روز سے کہ اس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ «قیم» بمعنی «القائم» جس کے معنی درست اور سیدھے کے ہیں۔"

باب: آیت ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا﴾ کی تفسیر

٤٦٦٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ.



ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے عبد الرحمن بن ابی بکرہ نے، ان سے ان کے والد ابو بکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع کے خطبے میں) فرمایا دیکھو زمانہ پھر اپنی پہلی اسی ہیئت پر آ گیا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا تھا۔ سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے، ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ تین تو لگاتار یعنی ذی قعدہ، ذی الحجۃ اور محرم اور چوتھا رجب مضر جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان میں پڑتا ہے۔

قولہ "إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ" زمان سے مراد سال ہے، اور استدارۃ سے مراد زمانہ اور سال کا اپنی پہلی حالت کی طرف منتقل ہونا ہے کیونکہ عرب لوگ لڑائی کرنے کے لیے محرم کو صفر بنا لیتے تھے اور ایسا ہر سال کرتے تھے حتی کہ محرم ایک مہینے سے دوسرے مہینے کی طرف منتقل ہوتے ہوئے سال کے سارے مہینوں میں گھومتا رہتا تھا، اسے قرآن کریم میں «إنما النسيئ زيادة» یعنی نسیئ کہا گیا ہے لیکن ماہ رجب میں تقدیم وتاخیر نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ مہینہ انہوں نے عمرہ کرنے کے لیے مقرر کیا ہوا تھا اگر اس میں تقدیم وتاخیر کرتے تو لوگوں کو علم نہیں ہو سکتا تھا کہ اس سال رجب کا مہینہ کونسا ہے، اسے رجب مضر اس لیے کہا گیا ہے کہ مضر قبیلے والے اس کا زیادہ احترام کرتے تھے۔



٩۔ بَابُ قَوْلِهِ ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ: لَا تَحْزَنْ

إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا)

"جب کہ دو میں سے ایک وہ تھے دونوں غار میں (موجود) تھے جب رسول ﷺ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ فکر نہ کر اللہ پاک ہمارے ساتھ ہے۔"

باب: آیت (ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ ....) کی تفسیر

مَعَنَا أَيْ نَاصِرُنَا. السَّكِينَةُ فَعِيلَةٌ مِنَ السُّكُونِ.

مَعَنَا کے معنی ہیں: ہمارا محافظ و مددگار ہے۔ اور السکینۃ کا لفظ فعیلۃ کے وزن پر سکون سے ماخوذ ہے۔

٤٦٦٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَأَيْتُ آثَارَ الْمُشْرِكِينَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهُ رَآنَا قَالَ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا».

ہم سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے حبان بن ہلال باہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ثابت نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں غار ثور میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے کافروں کے پاؤں دیکھے (جو ہمارے سر پر کھڑے ہوئے تھے) صدیق رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور بولے یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے ذرا بھی قدم اٹھائے تو وہ ہم کو دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا تو کیا سمجھتا ہے ان دو آدمیوں کو (کوئی نقصان پہنچا سکے گا) جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔



٤٦٦٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ حِينَ وَقَعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قُلْتُ أَبُوهُ الزُّبَيْرُ وَأُمُّهُ أَسْمَاءُ وَخَالَتُهُ عَائِشَةُ وَجَدُّهُ أَبُو بَكْرٍ وَجَدَّتُهُ صَفِيَّةُ فَقُلْتُ لِسُفْيَانَ إِسْنَادُهُ فَقَالَ حَدَّثَنَا فَشَغَلَهُ إِنْسَانٌ وَلَمْ يَقُلِ ابْنُ جُرَيْجٍ.

ہم سے عبد اللہ بن محمد بن جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میرا عبد اللہ بن زبیر سے اختلاف ہو گیا تھا تو میں نے کہا کہ ان کے والد زبیر بن عوام تھے، ان کی والدہ اسماء بنت ابو بکر تھیں، ان کی خالہ عائشہ تھیں۔ ان کے نانا ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے اور ان کی دادی (حضور اکرم کی پھوپھی) صفیہ تھیں (عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا کہ) میں نے سفیان (ابن عیینہ) سے پوچھا کہ اس روایت کی سند کیا ہے؟ تو انہوں نے کہنا شروع کیا حدثنا (ہم سے حدیث بیان کی) لیکن ابھی اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ انہیں ایک دوسرے شخص نے دوسری باتوں میں لگا دیا اور (راوی کا نام) ابن جریج وہ نہ بیان کر سکے۔



قولہ "حِينَ وَقَعَ بَيْنَهُ" حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ پہلے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حامی تھے اس کے بعد عبدالملک بن مروان کے طرف دار ہو گئے، اس سے اگلی حدیث میں انہوں نے اس کی وجہ بیان کی ہے کہ کیوں اس کے ساتھ تھے۔

قولہ "فَقُلْتُ لِسُفْيَانَ" عبداللہ بن محمد نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا کہ اس حدیث کی سند کیا ہے تو انہوں نے ابھی "حدثنا" ہی کہا تھا کہ کسی دوسرے آدمی نے انہیں دیگر باتوں میں لگا دیا، اور وہ راوی حدیث کا نام ذکر نہ کر سکے، اس لیے اس میں یہ احتمال باقی رہ گیا کہ شاید سفیان بن عیینہ نے یہ حدیث خود ابن جریج سے (بلا واسطہ) نہ سنی ہو، اسی لیے امام بخاریؒ نے اس حدیث کی اگلی سند ابن جریج سے نقل کی ہے۔

٤٦٦٥: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ فَغَدَوْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ أَتُرِيدُ أَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَتُحِلَّ حَرَمَ اللهِ فَقَالَ مَعَاذَ اللهِ إِنَّ اللهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَبَنِي أُمَيَّةَ مُحِلِّينَ وَإِنِّي وَاللهِ لَا أُحِلُّهُ أَبَدًا قَالَ قَالَ النَّاسُ بَايِعْ لِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقُلْتُ وَأَيْنَ بِهَذَا الْأَمْرِ عَنْهُ أَمَّا أَبُوهُ فَحَوَارِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ الزُّبَيْرَ وَأَمَّا جَدُّهُ فَصَاحِبُ الْغَارِ يُرِيدُ أَبَا بَكْرٍ وَأُمُّهُ فَذَاتُ النِّطَاقِ يُرِيدُ أَسْمَاءَ وَأَمَّا خَالَتُهُ فَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ يُرِيدُ عَائِشَةَ وَأَمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ خَدِيجَةَ وَأَمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَدَّتُهُ يُرِيدُ صَفِيَّةَ ثُمَّ عَفِيفٌ فِي الْإِسْلَامِ قَارِئٌ لِلْقُرْآنِ وَاللهِ إِنْ وَصَلُونِي وَصَلُونِي مِنْ قَرِيبٍ وَإِنْ رَبُّونِي رَبُّونِي أَكْفَاءٌ كِرَامٌ فَآثَرَ التُّوَيْتَاتِ وَالْأُسَامَاتِ وَالْحُمَيْدَاتِ يُرِيدُ أَبْطُنًا مِنْ بَنِي أَسَدٍ بَنِي تُوَيْتٍ وَبَنِي أُسَامَةَ وَبَنِي أَسَدٍ إِنَّ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ بَرَزَ يَمْشِي الْقُدَمِيَّةَ يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ وَإِنَّهُ لَوَّى ذَنَبَهُ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ.



مجھ سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحییٰ ابن معین نے بیان کیا، کہا ہم سے حجاج بن محمد نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم کے درمیان بیعت کا جھگڑا پیدا ہو گیا تھا، میں صبح کو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں، اس کے باوجود کہ اللہ کے حرم کی بے حرمتی ہوگی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا معاذ اللہ! یہ تو اللہ تعالیٰ نے ابن زبیر اور بنو امیہ ہی کے مقدر میں لکھ دیا ہے کہ وہ حرم کی بے حرمتی کریں۔ خدا کی قسم! میں کسی صورت میں بھی اس بے حرمتی کے لئے تیار نہیں ہوں۔ ابن عباس نے بیان کیا کہ لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ ابن زبیر سے بیعت کر لو۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے ان کی خلافت کو تسلیم کرنے میں کیا تامل ہو سکتا ہے، ان کے والد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری



تھے، آپ کی مراد زبیر بن عوام سے تھی۔ ان کے نانا صاحب غار تھے، اشارہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ ان کی والدہ صاحب نطاقین تھیں یعنی حضرت اسماء۔ ان کی خالہ ام المؤمنین تھیں، مراد حضرت عائشہ سے تھی۔ ان کی پھوپھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں، مراد خدیجہ سے تھی۔ حضرت ابن عباس کی مراد ان باتوں سے یہ تھی کہ وہ بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں اور حضور اکرم کی پھوپھی ان کی دادی ہیں، اشارہ صفیہ کی طرف تھا۔ اس کے علاوہ وہ خود اسلام میں ہمیشہ صاف کردار اور پاک دامن رہے اور قرآن کے عالم ہیں اور خدا کی قسم اگر وہ مجھ سے اچھا برتاؤ کریں تو ان کو کرنا ہی چاہئے وہ میرے بہت قریب کے رشتہ دار ہیں اور اگر وہ مجھ پر حکومت کریں تو خیر حکومت کریں وہ ہمارے برابر کے عزت والے ہیں۔ لیکن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تو تویت، اسامہ اور حمید کے لوگوں کو ہم پر ترجیح دی ہے۔ ان کی مراد مختلف قبائل یعنی بنو اسد، بنو تویت، بنو اسامہ سے تھی۔ ادھر ابن ابی العاص بڑی عمدگی سے چل رہا ہے یعنی عبد الملک بن مروان مسلسل پیش قدمی کر رہا ہے اور عبد اللہ بن زبیر نے اس کے سامنے دم دبالی ہے۔

قولہ "وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ" یعنی ابن عباس اور ابن زبیر میں بیعت کا اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔

قولہ "وَأَيْنَ بِهٰذَا الْأَمْرِ" یعنی یہ امر خلافت اس سے کیسے دور جا سکتا ہے، ان کے والد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری تھے، ان کے نانا صاحب غار تھے، ان کی والدہ اسماء ذات النطاقین تھیں، ان کی خالہ عائشہ ام المؤمنین تھیں، ان کی پھوپھی حضرت خدیجہ نبی علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ تھیں، اور نبی کریم علیہ السلام کی پھوپھی حضرت صفیہ ان کی دادی تھیں، لہذا وہ بہت سے خوبیوں کے مالک تھے اس لیے میں ان سے بیعت کرنا چاہتا تھا، لیکن یہ اپنے قبائل بنو اسد، بنو تویت، بنو اسامہ کو ہم پر ترجیح دیتا ہے، تو میں عبد مناف سے اپنے قبیلے کے آدمی عبد الملک بن مروان کی کیوں حمایت نہ کروں، کیونکہ بنو مروان عبد شمس کی اولاد سے ہیں اور ہمارے چچے کے بیٹے ہیں، میں اسے مقدم کیوں نہ کروں۔

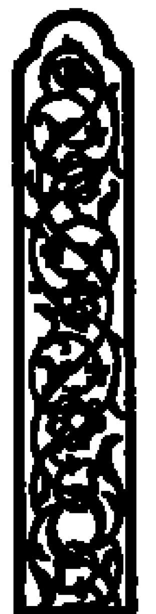


قولہ "إِنْ وَصَلُونِي وَصَلُونِي مِنْ قَرِيبٍ" اگر وہ مجھ سے اچھا برتاؤ کریں تو وہ میرے قریب کے رشتہ دار ہیں، اور اگر وہ مجھ پر حکومت کریں تو وہ ہمارے برابر کے عزت دار ہیں۔

قولہ "أن ابن أبي العاص" اس سے مراد عبد الملک بن مروان بن ابی العاص ہے جو مسلسل پیش قدمی کر رہا ہے۔

قولہ "وَإِنَّهُ لَوَّى ذَنَبَهُ" یعنی ابن الزبیر نے اس کے سامنے دم دبالی ہے، یعنی یہ خرچ نہیں کرتا اور وہ خرچ کرتے ہیں اس لیے لوگ ان کے طرفدار ہو گئے ہیں۔

٤٦٦٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَلَا تَعْجَبُونَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ قَامَ فِي أَمْرِهِ هٰذَا فَقُلْتُ لَأُحَاسِبَنَّ نَفْسِي لَهُ مَا حَاسَبْتُهَا لِأَبِي بَكْرٍ وَلَا لِعُمَرَ وَلَهُمَا كَانَا أَوْلَى بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْهُ وَقُلْتُ ابْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ



الزُّبَيْرِ وَابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَابْنُ أَخِي خَدِيجَةَ وَابْنُ أُخْتِ عَائِشَةَ فَإِذَا هُوَ يَتَعَلَّى عَنِّي وَلَا يُرِيدُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنِّي أَعْرِضُ هٰذَا مِنْ نَفْسِي فَيَدَعُهُ وَمَا أُرَاهُ يُرِيدُ خَيْرًا وَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ لَأَنْ يَرُبَّنِي بَنُو عَمِّي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَرُبَّنِي غَيْرُهُمْ.

ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے، ان سے عمر بن سعید نے، انہیں ابن ابی ملیکہ نے خبر دی کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ ابن زبیر پر تمہیں حیرت نہیں ہوتی۔ وہ اب خلافت کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں تو میں نے ارادہ کر لیا کہ ان کے لئے محنت مشقت کروں گا کہ ایسی محنت اور مشقت میں نے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے لئے بھی نہیں کی۔ حالانکہ وہ دونوں ان سے ہر حیثیت سے بہتر تھے۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کی اولاد میں سے ہیں۔ زبیر کے بیٹے اور ابو بکر کے نواسے، خدیجہ کے بھائی کے بیٹے، عائشہ کی بہن کے بیٹے۔ لیکن عبداللہ بن زبیر نے کیا کیا وہ مجھ سے غرور کرنے لگے۔ انہوں نے نہیں چاہا کہ میں ان کے خاص مصاحبوں میں رہوں (اپنے دل میں کہا) مجھ کو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ میں تو ان سے ایسی عاجزی کروں گا اور وہ اس پر بھی مجھ سے راضی نہ ہوں گے۔ خیر اب مجھے امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ بھلائی کریں گے جو ہونا تھا وہ ہوا اب بنی امیہ جو میرے چچازاد بھائی ہیں اگر مجھ پر حکومت کریں تو یہ مجھ کو اوروں کے حکومت کرنے سے زیادہ پسند ہے۔



قولہ "قَامَ فِي أَمْرِهِ هٰذَا" ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا تم ابن الزبیر رضی اللہ عنہ پر تعجب نہیں کرتے وہ خلافت کے لیے کھڑے ہوئے تو میں نے کہا میں اس کے لیے ایسی محنت اور مشقت کروں گا جو میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کے لیے نہیں کی۔

قولہ "لَأَنْ يَرُبَّنِي بَنُو عَمِّي" اگر مجھ پر میرے چچازاد بھائی حکومت کریں تو یہ مجھے اوروں کے حکومت کرنے سے زیادہ پسند ہے اور چچازاد بھائیوں سے مراد بنو امیہ ہیں[1]۔

11

۱۰۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ)

"نیز ان (تو مسلموں کا بھی حق ہے) جن کی دلجوئی منظور ہے۔"

---

[1] حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف کے بیٹے تھے، اور امیہ عبد شمس بن عبد مناف کا بیٹا تھا، تو عبدالمطلب امیہ کے چچازاد بھائی ہوئے، یہی امیہ مروان کا دادا تھا جو اس وقت عبداللہ بن زبیر کے خلاف لہذ خلافت جمانا چاہتا تھا، آدھے علاقے پر حضرت عبداللہ بن زبیر حکومت کرتے تھے اور آدھے علاقے پر مروان کی حکومت تھی، مروان کی موت تک یہی حال رہا، اس کے بعد عبدالملک بن مروان آیا اور اس نے غلبہ حاصل کر لیا، اور حجاج کو بھیج کر حضرت عبداللہ بن زبیر اور ان کے بھائی مصعب بن زبیر کو شہید کر دیا، اور اس نے عراق کا علاقہ حضرت عبداللہ بن زبیر سے چھین لیا۔



باب: آیت (وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ) کی تفسیر

يَتَأَلَّفُهُمْ بِالْعَطِيَّةِ

امام مجاہد بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ان نو مسلم لوگوں کو کچھ دے دلا کر ان کی دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔

٤٦٦٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ وَقَالَ أَتَأَلَّفُهُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَا عَدَلْتَ فَقَالَ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ.

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں ان کے والد سعید بن مسروق نے، انہیں ابن ابی نعم نے اور ان سے ابو سعید خدری نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ مال آیا تو آپ نے چار آدمیوں میں اسے تقسیم کر دیا۔ (جو نو مسلم تھے) اور فرمایا کہ میں یہ مال دے کر ان کی دلجوئی کرنا چاہتا ہوں اس پر (بنو تمیم کا) ایک شخص بولا کہ آپ نے انصاف نہیں کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دین سے باہر ہو جائیں گے۔



١١۔ بَابُ قَوْلِهِ (الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ)

باب: آیت (الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ ....) کی تفسیر

يَلْمِزُونَ يَعِيبُونَ. وَجُهْدَهُمْ «وَجَهْدَهُمْ: طَاقَتَهُمْ.

يَلْمِزُونَ کے معنی ہیں: عیب لگاتے اور طعنہ مارتے ہیں۔ جهدهم اور جهدهم، یعنی جیم کے ضمہ اور فتحہ کے ساتھ۔ دونوں کے معنی ہیں: اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق۔



٤٦٦٨: حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا أُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ فَجَاءَ أَبُو عَقِيلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِأَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ إِنَّ اللهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هَذَا وَمَا فَعَلَ هَذَا الْآخَرُ إِلَّا رِئَاءً فَنَزَلَتْ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ الْآيَةَ.



مجھ سے ابو محمد بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان اعمش نے، انہیں ابو وائل نے اور ان سے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہمیں خیرات کرنے کا حکم ہوا تو ہم مزدوری پر بوجھ اٹھاتے (اور اس کی مزدوری صدقہ میں دے دیتے) چنانچہ ابو عقیل اسی مزدوری سے آدھا صاع خیرات لے کر آئے اور ایک دوسرے صحابی عبد الرحمن بن عوف اس سے زیادہ

لائے۔ اس پر منافقوں نے کہا کہ اللہ کو اس (یعنی عقیل) کے صدقہ کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور اس دوسرے (عبدالرحمن بن عوف) نے تو محض دکھاوے کے لئے اتنا بہت سا صدقہ دیا ہے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو صدقات کے بارے میں نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر طعن کرتے ہیں اور خصوصاً ان لوگوں پر جنھیں بجز ان کی محنت مزدوری کے کچھ نہیں ملتا۔ آخر آیت تک۔

٤٦٦٩: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمْ زَائِدَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ فَيَحْتَالُ أَحَدُنَا حَتَّى يَجِيءَ بِالْمُدِّ وَإِنَّ لِأَحَدِهِمُ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ كَأَنَّهُ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهِ.

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو اسامہ (حماد بن اسامہ) سے پوچھا، آپ حضرات سے زائدہ بن قدامہ نے بیان کیا تھا کہ ان سے سلیمان نے، ان سے شقیق نے اور ان سے ابو مسعود انصاری نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ صدقہ کی ترغیب دیتے تھے تو آپ کے بعض صحابہ مزدوری کرکے لاتے اور (بڑی مشکل سے) ایک مد کا صدقہ کر سکتے لیکن آج انہیں میں بعض ایسے ہیں جن کے پاس لاکھوں درہم ہیں۔ غالباً ان کا اشارہ خود اپنی طرف تھا (حماد نے کہا ہاں سچ ہے)



١٢۔ بَابُ قَوْلِهِ (اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ)

"اے نبی! آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اگر آپ ان کے لیے ستر مرتبہ بھی استغفار کریں گے (جب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا)

باب: آیت (اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ....) کی تفسیر

٤٦٧٠: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ يُكَفِّنُ فِيهِ أَبَاهُ فَأَعْطَاهُ ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ تُصَلِّي عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللهُ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً وَسَأَزِيدُهُ عَلَى السَّبْعِينَ قَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللهُ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ.

ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسامہ نے، ان سے عبید اللہ بن عمری نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جب عبد اللہ بن ابی (منافق) کا انتقال ہوا تو اس کے لڑکے عبد اللہ بن عبد اللہ (جو پختہ مسلمان تھے) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ﷺ اپنی قمیص ان کے والد کے کفن کے لئے عنایت فرمادیں۔ آنحضرت ﷺ نے قمیص عنایت فرمائی۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ آپ ﷺ نماز جنازہ بھی پڑھادیں۔ آنحضرت ﷺ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے بھی آگے بڑھ گئے۔ اتنے میں حضرت عمر نے آپ ﷺ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا یارسول اللہ! اس کی نماز جنازہ پڑھانے جارہے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس سے منع بھی فرمادیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ ان کے لئے استغفار کریں خواہ نہ کریں۔ اگر آپ ﷺ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں گے (تب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا) اس لئے میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار کروں گا۔ (ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ استغفار کرنے سے معاف کردے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے لیکن یہ شخص تو منافق ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آخر آنحضرت ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ اور ان میں سے جو کوئی مر جائے اس پر کبھی بھی نماز نہ پڑھئے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔

قولہ "فصلی علیه" نبی اکرم ﷺ نے ابن ابی منافق کا جنازہ اس لیے نہیں پڑھا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا یا معاف کردیگا، بلکہ آپ نے اس کا جنازہ اس لیے پڑھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا تھا، اس لیے آپ نے فرمایا تھا کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ ستر بار سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی بخشش ہو جائے گی تو میں ضرور ستر بار سے زیادہ استغفار کردوں، یہ بات تو آپ کو بھی معلوم تھی کہ قرآن کریم میں إن تستغفر لهم سبعين مرةً جو کہا گیا ہے، یہ ایک محاورہ کے تحت کہا گیا تھا، کہ جتنی بار بھی استغفار کرے، اس منافق کو معافی نہیں ملے گی، یہ بات ہرگز نہیں ہے کہ آپ کو اس محاورہ کی سمجھ نہ آئی ہو، آپ فصیح وبلیغ تھے لہذا اس آیت کا معنی آپ بھی سمجھتے تھے۔

آپ نے ستر بار سے زیادہ استغفار کرنے کا اس لیے کہا تھا، تاکہ منافق یہ نہ سمجھیں کہ یہ مسلمان کسی کے مرنے کے بعد بھی ضد نہیں چھوڑتے، آپ کو معلوم تھا کہ جنازہ پڑھنے سے اس کی بخشش نہیں ہو گی، لیکن آپ نے ایک مصلحت کے تحت اس کا جنازہ پڑھادیا، چنانچہ آپ کے اس فعل کی وجہ سے بہت سے منافقوں نے توبہ کرلی، اس کے بعد آیت ولا تصلِّ على أحد منهم مات أبداً نازل ہو گئی، کہ آئندہ کسی منافق کا جنازہ نہ پڑھیں، پہلے یہ آیت نازل نہیں ہوئی تاکہ یہ کام بھی ہو جائے اور اس پر مرتب ہونے والی مصلحت بھی حاصل ہو جائے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چونکہ الہام کیے جانے والوں میں سے تھے، شاید انہیں آیت ولا تصلِّ على أحد منهم کا پہلے انکشاف ہو گیا تھا اس لیے انہوں نے پہلے ہی نبی اکرم ﷺ کو منافق کا جنازہ پڑھنے سے روکا تھا، کیونکہ وہ محدث تھے۔ اور نبی

اکرم ﷺ کو آیت مذکورہ کے نزول کے بعد معلوم ہوا کہ منافق کا جنازہ نہ پڑھا جائے گویا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا روکنا غلطی نہیں تھی بلکہ ان کا روکنا من جانب اللہ تھا اسی طرح انہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ کو کفار کی شرطیں تسلیم کرنے سے روکا تھا لیکن اس کے بعد اس کی تلافی کے لیے وہ بہت سے نیک اعمال سر انجام دیتے رہے تھے۔

قرآن کریم کی مذکورہ آیت اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ منافقین کے لیے استغفار کرنا منع ہے، بلکہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان کے لیے استغفار کرنا مفید نہیں بلکہ بے فائدہ ہے لیکن یہ لغو بھی نہیں ہے، بلکہ ایک مصلحت کے لیے آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور استغفار کی تا کہ لوگوں کے اعتراض سے بچا جائے ورنہ وہ کہیں گے کہ مسلمان مرنے والے پر بھی ضد نہیں چھوڑتے، یہ عمل لغو تب کہلاتا اگر مصلحت پیش نظر نہ ہوتی۔

٤٦٧١: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ وَقَالَ غَيْرُهُ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا قَالَ أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ إِنِّي خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ يُغْفَرْ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةَ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا إِلَى قَوْلِهِ وَهُمْ فَاسِقُونَ قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.



ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے اور ان کے علاوہ (ابو صالح عبد اللہ بن صالح) نے بیان کیا، کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے، ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب عبد اللہ بن ابی ابن سلول کی موت ہوئی تو رسول کریم ﷺ سے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کہا گیا۔ جب آپ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں جلدی سے خدمت نبوی میں پہنچا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ابن ابی (منافق) کی نماز جنازہ پڑھانے لگے حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن اس اس طرح کی باتیں (اسلام کے خلاف) کی تھیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اس کی کہی ہوئی باتیں ایک ایک کر کے پیش کرنے لگا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے تبسم کر کے فرمایا، عمر! میرے پاس سے ہٹ جاؤ (اور صف میں جا کے کھڑے ہو






جاؤ) میں نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ اس لئے میں نے (ان کے لئے استغفار کرنے اور ان کی نماز جنازہ پڑھانے ہی کو) پسند کیا، اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھائی اور واپس تشریف لائے، تھوڑی دیر ابھی ہوئی تھی کہ سورۃ برات کی دو آیتیں نازل ہوئیں کہ ان میں سے جو کوئی مرجائے اس پر کبھی بھی نماز نہ پڑھئے آخر آیت وھم فاسقون تک۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعد میں مجھے آنحضرت ﷺ کے سامنے اپنی اس درجہ جرات پر خود بھی حیرت ہوئی اور اللہ اور اس کے رسول بہتر جاننے والے ہیں۔

۱۳۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَلاَ تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا، وَلاَ تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ)

"اے نبی! اگر ان میں سے کوئی مرجائے تو آپ اس پر کبھی بھی نماز جنازہ نہ پڑھیے اور نہ اس کی (دعائے مغفرت کے لیے) قبر پر کھڑے ہوئیے، بیشک انہوں نے اللہ اور رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ فاسق مرے ہیں۔"

باب: آیت (وَلاَ تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ ....) کی تفسیر

٤٦٧٢: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يُكَفِّنَهُ فِيهِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي عَلَيْهِ فَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِثَوْبِهِ فَقَالَ تُصَلِّي عَلَيْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَقَدْ نَهَاكَ اللهُ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَ إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللهُ أَوْ أَخْبَرَنِي اللهُ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لاَ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ فَقَالَ سَأَزِيدُهُ عَلَى سَبْعِينَ قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللهُ عَلَيْهِ (وَلاَ تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلاَ تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ)

مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے انس بن عیاض نے، ان سے عبید اللہ نے اور ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب عبد اللہ بن ابی کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں اپنا کرتہ عنایت فرمایا اور فرمایا کہ اس کرتے سے اسے کفن دیا جائے پھر آپ اس پر نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا آپ اس پر نماز پڑھانے کے لئے تیار ہو گئے حالانکہ یہ منافق ہے، اللہ تعالیٰ بھی آپ کو ان کے لیے استغفار سے منع کر چکا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے، یا راوی نے خیرنی کی جگہ لفظ اخبرنی نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آپ ان

کے لئے استغفار کریں خواہ نہ کریں۔ اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں گے جب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار کروں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور ہم نے بھی اس کے ساتھ پڑھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور ان میں سے جو کوئی مر جائے، آپ اس پر کبھی بھی جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ اس حال میں مرے ہیں کہ وہ نافرمان تھے۔

۱۴۔ بَابُ قَوْلِهِ (سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ، فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ)

"عنقریب یہ لوگ تمہارے سامنے جب تم ان کے پاس واپس لوٹو گے اللہ کی قسم کھائیں گے تاکہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑے رہو، سو تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑے رہو بیشک یہ گندے ہیں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، بدلہ میں ان افعال کے جو وہ کرتے رہے ہیں۔

باب: آیت (سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ ....) کی تفسیر

٤٦٧٣: حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ وَاللَّهِ مَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ بَعْدَ إِذْ هَدَانِي أَعْظَمَ مِنْ صِدْقِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَكُونَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا حِينَ أُنْزِلَ الْوَحْيُ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ إِلَى قَوْلِهِ الْفَاسِقِينَ.

ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالرحمن بن عبد اللہ نے اور ان سے عبداللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا کہ انہوں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کے غزوہ تبوک میں شریک نہ ہوسکنے کا واقعہ سنا۔ انہوں نے بتلایا، خدا کی قسم ہدایت کے بعد اللہ نے مجھ پر اتنا بڑا اور کوئی انعام نہیں کیا جتنا رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولنے کے بعد ظاہر ہوا تھا کہ اس نے مجھے جھوٹ بولنے سے بچایا، ورنہ میں بھی اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح دوسرے لوگ جھوٹی معذرتیں بیان کرنے والے ہلاک ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وحی نازل کی تھی کہ عنقریب یہ لوگ تمہارے سامنے، جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے۔ اللہ کی قسم کھا جائیں گے۔ آخر آیت الفاسقین تک۔

١٥۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا، عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ)

"اور کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا، انہوں نے ملے جلے عمل کئے (کچھ بھلے اور کچھ برے) قریب ہے کہ اللہ ان پر نظر رحمت فرمائے، بیشک اللہ بہت ہی بڑا بخشش کرنے والا اور بہت ہی بڑا مہربان ہے۔"

باب: آیت (وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا ....) کی تفسیر

٤٦٧٤: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ هُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ فَابْتَعَثَانِي فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ قَالَا لَهُمُ اذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذَلِكَ النَّهْرِ فَوَقَعُوا فِيهِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَا لِي هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهَذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَا أَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيحٌ فَإِنَّهُمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ»



ہم سے مؤمل بن ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، کہا ہم سے ابورجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے سمرہ بن جندب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا، رات (خواب میں) میرے پاس دو فرشتے آئے اور مجھے اٹھا کر ایک شہر میں لے گئے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا، وہاں ہمیں ایسے لوگ ملے جن کا آدھا بدن نہایت خوبصورت، اتنا کہ کسی دیکھنے والے نے ایسا حسن نہ دیکھا ہوگا اور بدن کا دوسرا آدھا حصہ نہایت بدصورت تھا، اتنا کہ کسی نے بھی ایسی بدصورتی نہیں دیکھی ہوگی، دونوں فرشتوں نے ان لوگوں سے کہا جاؤ اور اس نہر میں غوطہ لگاؤ۔ وہ گئے اور نہر میں غوطہ لگا آئے۔ جب وہ ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی جاتی رہی اور اب وہ نہایت خوبصورت نظر آتے تھے پھر فرشتوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت عدن ہے اور آپ کا مکان یہیں ہے۔ جن لوگوں کو ابھی آپ نے دیکھا کہ جسم کا آدھا حصہ خوبصورت تھا اور آدھا بدصورت، تو یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا میں اچھے اور برے سب کام کئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا تھا۔

١٦۔ بَابُ قَوْلِهِ (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ)



"نبی اور جو لوگ ایمان لائے، ان کے لیے اجازت نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے بخشش کی دعا کریں اگرچہ وہ ان کے

قرابت دار ہوں جبکہ ان پر ظاہر ہو جائے کہ وہ دوزخی ہیں۔"

باب: آیت (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ...) کی تفسیر

٤٦٧٥: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَيْ عَمِّ، قُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ». فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ»، فَنَزَلَتْ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى، مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾.

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور ان سے ان کے والد مسیب بن حزن نے کہ جب ابوطالب کے انتقال کا وقت ہوا تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے، اس وقت وہاں ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا (آپ ایک بار زبان سے کلمہ) لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے میں اسی کو (آپ کی نجات کے لئے وسیلہ بنا کر) اللہ کی بارگاہ میں پیش کرلوں گا۔ اس پر ابو جہل اور عبد اللہ ابی امیہ کہنے لگے ابوطالب! کیا آپ عبد المطلب کے دین سے پھر جاؤ گے؟ آپ ﷺ نے کہا کہ اب میں آپ کے لئے برابر مغفرت کی دعا مانگتا رہوں گا جب تک مجھے اس سے روک نہ دیا جائے، تو یہ آیت نازل ہوئی نبی اور ایمان والوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے بخشش کی دعا کریں۔ اگرچہ وہ (مشرکین) رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ جب ان پر یہ ظاہر ہو چکے کہ وہ (یقینا) اہل دوزخ سے ہیں۔



۱۷۔ بَابُ قَوْلِهِ (لَقَدْ تَابَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ تَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ)

"بیشک اللہ نے نبی پر مہاجرین و انصار پر رحمت فرمائی، وہ لوگ جنہوں نے نبی کا ساتھ تنگی کے وقت (جنگ تبوک) میں دیا، بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل پیدا ہو گیا تھا۔ پھر (اللہ نے) ان لوگوں پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمادی، بیشک وہ ان کے حق میں بڑا ہی شفیق بڑا ہی رحم کرنے والا ہے۔



باب: آیت (لَقَدْ تَابَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ) کی تفسیر

٤٦٧٦: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ، قَالَ أَحْمَدُ: وَحَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبٍ، وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ، قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ، فِي حَدِيثِهِ: وَعَلَى الثَّلاَثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا قَالَ: فِي آخِرِ حَدِيثِهِ: إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ»

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی (دوسری سند) احمد بن صالح نے بیان کیا کہ ہم سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو عبدالرحمن بن کعب نے خبر دی، کہا کہ مجھے عبد اللہ بن کعب نے خبر دی کہ (ان کے والد) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جب نابینا ہو گئے تو ان کے بیٹوں میں یہی ان کو راستے میں ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت کعب بن مالک سے ان کے واقعہ کے سلسلے میں سنا جس کے بارے میں آیت (وعلى الثلاثة الذين خلفوا) نازل ہوئی تھی۔ آپ نے آخر میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا تھا کہ اپنی توبہ کے قبول ہونے کی خوشی میں اپنا تمام مال اللہ اور اس کے رسول کے راستے میں خیرات کرتا ہوں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اپنا کچھ تھوڑا مال اپنے پاس ہی رہنے دو۔ یہ تمہارے حق میں بھی بہتر ہے۔



١٨ ـ بَابُ قَوْلِهِ (وَعَلَى الثَّلاَثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لاَ مَلْجَأَ مِنَ اللهِ إِلاَّ إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ)

"اور ان تینوں پر بھی اللہ نے (توجہ فرمائی) جن کا مقدمہ پیچھے کو ڈال دیا گیا تھا، یہاں تک کہ جب زمین ان پر باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہونے لگی اور وہ خود اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اسی کی طرف کے، پھر اس نے ان پر رحمت سے توجہ فرمائی تا کہ وہ بھی توبہ کر کے رجوع کریں۔ بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا بڑا ہی مہربان ہے۔



باب: آیت (وَعَلَى الثَّلاَثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا) الخ کی تفسیر



٤٦٧٧: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ أَحَدُ الثَّلاَثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ أَنَّهُ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا

قَطُّ غَيْرَ غَزْوَتَيْنِ غَزْوَةِ الْعُسْرَةِ وَغَزْوَةِ بَدْرٍ قَالَ فَأَجْمَعْتُ صِدْقِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى وَكَانَ قَلَّمَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ سَافَرَهُ إِلَّا ضُحًى وَكَانَ يَبْدَأُ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِي وَكَلَامِ صَاحِبَيَّ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ كَلَامِ أَحَدٍ مِنَ الْمُتَخَلِّفِينَ غَيْرِنَا فَاجْتَنَبَ النَّاسُ كَلَامَنَا فَلَبِثْتُ كَذَلِكَ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ الْأَمْرُ وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمُوتَ فَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ يَمُوتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكُونَ مِنَ النَّاسِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ فَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ مِنْهُمْ وَلَا يُصَلِّي وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيَّ فَأَنْزَلَ اللهُ تَوْبَتَنَا عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَقِيَ الثُّلُثُ الْآخِرُ مِنَ اللَّيْلِ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مُحْسِنَةً فِي شَأْنِي مَعْنِيَّةً فِي أَمْرِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ تِيبَ عَلَى كَعْبٍ قَالَتْ أَفَلَا أُرْسِلُ إِلَيْهِ فَأُبَشِّرَهُ قَالَ إِذًا يَحْطِمَكُمُ النَّاسُ فَيَمْنَعُونَكُمُ النَّوْمَ سَائِرَ اللَّيْلَةِ حَتَّى إِذَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ آذَنَ بِتَوْبَةِ اللهِ عَلَيْنَا وَكَانَ إِذَا اسْتَبْشَرَ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةٌ مِنَ الْقَمَرِ وَكُنَّا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ خُلِّفُوا عَنِ الْأَمْرِ الَّذِي قُبِلَ مِنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ اعْتَذَرُوا حِينَ أَنْزَلَ اللهُ لَنَا التَّوْبَةَ فَلَمَّا ذُكِرَ الَّذِينَ كَذَبُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُتَخَلِّفِينَ وَاعْتَذَرُوا بِالْبَاطِلِ ذُكِرُوا بِشَرِّ مَا ذُكِرَ بِهِ أَحَدٌ قَالَ اللهُ سُبْحَانَهُ يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ الْآيَةَ.



مجھ سے محمد بن نصر نیشاپوری نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن ابی شعیب نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن اعین نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق بن راشد نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبدالرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی، ان سے ان کے والد عبد اللہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد کعب بن مالک سے سنا۔ وہ ان تین صحابہ میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ دو غزووں، غزوہ عسرت (یعنی غزوۂ تبوک) اور غزوۂ بدر کے سوا اور کسی غزوے میں کبھی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے سے نہیں رکا تھا۔ انہوں نے بیان کیا چاشت کے وقت جب رسول اللہ ﷺ (غزوہ سے واپس تشریف لائے) تو میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور آپ کا سفر سے واپس آنے میں معمول یہ تھا کہ چاشت کے وقت ہی آپ (مدینہ) پہنچتے تھے اور سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے (بہر حال) آپ ﷺ نے مجھ سے اور میری طرح عذر بیان



کرنے والے دو اور صحابہ سے دوسرے صحابہ کو بات چیت کرنے سے منع کر دیا۔ ہمارے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ (جو ظاہر میں مسلمان تھے) اس غزوے میں شریک نہیں ہوئے لیکن آپ نے ان میں سے کسی سے بھی بات چیت کی ممانعت نہیں کی تھی۔ چنانچہ لوگوں نے ہم سے بات چیت کرنا چھوڑ دیا۔ میں اسی حالت میں ٹھہرا رہا۔ معاملہ بہت طول پکڑ تا جا رہا تھا۔ ادھر میری نظر میں سب سے اہم معاملہ یہ تھا کہ اگر کہیں (اس عرصہ میں) میں مر گیا تو آپ ﷺ مجھ پر نماز جنازہ نہیں پڑھائیں گے یا آپ ﷺ کی وفات ہو جائے تو افسوس لوگوں کا یہی طرز عمل میرے ساتھ پھر ہمیشہ کے لئے باقی رہ جائے گا، نہ مجھ سے کوئی گفتگو کرے گا اور نہ مجھ پر نماز جنازہ پڑھے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ کی بشارت آپ ﷺ پر اس وقت نازل کی جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ گیا تھا۔ آپ ﷺ اس وقت حضرت ام سلمہ کے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ حضرت ام سلمہ کو مجھ پر بڑا احسان وکرم تھا اور وہ میری مدد کیا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ام سلمہ! کعب کی توبہ قبول ہو گئی۔ انہوں نے عرض کیا۔ پھر میں ان کے یہاں کسی کو بھیج کر یہ خوشخبری نہ پہنچوا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ خبر سنتے ہی لوگ جمع ہو جائیں گے اور ساری رات تمہیں سونے نہیں دیں گے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فجر کی نماز پڑھنے کے بعد بتایا کہ اللہ نے ہماری توبہ قبول کر لی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جب یہ خوشخبری سنائی تو آپ کا چہرہ مبارک منور ہو گیا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اور (غزوہ میں نہ شریک ہونے والے دوسرے لوگوں سے) جنہوں نے معذرت کی تھی اور ان کی معذرت قبول بھی ہو گئی تھی، ہم تین صحابہ کا معاملہ بالکل مختلف تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول ہونے کے متعلق وحی نازل کی، لیکن جب ان دوسرے غزوہ میں شریک نہ ہونے والے لوگوں کا ذکر کیا، جنہوں نے آپ ﷺ کے سامنے جھوٹ بولا تھا اور جھوٹی معذرت کی تھی تو اس درجہ برائی کے ساتھ کیا کہ کسی کا بھی اتنی برائی کے ساتھ ذکر نہ کیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ لوگ تمہارے سب کے سامنے عذر پیش کریں گے، جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تو آپ کہہ دیں کہ بہانے نہ بناؤ ہم ہر گز تمہاری بات نہ مانیں گے! بے شک ہم کو اللہ تمہاری خبر دے چکا ہے اور عنقریب اللہ اور اس کا رسول تمہارا عمل دیکھ لیں گے۔ آخر آیت تک۔



۱۹۔ بَابُ قَوْلِهِ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔"

باب: آیت (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ ....) کی تفسیر

۴۶۷۸: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ

تَبُوكَ فَوَاللهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْلَاهُ اللهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِي هٰذَا كَذِبًا وَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿لَقَدْ تَابَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ إِلَى قَوْلِهِ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾.

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک نے اور ان سے عبد اللہ بن کعب بن مالک نے، وہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر چلتے تھے۔ (جب وہ نابینا ہو گئے تھے) عبد اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ غزوہ تبوک میں اپنی غیر حاضری کا قصہ بیان کر رہے تھے، کہا کہ خدا کی قسم! سچ بولنے کا جتنا عمدہ پھل اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا، کسی کو نہ دیا ہوگا۔ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میں نے اس بارے میں سچی بات کہی تھی، اس وقت سے آج تک کبھی جھوٹ کا ارادہ بھی نہیں کیا اور اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل کی تھی کہ بے شک اللہ نے نبی پر اور مہاجرین وانصار پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی۔ آخر آیت مع الصادقین تک۔



٢۔ بَابُ قَوْلِهِ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾

"تمہارے پاس ایک ایسے رسول تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں، تمہاری تکلیف ان پر بہت گراں گزرتی ہے، وہ تمہاری (بھلائی) کے انتہائی حریص ہیں اور ایمان والوں کے حق میں تو بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

شرح بخاری

باب: آیت ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ کی تفسیر

«مِنَ الرَّأْفَةِ»

لفظ رؤف، رافۃ سے ماخوذ ہے۔

٤٦٧٩: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوهُ وَإِنِّي لَأَرَى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِيهِ حَتَّى شَرَحَ اللهُ لِذٰلِكَ صَدْرِي وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ





فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ وَلَا نَتَّهِمُكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْأَكْتَافِ وَالْعُسُبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ (لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ) إِلَى آخِرِهِمَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِي جُمِعَ فِيهَا الْقُرْآنُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَاللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَقَالَ مُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ وَتَابَعَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ أَبُو ثَابِتٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَقَالَ مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ.

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے عبید اللہ بن سباق نے خبر دی اور ان سے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے جو کاتب وحی تھے، بیان کیا کہ جب (۱۱ھ) میں یمامہ کی لڑائی میں (جو مسلیمہ کذاب سے ہوئی تھی) بہت سے صحابہ مارے گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا، ان کے پاس حضرت عمر بھی موجود تھے، انہوں نے مجھ سے کہا، عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگ یمامہ میں بہت زیادہ مسلمان شہید ہو گئے ہیں اور مجھے خطرہ ہے کہ (کفار کے ساتھ) لڑائیوں میں یونہی قرآن کے علماء اور قاری شہید ہوں گے اور اس طرح بہت سا قرآن ضائع ہو جائے گا، اب تو ایک ہی صورت ہے کہ آپ قرآن کو ایک جگہ جمع کرا دیں اور میری رائے تو یہ ہے کہ آپ ضرور قرآن کو جمع کرا دیں۔ حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کہ اس پر میں نے عمر سے کہا، ایسا کام میں کس طرح کر سکتا ہوں جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تھا۔ حضرت عمر نے کہا، خدا کی قسم! یہ تو محض ایک نیک کام ہے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے اس معاملہ پر بات کرتے رہے اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کے لئے میرا بھی سینہ کھول دیا اور میری بھی رائے وہی ہو گئی جو عمر کی تھی۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر وہیں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، تم جوان اور سمجھدار ہو ہمیں تم پر کسی قسم کا شبہ بھی نہیں اور تم آنحضرت کی وحی لکھا بھی کرتے تھے، اس لئے تم ہی قرآن مجید کو جا بجا

سے تلاش کر کے اسے جمع کر دو۔ خدا کی قسم کہ اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے کوئی پہاڑ اٹھا کے لے جانے کے لئے کہتے تو یہ میرے لئے اتنا بھاری نہیں تھا جتنا قرآن کی ترتیب کا حکم۔ میں نے عرض کیا آپ لوگ ایک ایسے کام کے کرنے پر کس طرح آمادہ ہو گئے، جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تھا تو ابو بکر نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ ایک نیک کام ہے۔ پھر میں ان سے اس مسئلہ پر گفتگو کرتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کے لیے میرا بھی سینہ کھول دیا۔ جس طرح ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تھا۔ چنانچہ میں اٹھا اور میں نے کھال، ہڈی اور کھجور کی شاخوں سے (جن پر قرآن مجید لکھا ہوا تھا، اس دور کے رواج کے مطابق) قرآن مجید کو جمع کرنا شروع کر دیا اور لوگوں کے (جو قرآن کے حافظ تھے) حافظہ سے بھی مدد لی اور سورۃ توبہ کی دو آیتیں خزیمہ انصاری کے پاس مجھے ملیں۔ ان کے علاوہ کسی کے پاس مجھے نہیں ملی تھی۔ (وہ آیتیں یہ تھیں) (لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم) آخر تک۔ پھر مصحف جس میں قرآن مجید جمع کیا گیا تھا، ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا، آپ کی وفات کے بعد عمر کے پاس محفوظ رہا، پھر آپ کی وفات کے بعد آپ کی صاحبزادی (ام المؤمنین حفصہ کے پاس محفوظ رہا) شعیب کے ساتھ اس حدیث کو عثمان بن عمر اور لیث بن سعد نے بھی یونس سے، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا، اور لیث نے کہا مجھ سے عبد الرحمن بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا اس میں خزیمہ کے بدلے ابو خزیمہ انصاری ہے اور موسیٰ نے ابراہیم سے روایت کی، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، اس روایت میں بھی ابو خزیمہ ہے۔ موسیٰ بن اسماعیل کے ساتھ اس حدیث کو یعقوب بن ابراہیم نے بھی اپنے والد ابراہیم بن سعد سے روایت کیا اور ابو ثابت محمد بن عبید اللہ مدنی نے، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا اس روایت میں شک کے ساتھ خزیمہ یا ابو خزیمہ مذکور ہے۔



قولہ "ھو واللہ خیر" یعنی قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کرنا نیک کام ہے، پہلے صحابہ کرام نے اس کام میں توقف کیا یہ سمجھتے ہوئے کہ کہیں یہ کام بدعت نہ ہو، گویا صحابہ کرام دین میں بدعتوں سے بہت بچتے تھے، کیونکہ خیر کے کام کو مبادی میں اختیار کیا جاسکتا ہے، مقاصد میں اگرچہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے، جب تک کسی کام کے بارہ میں اللہ و رسول کی نص نہ ہو تو مقاصد میں نیا کام نکالنا بدعت ہوتا ہے مبادی میں یہ اس لیے جائز ہے کہ مبادی میں عقل کو دخل ہوتا ہے، مبادی میں جواز سے مراد یہ ہے کہ اس پر مقصد مرتب ہوتا ہو، اگر اس پر کوئی مقصد مرتب ہو تو اسے اختیار کرنا جائز ہے، قرآن کریم کے جمع کرنے کے بارہ میں بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ قرآن کو لکھوالینا مبادی میں سے ہے، تاکہ قرآن ضائع نہ ہو جائے اگر لکھ کر جمع کر لیا جائے گا تو ضائع نہیں ہو گا، قرآن کریم کو لکھ لینا مبادی میں سے تھا، مقاصد میں سے نہیں قرآن کریم پر عمل کرنا مقاصد سے ہے، اور مبادی میں بدعات جاری نہیں ہوتیں کیونکہ ان میں عقل کو دخل ہوتا ہے، جیسا کہ علم صرف اور علم نحو سیکھنا مبادی سے ہے یہ اس لیے سیکھا جاتا



ہے تا کہ اعراب کا پتہ چل جائے، لہذا کسی چیز کا مبدا ہونا معلوم ہو جائے کہ واقعی فلاں چیز مبدا ہے تو وہ جائز ہوتا ہے، اس میں عقل سے دخل دیا جا سکتا ہے بخلاف مقاصد کے، مقاصد کا تعلق نبوت سے ہوتا ہے، مطلقاً ہر بہتر کام جائز نہیں ہوتا، ہاں مبادی میں بہتر کام جائز ہوتا ہے کیونکہ ان میں عقل کو دخل ہوتا ہے، مقاصد میں عقل کو دخل نہیں ہوتا، جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کے مسئلہ میں پہلے توقف کیا، پھر غور وفکر کے بعد انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ مبادی کا مسئلہ ہے اور فائدہ مند کام ہے، تو اس کے لیے تیار ہو گئے، ایسے ہی حضرت زید بن ثابت نے بھی توقف کیا تھا، غور وخوض کے بعد اس کام کے کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے تھے، گویا صحابہ کرام بدعات سے بہت متنفر تھے اور کسی کام کے لیے غور وفکر کے بعد قدم اٹھایا کرتے تھے، تا کہ بدعت کا ارتکاب نہ ہو جائے۔

بدعت کے بارہ میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تحقیق بڑی مفید ہے، انہوں نے کہا ہے کہ جس چیز کا داعیہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں موجود ہو، اور باعث موجود ہونے کے ساتھ اس کے کرنے سے کوئی مانع نہ ہو، اور بعد میں کوئی نیا داعیہ بھی پیدا نہ ہوا ہو اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ نے وہ کام نہ کیا ہو بلکہ اسے ترک کیا ہو تو بعد میں اسی باعث کی وجہ سے اگر وہ کام کیا جائے تو یہ بدعت ہو گا، اگر داعی معصیت عباد ہو تو یہ اس کے جواز کا سبب نہیں بنتی۔ بلکہ معصیت کو چھوڑنا ہو گا، یہ چار قیود انہوں نے ذکر کی ہیں ایک یہ کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں اس کام کا داعیہ موجود ہو، دوسری یہ کہ کوئی مانع نہ ہو، تیسری یہ کہ بعد میں کوئی نیا داعی پیدا نہ ہو، سوائے معصیت عباد کے، یہ دراصل چوتھی قید ہے، جیسا کہ اذان سے پہلے صلوٰۃ پڑھنے کا داعیہ نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں موجود تھا کوئی مانع بھی نہیں تھا، بعد میں اس کا نیا داعی بھی پیدا نہیں ہوا، کیونکہ وہی اذان اب ہوتی ہے جو آپ کے زمانہ میں ہوتی تھی، اس کے باوجود آپ نے اذان سے پہلے صلوۃ نہیں سکھائی جو اب شروع کر لی گئی ہے، اور نہ ہی آپ نے اپنے مؤذنوں کو اس کا حکم دیا ہے، آپ کے اسے ترک کرنے کے باوجود اب اگر اذان سے پہلے مروجہ صلوٰۃ پڑھی جائے گی تو یہ بدعت مذمومہ ہو گی ، یہی حکم میلاد منانے اور میت کے تیجے، ساتے، چالیسویں، ششماہی اور برسی منانے کا ہے۔



ہاں آپ کے زمانہ میں اگر کسی کام کے کرنے سے مانع پایا جاتا ہو جس کی وجہ سے آپ نے وہ کام نہ کیا ہو اور بعد میں وہ مانع اٹھ گیا ہو، تو مانع اٹھ جانے کے بعد اس کام کا کرنا بدعت نہیں ہو گا، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز تراویح کا چند راتیں قیام کرانے کے بعد اس کی جماعت کو چھوڑ دیا تھا، کیونکہ اس کے فرض ہو جانے کا احتمال موجود تھا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔ خشیت أن یکتب علیکم[1] لیکن آپ کی وفات کے بعد جبکہ وحی کا سلسلہ بند ہو گیا تو یہ مانع اٹھ گیا ہے، تو اب نماز تراویح کی جماعت کرانا بدعت نہیں ہو گا، کیونکہ آپ کا ترک جماعت مانع کی وجہ سے تھا جو اب اٹھ گیا ہے، اسی طرح آپ کے زمانہ میں جمع قرآن سے مانع موجود تھا اگرچہ قرآن مختلف جگہوں میں لکھا ہوا موجود تھا، لیکن اسے آپ کی حیات مبارکہ میں ایک مصحف کی صورت میں جمع نہیں کیا جا سکتا تھا، کیونکہ مصحف کی شکل دینے کے بعد جو آیات نازل ہوں گی وہ کہاں درج کی جائیں گی، یہ مانع تھا جو آپ کی وفات کے بعد اٹھ گیا تھا، حضرت

---

[1] صحیح بخاری: ۷۲۹۰

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم کو مختلف مقامات سے لیکر ایک مصحف میں جمع کرنے کا حکم دینا بدعت نہیں ہو گا، کیونکہ آپ کے زمانہ میں جو مانع پایا جاتا تھا وہ اب اٹھ گیا تھا۔

اور اگر کسی کام کا داعی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں موجود نہ ہو، بلکہ وہ داعی آپ کی وفات کے بعد پیدا ہوا ہو، تو اس داعی کی بنا پر اس کام کے کرنے کو بھی بدعت نہیں کہا جائے گا، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مانعین زکوٰۃ سے قتال کرنا بدعت نہیں ہے، کیونکہ زکوٰۃ روکنے کا داعی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں نہیں پایا گیا، بلکہ یہ داعی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیدا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے مانعین زکاۃ کے خلاف لڑائی کی تھی، اور ان کا یہ قتال بدعت نہیں کہلائے گا، لیکن اگر بعد میں پیدا ہونے والا داعی معصیت عباد ہو تو اس کام کا کرنا جائز نہیں ہو گا، بلکہ معصیت کو چھوڑنا ہو گا، جیسا کہ بنو امیہ اپنے خطبہ میں اہل بیت کو بُرا بھلا کہا کرتے تھے تو لوگوں نے خطبہ سننا چھوڑ دیا، وہ نماز عید پڑھ کر اٹھ جاتے تھے تو انہوں نے خطبہ نماز سے پہلے دینا شروع کر دیا تھا، تا کہ خطبہ سن کر ہی جائیں، تو یہ جائز نہیں ہو گا، کہ وہ خطبہ نماز سے پہلے کریں انہیں چاہیے تھا کہ اہل بیت کو بُرا بھلا کہنے کی معصیت کو چھوڑتے۔

اصل چیز یہ ہے کہ جو نیا کام کیا جائے اس کے لیے دلیل کی ضرورت ہے، وہ دلیل قرآن کریم کی آیت ہو یا حدیث نبوی ہو، یا اجماع ہو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی لوگ فوت ہوتے تھے اور ایصال ثواب کی بھی ضرورت تھی، لیکن خیر القرون میں کسی میت کا تیجہ، ساتہ، چالیہ وغیرہ نہیں کیا گیا، اور نہ ہی اس پر کتاب وسنت سے کوئی دلیل ہے، لہٰذا یہ تشریع جائز نہیں ہے، قرآن وسنت میں اگرچہ صدقہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور یہ حکم مطلق ہے اور یہ بات اس سے قبل گذر چکی ہے کہ صدقہ کی دو حیثیتیں ہیں ایک ہے صدقہ فی ہذا الیوم، یعنی دن کی تعیین کر کے صدقہ کرنا اور ایک ہے مطلق صدقہ کرنا، جو اتفاقاً تیسرے دن میں آجائے تو کوئی حرج نہیں ہے، لیکن پہلی صورت سے مراد یہ ہے کہ ظرف کو ملحوظ رکھ کر صدقہ کرنا کہ اسی دن ہی صدقہ دینا ہے، اور اسے شریعت بنا لینا جائز نہیں ہے، جیسے کہ زید حیوان ناطق معروض للتشخص تو انسان کا فرد ہے۔ اور حیوان ناطق مع التشخص اس کا فرد نہیں ہے، اس دن صدقہ کو ضروری سمجھنے والے ظرف کو جزء قرار دے دیتے ہیں، جیسا کہ ظہر کی نماز اور مطلق نماز میں فرق ہے، ایسے ہی یہاں فرق ہے لہٰذا مطلق سے استدلال کرنا استدلال بالمتشابہات ہے، دوسرا استدلال ان کا قیاس سے ہے، حالانکہ قیاس تب جائز ہوتا ہے جبکہ علت کا الغاء نہ ہو، شریعت نے داعی ہونے کے باوجود اور مانع نہ ہونے کے باوجود حکم نہیں لگایا تو علت کا الغاء کر دیا ہے، اور علت جب ملغیٰ ہو جائے تو قیاس جائز نہیں ہوتا، معلوم ہوا قرآن وحدیث سے استدلال اس مسئلہ پر نہیں ہو سکتا، اور قیاس بھی باطل ہو گیا، اور اس پر اجماع بھی ثابت نہیں ہے اس کے باوجود شافعی جواز کے قائل ہیں، شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص سنت سمجھ کر اس دن صدقہ کرے تو یہ بدعت ہے، اور اگر وہ رواجی طور پر کرتا ہے تو بدعت حکمی ہے، فرض یا واجب یا سنت سمجھ کر دن کی تعیین کرنا بدعت ہے، ایسے ہی احناف کا تقلید کو واجب کہنا بھی بدعت ہے۔





سورة یونس

سورۂ یونس کی تفسیر

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ هُوَ الغَنِيُّ﴾ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ: ﴿أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ﴾ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: خَيْرٌ. يُقَالُ: ﴿تِلْكَ آيَاتُ﴾ يَعْنِي هَذِهِ أَعْلاَمُ القُرْآنِ، وَمِثْلُهُ: ﴿حَتَّى إِذَا كُنْتُمْ فِي الفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ﴾ المَعْنَى بِكُمْ، يُقَالُ: ﴿دَعْوَاهُمْ﴾ دُعَاؤُهُمْ، ﴿أُحِيطَ بِهِمْ﴾ دَنَوْا مِنَ الهَلَكَةِ، ﴿أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ﴾ فَاتَّبَعَهُمْ: وَأَتْبَعَهُمْ وَاحِدٌ، ﴿عَدْوًا﴾ مِنَ العُدْوَانِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿وَلَوْ يُعَجِّلُ اللهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالخَيْرِ﴾ قَوْلُ الإِنْسَانِ لِوَلَدِهِ وَمَالِهِ إِذَا غَضِبَ: اللَّهُمَّ لاَ تُبَارِكْ فِيهِ ﴿لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ﴾ لَأُهْلِكَ مَنْ دُعِيَ عَلَيْهِ وَلَأَمَاتَهُ، ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الحُسْنَى﴾ مِثْلُهَا حُسْنَى. ﴿وَزِيَادَةٌ﴾ مَغْفِرَةٌ وَرِضْوَانٌ وَقَالَ غَيْرُهُ: النَّظَرُ إِلَى وَجْهِهِ الكِبْرِيَاءُ المُلْكُ.

یعنی عیسائی کہتے ہیں کہ اللہ نے ایک بیٹا بنا رکھا ہے۔ سبحان اللہ، وہ بے نیاز ہے اور زید بن اسلم نے کہا "ان لهم قدم صدق" سے حضرت محمد ﷺ مراد ہیں۔ اور مجاہد نے بیان کیا کہ اس سے بھلائی مراد ہے۔ "تلك آيات" میں تلک جو حاضر کے لیے ہے مراد اس سے غائب ہے۔ یعنی یہ قرآن کی نشانیاں ہیں، اسی طرح اس آیت۔ حتی اذا کنتم فی الفلك وجرين بهم میں بھم سے بکم مراد ہے یعنی غائب سے حاضر مراد ہے "دعواهم" ای دعائهم ان کی دعا احیط بهم یعنی ہلاکت و بربادی کے قریب آ گئے، جیسے "احاطت به خطيئته" یعنی گناہوں نے اس کو سب طرف سے گھیر لیا۔ فاتبعهم اور اتبعهم کے ایک معنٰی ہیں "عدوا" عدوان سے نکلا ہے۔ آیت "يعجل الله للناس الشر استعجالهم بالخير" کے متعلق مجاہد نے کہا کہ اس سے مراد غصہ کے وقت آدمی کا اپنی اولاد اور اپنے مال کے متعلق یہ کہنا کہ اے اللہ! اس میں برکت نہ فرما اور اس کو اپنی رحمت سے دور کر دے تو (بعض اوقات ان کی یہ دعا نہیں لگتی) کیونکہ ان کی تقدیر کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہوتا ہے اور (بعض اوقات) جس پر بددعا کی جاتی ہے، وہ ہلاک و برباد ہو جاتے ہیں۔ للذين أحسنوا الحسنى وزيادة" میں مجاہد نے کہا وزیادۃ سے مغفرت اور اللہ کی رضامندی مراد ہے دوسرے لوگوں نے کہا وزیادۃ سے اللہ کا دیدار مراد ہے۔ الكبرياء سے سلطنت اور بادشاہی مراد ہے۔



قولہ "فنبت بالماء" یعنی پانی برسنے کی وجہ سے زمین سے ہر قسم کی انگوریاں پیدا ہوئیں۔

قولہ "قدم صدق" یعنی سچا پیش رو، زید بن اسلم نے کہا ہے کہ اس سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ اور مجاہد نے کہا کہ اس سے مراد خیر اور بھلائی ہے یعنی آگے بھیجی ہوئی سچائی والی چیز، اور مراد اس سے نیک عمل ہیں جو کہ خیر اور بھلائی ہیں۔



قولہ "تلك آيات" یعنی هذا أعلام القرآن اس سے امام بخاری کا مقصود یہ کہ تِلْكَ اگرچہ اسم شارہ بعید کے لیے ہوتا ہے لیکن یہاں اس آیت کریمہ میں یہ اسم اشارہ قریب یعنی هذهٖ کے معنیٰ میں ہے، کافیہ والے نے یقال سے تعبیر کرتے ہوئے کہا ہے ویقال ذا للقریب وذلك للبعید وذاك للمتوسط یعنی ذا قریب کے لیے اور ذلك بعید کے لیے اور ذاك متوسط کے لیے آتا ہے، لیکن بعض کے نزدیک یہ ہر قسم کے مشار الیہ کے لیے آجاتے ہیں اور یہ سب ایک جیسے ہیں، امام بخاریؒ ان میں فرق کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ کہ هذهٖ قریب کے لیے آتا ہے اور تلك بعید کے لیے استعمال ہوتا ہے، لیکن تلك آيات میں بعید کے لفظ سے مراد قریب ہے، عرب لوگ بعض دفعہ قریب چیز کو بعید سے تعبیر کر دیتے ہیں، اور اس میں حکمت یہ ہے کہ اس کی شان اور اس کے بلند مرتبہ کو بعد زمانی یا بعد مکانی سے تعبیر کرنا، یعنی وہ آیات جو بڑی بلند مرتبہ ہیں۔

قولہ "ومثله" اس کے بعد اس کی مثال دیتے ہیں کہ جَرَيْنَ بِهِمْ میں بھی قریب کو بعید سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس آیت کریمہ میں کنتم مخاطب ہے اور مخاطب قریب ہوتا ہے اور جَرَيْنَ بِهِمْ غائب کا صیغہ ہے۔ اور غائب چیز بعید ہے، ایسے تلك آيات الكتاب میں قریب آیات کو بعید سے تعبیر کیا گیا ہے۔

قولہ "ولو يعجل الله" یعنی اگر اللہ تعالیٰ خیر اور بھلائی کی طرح شر اور برائی بھی مانگنے پر جلدی دیتا جائے تو لوگوں کا فیصلہ ہو جائے، غصے کی صورت میں مال اور اولاد کے لیے بدعاء کی جائے تو وہ وہیں مر جائے۔



قولہ "للذين أحسنوا" اس کی ترکیب دو طرح ہو سکتی ہے کہ للذين أحسنوا خبر مقدم ہو اور الْحُسنى مبتداء موخر ہو، یا الحُسنى کے بعد مبتداء محذوف ہو ای الحسنیٰ مِثْلُها یعنی نیکی کرنے والوں کے لیے اس کی مثل حُسنیٰ ہے۔

قولہ "وزيادة" اس سے مراد بخشش اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے غیر مجاہد کے نزدیک اس سے مراد دیدار الٰہی ہے۔

٢ - بَابُ قَوْلِهِ (وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ، فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا، حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الغَرَقُ قَالَ: آمَنْتُ أَنَّهُ لاَ إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ)

"اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار کر دیا، پھر فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم کرنے کے (ارادہ) سے ان کا پیچھا کیا۔ (وہ سب سمندر میں ڈوب گئے اور فرعون بھی ڈوبنے لگا تو وہ بولا) میں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی خدا نہیں سوائے اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی مسلمان ہوتا ہوں۔"

نُنَجِّيكَ نُلْقِيكَ عَلَى نَجْوَةٍ مِنَ الأَرْضِ، وَهُوَ النَّشَزُ: المَكَانُ المُرْتَفِعُ.

نجوة کے معنی ہیں، اونچی جگہ یعنی ہم تیری لاش کو اونچی جگہ پر ڈال دیں گے۔



٤٦٨٠: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَدِينَةَ وَاليَهُودُ

تَصُومُ عَاشُورَاءَ، فَقَالُوا: هَذَا يَوْمٌ ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: «أَنْتُمْ أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْهُمْ فَصُومُوا»

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہود عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اسی دن موسیٰ کو فرعون پر فتح ملی تھی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہم ان سے بھی زیادہ مستحق ہیں۔ اس لئے تم بھی روزہ رکھو۔

سورۃ ھود

وَقَالَ أَبُو مَيْسَرَةَ: «الأَوَّاهُ: الرَّحِيمُ بِالحَبَشِيَّةِ» وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَادِيَ الرَّأْيِ: مَا ظَهَرَ لَنَا وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الجُودِيُّ جَبَلٌ بِالْجَزِيرَةِ وَقَالَ الحَسَنُ: إِنَّكَ لَأَنْتَ الحَلِيمُ: يَسْتَهْزِئُونَ بِهِ» وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَقْلِعِي أَمْسِكِي عَصِيبٌ شَدِيدٌ. لَا جَرَمَ بَلَى وَفَارَ التَّنُّورُ نَبَعَ المَاءُ» وَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَجْهُ الأَرْضِ.

ابو میسرہ (عمرو بن شرجیل) نے کہا اواہ حبشی زبان میں مہربان رحم دل کو کہتے ہیں۔ اور ابن عباس نے کہا بادی الرای کا معنیٰ جو ہم کو ظاہر ہوا۔ اور مجاہد نے کہا جودی ایک پہاڑ ہے اس جزیرہ میں جو دجلہ اور فرات کے بیچ میں موصل کے قریب ہے اور امام حسن بصری نے کہا۔ (انك لا نت الحليم الرشيد) یہ کافروں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو ٹھٹھے کی راہ سے کہا تھا۔ اور ابن عباس نے کہا اقلعی کے معنیٰ تھم جا عصیب کے معنیٰ سخت۔ لا جرم کا معنیٰ کیوں نہیں (یعنی ضروری ہے) وفا التنور کا معنیٰ پانی پھوٹ نکلا۔ عکرمہ نے کہا تنور سطح زمین کو کہتے ہیں۔

قولہ "بادِی الرأیِ" بخاری نے اس کے تین معانی بیان کیے ہیں، ایک یہ کہ ہماری رائے میں یہ رذیل لوگ ہیں، ظاہر سے یعنی اوپر سے مسلمان ہوئے ہیں باطن سے نہیں، اس سے آگے جا کر یہ معنیٰ کیا ہے کہ یہ بادی الرای یعنی موٹی عقل والے ہیں، اور اس کا تیسرا معنی یہ بھی کیا گیا ہے، «فی أول الرأیِ» یعنی انہوں نے بغیر سوچے سمجھے مان لیا ہے۔

قولہ "بالجزیرۃ" جزیرہ سے یہاں مراد وہ جگہ ہے جو دریائے دجلہ اور فُرات کے درمیان ہے۔

قولہ "یَسْتَھْزِئُونَ" یعنی وہ شعیب علیہ السلام کو أنت الحلیم تو بڑا حلیم ہے، بطور مذاق کہتے تھے۔

قولہ "لا جرم أی بلی" لا جرم کا معنی لا شک ہے۔ اس لیے اس کا معنی بلی کیا ہے ویسے جَرَمَ قطع کے معنی میں ہوتا ہے۔

قولہ "نبع الماءُ" «فَارَ» کا معنی ہے اس کے بعد عکرمہ نے تَنُّور کا معنی «وجه الأرض» سطح زمین کیا ہے۔

ا۔ باب: (أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ

يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ)

"یاد رکھو وہ لوگ اپنے سینوں کو دہرا کیے دیتے ہیں تاکہ اپنی باتیں (اللہ) سے چھپا سکیں۔ یاد رکھو کہ وہ لوگ جس وقت اپنے کپڑے لپیٹتے ہیں وہ اس وقت بھی سب جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں۔ بالیقین وہ دلوں کے اندر کی باتیں جانتا ہے۔"

باب آیت (أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ) کی تفسیر

وَقَالَ غَيْرُهُ: وَحَاقَ نَزَلَ. يَحِيقُ يَنْزِلُ يَئُوسٌ: فَعُولٌ مِنْ يَئِسْتُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: تَبْتَئِسْ تَحْزَنْ. يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ شَكٌّ وَامْتِرَاءٌ فِي الحَقِّ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ مِنَ اللَّهِ إِنِ اسْتَطَاعُوا»

عکرمہ کے سوا اور لوگوں نے کہا کہ حاق کا معنی اتر پڑا اسی سے ہے یحیق یعنی اترتا ہے انہ لیوس کفور میں یوس کا معنی نا امید ہونا۔ جو بروزن فعول ہے۔ یہ یئست سے نکلا ہے اور مجاہد نے کہا لا تبتئس کا معنی غم نہ کھا یثنون صدورھم کا مطلب یہ ہے کہ حق بات میں شک وشبہ کرتے ہیں۔ لیستخفوا منہ یعنی اگر ہو سکے تو اللہ سے چھپا لیں۔

خبردار وہ اپنے سینوں کو موڑتے ہیں، اور انہیں بل دیتے اور دہرا کرتے ہیں، اور سینوں کو بل دینے سے مراد یہ ہے کہ ان کے دلوں میں شک ہے، اور ان کے دلوں میں بل پڑے ہوئے ہیں، تاکہ وہ خود کو (یا اپنی باتوں کو) اللہ تعالیٰ سے چھپالیں، خبردار جب وہ اپنے آپ کو چھپانے کے لیے اپنے کپڑے اوڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سینوں کے راز بھی جانتا ہے۔

یا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بات کرتے وقت دوسرے کے کندھے پر منہ رکھ دیتے ہیں، تاکہ درمیان میں فاصلہ نہ رہے، اور بات اونچی نہ کرنی پڑے ورنہ غیر سن لیں گے، بعض کہتے ہیں کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ بول وبراز کے وقت اللہ تعالیٰ سے چھپنے کے لیے اپنے سر نیچے کر لیتے اور جھکا لیتے تھے اور یہ منافقوں کا ذکر ہے، اور ان کے ایسے تکلفات کے بارہ میں بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے چھپ نہیں سکتے، اور نہ ہی اپنی باتوں کو چھپا سکتے ہیں۔

٤٦٨١: حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقْرَأُ: «أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِي صُدُورُهُمْ» قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْهَا. فَقَالَ: «أُنَاسٌ كَانُوا يَسْتَحْيُونَ أَنْ يَتَخَلَّوْا فَيُفْضُوا إِلَى السَّمَاءِ، وَأَنْ يُجَامِعُوا نِسَاءَهُمْ فَيُفْضُوا إِلَى السَّمَاءِ فَنَزَلَ ذَلِكَ فِيهِمْ

ہم سے حسن بن محمد بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے حجاج بن محمد اعور نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا کہ مجھ کو محمد بن عباد بن جعفر نے خبر دی اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

سے سنا کہ آپ آیت کی قرات اس طرح کرتے تھے۔ الا انھم یثنون صدورھم میں نے ان سے آیت کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ اس میں حیا کرتے تھے کہ کھلی ہوئی جگہ میں حاجت کے لئے بیٹھنے میں، آسمان کی طرف ستر کھولنے میں، اس طرح صحبت کرتے وقت آسمان کی طرف کھولنے میں پروردگار سے شرماتے۔

٤٦٨٢: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَرَأَ: أَلاَ إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِي صُدُورُهُمْ قُلْتُ: يَا أَبَا العَبَّاسِ مَا تَثْنَوْنِي صُدُورُهُمْ؟ قَالَ: «كَانَ الرَّجُلُ يُجَامِعُ امْرَأَتَهُ فَيَسْتَحِي أَوْ يَتَخَلَّى فَيَسْتَحِي» فَنَزَلَتْ: أَلاَ إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ»

مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، انہیں محمد بن عباد بن جعفر نے خبر دی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس طرح قرات کرتے تھے۔ الا انھم تثنونی صدورھم محمد بن عباد نے پوچھا، اے ابو العباس یثنون صدورھم کا کیا مطلب ہے؟ بتلایا کہ کچھ لوگ اپنی بیوی سے ہم بستری کرنے میں حیا کرتے اور خلاء کے لئے بیٹھتے ہوئے بھی حیا کرتے تھے۔ انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ الا انھم یثنون صدورھم آخر آیت تک۔



٤٦٨٣: حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ (أَلاَ إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلاَ حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ) وَقَالَ غَيْرُهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْتَغْشُونَ يُغَطُّونَ رُءُوسَهُمْ سِيءَ بِهِمْ سَاءَ ظَنُّهُ بِقَوْمِهِ وَضَاقَ بِهِمْ بِأَضْيَافِهِ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ بِسَوَادٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ إِلَيْهِ أُنِيبُ أَرْجِعُ.

ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ ابن عباس نے آیت کی قرات اس طرح کی تھی الا انھم یثنون صدورھم لیستخفوا منہ الا حین یستغشون ثیابھم اور عمرو بن دینار کے علاوہ اوروں نے بیان کیا حضرت ابن عباس سے کہ یستغشون یعنی اپنے سر چھپا لیتے ہیں سی بھم یعنی اپنی قوم سے وہ بدگمان ہوا۔ وضاق بھم یعنی اپنے مہمانوں کو دیکھ کر وہ تنگ دل ہوا کہ ان کی قوم انہیں بھی پریشان کرے گی بقطع من اللیل یعنی رات کی سیاہی میں اور مجاہد نے کہا انیب کے معنی میں رجوع کرتا ہوں (متوجہ ہوتا ہوں





قولہ "وقال غیرہ" غیرہ سے مراد عمرو بن دینار کا غیر ہے۔

٢۔ بَابُ قَوْلِهِ: وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ

"یعنی اللہ کا عرش پانی پر تھا۔"



باب آیت (وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ...الاية) کی تفسیر

٤٦٨٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَدُ اللهِ مَلْأَى لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ اعْتَرَاكَ افْتَعَلَكَ مِنْ عَرَوْتُهُ أَيْ أَصَبْتُهُ وَمِنْهُ يَعْرُوهُ وَاعْتَرَانِي آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا أَيْ فِي مِلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ عَنِيدٌ وَعَنُودٌ وَعَانِدٌ وَاحِدٌ هُوَ تَأْكِيدُ التَّجَبُّرِ اسْتَعْمَرَكُمْ جَعَلَكُمْ عُمَّارًا أَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرَى جَعَلْتُهَا لَهُ نَكِرَهُمْ وَأَنْكَرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ حَمِيدٌ مَجِيدٌ كَأَنَّهُ فَعِيلٌ مِنْ مَاجِدٍ مَحْمُودٌ مِنْ حَمِدَ سِجِّيلٌ الشَّدِيدُ الْكَبِيرُ سِجِّيلٌ وَسِجِّينٌ وَاللَّامُ وَالنُّونُ أُخْتَانِ وَقَالَ تَمِيمُ بْنُ مُقْبِلٍ وَرَجْلَةٍ يَضْرِبُونَ الْبَيْضَ ضَاحِيَةً ضَرْبًا تَوَاصَى بِهِ الْأَبْطَالُ سِجِّينَا.

﴿وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ «أَيْ إِلَى أَهْلِ مَدْيَنَ، لِأَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ». وَمِثْلُهُ ﴿وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ﴾ «وَاسْأَلِ الْعِيرَ: يَعْنِي أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَأَصْحَابَ الْعِيرِ». ﴿وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا﴾ يَقُولُ لَمْ تَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ، وَيُقَالُ: إِذَا لَمْ يَقْضِ الرَّجُلُ حَاجَتَهُ، ظَهَرْتَ بِحَاجَتِي، وَجَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا، وَالظِّهْرِيُّ هَا هُنَا: أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً أَوْ وِعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ ﴿أَرَاذِلُنَا﴾ «سُقَّاطُنَا ﴿إِجْرَامِي﴾ هُوَ مَصْدَرٌ مِنْ أَجْرَمْتُ، وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ جَرَمْتُ». ﴿الْفُلْكَ﴾ «وَالْفَلَكُ وَاحِدٌ، وَهِيَ السَّفِينَةُ وَالسُّفُنُ» ﴿مُجْرَاهَا﴾ مَدْفَعُهَا، وَهُوَ مَصْدَرُ أَجْرَيْتُ، وَأَرْسَيْتُ: حَبَسْتُ «، وَيُقْرَأُ: ﴿مَرْسَاهَا﴾: «مِنْ رَسَتْ هِيَ» ﴿وَمَجْرَاهَا﴾: «مِنْ جَرَتْ هِيَ»، وَ﴿مُجْرِيهَا وَمُرْسِيهَا﴾: «مِنْ فُعِلَ بِهَا». ﴿رَاسِيَاتٌ﴾ «ثَابِتَاتٌ»



ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا۔ ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندو! (میری راہ میں) خرچ کرو تو میں بھی تم پر خرچ کروں گا اور فرمایا، اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ رات اور دن مسلسل کے خرچ سے بھی اس میں کم نہیں ہوتا اور فرمایا تم نے دیکھا نہیں جب سے اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے، مسلسل خرچ کئے جا رہا ہے لیکن اس کے ہاتھ میں کوئی کمی نہیں ہوئی، اس کا عرش پانی پر تھا اور اس کے ہاتھ میں میزان عدل ہے جسے وہ جھکاتا اور اٹھاتا رہتا ہے۔ اعتراك باب افتعال سے ہے عروتہ سے یعنی میں نے اس کو پکڑ پایا اسی سے ہے۔ یعروہ مضارع کا صیغہ اور اعترانی اخذ بنا



صیتھا یعنی اس کی حکومت اور قبضہ قدرت میں ہیں عنید اور عنود اور عاند سب کے معنی ایک ہی ہیں یعنی سرکش مخالف اور یہ جبار کی تاکید ہے۔ استعمر کم تم کو بسایا آباد کیا۔ عرب لوگ کہتے ہیں۔ اعمرته الدار فھي عمری۔ یعنی یہ گھر میں نے اس کو عمر بھر کے لئے دے ڈالا۔ نکرھم اور انکرھم اور استنکرھم سب کے ایک ہی معنی ہیں۔ یعنی ان کو پردیسی سمجھا۔ حمید فعیل کے وزن پر ہے بہ معنی محمود سراہا گیا اور مجید ماجد کے معنی میں ہے۔ (یعنی کرم کرنے والا) سجیل اور سجین دونوں کے معنی سخت اور بڑا کے ہیں۔ لام اور نون بہنیں ہیں (ایک دوسرے سے بدلی جاتی ہیں) تمیم بن مقبل شاعر کہتا ہے۔ بعضے پیدل دن دھاڑے خود پر ضرب لگاتے ہیں ایسی ضرب جس کی سختی کے لئے بڑے بڑے پہلوان اپنے شاگردوں کو وصیت کیا کرتے ہیں۔ والیٰ مدین یعنی مدین والوں کی طرف کیونکہ مدین ایک شہر کا نام ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا واسال القرية یعنی گاؤں والوں سے پوچھ واسال العير یعنی قافلہ والوں سے پوچھ وراء کم ظھریا یعنی پس پشت ڈال دیا اس کی طرف التفات نہ کیا۔ جب کوئی کسی کا مقصد پورا نہ کرے تو عرب لوگ کہتے ہیں ظھرت بحاجتي اور جعلتني ظھریا اس جگہ ظھری کا معنی وہ جانور یا برتن ہے جس کو تو اپنے کام کے لئے ساتھ رکھے۔ اراذلنا ہمارے میں سے کمینے لوگ اجرام اجرمت کا مصدر ہے یا جرمت ثلاثی مجرد فلك اور فلك جمع اور مفرد دونوں کے لئے آتا ہے۔ ایک کشتی اور کئی کشتیوں کو بھی کہتے ہیں۔ مجراھا کشتی کا چلنا یہ اجریت کا مصدر ہے۔ اسی طرح مرساھا ارسیت کا مصدر ہے یعنی میں نے کشتی تھمالی (لنگر کر دیا) بعضوں نے مرساھا بفتح میم پڑھا ہے، رست سے۔ اسی طرح مجراھا بھی جرت سے ہے۔ بعضوں نے مجریھا مرسیھا یعنی اللہ اس کو چلانے والا ہے اور وہی اس کا تھمانے والا ہے یہ معنوں میں مفعول کے ہیں۔ الراسیات کے معنی جمی ہوئی کے ہیں۔



قولہ "اعتراك افتعلك" یعنی یہ باب افتعال سے ھے عَرَوْتُه کا معنیٰ یعنی اَصَبْتُ میں نے اسے پالیا۔

قولہ "أعمرته الدار فھی عمری" یعنی میں نے اسے گھر عمر بھر کے لیے دے دیا، اور وہ اس کے لیے عمریٰ ہے یعنی عمر بھر کے لیے ہے۔

قولہ "أختان" یعنی لام اور نون دونوں ہم مثل ہیں، ایک دوسرے کی جگہ آجاتے ہیں۔

قولہ "الشدید الکبیر" یعنی بڑے سخت پتھر

قولہ "لأن مدین بلدٌ" اصل میں مدین قوم کا نام ہے ان کی وجہ سے شہر کا نام پڑ گیا۔

قولہ "وراء کم ظھریا" یعنی پس پشت ڈال دیا اور اس کی طرف توجہ نہیں کی۔



قولہ "والظھری ھھنا" حالانکہ یہ معنیٰ یہاں مراد نہیں ہے، کہ وہ جانور یا برتن جسے تو ضرورت کے لیے اپنے ساتھ لے، جبکہ یہ معنیٰ اس آیت سے مراد نہیں ہے تو ھاھنا کا مطلب یہ ہے کہ اس محاورہ میں یہ معنی بھی ہے یعنی یہ

بھی ایک محاورہ ہے۔

قولہ "سقاطنا" یعنی ہمارے گرے پڑے لوگ اور ادنیٰ لوگ ہیں۔

قولہ "مجراها ومرساها" مُجْراها بمعنیٰ مذ فعها اس کا چلانا یہ أجْرَيْتُ کا مصدر میمی ہے، ومُرْسَاهاأرْسَيْتُ سے ہے جو کہ حبستُ بمعنی روکنا ہے۔

مجراها ومرساها بھی ایک قراءت ہے جو کہ جزی یجری کا مصدر میمی ہے اور مَرْسَاها رَسَتْ سے ہے۔

مُجْرِيْها ومُرْسِيْها بھی ایک قراءت ہے اسم فاعل کے صیغہ کے ساتھ، یعنی چلانے والا اور ٹھہرانے والا، مَجْراها کو امالہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

قولہ "الراسيات" یعنی ایک ہی جگہ برقرار رہنے والی دیگیں یہ اس سورت کا لفظ نہیں بلکہ سورۃ سبا کا لفظ ہے جسے «مرساها» کی مناسبت سے یہاں ذکر کر دیا گیا ہے۔

۴۔ بَابُ قَوْلِهِ: (وَيَقُولُ الأَشْهَادُ هَؤُلاَءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ، أَلاَ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِينَ)

"اور گواہ کہیں گے کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا، خبردار رہو کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔"



باب: آیت (وَيَقُولُ الأَشْهَادُ هَؤُلاَءِ الَّذِينَ .... الاية) کی تفسیر

وَاحِدُهُ شَاهِدٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَأَصْحَابٍ.

أشهاد، شاهد کی جمع ہے جیسا کہ صاحب کی جمع اصحاب آتی ہے۔

٤٦٨٥: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ وَهِشَامٌ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ بَيْنَا ابْنُ عُمَرَ يَطُوفُ إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَوْ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوَى فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (يُدْنَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهِ) وَقَالَ هِشَامٌ (يَدْنُو الْمُؤْمِنُ) حَتَّى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهُ فَيُقَرِّرُهُ بِذُنُوبِهِ تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا يَقُولُ أَعْرِفُ يَقُولُ رَبِّ أَعْرِفُ مَرَّتَيْنِ فَيَقُولُ سَتَرْتُهَا فِي الدُّنْيَا وَأَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ثُمَّ تُطْوَى صَحِيفَةُ حَسَنَاتِهِ وَأَمَّا الآخَرُونَ أَوْ الْكُفَّارُ فَيُنَادَى عَلَى رُءُوسِ الأَشْهَادِ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِينَ وَقَالَ شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ.

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ اور ہشام بن ابی عبد اللہ دستوائی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے صفوان بن محرز نے کہ



حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ طواف کر رہے تھے کہ ایک شخص نام نامعلوم آپ کے سامنے آیا اور پوچھا اے ابو عبدالرحمن! یا یہ کہا کہ اے ابن عمر! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کے متعلق کچھ سنا ہے (جو اللہ تعالیٰ مؤمنین سے قیامت کے دن کرے گا)۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ مومن اپنے رب کے قریب لایا جائے گا۔ اور ہشام نے یدنو المؤمن (بجائے یدنی المؤمن کہا) مطلب ایک ہی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا ایک جانب اس پر رکھے گا اور اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا کہ فلاں گناہ تجھے یاد ہے؟ بندہ عرض کرے گا، یاد ہے، میرے رب! مجھے یاد ہے، دو مرتبہ اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تمہارے گناہوں کو چھپائے رکھا اور آج بھی تمہاری مغفرت کروں گا۔ پھر اس کی نیکیوں کا دفتر لپیٹ دیا جائے گا۔ لیکن دوسرے لوگ یا (یہ کہا کہ) کفار تو ان کے متعلق محشر میں اعلان کیا جائے گا کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا تھا۔ اور شیبان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہ ہم سے صفوان نے بیان کیا۔

قولہ "حتی یضع علیه کنفه" اللہ تعالیٰ اس پر اپنا پہلو رکھ لیں گے، یعنی اسے اپنے قریب کر کے اس سے بات کریں گے، اور اسے ذلیل نہیں ہونے دیں گے۔

٥ - بَابُ قَوْلِهِ: (وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ)

اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں، بیشک اس کی پکڑ بڑی دکھ دینے والی اور بڑی ہی سخت ہے۔"

شرح بخاری

باب: آیت (وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ ..... الاية) کی تفسیر

الرِّفْدُ الْعَوْنُ الْمُعِينُ، رَفَدْتُهُ: أَعَنْتُهُ، تَرْكَنُوا تَمِيلُوا، فَلَوْلَا كَانَ فَهَلَّا كَانَ، أُتْرِفُوا أُهْلِكُوا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ شَدِيدٌ وَصَوْتٌ ضَعِيفٌ.

36

الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ کے معنی ہیں: وہ مدد جو بوقت ضرورت کی جائے۔ عرب لوگ کہتے ہیں: رفدته یعنی میں نے اس کی مدد کی۔ تَرْكَنُوا، یعنی مائل ہو یا جھکو۔ فَلَوْلَا كَانَ کے معنی فهلا كان ہیں، یعنی: پھر کیوں نہ ہوئے۔ أُتْرِفُوا کے معنی ہیں: أهلكوا، یعنی ہلاک کیے گئے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ، زَفِيرٌ زوردار آواز اور شَهِيقٌ کے معنی ہیں: پست آواز۔

٤٦٨٦: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ» قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: (وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ).

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، ان سے برید بن ابی بردہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مہلت دیتا رہتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔ اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے، جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے۔ جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں، بیشک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دینے والی اور بڑی ہی سخت ہے۔

قولہ "العون المعین" یہ الرفد المرفود کا معنی ہے، مرفود اسم مفعول بمعنی "المعین" یعنی اسم فاعل کے معنی میں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ آخرت کی لعنت اس دنیا کی لعنت کی معین ہے۔

مَرفُود اسم مفعول کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے، أی العون المعان یعنی دنیا میں ان پر پہلے عذاب آیا، اس کے بعد لعنت آئی جو کہ اس عذاب کی عون (مدد) ہو گئی پھر دوسری لعنت پہلی لعنت کی مدد ہو گئی جب اس کی مدد میں دوسری لعنت آئی تو رِفد مرفود یعنی معان ہو گئی کہ دوسری لعنت سے پہلی لعنت کی مدد ہو گئی، لہٰذا وہ معان بن گئی، امام بخاری نے تو مفعول کو فاعل کے معنی میں بنایا ہے،

قولہ "أُترِفُوا" أهلكُوا وہ ہلاک کیے گئے، حالانکہ إتراف بمعنی نعمت ہوتا ہے لیکن نعمت اهلاك کا سبب بن گئی اس لیے أترِفُوا کا معنی أهلكُوا کیا ہے۔

قولہ "زفیر و شهیق" یعنی پست آواز۔ اور زور دار آواز۔

٦ ۔ (بَابُ قَوْلِهِ: (وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ)



"اور تم نماز قائم کرو، دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں، بیشک نیکیاں مٹا دیتی ہیں بدیوں کو، یہ ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے۔"

باب آیت (وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ ... الاية) کی تفسیر

وَزُلَفًا: سَاعَاتٍ بَعْدَ سَاعَاتٍ، وَمِنْهُ سُمِّيَتِ الْمُزْدَلِفَةُ، الزُّلَفُ مَنْزِلَةٌ بَعْدَ مَنْزِلَةٍ، وَأَمَّا زُلْفَى: فَمَصْدَرٌ مِنَ الْقُرْبَى، ازْدَلَفُوا: اجْتَمَعُوا، أَزْلَفْنَا جَمَعْنَا.

وَزُلَفًا کے معنی ہیں: یکے بعد دیگرے آنے والی گھڑیاں۔ اور اسی سے مزدلفہ کا نام رکھا گیا ہے کیونکہ یہاں یکے بعد دیگرے لوگ پہنچتے رہتے ہیں۔ اور زلف منزل بعد منزل کو کہتے ہیں۔ اور زُلْفَیٰ، قربی کے معنی میں مصدر ہے۔ ازدلفوا کے معنی ہیں: وہ جمع ہو گئے۔ أَزْلَفْنَا کے معنی ہیں: ہم نے جمع کیا۔



٤٦٨٧: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ (وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ

وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ، قَالَ الرَّجُلُ أَلِيَ هَذِهِ قَالَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي.

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان تیمی نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نے اور ان سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے کسی عورت کو بوسہ دے دیا اور پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اپنا گناہ بیان کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور تم نماز کی پابندی کرو دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں بے شک نیکیاں مٹادیتی ہیں بدیوں کو، یہ ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔ ان صاحب نے عرض کیا یہ آیت صرف میرے ہی لئے ہے (کہ نیکیاں بدیوں کو مٹادیتی ہیں)؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے ہر انسان کے لئے ہے جو اس پر عمل کرے۔

قولہ "زُلفاً ساعاتٍ بعد ساعاتٍ" یکے بعد دیگر آنے والی گھڑیاں، یعنی رات کی گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کریں، اس میں جمع کے لفظ کا تقاضا ہے کہ کم از کم تین نمازیں ہونی چاہئیں، ایک نماز مغرب دوسری نماز عشاء اور ایک نماز تہجد ہو جائے گی، انور شاہ نے کہا ہے، نماز عشاء چونکہ مختلف اوقات میں پڑھی جاتی ہے، اس لیے زُلف کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ورنہ نماز ایک ہی مراد ہے، حالانکہ یہ معنیٰ مراد نہیں ہے، کیونکہ «طَرَفَيِ النهار» میں پہلی طرف میں نماز فجر آگئی اور دوسری طرف میں نماز ظہر اور عصر آگئیں، یہ مختلف نمازیں ہیں تو زُلفاً من اللّیل سے بھی مختلف نمازیں ہی مراد ہیں۔

سورۃ یوسف کی تفسیر

وَقَالَ فُضَيْلٌ: عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ: مُتَّكَأً الأُتْرُجُّ، قَالَ فُضَيْلٌ: الأُتْرُجُّ بِالحَبَشِيَّةِ: مُتْكًا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: عَنْ رَجُلٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ: مُتْكًا، قَالَ: كُلُّ شَيْءٍ قُطِعَ بِالسِّكِّينِ، وَقَالَ قَتَادَةُ: لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ عَامِلٌ بِمَا عَلِمَ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: صُوَاعَ المَلِكِ مَكُّوكُ الفَارِسِيِّ الَّذِي يَلْتَقِي طَرَفَاهُ كَانَتْ تَشْرَبُ بِهِ الأَعَاجِمُ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: {تُفَنِّدُونِ} تُجَهِّلُونِ وَقَالَ غَيْرُهُ: {غَيَابَةٌ} «كُلُّ شَيْءٍ غَيَّبَ عَنْكَ شَيْئًا فَهُوَ غَيَابَةٌ، وَالجُبُّ الرَّكِيَّةُ الَّتِي لَمْ تُطْوَ»، بِمُؤْمِنٍ لَنَا بِمُصَدِّقٍ، أَشُدَّهُ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَ فِي النُّقْصَانِ، يُقَالُ: بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغُوا أَشُدَّهُمْ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: وَاحِدُهَا شَدٌّ. وَالمُتَّكَأُ: مَا اتَّكَأْتَ عَلَيْهِ لِشَرَابٍ أَوْ لِحَدِيثٍ أَوْ لِطَعَامٍ، وَأَبْطَلَ الَّذِي قَالَ: الأُتْرُجُّ، وَلَيْسَ فِي كَلاَمِ العَرَبِ الأُتْرُجُّ، فَلَمَّا احْتُجَّ عَلَيْهِمْ بِأَنَّهُ المُتَّكَأُ مِنْ نَمَارِقَ، فَرُّوا إِلَى شَرٍّ مِنْهُ، فَقَالُوا: إِنَّمَا هُوَ المُتْكُ، سَاكِنَةَ التَّاءِ، وَإِنَّمَا المُتْكُ طَرَفُ البَظْرِ، وَمِنْ ذَلِكَ قِيلَ لَهَا: مَتْكَاءُ وَابْنُ المَتْكَاءِ، فَإِنْ كَانَ ثَمَّ أُتْرُجٌّ فَإِنَّهُ بَعْدَ المُتَّكَإِ شَغَفَهَا يُقَالُ:

بَلَغَ شِغَافَهَا، وَهُوَ غِلَافُ قَلْبِهَا، وَأَمَّا شَعَفَهَا فَمِنَ الْمَشْعُوفِ أَصْبُ أَمِيلُ، صَبَا مَالَ. (أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ) مَا لاَ تَأْوِيلَ لَهُ، وَالضِّغْثُ: مِلْءُ الْيَدِ مِنْ حَشِيشٍ وَمَا أَشْبَهَهُ، وَمِنْهُ (وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا) لاَ مِنْ قَوْلِهِ أَضْغَاثُ أَحْلاَمٍ، وَاحِدُهَا ضِغْثٌ (نَمِيرُ)مِنَ الْمِيرَةِ، وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ مَا يَحْمِلُ بَعِيرٌ أَوَى إِلَيْهِ: ضَمَّ إِلَيْهِ، (السِّقَايَةُ) مِكْيَالٌ. تَفْتَأُ لاَ تَزَالُ. حَرَضًا، يُذِيبُكَ الْهَمُّ، (تَحَسَّسُوا): تَخَبَّرُوا، (مُزْجَاةٍ) قَلِيلَةٍ، (غَاشِيَةٌ مِنْ عَذَابِ اللهِ) عَامَّةٌ مُجَلِّلَةٌ (اسْتَيْأَسُوا) يَئِسُوا (لاَ تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللهِ) مَعْنَاهُ الرَّجَاءُ (خَلَصُوا نَجِيًّا) اعْتَزَلُوا نَجِيًّا، وَالْجَمْعُ أَنْجِيَةٌ يَتَنَاجَوْنَ الْوَاحِدُ نَجِيٌّ وَالِاثْنَانِ وَالْجَمْعُ نَجِيٌّ وَأَنْجِيَةٌ»

قولہ "وأعتدتْ لهنَّ مُتْكاً" فضیل بن عیاض نے حصین بن عبدالرحمٰن سلمی سے اور اس نے مجاہد بن جبر سے بیان کیا ہے کہ مجاہد نے اسے «مُتْكاً» بضم المیم وسکون التاء وتنوین الکاف بغیر ہمزہ کے پڑھا ہے، گویا مجاہد کی قراءت تا کے سکون کے ساتھ ہے، تخفیف کی صورت میں اس سے کیا مراد ہے، اس بارہ میں مجاہد کے دو اقوال ذکر ہوئے ہیں ایک یہ کہ اس سے مراد «أترجّ» ہے کہ جو کہ بضم الهمزۃ وسکون التاء وضم الراء وبتشدید الجیم ہے، بعض نے اسے أترنج راء کے بعد نون زیادہ کر کے جیم کی تخفیف سے پڑھا ہے، گویا اس لفظ میں دو لغات ہیں، نارنگی کو کہتے ہیں جیسا کہ فضیل نے کہا ہے کہ حبشی زبان میں نارنگی کو کہتے ہیں، دوسری مراد کو سفیان بن عیینہ نے ایک آدمی سے اس نے مجاہد سے نقل کیا ہے» کل شيئٍ قطع بالسكين «یعنی ہر وہ چیز جو چھری سے کاٹی جائے، اس میں سیب، ناشپاتی وغیرہ سب پھل آجاتے ہیں۔

قولہ "والمتّكأ ما اتكأتُ عليه" یہ دوسری قراءت ہے، جو تا کی تشدید اور کاف کے بعد ہمزہ کے ساتھ ہے، اسم مفعول کے صیغہ کے ساتھ اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جس پر کھاتے، پیتے وقت یا گفتگو کرتے وقت ٹیک لگائی جائے یہ قراءت بخاریؒ نے ابو عبیدہ کی مجاز القرآن سے نقل کی ہے، اور یہ قراءت بھی اس سے قبل قال بعضُم کے تحت ہی ذکر ہوئی ہے والمتّكأ ما اتكأتُ عليه یعنی متکأ سے مراد وہ چیز جس پر ٹیک لگائی جائے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ تکیہ ہی ہو، زمین پر ٹیک لگانے کو بھی متّکأ کہہ دیتے ہیں۔

قولہ "وأبطل الذی قال: الأترجّ" یہ ابو عبیدہ کے لفظ ہیں، یعنی جس نے اس کا معنی نارنگی کیا ہے اس نے غلطی کی ہے، کیونکہ کلام عرب میں متّکأ نارنگی کے معنٰی میں نہیں آتا۔

حالانکہ جنہوں نے اس کا معنی أترج یا نارنگی کیا ہے انہوں نے تشدید والے کا یہ معنٰی نہیں کیا، بلکہ انہوں نے مُتْكاً تخفیف والے لفظ کا یہ معنٰی کیا ہے۔

قولہ "وليس فی كلام العرب" مقصد یہ ہے کہ جب یہ کلام عرب کا لفظ نہیں ہے تو اس کے لیے عربی لفظ مُتکا بنانا درست نہیں ہے، یہ اس عبارت سے مراد ہے، بعض نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کلام عرب میں متکا

کا معنی أترج (نارنگی) نہیں آتا، اگر اس عبارت کا یہ مطلب ہے تو یہ درست ہے، پہلی بات درست نہیں کہ کلام عرب میں أترج ہی نہیں لہذا اس کے لیے عربی لفظ کی ضرورت ہی نہیں، کیونکہ اگر بیرون ملک سے یہ پھل آجائے تو اس کا عربی نام رکھ سکتے ہیں، یہ ضروری نہیں ہے کہ اپنے ملک کا پھل ہو تب ہی اسکا نام رکھا جاتا ہو، لیکن اس کی نفی کرنے والوں کا یہ خیال ہوگا کہ باہر سے آنے والے پھل کا نام بیرون ملک والا ہی استعمال ہوتا ہے، اس لیے کہہ دیا ہے ولیس فی کلام العرب یہ کلام عرب کا لفظ نہیں ہے۔

قولہ "فلما احتج علیھم" جب ان کے خلاف دلیل پیش کی گئی کہ مُتکأ بالتشدید کے معنی نمارق یعنی مسند اور تکیہ کے ہیں تو أترج (نارنگی) معنی کرنے والے اس سے بھی بری بات کی طرف چلے گئے اور کہا کہ یہ لفظ مُتك تا کے سکون سے ہے۔

پہلے وہ متّکا تشدید کے ساتھ کا معنی 'أترج کرتے تھے، پھر کہنے لگے کہ مُتکا بالتخفیف کا معنی أترج ہے حالانکہ مُتك بالتخفیف تو عورت کی شرمگاہ کے کنارے کو کہتے ہیں جہاں عورت کا ختنہ کرتے ہیں اس لیے ختنہ والی عورت کو مَتْکاء بفتح المیم والتخفیف والمد کہتے ہیں اور اس کے بیٹے کو ابنُ المتکاء کہتے ہیں یہ ابو عبیدہ کا قول ہے یہ نہیں کہ بخاری کی کلام میں تعارض ہے، کیونکہ اس سے قبل آنے والے قال بعضھم سے مراد ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ ہے، اور بخاری نے اس کی مجاز القرآن سے نقل کیا ہے۔



قولہ "إنما المتك طرف البظر" ابو عبیدہ رد کرتے ہیں کہ مُتك تا کے سکون کے ساتھ عورت کی شرمگاہ پر بولا جاتا ہے، قرآن کریم تو ایسے مقامات میں استعارہ استعمال کرتا ہے، یہ صریح لفظ جو شرمگاہ کے معنیٰ میں ہے قرآن میں کیسے آسکتا ہے؟ اگرچہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ مشترک لفظ ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا لفظ قرآن میں نہیں آسکتا، یہ نہیں کہ وہ اشتراک کا انکار کرتا ہے، گویا جو سنتی کے وقت عورت سے کاٹتے تھے، اس کو مُتك کہتے ہیں، اسی لیے جو عورت سُنتی نہ بیٹھی ہو اس کو مَتْکاء اور اس کے لڑکے کو ابن المتکاء کہتے ہیں، بہر حال یہاں جو اعتراض آئے گا ابو عبیدہ پر آئے گا، بخاری پر نہیں، رہا یہ اعتراض کہ تا کے سکون کے ساتھ طرف بظر کو کہتے ہیں تو یہ لفظ قرآن کی شان کے خلاف ہے۔

قولہ "وإن كان ثم أترج" یعنی اگر زلیخا نے ترنج منگوا کر عورتوں کو دیا ہوگا تو مسند اور تکیہ کے بعد ہی دیا ہو گا۔

قولہ "لذُو علمٍ" یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ میں ہے جبکہ انہوں نے اپنے بیٹوں کو کہا تھا کہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا، تاکہ کسی کی نظر نہ لگ جائے، اگرچہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو کوئی بھی رد نہیں کرسکتا لیکن اسباب کا خیال رکھنا بھی علم ہے اس لیے یعقوب علیہ السلام کو صاحب علم کہا گیا ہے۔

قولہ "صواعَ" یہ ایک فارسی ماپ تھا جو گلاس کی طرح تھا جس کے دونوں کنارے ملے ہوئے تھے یعنی جس کی طرفین تنگ ہوں اور درمیان سے وسیع ہو، اس میں عجمی لوگ پانی پیتے تھے اس لیے اسے السقایہ کہتے ہیں۔

قولہ "لولا أن تفندون" اگر تم مجھے ناواقف نہ کہو۔



قولہ "الجب" وہ کنواں جس کی بندش نہ کی گئی ہو۔

قولہ "أشده" وہ عمر جو زوال شروع ہونے سے پہلے ہو یہ تیس سے چالیس کے درمیان ہوتی ہے۔

قولہ "شغفها" یعنی محبت اس کے دل کے پردے تک پہنچ چکی ہے، اس میں ایک قراءت شعفها ہے جو کہ مشعوف سے ہے۔

قولہ "أضغاث أحلام" یعنی ایسے خواب جن کی کوئی تعبیر نہ ہو، اور ضغث مٹھی بھر گھاس اور تنکے، جیسے خذ بیدك ضغثا لیکن أضغاث أحلام میں یہ معنیٰ مراد نہیں ہے بلکہ اس کا معنیٰ پریشان خواب ہے۔

قولہ "السقاية مكيال" یہ ماپ تھا جس سے غلہ ماپتے تھے۔

قولہ "حرضا" یعنی تجھے غم اور رنج گلا کر رکھدیگا،

قولہ "غاشية" اللہ کا عام عذاب جو سب کو گھیر لے

۱۔ بَابُ قَوْلِهِ: (وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَى آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَى أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ)

"اور اپنا انعام تمہارے اوپر اور اولاد یعقوب پر پورا کرے گا جیسا کہ وہ اسے اس سے پہلے پورا کر چکا ہے، تمہارے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر۔"

باب: آیت (وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ ...الاية) کی تفسیر

۴۶۸۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (الْكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ)

ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الصمد نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم تھے علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

۲۔ بَابُ قَوْلِهِ: (لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ)

"بلاشک یوسف اور ان کے بھائیوں (کے قصہ) میں پوچھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔"

باب: آیت (لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ ...الاية) کی تفسیر

۴۶۸۹: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ

قَالَ أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللهِ ابْنُ نَبِيِّ اللهِ ابْنِ نَبِيِّ اللهِ ابْنِ خَلِيلِ اللهِ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي قَالُوا نَعَمْ قَالَ (فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا) تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ.

مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی، انہیں عبید اللہ نے، انہیں سعید بن ابی سعید نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے سوال کیا کہ انسانوں میں کون سب سے زیادہ شریف ہے تو آپ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا مقصد یہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر سب سے زیادہ شریف حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ جو نبی اللہ بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا یہ بھی مقصد نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اچھا، عرب کے خاندانوں کے متعلق تم معلوم کرنا چاہتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، جاہلیت میں جو لوگ شریف سمجھے جاتے تھے، اسلام لانے کے بعد بھی وہ شریف ہیں، جبکہ دین کی سمجھ بھی انہیں حاصل ہو جائے۔ اس روایت کی متابعت ابو اسامہ نے عبید اللہ سے کی ہے۔

٣۔ بَابُ قَوْلِهِ: (قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ)

”حضرت یعقوب نے کہا، تم نے اپنے دل سے خود ایک جھوٹی بات گھڑ لی ہے۔“

باب: آیت (بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا ....الاية) کی تفسیر

سَوَّلَتْ: زَيَّنَتْ.

سولت کے معنی ہیں: مزین کر لی ہے۔ صبر جمیل ایسا صبر ہے کہ مصیبت پڑنے پر انسان اسے ٹھنڈے دل سے برداشت کر جائے، جزع فزع کا اظہار نہ ہو، نہ کسی دوسرے سے اس کا شکوہ شکایت ہی کرے۔

٤٦٩٠: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ ح قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللهُ كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ) قُلْتُ إِنِّي وَاللهِ لَا أَجِدُ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوسُفَ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ وَأَنْزَلَ اللهُ (إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا

بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ.

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نمیری نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید ایلی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، انہوں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ کے اس واقعہ کے متعلق سنا جس میں تہمت لگانے والوں نے ان پر تہمت لگائی تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکی نازل کی۔ ان تمام لوگوں نے مجھ سے اس قصہ کا کچھ کچھ ٹکڑا بیان کیا۔ نبی کریم ﷺ نے (عائشہ سے) فرمایا کہ اگر تم بری ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہاری پاکی نازل کر دے گا لیکن اگر تو آلودہ ہو گئی ہے تو اللہ سے مغفرت طلب کر اور اس کے حضور میں توبہ کر (عائشہ نے بیان کیا کہ) میں نے اس پر کہا خدا کی قسم! میری اور تمہاری مثال یوسف علیہ السلام کے والد جیسی ہے (اور انہیں کی کہی ہوئی بات میں بھی دہراتی ہوں کہ) سو صبر کرنا (ہی) اچھا ہے اور تم جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عائشہ کی پاکی میں سورۂ نور کی ان الذین جاءوا بالافک سے آخر تک دس آیات اتاریں۔



٤٦٩١: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ رُومَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا أَنَا وَعَائِشَةُ أَخَذَتْهَا الْحُمَّى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ فِي حَدِيثٍ تُحُدِّثَ قَالَتْ نَعَمْ وَقَعَدَتْ عَائِشَةُ قَالَتْ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوبَ وَبَنِيهِ ﴿بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾.

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبدالرحمن نے، ان سے ابو وائل شقیق بن سلمہ نے، کہا کہ مجھ سے مسروق بن اجدع نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ام رومان نے بیان کیا، وہ حضرت عائشہ کی والدہ ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ میں اور عائشہ بیٹھے ہوئے تھے کہ عائشہ کو بخار چڑھ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ غالباً یہ ان باتوں کی وجہ سے ہوا ہو گا جن کا چرچا ہو رہا ہے۔ حضرت ام رومان نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ اس کے بعد حضرت عائشہ بیٹھ گئیں اور کہا کہ میری اور آپ لوگوں کی مثال یعقوب اور ان کے بیٹوں جیسی ہے اور تم لوگ جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے۔







۴۔ بَابُ قَوْلِهِ: (وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ، وَقَالَتْ: هَيْتَ لَكَ)

"اور جس عورت کے گھر میں وہ تھے وہ اپنا مطلب نکالنے کو انہیں پھسلانے لگی اور دروازے بند کر لیے اور بولی کہ بس آجا۔"

باب: آیت (وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا ... الاية) کی تفسیر

وَقَالَ عِكْرِمَةُ: هَيْتَ لَكَ بِالْحَوْرَانِيَّةِ: هَلُمَّ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ: تَعَالَهُ.

حضرت عکرمہ نے کہا: هَيْتَ لَكَ حورانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی «آجا» ہیں۔ حضرت سعید بن جبیر نے بھی یہی معنی کیے ہیں۔

٤٦٩٢: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ هَيْتَ لَكَ قَالَ وَإِنَّمَا نَقْرَؤُهَا كَمَا عُلِّمْنَاهَا مَثْوَاهُ مُقَامُهُ وَأَلْفَيَا وَجَدَا أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ أَلْفَيْنَا وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ (بَلْ عَجِبْتُ وَيَسْخَرُونَ).

مجھ سے احمد بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن عمر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے ابووائل نے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے هیت لك پڑھا اور کہا کہ جس طرح ہمیں یہ لفظ سکھایا گیا ہے۔ اسی طرح ہم پڑھتے ہیں۔ مثواہ یعنی اس کا ٹھکانا درجہ۔ الفیا پایا، اسی سے ہے۔ الفوا آباءھم اور الفیا (دوسری آیتوں میں) اور ابن مسعود سے (سورۃ والصافات) میں بل عجبت ویسخرون منقول ہے۔

قولہ "هَيْتَ لَكَ" عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ هیتُ تا پر ضمہ پڑھتے تھے، جب ان سے اس بارہ میں سوال کیا گیا تو کہا نقرؤھا کما عُلّمناھا ہم تو ویسے ہی پڑھتے ہیں جیسے ہمیں سکھایا گیا ہے گویا دونوں قراءتیں ہیں۔

قولہ "بل عجبت" یہ سورۃ صافات کا لفظ یہاں نقل کر دیا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعود جیسے یہاں هیتُ تا کے ضمہ کے ساتھ پڑھتے ہیں ویسے ہی وہ سورۃ صافات میں عجبتُ میں تا پر ضمہ پڑھتے ہیں، ورنہ دوسری قراءت ان میں تا کہ فتحہ کے ساتھ ہے۔

٤٦٩٣: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا أَبْطَئُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِسْلَامِ قَالَ اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ قَالَ اللهُ. فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ قَالَ اللهُ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَمَضَتِ الْبَطْشَةُ.

ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ قریش نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں تاخیر کی تو آپ نے ان کے خلاف بد دعا کی کہ اے اللہ! ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کا سا قحط نازل فرما۔ چنانچہ ایسا قحط پڑا کہ کوئی چیز نہیں ملتی تھی اور وہ ہڈیوں کے کھانے پر مجبور ہو گئے تھے۔ لوگوں کی اس وقت یہ کیفیت تھی کہ آسمان کی طرف نظر اٹھا کے دیکھتے تھے تو بھوک و پیاس کی شدت سے دھواں سا نظر آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو آپ انتظار کیجئے اس روز کا جب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو اور فرمایا بیشک ہم اس عذاب کو ہٹالیں گے اور تم بھی (اپنی پہلی حالت پر) لوٹ آؤ گے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عذاب سے یہی قحط کا عذاب مراد ہے کیونکہ آخرت کا عذاب کافروں سے ٹلنے والا نہیں ہے۔

قولہ "مثل الدخان" یہ خیالی دخان تھا خارجی دھواں مراد نہیں ہے، جب قحط کے زمانہ میں بارش نہ ہو، تو زمین سے بخارات خارج ہوتے ہیں، جو دخان کی صورت میں نظر آتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ نے کہا ہے کہ قحط کے زمانہ میں بھوک کی وجہ سے انسان کا سر چکراتا ہے، تو دوران راس کی وجہ سے دھنواں سا نظر آنے لگتا ہے، دخان سے یہی مراد ہے۔

٥ - بَابُ قَوْلِهِ: (فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ)

"پھر جب قاصد ان کے پاس پہنچا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جا اور ان سے پوچھ کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ چھری سے زخمی کر لئے تھے بے شک میرا رب عورتوں کے فریب سے خوب واقف ہے (بادشاہ نے) کہا اے عورتو! تمہارا کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسف علیہ السلام سے اپنا مطلب نکالنے کی خواہش کی تھی وہ بولیں حاشا اللہ ہم نے یوسف میں کوئی عیب نہیں دیکھا۔"

باب: آیت (فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ ....الاية) کی تفسیر

وَحَاشَ وَحَاشَى: تَنْزِيهٌ وَاسْتِثْنَاءٌ، حَصْحَصَ وَضَحَ.

حاش اور حاشا کے معنی ہیں: پاکی بیان کرنا اور استثنا کرنا اور حصحص کے معنی کھل گیا اور واضح ہو گیا۔

٤٦٩٤: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَرْحَمُ اللهُ لُوطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ وَنَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لَهُ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي).

ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے بکر بن مضر نے، ان سے عمرو بن حارث نے، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ لوط علیہ السلام پر اپنی رحمت نازل فرمائے کہ انہوں نے ایک زبردست سہارے کی پناہ لینے کے لئے کہا تھا اور اگر میں قید خانے میں اتنے دنوں تک رہ چکا ہوتا جتنے دن یوسف علیہ السلام رہے تھے تو بلانے والے کی بات رد نہ کرتا اور ہم کو تو ابراہیم علیہ السلام کے بہ نسبت شک ہونا زیادہ سزاوار ہے، جب اللہ پاک نے ان سے فرمایا کیا تجھ کو یقین نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں یقین تو ہے پر میں چاہتا ہوں کہ اور اطمینان ہو جائے۔

٦ - بَابُ قَوْلِهِ: (حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ)



یہاں تک کہ جب پیغمبر مایوس ہوگئے کہ افسوس ہم لوگوں کی نگاہوں میں جھوٹے ہوئے آخر تک۔

باب: آیت (حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ) کی تفسیر

٤٦٩٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهُ وَهُوَ يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى (حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ) قَالَ قُلْتُ أَكُذِبُوا أَمْ كُذِّبُوا قَالَتْ عَائِشَةُ كُذِّبُوا قُلْتُ فَقَدِ اسْتَيْقَنُوا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوهُمْ فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ قَالَتْ أَجَلْ لَعَمْرِي لَقَدِ اسْتَيْقَنُوا بِذَلِكَ فَقُلْتُ لَهَا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا قَالَتْ مَعَاذَ اللهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذَلِكَ بِرَبِّهَا قُلْتُ فَمَا هَذِهِ الْآيَةُ قَالَتْ هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوهُمْ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنَّتِ الرُّسُلُ أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ قَدْ كَذَّبُوهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللهِ عِنْدَ ذَلِكَ.

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا عروہ نے ان سے آیت حتی اذا استیاس الرسل کے متعلق پوچھا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا تھا (آیت میں) کذبوا (تخفیف کے ساتھ) یا کذبوا (تشدید کے ساتھ) اس پر حضرت



عائشہ نے کہا کہ کذبوا (تشدید کے ساتھ) اس پر میں نے ان سے کہا کہ انبیاء تو یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ ان کی قوم انہیں جھٹلا رہی ہے۔ پھر ظنوا سے کیا مراد ہے، انہوں نے کہا اپنی زندگی کی قسم بے شک پیغمبروں کو اس کا یقین تھا۔ میں نے کہا کذبوا تخفیف ذال کے ساتھ پڑھیں تو کیا قباحت ہے۔ انہوں نے کہا معاذ اللہ! کہیں پیغمبر اپنے پروردگار کی نسبت ایسا گمان کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا اچھا اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کو جن لوگوں نے مانا ان کی تصدیق کی جب ان پر ایک مدت دراز تک آفت اور مصیبت آتی رہی اور اللہ کی مدد آنے میں دیر ہوئی اور پیغمبر ان کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے جنہوں نے ان کو جھٹلایا تھا اور یہ گمان کرنے لگے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اب وہ بھی ہم کو جھوٹا سمجھنے لگیں گے، اس وقت اللہ کی مدد آن پہنچی۔

قولہ "لقد استیقنوا بذلك" اس سے حضرت عائشہ کا مقصد یہ تھا کہ ظن کا لفظ یقین کے معنیٰ میں بھی آتا ہے۔

قولہ "قالت معاذ اللہ" حضرت عائشہ صدیقہ کا مطلب یہ تھا کہ كُذِبُوا تخفیف کے ساتھ پڑھنے سے معنی یہ ہو جائے گا کہ پیغمبروں کو یہ گمان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے جو وعدے کئے تھے وہ سب جھوٹ تھے اور یہ معنیٰ پیغمبروں کے شایان شان نہیں ہے۔ حالانکہ كُذِبُوا تخفیف کے ساتھ ہو تو یہ مشہور قراءت ہے، اور اس کا معنیٰ یہ ہو گا کہ کفار کو یہ گمان ہوا کہ پیغمبروں سے جو فتح اور نصرت کے وعدے کئے گے تھے وہ سب جھوٹ تھے یا کفار نے یہ گمان کیا کہ پیغمبروں نے جو ان سے وعدے کئے تھے وہ جھوٹ تھے۔

٤٦٩٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ فَقُلْتُ لَعَلَّهَا كُذِبُوا مُخَفَّفَةً قَالَتْ مَعَاذَ اللهِ نَحْوَهُ.

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ میں نے حضرت عائشہ سے کہا ہو سکتا ہے یہ کذبوا تخفیف ذال کے ساتھ ہو تو انہوں نے فرمایا، معاذ اللہ! پھر وہی حدیث بیان کی جو اوپر گزری۔

سورة الرعد

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ﴾ مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِي عَبَدَ مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ غَيْرَهُ كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِي يَنْظُرُ إِلَى ظِلِّ خَيَالِهِ فِي الْمَاءِ مِنْ بَعِيدٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَتَنَاوَلَهُ وَلاَ يَقْدِرُ وَقَالَ غَيْرُهُ: سَخَّرَ ذَلَّلَ، ﴿مُتَجَاوِرَاتٌ﴾ مُتَدَانِيَاتٌ، وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿الْمَثُلاَتُ﴾ وَاحِدُهَا مَثُلَةٌ، وَهِيَ الأَشْبَاهُ وَالأَمْثَالُ، وَقَالَ: ﴿إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا﴾ بِمِقْدَارٍ «بِقَدَرٍ» يُقَالُ: ﴿مُعَقِّبَاتٌ﴾ مَلاَئِكَةٌ حَفَظَةٌ، تُعَقِّبُ الأُولَى مِنْهَا الأُخْرَى، وَمِنْهُ قِيلَ الْعَقِيبُ، أَيْ عَقَّبْتُ فِي إِثْرِهِ ﴿الْمِحَالِ﴾ الْعُقُوبَةُ، ﴿كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ﴾ لِيَقْبِضَ عَلَى الْمَاءِ، ﴿رَابِيًا﴾: «مِنْ رَبَا يَرْبُو» ﴿أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِثْلُهُ﴾

«الْمَتَاعُ مَا تَمَتَّعْتَ بِهِ»، {جُفَاءً} يُقَالُ أَجْفَأَتِ الْقِدْرُ، إِذَا غَلَتْ فَعَلاَهَا الزَّبَدُ، ثُمَّ تَسْكُنُ فَيَذْهَبُ الزَّبَدُ بِلاَ مَنْفَعَةٍ، فَكَذَلِكَ يُمَيِّزُ الحَقَّ مِنَ البَاطِلِ، {الْمِهَادُ} الفِرَاشُ، {يَدْرَءُونَ}: يَدْفَعُونَ، دَرَأْتُهُ عَنِّي: دَفَعْتُهُ {سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ} أَيْ يَقُولُونَ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ، {وَإِلَيْهِ مَتَابِ} تَوْبَتِي، {أَفَلَمْ يَيْئَسْ}: أَفَلَمْ يَتَبَيَّنْ، {قَارِعَةٌ} دَاهِيَةٌ، {فَأَمْلَيْتُ} أَطَلْتُ مِنَ المَلِيِّ وَالمِلاَوَةِ، وَمِنْهُ {مَلِيًّا} وَيُقَالُ لِلْوَاسِعِ الطَّوِيلِ مِنَ الأَرْضِ مَلًى مِنَ الأَرْضِ {أَشَقُّ} أَشَدُّ مِنَ المَشَقَّةِ، {مُعَقِّبَ} مُغَيِّرٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: {مُتَجَاوِرَاتٌ} طَيِّبُهَا وَخَبِيثُهَا السِّبَاخُ، {صِنْوَانٌ} النَّخْلَتَانِ أَوْ أَكْثَرُ فِي أَصْلٍ وَاحِدٍ، {وَغَيْرُ صِنْوَانٍ} وَحْدَهَا، {بِمَاءٍ وَاحِدٍ} كَصَالِحِ بَنِي آدَمَ وَخَبِيثِهِمْ، أَبُوهُمْ وَاحِدٌ، {السَّحَابُ الثِّقَالُ} الَّذِي فِيهِ المَاءُ، {كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ} إِلَى المَاءِ يَدْعُو المَاءَ بِلِسَانِهِ، وَيُشِيرُ إِلَيْهِ بِيَدِهِ، فَلاَ يَأْتِيهِ أَبَدًا {فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا} تَمْلَأُ بَطْنَ كُلِّ وَادٍ {زَبَدًا رَابِيًا} الزَّبَدُ زَبَدُ السَّيْلِ. {زَبَدٌ مِثْلُهُ} خَبَثُ الحَدِيدِ وَالحِلْيَةِ.

حضرت ابن عباس نے کہا کباسط کفیہ یہ مشرک کی مثال ہے جو اللہ کے سوا دوسروں کی پوجا کرتا ہے جیسے پیاسا آدمی پانی کا تصور کر کے دور سے پانی کی طرف ہاتھ بڑھائے اور اس کو نہ لے سکے۔ دوسرے لوگوں نے کہا سخرا کے معنی تابعدار کیا مسخر کیا۔ متجاورات ایک دوسرے سے ملے ہوئے قریب قریب المثلات مثلۃ کی جمع ہے یعنی جوڑا اور مشابہ اور دوسری آیت میں ہے الا مثل ایام الذین خلوا مگر مشابہ دنوں ان لوگوں کے جو پہلے گزرے) بمقدار یعنی اندازے سے جوڑ سے۔ معقبات نگہبان فرشتے جو ایک دوسرے کے بعد باری باری آتے رہتے ہیں۔ اسی سے عقیب کا لفظ نکلا ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں عقبت فی اثرہ یعنی میں اس کے نشان قدم پر پیچھے پیچھے گیا۔ المحال عذاب کباسط کفیہ الی الماء جو دونوں ہاتھ بڑھا کر پانی لینا چاہیے رابیا ربا یربو اسے نکلا ہے یعنی بڑھنے والا یا اوپر تیرنے والا۔ المتاع جس چیز سے فائدہ اٹھائے اس کو کام میں لائے۔ جفاء اجفات القدر سے نکلا ہے۔ یعنی ہانڈی نے جوش مارا جھاگ اوپر آگیا پھر جب ہانڈی ٹھنڈی ہوتی ہے پھین جھاگ بیکار سوکھ کر فنا ہو جاتا ہے۔ حق باطل سے اسی طرح جدا ہو جاتا ھے۔ المھاد بچھونا یدرون دھکیلتے ہیں دفع کرتے ہیں یہ دارتہ سے نکلا ہے یعنی میں نے اس کو دور کیا دفع کر دیا۔ سلام علیکم یعنی فرشتے مسلمانوں کو کہتے جائیں گے تم سلامت رہو۔ والیہ متاب میں اسی کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ افلم ییأس کیا انہوں نے نہیں جانا۔ قارعۃ آفت مصیبت فاملیت میں نے ڈھیلا چھوڑا مہلت دی۔ یہ لفظ ملي اور ملاوۃ سے نکلا ہے۔ اسی سے نکلا ہے جو جبرائیل کی حدیث میں ہے۔ فلبثت ملیا (یا قرآن میں ہے) واھجرنی ملیا اور کشادہ لمبی زمین کو ملا کہتے ہیں اشق افعل التفضیل کا صیغہ ہے مشقت سے یعنی بہت سخت۔ معقب لا معقب لحکمہ میں یعنی نہیں بدلنے والا اور مجاہد نے کہا۔ متجاورات کا معنی یہ ہے کہ بعضے قطعے عمدہ قابل زراعت ہیں بعض خراب شور کھارے ہیں۔ صنوان وہ کھجور

کے درخت جن کی جڑ ملی ہوئی ہو۔(ایک ہی جڑ پر کھڑے ہوں) غیر صنوان الگ الگ جڑ پر سب ایک ہی پانی سے اگتے ہیں ایک ہی ہوا سے، ایک ہی زمین میں، آدمیوں کی بھی یہی مثال ہے کوئی اچھا کوئی برا حالانکہ سب ایک باپ آدم کی اولاد ہیں۔ السحاب الثقال وہ بادل جن میں پانی بھرا ہوا ہو اور وہ پانی کے بوجھ سے بھاری بھر کم ہوں۔ کباسط کفیه یعنی اس شخص کی طرح جو دور سے ہاتھ پھیلا کر پانی کو زبان سے بلائے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرے اس صورت میں پانی کبھی اس کی طرف نہیں آئے گا۔ سالت أودية بقدرها یعنی نالے اپنے انداز سے بہتے ہیں زبدا رابیا سے مراد بہتے پانی کا پھین جھاگ زبد مثله سے لوہے، زیورات غیرہ کا پھین جھاگ مراد ہے۔ لفظ معقبات سے مراد یہ ہے کہ رات کے فرشتے الگ اور دن کے الگ ہیں۔

قولہ "کباسط کفیه" یہ مشرک کی مثال دی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر کو معبود بنا کر اسے پکارتا یا اس کی عبادت کرتا ہے اس کی مثال اس پیاسے کی طرح ہے جو اپنے خیال میں پانی کا تصور کر کے اسے دور سے پکڑنا چاہے لیکن دور سے اسے پکڑ نہیں سکتا، تو جیسے اس کا دور سے اسے پکڑنا بے فائدہ ہے ایسے ہی اس کی غیر اللہ کی عبادت بھی بے فائدہ ہے۔

اس کے بعد اس عبارت کا دوسرا معنیٰ یہ کیا ہے کہ وہ پانی پکڑنے کے لیے ہاتھ پھیلائے تو پانی ہاتھ سے نکل جائے گا، کیونکہ پکڑتے ہوئے پانی مٹھی میں نہیں رہ سکتا، تو جیسے پیاسا مٹھی کے ذریعہ سے پانی حاصل نہیں کر سکتا ایسے غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے والا بھی غیر اللہ کی عبادت سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتا، اس عبارت کے آخر میں تیسرا معنیٰ کیا ہے اگر پیاسا شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر کھڑا رہے اور اسے آنے کا اشارہ کرے (کہ اے پانی میرے ہاتھ میں آجا) تو جیسے ایسا کرنے سے پانی ہاتھ میں نہیں آسکتا ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے علاوہ بنایا ہوا معبود اسے کچھ نہیں دلا سکتا۔



قولہ "رابیا" یہ ربا یربُوا سے ہے جس کا معنیٰ بڑھنا اور پھول جانا ہے۔

قولہ "سلامٌ علیکم" ای یقولون سلامٌ علیکم گویا یہاں قول محذوف ہے۔

قولہ "أفلم ییئس" ای أفلم ییئس الذین امنوا أن لو یشاء الله.. یہاں ییئس کا معنیٰ ناامید ہونا نہیں ہے بلکہ أفلم یتبین کا معنیٰ ہے یعنی کیا یہ بات ابھی کھلی نہیں ہے۔

قولہ "صنوان" یعنی کھجور وغیرہ کے دو یا دو سے زیادہ درخت جن کی جڑ ایک ہی ہو اور غیر صنوان سے مراد اکیلا درخت جو اکیلا اپنی جڑ پر کھڑا ہو، ایسے ہی بنو آدم بعض نیک ہیں اور بعض بد ہیں، حالانکہ سب ایک آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئے ہیں، سب کا اصل اور جڑ ایک ہی ہے۔

۱۔باب قوله: ﴿اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَى وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ﴾[1]



[1] اس آیت کریمہ سے متعلق چند مباحث ہیں، ایک یہ کہ «ما تحمل كل أنثى وما تغيض» میں «ما» کونسا ہے۔ اس میں تین احتمال ہیں۔ ۱۔ یہ ما موصولہ ہے اور عائد محذوف ہے أي الله يعلم الذي تحمله كل أنثى والذي

تغیض الأرحام» یعنی اللہ تعالیٰ اس بچے کو جانتا ہے جسے مونث اٹھاتی ہے کہ وہ مذکر ہے یا مونث، ناقص ہے یا کامل، خوبصورت ہے یا نہیں، دراز قد ہے یا پست قد ہے نیک ہے یا بد اور اس کے علاوہ باقی حالات کو بھی جانتا ہے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ "ما" مصدریہ ہو «أي الله يعلم حمل كل أنثى وغِيْضَانَ كُل رحم»

تیسرا احتمال یہ ہے کہ "ما" استفہامیہ ہو۔أي الله يعلم أي شيئ تحمل كُل أنثى،» لیکن ما کے استفہامیہ ہونے کا احتمال بعید اور ضعیف ہے۔ اگرچہ بعض علماء اس کے قائل ہیں جیسا کہ «أضواء البيان» میں شنقیطیؒ نے ذکر کیا ہے۔

دوسری بحث یہ ہے کہ ماتغیض الأرحام وماتزداد میں رحموں کی کمی بیشی سے مراد کیا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مدۃ حمل کی کمی، بیشی مراد ہے۔أی ماتنقُص الأرحام من مدة الحمل عن تسعة أشهر ماتزدادُ من مدة الحمل فوق التسعة یعنی حمل نوماہ سے پہلے پیدا ہوگا یا نوماہ سے زیادہ مدت پر پیدا ہوگا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مونث کا رحم ایک بچے پر مشتمل ہے یا ایک سے زائد بچوں پر مشتمل ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ غیض سے مراد حالت حمل میں حیض کے خون کا منقطع ہونا ہے اور زیادت سے مراد وضع حمل کے بعد خون نفاس کا بہنا ہے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ کمی سے مراد حمل کے کسی عضو کا کم ہونا اور زیادت سے مراد کسی عضو کا زیادہ ہونا جیسے ایک انگلی کا کم یا زیادہ ہونا۔



تیسری بحث یہاں حمل کی اقل مدت اور اکثر مدت کے بارہ میں ہے۔

پہلا قول اس بارہ میں یہ ہے کہ حمل کی اکثر مدت متعین نہیں ہے، اکثر مدت حمل دس سال بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے، یہ مالکیہ کے اس مسئلہ میں تین اقوال میں سے ایک قول ہے، امام ابن القیم نے یہی قول ابو عبید سے نقل کیا ہے، اور اسی قول کو ترجیح دیتے ہوئے شنقیطی نے لکھا ہے۔ «أما أكثر أمد الحمل فلم يرد في تحديده شئ من كتاب ولا سنُة والعلماء مختلفون فيه وكلهم يقول بحسب ما ظهر له من أحوال النساء»(أضواء البيان، للشنقيطي ج۳، ص ۸۵) یعنی حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت کی تعیین کے بارہ میں کتاب وسنت میں کوئی دلیل وارد نہیں ہے علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ اور ہر ایک نے عورتوں کی حالتوں سے جو ظاہر ہوا اس کے مطابق کہہ دیا ہے۔

دوسرا قول حنابلہ کا ہے جس پر ان کا فتویٰ ہے، اور اسی قول پر مالکیہ اور شافعیہ نے اعتماد کیا ہے کہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت چار سال ہے، اگر حمل اس سے بڑھ جائے تو وہ باپ کی طرف منسوب نہیں ہوگا، اور اس پر انہوں نے دو دلائل پیش کیے ہیں، ایک ان کی دلیل استقراء ہے، کہ عورتوں کی عادات کے استقراء سے معلوم ہوا ہے کہ چار سال سے زیادہ کوئی عورت حاملہ نہیں ہوئی، اور استقراء شریعت میں مفید اور معتبر ہے۔ احکام عامہ، مطلقہ کو استقراء کی طرف ہی لوٹانا چاہیے۔

دوسری دلیل ان کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ ہے کہ مفقود الخبر آدمی کی بیوی چار سال انتظار کر کے اس کی عدت وفاۃ گذار کر آگے نکاح کر سکتی ہے، اور چار سال مدت انہوں نے اس لیے مقرر کی ہے کہ حمل عورت کے رحم میں زیادہ سے زیادہ چار سال تک ٹھہر سکتا ہے، اور باقی تمام صحابہ کرام نے ان کی اس بارہ میں موافقت کی ہے۔(مؤطا امام مالک، ۵۲)



لیکن ان کی یہ دونوں دلیلیں معتبر نہیں ہیں، ان کی استقراء والی دلیل ان واقعات سے ٹوٹ جاتی ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے رحم میں حمل چار سال سے زیادہ عرصہ ٹھہر سکتا ہے، جیسا کہ ابن القیمؒ نے عباد بن عوام سے نقل کیا ہے انہوں نے کہا، ہمارے ہاں ساتھ والے مکان میں ایک عورت نے حاملہ ہونے سے پانچ سال بعد بچے کو جنم دیا ہے، اور جب یہ بچہ پیدا ہوا تو اس کے سر کے بال گردن تک پہنچے ہوئے تھے اور پیدا ہونے کے بعد اس کے قریب ایک پرندہ آکر بیٹھ گیا تو بچے نے اسے اُڑانے کے لیے «هُش» کہا (تحفۃ المودود بأحکام المولود لابن القیم، ص ۱۸۹)

رہی ان کی دوسری دلیل جو مفقود الخبر کی بیوی کے بارہ میں ہے تو یہ بھی صرف حمل معلوم کرنے کے لیے نہیں ہے اور نہ ہی صرف براءت رحم جاننے کے لیے ہے، بلکہ دیگر متعدد وجوہات کیوجہ سے مفقود الخبر کی بیوی کے لیے چار سال مقرر کیے گئے ہیں، ان میں نمایاں وجہ یہ ہے کہ مفقود الخبر کی بیوی کو ایسے مرد کے ساتھ لمبا عرصہ مشغول نہیں رکھا جاسکتا جس کے بارہ میں یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ وہ زندہ بھی ہے یا فوت ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس کی بیوی چار سال انتظار کر کے اس کی عدت وفات گزار کر اگر چاہے تو آگے نکاح کر سکتی ہے۔

تیسرا قول احناف کا ہے کہ حمل کی اکثر مدت صرف دو سال ہے، یہ حنابلہ کی بھی ایک روایت ہے، لیکن ان کا فتوی اور مذہب چار سال والی روایت پر ہے۔

ان کی اپنے موقف پر دو دلیلیں ہیں، ایک یہ کہ ان کے خیال میں عام عادت یہ ہے کہ کسی عورت کا دو سال سے زیادہ حاملہ رہنا ثابت نہیں ہے، اور دوسری دلیل ان کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے کہ کوئی بھی حمل اپنی ماں کے پیٹ میں دو سال سے زیادہ ایک لحہ بھی نہیں رہ سکتا ان کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ کا قول اگرچہ موقوف ہے لیکن یہ حکماً مرفوع ہے، کیونکہ ایسی بات اپنی رائے اور عقل سے نہیں کہی جاسکتی۔

لیکن اس قول کی تردید یہ ہے کہ جبکہ دوسرے قول کے دلائل غیر معتبر ہیں تو یہ قول بالاولی غیر معتبر ہے بلکہ دلائل سے ثابت ہے کہ متعدد حمل دو سال سے زیادہ مدت پر پیدا ہوئے ہیں، جیسا کہ سنن کبری بیہقی اور دار قطنی میں ولید بن مسلم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں میں نے امام مالک سے کہا، حضرت عائشہ کی حدیث کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے، جنہوں نے کہا ہے کہ حمل اپنی ماں کے پیٹ میں دو سال سے زیادہ ایک لحہ بھی نہیں رہ سکتا، تو انہوں نے تعجب کرتے ہوئے اس پر سبحان اللہ کہا، اور فرمایا دو سال کا کون قائل ہو سکتا ہے؟ جبکہ ہمارے پڑوس میں محمد بن عجلان کی بیوی بڑی سچی عورت ہے، اور اس کا خاوند بھی بڑا صادق وامین ہے، اس کی بیوی نے بارہ سال کے عرصے میں تین بچے جنم دیئے ہیں۔ ہر حمل چار سال بعد جنتی رہی ہے اور بیہقی نیز دار قطنی میں ہی مبارک بن مجاہد سے مروی ہے اس نے کہا کہ میں ایسی عورت کو جانتا ہوں جو چار سال بعد بچے کو جنم دیتی ہے اور اسے «حاملة الفيل» ہاتھی کے حمل والی کہا جاتا ہے۔

سنن کبری للبیہقی اور سنن دار قطنی میں ہی ہاشم مجاشعی سے مروی ہے، اس نے کہا ایک دفعہ مالک بن دینار لوگوں کو وعظ ونصیحت کر رہے تھے اسی دوران ان کے پاس ایک آدمی نے آکر کہا، اے ابویحییٰ میری بیوی چار سال سے حاملہ ہے، اور اس نے مجھے آپ کے پاس دعا کرانے کے لیے بھیجا ہے لہٰذا اس کے لیے دعاء کر دیں اللہ اس کا چھٹکارا کر دے، تو مالک بن دینار نے کہا ہم اس کے اہل تو نہیں ہیں، آپ جائیں جب وہ آدمی واپس لوٹ گیا تو مالک بن دینار اور اس کے ساتھیوں نے دعاء کے

لیے ہاتھ اٹھا لیے اور کہا، اے اللہ اگر اس کی بیوی کے پیٹ میں ہوا ہے یا واقعی حمل ہے تو اس کا اس سے چھٹکارا کر دے، ابھی وہ دعاء ہی کر رہے تھے کہ وہ آدمی آیا وہ بچے کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھا، ابھی اس کا نال بھی نہیں کاٹا گیا تھا، اور کہا اے ابو یحییٰ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاء قبول کر لی ہے، راوی نے کہا میں نے اس بچے کو دیکھا تو اس کے دانت نکل آئے تھے جو واضح نظر آ رہے تھے۔ بیہقی اور دار قطنی میں ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور گزارش کی کہ میں چار سال تک اپنی بیوی سے غائب رہا، جب چار سال بعد گھر آیا تو وہ حاملہ تھی، آپ نے اس کی بیوی کو بلایا، اور اسے رجم کرنے کے بارہ میں اہل علم سے مشورہ کیا تو حضرت معاذ بن جبل نے کہا اے امیر المومنین آپ اسے وضع حمل تک چھوڑے رکھیں بچہ پیدا ہونے پر پتہ چل جائے گا کہ وہ کس کا ہے آپ نے اسے چھوڑ دیا، اس کے بعد جب اس نے وضع حمل کیا تو اس کے دانت نکلے ہوئے تھے اور وہ بچہ اپنے باپ کے مشابہ تھا تو اس آدمی نے کہا «ابنی ورب الكعبة» کعبہ کے رب کی قسم یہ تو میرا ہی بیٹا ہے۔

یہ واقعات تتبع اور استقراء سے ثابت ہیں، جن سے پہلے قول کی تائید ہوتی ہے، رہا حضرت عائشہ کا قول جو مدت حمل دو سال ہونے کے بارہ میں ہے، تو اس کے بارہ میں امام شافعی کے ہم عصر ابو عبید نے کہا ہے کہ یہ اثر ضعیف ہے کیونکہ اس میں حضرت عائشہ سے روایت کرنے والا مجہول ہے، اور اگر یہ اثر بالفرض ثابت بھی ہو تب بھی یہ دلیل نہیں بنے گی، اور یہ کہنا کہ یہ حکماً مرفوع ہے یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ اس میں رائے اور قیاس کو دخل ہے۔ اور حضرت عائشہ نے یہ قول بعض عورتوں کی عادت دیکھ کر ہی اختیار کیا ہے۔



چوتھا قول یہ ہے اور مالکیہ کا تیسرا قول بھی یہی ہے کہ اکثر مدت حمل تین سال ہے۔ لیکن جبکہ چار سال اور دو سال کا قول باطل ہے، تو یہ تین سال کا قول بھی باطل ہے اور ان سب اقوال کے باطل ہونے کی دلیل قرآن کریم کی آیت «ماتغيض الأرحام وماتزادُ» کا اطلاق ہے جس کا کوئی مخصص اور مقید نہیں ہے۔

أقل مدت حمل۔زیادہ سے زیادہ مدت حمل کے بارہ میں گزر چکا ہے کہ وہ دس سال بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن کم از کم مدت حمل علماء کے اتفاق سے چھ مہینے ہے، ابن قیم اور ابن عابدین نے اس پر اجماع کا حکم لگایا ہے، ابن القیم نے کہا کہ فقہاء نے یہ قول صحابہ کرام سے اخذ کیا ہے۔ اور قرآن کریم بھی اس پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ قرآن کریم میں حمل اور فصال دونوں کی مدت تیس مہینے ذکر ہوئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وحمله وفصاله ثلاثون شهراً جب کہ سورۃ بقرہ میں فصال یعنی دودھ چھڑانے کی مدت چوبیس مہینے یعنی دو سال ذکر ہوئی ہے ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ تو جب حمل اور فصال کی تیس مہینے کی مدت سے مدت رضاع نکالی جائے تو باقی مدت حمل چھ مہینے رہ جاتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ کم از کم مدت حمل چھ ماہ ہے، مغنی وغیرہ میں ذکر ہے کہ عبد الملک بن مروان چھ ماہ کا پیدا ہوا تھا، اور چھ یا سات ماہ کا پیدا ہونے والا بچہ زندہ رہتا ہے جبکہ آٹھ ماہ کا نہیں بچتا۔

لہٰذا اقل مدت حمل چھ ماہ ہے اور اغلب نو ماہ اور اکثر مدت حمل کی تعیین نہیں ہے۔ آیت کریمہ «وما تغيض الأرحام» اگرچہ مطلق ہے لیکن اسے چھ مہینے کی مدت کے ساتھ مقید کیا جائے گا جس پر علماء کا اجماع ہے۔



أفراد حمل اب مسئلہ افراد حمل کا ہے کہ ایک وقت میں ماں کے رحم میں کتنے بچے ہو سکتے ہیں، امام ابن القیمؒ نے کہا ہے کہ اس

"اللہ کو علم ہے اس کا جو کچھ کسی مادہ کے حمل میں ہوتا ہے اور جو کچھ ان کے رحم میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔"

باب: آیت (اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ .... الاية) کی تفسیر

٤٦٩٧: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللهُ وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللهُ.

مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ عورتوں کے رحم میں کیا کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب برسے گی، کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی موت کہاں ہوگی اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی۔

قولہ "غِيضَ" نُقِصَ اس کا معنیٰ کم ہونا ہے یہ سورۃ ہود کا لفظ ہے یہاں ما تَغِيضُ الْأَرْحَامُ کی مناسبت سے لے کی بھی کوئی حد معین نہیں ہے، مفسر آلوسی نے امام شافعی سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک بزرگ نے یمن میں بتایا کہ اس کی بیوی ہر دفعہ پیٹ آنے پر پانچ بچے جنتی ہے، اور آلوسی نے ذکر کیا ہے کہ شریک بن عبداللہ چار بچوں میں سے چوتھا پیدا ہونے والا بچہ تھا۔

ابن قدامہ نے المغنی میں ماوردی سے نقل کیا ہے، کہ مجھے ایک یمنی آدمی نے بتایا ہے جو کہ طالب علم تھا کہ یمن میں ایک عورت سے ولادت کے وقت اوجھ سا نکلا، گھر کے لوگوں نے سمجھا کہ اس میں کوئی بچہ تو ہے نہیں تو انہوں نے اسے اٹھا کر ایک سڑک کے کنارے پھینک دیا لیکن جب اس پر سورج کی دھوپ پڑی تو اس میں حرکت سی ہونے لگی، لوگوں نے اسے پھاڑا تو اس سے سات بچے نکل آئے جو لڑکے تھے وہ زندہ رہے اور جوان ہوئے اگرچہ ان کے اعضاء قدرے چھوٹے تھے۔ بتانے والے آدمی نے یہ بھی بتایا کہ ان میں سے ایک سے میں نے کشتی کرنے میں مقابلہ کیا تو اس نے مجھے بچھاڑ دیا، جس پر یمن کے لوگ مجھے عار دلاتے ہوئے کہا کرتے تھے جا تجھے تو ایک آدمی کے ساتویں حصے نے ہی بچھاڑ دیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارہ میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں سو سے زیادہ اپنی اولاد اور پوتوں کو ان کے مرنے پر اپنے ہاتھوں سے دفن کیا، اور یہ کثرت اولاد ان کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کا نتیجہ تھا۔ اسی طرح ابن قدامہ نے ایک معتبر شخص سے خبر دی ہے اس نے کہا ان دنوں دمشق میں ایک عورت نے ایک ہی دفعہ سات بچے پیدا کیے جن میں لڑکے، لڑکیاں دونوں تھے آلوسی نے کہا ہے کہ دو سے زیادہ بچے کم ہی زندہ رہتے ہیں، کیونکہ وہ کمزور ہوتے ہیں اور جو ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک عورت نے چالیس بچوں کو ایک دفعہ جنم دیا اور سب زندہ رہے تو یہ بات جھوٹ ہی معلوم ہوتی ہے۔

آئے ہیں۔ کیونکہ یہاں بھی اس کا یہی معنٰی ہے۔

قولہ "وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ" اللہ تعالیٰ کے سواء نہیں جانتا کہ بارش کب ہو گی، اور جو لوگ بارش ہونے کی پیشگوئی کرتے ہیں وہ بھی ٹھنڈی ہواؤں کے چلنے سے پتہ چلاتے ہیں کہ بارش ہونے والی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ[1] اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہے کہ وہ ہوائیں چلاتا ہے جو اس کی ہونے والی رحمت کی بشارت ہوتی ہیں۔ ہوا کی اس ٹھنڈک کا ہم پتہ نہیں چلا سکتے، اس کا بیرہ میٹر سے پتہ چلتا ہے، کہ ٹھنڈک اس قدر ہو گئی ہے کہ اس سے بارش کا امکان ہے، قطعاً تو وہ بھی نہیں کہتے، اس کے ممکن ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔

سُورَةُ إِبْرَاهِيمَ

سورۃ ابراہیم کی تفسیر

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هَادٍ دَاعٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿صَدِيدٌ﴾ قَيْحٌ وَدَمٌ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: ﴿اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ﴾ أَيَادِيَ اللهِ عِنْدَكُمْ وَأَيَّامَهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ﴾ رَغِبْتُمْ إِلَيْهِ فِيهِ، ﴿يَبْغُونَهَا عِوَجًا﴾ يَلْتَمِسُونَ لَهَا عِوَجًا، ﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ﴾ أَعْلَمَكُمْ، آذَنَكُمْ ﴿رَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ﴾: هَذَا مَثَلٌ، كَفُّوا عَمَّا أُمِرُوا بِهِ، ﴿مَقَامِي﴾ حَيْثُ يُقِيمُهُ اللهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، ﴿مِنْ وَرَائِهِ﴾ قُدَّامَهُ جَهَنَّمُ، ﴿لَكُمْ تَبَعًا﴾ وَاحِدُهَا تَابِعٌ مِثْلُ غَيَبٍ وَغَائِبٍ، ﴿بِمُصْرِخِكُمْ﴾ اسْتَصْرَخَنِي اسْتَغَاثَنِي، ﴿يَسْتَصْرِخُهُ﴾ مِنَ الصُّرَاخِ ﴿وَلَا خِلَالَ﴾: مَصْدَرُ خَالَلْتُهُ خِلَالًا، وَيَجُوزُ أَيْضًا جَمْعُ خُلَّةٍ وَخِلَالٍ، ﴿اجْتُثَّتْ﴾ اسْتُؤْصِلَتْ»



حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ھاد کا معنٰی بلانے والا، ہدایت کرنے والا (نبی ورسول مراد ہیں) اور مجاہد نے کہا صدید کا معنٰی پیپ اور لہو اور سفیان بن عیینہ نے کہا اذکروا نعمة الله علیکم کا معنٰی یہ ہے کہ اللہ کی جو نعمتیں تمہارے پاس ہیں ان کو یاد کرو اور جو جو اگلے واقعات اس کی قدرت کے ہوئے ہیں اور مجاہد نے کہا من کل ما سالتموہ کا معنٰی یہ ہے کہ جن جن چیزوں کی تم نے رغبت کی یبغونها عوجا اس کی کجی پیدا کرنے کی تلاش کرتے رہتے ہیں واذ تأذن ربکم جب تمہارے مالک نے تم کو خبردار کر دیا جتلا دیا ردوا ایدیهم فی افواههم یہ عرب کی زبان میں ایک مثل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا جو حکم ہوا تھا اس سے باز رہے بجا نہ لائے۔ مقامی وہ جگہ جہاں اللہ پاک اس کو اپنے سامنے کھڑا کرے گا۔ من ورائه سامنے سے لکم تبعا تبع تابع کی جمع ہے جیسے غیب غائب کی۔ بمصرخکم عرب لوگ کہتے ہیں استصرخنی یعنی اس نے میری فریاد سن لی یستصرخه اس کی فریاد سنتا ہے دونوں صراخ سے نکلے ہیں (صراخ کا معنٰی فریاد) ولا خلال خاللته خلالا کا مصدر ہے

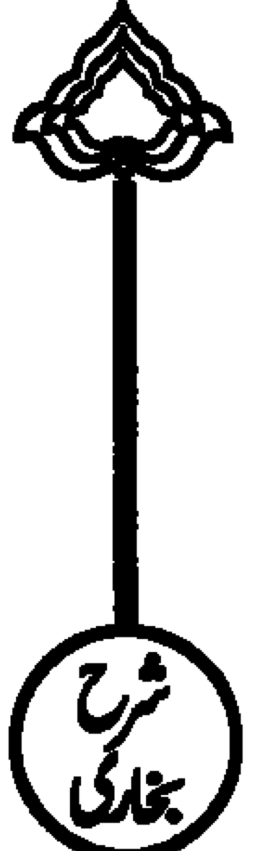






[1] الروم: ۴۶

اور خلة کی جمع بھی ہو سکتا ہے (یعنی اس دن دوستی نہ ہوگی یا دوستیاں نہ ہوں گی) اجتثت جڑ سے اکھاڑ لیا گیا۔
قولہ "هادٍ أي داعٍ" یہ سورہ رعد کا لفظ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ناسخین کی غلطی سے سورہ ابراہیم کی تفسیر میں لکھ دیا گیا ہے۔
قولہ "اذكروا نعمة الله" یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جو تمہیں میسر ہیں انہیں اور اس کی قدرت کے جو واقعات ہو چکے ہیں ان سب کو یاد کرو۔
قولہ "رغبتم إليه فيه" گویا من كل ما سألتموهُ میں سوال سے سوال حالی مراد ہے سوال زبانی مراد نہیں ہے، اس کا معنی یہ ہے تمہیں وہ سب کچھ دیا جس کی تم خواہش کرتے تھے۔
قولہ "من وراءه" بعض علماء نے کہا ہے کہ لفظ «وراء» اضداد سے ہے یہاں اس کا معنی قُدَّامَهٗ وأَمَامَهٗ ہے۔
قولہ "تلتَمِسُونَ لَهَا" یعنی تم اس راستے کی ایسی صفات بیان کرتے ہو جیسے کوئی ٹیڑھی چیز ہوتی ہے۔ جیسا کہ وہ اسے «أساطير الأولين» کہا کرتے تھے۔
قولہ "مقامِيْ" وہ جگہ جہاں اللہ تعالیٰ اسے اپنے سامنے کھڑا کرے گا۔
قولہ "ردوا أيديهم" اس کے تین معانی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ انہوں نے اپنے ہاتھ پیغمبروں کے مونہوں میں ڈال دیئے۔ کہ بالکل بات نہ کرنا اور ہمیں توحید نہ سنانا دوسرا معنی کہ انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے مونہوں میں ڈال لیئے، یہ حق سے باز رہنے کا محاورہ ہے کہ انہوں نے پیغمبروں کی بات کو قبول نہ کیا۔
تیسرا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے مونہوں پر رکھ لیے، گویا یہ اشارہ تھا کہ کوئی بات نہ کرنا ورنہ ہم تم سے سختی سے پیش آئیں گے۔



١ - بَابُ قَوْلِهِ: (كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ)

"آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی اچھی مثال کلمہ طیبہ کی بیان (فرمائی کہ) وہ ایک پاکیزہ درخت کے مشابہ ہے جس کی جڑ (خوب) مضبوط ہے اور اس کی شاخیں (خوب) اونچائی میں جا رہی ہیں۔ وہ اپنا پھل ہر فصل میں (اپنے پروردگار کے حکم سے) دیتا رہتا ہے۔"

باب: آیت (كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ ...الاية) کی تفسیر



٤٦٩٨ : حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «أَخْبِرُونِي بِشَجَرَةٍ تُشْبِهُ أَوْ: كَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ لَا يَتَحَاتُّ وَرَقُهَا، وَلَا وَلَا وَلَا تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ» قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ لَا

يَتَكَلَّمَانِ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ فَلَمَّا لَمْ يَقُولُوا شَيْئًا، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هِيَ النَّخْلَةُ» فَلَمَّا قُمْنَا قُلْتُ لِعُمَرَ: يَا أَبَتَاهُ وَاللهِ لَقَدْ كَانَ وَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَكَلَّمَ؟ قَالَ: لَمْ أَرَكُمْ تَكَلَّمُونَ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ أَوْ أَقُولَ شَيْئًا، قَالَ عُمَرُ: لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا.

مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو سامہ نے، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ نے دریافت فرمایا اچھا مجھ کو بتلاؤ تو وہ کونسا درخت ہے جو مسلمان کی مانند ہے جس کے پتے نہیں گرتے، ہر وقت میوہ دیئے جاتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے دل میں آیا وہ کھجور کا درخت ہے مگر میں نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے جواب نہیں دیا تو مجھ کو ان بزرگوں کے سامنے کلام کرنا اچھا معلوم نہیں ہوا۔ جب ان لوگوں نے کچھ جواب نہیں دیا تو آنحضرت ﷺ نے خود ہی فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ جب ہم اس مجلس سے کھڑے ہوئے تو میں نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ باوا! اللہ کی قسم میرے دل میں آیا تھا کہ میں کہہ دوں وہ کھجور کا درخت ہے۔ انہوں نے کہا پھر تو نے کہہ کیوں نہ دیا۔ میں نے کہا آپ لوگوں نے کوئی بات نہیں کی میں نے آگے بڑھ کر بات کرنا مناسب نہ جانا۔ انہوں نے کہا واہ اگر تو اس وقت کہہ دیتا تو مجھ کو اتنے اتنے (سرخ اونٹ کا) مال ملنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی۔



قولہ "ولاَ وَلاَ وَلا" یہ راوی کی طرف سے تصرف ہے۔ «أي لا يعدم ثمرها ولا ينقطع ظِلُّها ولا ينعدم نفعها»

٢۔ بَابُ قَوْلِهِ: (يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ)

"اللہ ایمان والوں کو اس کی پکی بات کی برکت سے مضبوط رکھتا ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ آخرت سے مراد قبر ہے جو آخرت کی پہلی منزل ہے۔"

باب: آیت (يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا ....الاية) کی تفسیر

٤٦٩٩: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ (يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ).



ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے علقمہ بن مرثد نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے سعد بن عبیدہ سے سنا اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مسلمان سے جب قبر میں سوال ہوگا تو وہ گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد۔ اللہ ایمان والوں کی اس پکی بات (کی برکت) سے مضبوط رکھتا ہے، دنیوی زندگی میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) کا یہی مطلب ہے۔

٣۔ بَابُ قَوْلِهِ: (أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللهِ كُفْرًا)

"آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کے بدلے کفر کیا۔"

باب: آیت (أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللهِ ۔ ۔ ۔ الآية) کی تفسیر

أَلَمْ تَرَ: أَلَمْ تَعْلَمْ؟ كَقَوْلِهِ: أَلَمْ تَرَ كَيْفَ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا الْبَوَارُ: الْهَلَاكُ، بَارَ يَبُورُ، قَوْمًا بُورًا هَالِكِينَ.

أَلَمْ تَرَ کے معنی أَلَمْ تَعْلَمْ ہیں جیسا کہ: أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا میں ہے۔ الْبَوَارِ کے معنی ہیں: ہلاکت۔ اور یہ بار، یبور، بورا سے ماخوذ ہے۔ قَوْمًا بُورًا کے معنی ہیں: ہلاک ہونے والی قوم۔

٤٧٠٠: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، «أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللهِ كُفْرًا» قَالَ: «هُمْ كُفَّارُ أَهْلِ مَكَّةَ»



ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ آیت الم تر الي الذين بدلوا نعمة الله كفرا میں کفار سے اہل مکہ مراد ہیں۔

سُورَةُ الْحِجْرِ



وَقَالَ مُجَاهِدٌ: صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ الْحَقُّ يَرْجِعُ إِلَى اللهِ وَعَلَيْهِ طَرِيقُهُ. لَبِإِمَامٍ مُبِينٍ عَلَى الطَّرِيقِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَعَمْرُكَ لَعَيْشُكَ، قَوْمٌ مُنْكَرُونَ أَنْكَرَهُمْ لُوطٌ وَقَالَ غَيْرُهُ: كِتَابٌ مَعْلُومٌ أَجَلٌ، لَوْ مَا تَأْتِينَا هَلَّا تَأْتِينَا، شِيَعٌ أُمَمٌ، وَلِلْأَوْلِيَاءِ أَيْضًا شِيَعٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُهْرَعُونَ مُسْرِعِينَ لِلْمُتَوَسِّمِينَ لِلنَّاظِرِينَ، سُكِّرَتْ غُشِّيَتْ، بُرُوجًا مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، لَوَاقِحَ مَلَاقِحَ مُلْقِحَةً حَمَإٍ جَمَاعَةُ حَمْأَةٍ، وَهُوَ الطِّينُ الْمُتَغَيِّرُ، وَالْمَسْنُونُ الْمَصْبُوبُ، تَوْجَلْ تَخَفْ، دَابِرَ آخِرَ لَبِإِمَامٍ مُبِينٍ الْإِمَامُ كُلُّ مَا ائْتَمَمْتَ وَاهْتَدَيْتَ بِهِ، الصَّيْحَةُ: الْهَلَكَةُ.



مجاہد نے کہا صراط علی مستقیم کا معنی سچا راستہ جو اللہ تک پہنچتا ہے۔ اللہ کی طرف جاتا ہے لبامام مبین یعنی کھلے راستے پر اور حضرت ابن عباس نے کہا لعمرك کا معنی یعنی تیری زندگی کی قسم۔ قوم منکرون لوط علیہ السلام نے ان کو اجنبی پردیسی سمجھا۔ دوسرے لوگوں نے کہا کتاب معلوم کا معنی معین میعاد۔ لوما تاتینا کیوں ہمارے پاس نہیں لاتا۔ شیع امتیں اور کبھی دوستوں کو بھی شیع کہتے ہیں اور حضرت ابن



عباس نے کہایھرعون کا معنیٰ دوڑتے جلدی کرتے۔ للمتوسمین دیکھنے والوں کے لیے۔ سکرت ڈھانکی گئیں۔ بروجا برج یعنی سورج چاند کی منزلیں۔ لواقح ملاقح کے معنی میں ہے جوملحقة کی جمع ہے یعنی حاملہ کرنے والی۔ حماء حماۃ کی جمع ہے بدبودار کیچڑ۔ مسنون قالب میں ڈھالی گئی۔ لا توجل مت ڈر۔ دابر آخر لبإمام مبین امام وہ شخص جس کی تو پیروی کرے اس سے راہ پائے۔ الصیحة ہلاکت کے معنیٰ ہے۔

قولہ "وعلیه طریقهٗ" یعنی سیدھا راستہ جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور اس پر چلنے سے اللہ مل جاتا ہے۔

قولہ "والأولیاء أیضاً شیع" یعنی دوستوں پر اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ امتوں پر بولا جاتا ہے۔

قولہ "لواقح، ملاقح" یہ ملقحةٌ کی جمع ہے۔ اور لواقح جمع خلاف قیاس آگئی ہے بعض نے کہا ہے کہ یہ لاقح کی جمع ہے یعنی تلقیح کرنے والی ہوائیں، یعنی ہوا کے ذریعے سے نر کا اثر مادہ تک پہنچ جاتا ہے، اور اس سے پھل پیدا ہوتے ہیں، گویا دانہ بھی جنین کی طرح ہوتا ہے جو نر ومادہ کے اثر سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ ہر پودے میں نر یا مادہ کے کچھ اجزاء ہوتے ہیں، ہوا کے ذریعے سے ایک دوسرے تک ان کا اثر پہنچ جاتا ہے اور دانے بن جاتے ہیں، بعض نے اس کا یہ معنیٰ کیا ہے کہ ہوائیں بادلوں کو برسنے والا کر دیتی ہیں، کیونکہ قطرات جب ہوا کے ذریعے طبقہ زمہریر میں پہنچ جاتے ہیں تو برسنے لگتے ہیں۔

قولہ "المصبوبٗ" قالب میں ڈھالی ہوئی جب کوئی چیز قالب میں ڈالی جائے تو اسی کی شکل اختیار کر لیتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے شکلیں بنائی ہیں جیسا کہ قالب میں ڈھالی ہوتی ہیں، اس کا معنی متغیر مٹی بھی کرتے ہیں۔

۱۔ بَابُ قَوْلِهِ: (إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ)

"ہاں مگر کوئی بات چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک جلتا ہوا انگارہ لگ جاتا ہے۔"

باب آیت (إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ ....الآیة) کی تفسیر

٤٧٠١: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَالسِّلْسِلَةِ عَلَى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيٌّ وَقَالَ غَيْرُهُ صَفَوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذَلِكَ فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا لِلَّذِي قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُو السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُو السَّمْعِ هَكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ آخَرَ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدِهِ الْيُمْنَى نَصَبَهَا بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ الْمُسْتَمِعَ قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ بِهَا إِلَى صَاحِبِهِ فَيُحْرِقَهُ وَرُبَّمَا لَمْ يُدْرِكْهُ حَتَّى يَرْمِيَ بِهَا إِلَى الَّذِي يَلِيهِ إِلَى الَّذِي هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ حَتَّى يُلْقُوهَا إِلَى الْأَرْضِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى الْأَرْضِ فَتُلْقَى عَلَى فَمِ

السَّاحِرِ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُصَدَّقُ فَيَقُولُونَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا يَكُونُ كَذَا وَكَذَا فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا لِلْكَلِمَةِ الَّتِي سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ.

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی فیصلہ فرماتا ہے تو ملائکہ عاجزی سے اپنے پر مارنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے کہ جیسے کسی صاف چکنے پتھر پر زنجیر کے (مارنے سے آواز پیدا ہوتی ہے) اور علی بن عبد اللہ المدینی نے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ کے سوا اور راویوں نے صفوان کے بعد ینفذھم ذلک (جس سے ان پر دہشت طاری ہوتی ہے) کے الفاظ کہے ہیں۔ پھر اللہ پاک اپنا حکم فرشتوں تک پہنچا دیتا ہے، جب ان کے دلوں پر سے ڈر جاتا رہتا ہے تو دوسرے دور والے فرشتے نزدیک والے فرشتوں سے پوچھتے ہیں پروردگار نے کیا حکم صادر فرمایا۔ نزدیک والے فرشتے کہتے ہیں بجا ارشاد فرمایا اور وہ اونچا ہے بڑا۔ فرشتوں کی یہ باتیں چوری سے بات اڑانے والے شیطان پا لیتے ہیں۔ یہ بات اڑانے والے شیطان اوپر تلے رہتے ہیں (ایک پر ایک) سفیان نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کھول کر ایک پر ایک کر کے بتلایا کہ اس طرح شیطان اوپر تلے رہ کر وہاں جاتے ہیں۔ پھر کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔ فرشتے خبر پا کر آگ کا شعلہ پھینکتے ہیں وہ بات سننے والے کو اس سے پہلے جلا ڈالتا ہے کہ وہ اپنے پیچھے والے کو وہ بات پہنچا دے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ شعلہ اس تک نہیں پہنچتا اور وہ اپنے نیچے والے شیطان کو وہ بات پہنچا دیتا ہے، وہ اس سے نیچے والے کو اس طرح وہ بات زمین تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ زمین تک آ پہنچتی ہے (کبھی سفیان نے یوں کہا) پھر وہ بات نجومی کے منہ پر ڈالی جاتی ہے۔ وہ ایک بات میں سو باتیں جھوٹ اپنی طرف سے ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ کوئی کوئی بات اس کی سچ نکلتی ہے تو لوگ کہنے لگتے ہیں دیکھو اس نجومی نے فلاں دن ہم کو یہ خبر دی تھی کہ آئندہ ایسا ایسا ہوگا اور ویسا ہی ہوا۔ اس کی بات سچ نکلی۔ یہ وہ بات ہوتی ہے جو آسمان سے چرائی گئی تھی۔



٤٧٠١,٠١: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: «إِذَا قَضَى اللهُ الأَمْرَ»، وَزَادَ «وَالكَاهِنِ»، وحَدَّثَنَا سُفْيَانُ، فَقَالَ: قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: «إِذَا قَضَى اللهُ الأَمْرَ»، وَقَالَ: «عَلَى فَمِ السَّاحِرِ» قُلْتُ لِسُفْيَانَ: أَأَنْتَ سَمِعْتَ عَمْرًا؟ قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْكَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَيَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ: «فُرِّغ»، قَالَ سُفْيَانُ: هَكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو، فَلاَ أَدْرِي سَمِعَهُ هَكَذَا أَمْ لاَ. قَالَ سُفْيَانُ: وَهِيَ قِرَاءَتُنَا.



ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے عکرمہ سے بیان کیا، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث بیان کی۔ اس میں یوں ہے جب اللہ پاک کوئی حکم دیتا ہے اور ساحر کے بعد اس روایت میں کاہن کا لفظ زیادہ کیا۔ علی نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ عمرو نے کہا میں نے عکرمہ سے سنا، انہوں نے کہا ہم سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ پاک کوئی حکم دیتا ہے اور اس روایت میں علی فم الساحر کا لفظ ہے۔ علی بن عبد اللہ نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا کہ تم نے عمرو بن دینار سے خود سنا، وہ کہتے تھے میں نے عکرمہ سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا ہاں۔ علی بن عبد اللہ نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا ایک آدمی (نام نامعلوم) نے تو تم سے یوں روایت کی تم نے عمرو سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فزع پڑھا۔ سفیان نے کہا میں نے عمرو کو اس طرح پڑھتے سنا اب میں نہیں جانتا انہوں نے عکرمہ سے سنا یا نہیں سنا۔ سفیان نے کہا ہماری قراءت یہی ہے۔

قولہ "ینفذهم ذلك" یعنی سفیان بن عیینہ کے غیر نے "صفوان" کے بعد یَنْفُذُهُمْ ذَٰلِكَ کے الفاظ ذکر کیے ہیں یعنی جس سے ان پر دہشت طاری ہو جاتی ہے، جیسا کہ جب زنجیر پتھر پر پڑے تو اس کا انسان کے کانوں پر اثر ہوتا ہے۔ ایسے فرشتوں پر بھی اللہ تعالیٰ کی آواز کا اثر ہو جاتا ہے۔

٢۔ بَابُ قَوْلِهِ: (وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ)

"اور بالیقین حجر والوں نے بھی ہمارے رسولوں کو جھٹلایا۔

باب آیت (وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ) کی تفسیر

٤٧٠٢: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ: «لَا تَدْخُلُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ، فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ، أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ»

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معن نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب حجر کے متعلق فرمایا تھا کہ اس قوم کی بستی سے جب گزرنا ہی پڑ گیا ہے تو افسردہ ہو کر گزرو اور اگر افسردہ نہیں گزر سکتے تو پھر اس میں نہ جاؤ۔ کہیں تم پر بھی وہی عذاب نہ آئے جو ان پر آیا تھا۔

٣۔ بَابُ قَوْلِهِ: (وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ)

"اور تحقیق ہم نے آپ کو (وہ) سات (آیتیں) دی ہیں (جو) بار بار (پڑھی جاتی ہیں) اور وہ قرآن عظیم ہے۔

باب: آیت (وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي ....الاية) کی تفسیر

٤٧٠٣: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى، قَالَ: مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُصَلِّي، فَدَعَانِي فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ، فَقَالَ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنِي؟» فَقُلْتُ: كُنْتُ أُصَلِّي، فَقَالَ: «أَلَمْ يَقُلِ اللهُ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ} ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ» فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَكَّرْتُهُ، فَقَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ»

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خبیب بن عبد الرحمن نے، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا۔ میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ فوراً ہی کیوں نہ آئے؟ عرض کیا کہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا اللہ نے تم لوگوں کو حکم نہیں دیا ہے کہ اے ایمان والو! جب اللہ اور اس کے رسول تمہیں بلائیں تو لبیک کہو، پھر آپ نے فرمایا، کیوں نہ آج میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے عظیم سورت بتاؤں۔ پھر آپ (بتانے سے پہلے) مسجد سے باہر تشریف لے جانے کے لئے اٹھے تو میں نے بات یاد دلائی۔ آپ نے فرمایا کہ سورۃ الحمد للہ رب العالمین یہی سبع مثانی ہے اور یہی قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

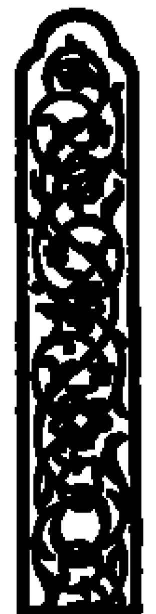


٤٧٠٤: حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أُمُّ الْقُرْآنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ»

ہم سے آدم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ام القرآن (یعنی سورۃ فاتحہ) ہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

۴۔ بَابُ قَوْلِهِ: (الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ)

"جنہوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر رکھے ہیں۔"



باب: آیت (الَّذِینَ جَعَلُوا القُرْآنَ عِضِينَ) کی تفسیر

الْمُقْتَسِمِينَ الَّذِينَ حَلَفُوا، وَمِنْهُ لاَ أُقْسِمُ أَيْ أُقْسِمُ، وَتُقْرَأُ لَأُقْسِمُ، وَقَاسَمَهُمَا حَلَفَ لَهُمَا وَلَمْ يَحْلِفَا لَهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: تَقَاسَمُوا تَحَالَفُوا.

اَلْمُقْتَسِمِينَ سے وہ کافر مراد ہے جنہوں نے قسم اٹھائی تھی۔ اسی سے لَا أُقْسِمُ ماخوذ ہے کہ میں قسم اٹھاتا ہوں۔ بعض حضرات نے اس لفظ کو لأُقسم (لام تاکید کے ساتھ) پڑھا ہے۔ قَاسَمَهُمَا بھی اسی سے ہے، یعنی ابلیس نے آدم اور حوا دونوں کے سامنے قسم اٹھائی لیکن آدم اور حوا نے قسم نہیں اٹھائی تھی۔ امام مجاہد نے کہا ہے: تَقَاسَمُوا کے معنی ہیں: تحالفوا، یعنی حضرت صالح کو مار دینے کی انہوں نے قسم اٹھائی تھی۔

قولہ "اَلْمُقْتَسِمِينَ" اس سے مراد کفار ہیں جنہوں نے قسم اٹھائی تھی یہ «لأقسم» سے ہے کہ میں قسم اٹھاتا ہوں، اور لا زائد ہے یہ سورۃ البلد کا لفظ یہاں مُقْتَسِمِينَ کی وجہ سے ذکر کیا ہے۔ بعض نے لام تاکید کے ساتھ «لأقسم» پڑھا ہے۔ یا مقتسمین قسمت سے ہے، یعنی تقسیم کرنا۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن یا تورات کے حصے کر دیئے، بعض پر ایمان لائے اور بعض کو نہیں مانا، اور یہ اس سے قبل وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي سے متعلق ہو جائے گا۔ أي وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي كما أنزلنا على الْمُقْتَسِمِينَ یعنی جس طرح مقتسمین پر کتاب اتاری اس طرح آپ پر سورۃ فاتحہ اور قرآن اتارا ہے۔ یہ تب ہے جب کہ مقتسمین بانٹنے کے معنی میں ہو۔ یہاں تو الذین حلفوا کا معنی کیا ہے اس صورت میں «مُقْتَسِمِين» قسم سے ہے اور اس سے مراد قوم صالح ہے، جن کے بارہ میں ہے تَقَاسَمُوا بِاللهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ [1] انہوں نے قسمیں اٹھائی تھیں کہ ہم ضرور اس پر اور اس کے گھر والوں پر شب خون ماریں گے، تو جیسے ان پر عذاب آیا ویسے ان پر عذاب آئے گا، لہٰذا ان میں سے کچھ جنگ بدر میں مارے گئے اور کچھ قحط سے مر گئے۔

قولہ "حلف لهما" اس سے مراد یہ ہے کہ قاسمَ باب مفاعلہ یہاں مشارکت کے لیے نہیں ہے کہ دونوں نے ایک دوسرے سے قسمیں اٹھائی ہوں، بلکہ ابلیس نے ان دونوں سے قسمیں اٹھائی تھیں، حضرت آدم اور حوا علیہا السلام نے اس سے قسمیں نہیں اٹھائیں، باب مفاعلہ یہاں حَلَفَ کے معنی میں ہے۔

٤٧٠٥: حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ﴾ قَالَ: «هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّءُوهُ أَجْزَاءً، فَآمَنُوا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوا بِبَعْضِهِ»

مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، انہیں ابو بشر نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا آیت جنہوں نے قرآن کے ٹکڑے کر رکھے ہیں کے متعلق کہا کہ اس سے مراد اہل کتاب ہیں کہ انہوں نے قرآن کے ٹکڑے

[1] النمل: ۴۹

ٹکڑے کر دیئے۔ بعض کو مانا اور بعض کا انکار کیا۔

٤٧٠٦: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، ﴿كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى المُقْتَسِمِينَ﴾ قَالَ: «آمَنُوا بِبَعْضٍ وَكَفَرُوا بِبَعْضٍ، اليَهُودُ وَالنَّصَارَى»

حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ آیت (كما انزلنا على المقتسمين) سے یہود ونصاریٰ مراد ہیں، کچھ قرآن کو انہوں نے مانا، کچھ نہ مانا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ اليَقِينُ﴾

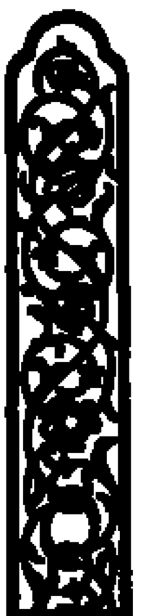
قَالَ سَالِمٌ: «اليَقِينُ: المَوْتُ

یعنی اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ یقین آجائے، سالم نے کہا ہے کہ یقین سے مراد موت ہے۔

سُورَةُ النَّحْلِ

رُوحُ القُدُسِ جِبْرِيلُ، ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الأَمِينُ﴾ ﴿فِي ضَيْقٍ﴾ يُقَالُ: أَمْرٌ ضَيْقٌ وَضَيِّقٌ، مِثْلُ هَيْنٍ وَهَيِّنٍ، وَلَيْنٍ وَلَيِّنٍ، وَمَيْتٍ وَمَيِّتٍ» قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿تَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ﴾ تَتَهَيَّأُ، ﴿سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا﴾ لاَ يَتَوَعَّرُ عَلَيْهَا مَكَانٌ سَلَكَتْهُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿فِي تقلبهم﴾ اخْتِلاَفِهِمْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿تَمِيدُ﴾ تَكَفَّأُ، ﴿مُفْرَطُونَ﴾ مَنْسِيُّونَ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ القُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ هَذَا مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ، وَذَلِكَ أَنَّ الِاسْتِعَاذَةَ قَبْلَ القِرَاءَةِ، وَمَعْنَاهَا الِاعْتِصَامُ بِاللهِ» وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿تُسِيمُونَ﴾ تَرْعَوْنَ ﴿شَاكِلَتِهِ﴾ نَاحِيَتِهِ، ﴿قَصْدُ السَّبِيلِ﴾ البَيَانُ ﴿الدِّفْءُ﴾ مَا اسْتَدْفَأْتَ به ﴿تُرِيحُونَ﴾ بِالعَشِيِّ، وَ﴿تَسْرَحُونَ﴾ بِالْغَدَاةِ ﴿بِشِقِّ﴾ يَعْنِي المَشَقَّةَ»، ﴿عَلَى تَخَوُّفٍ﴾ تَنَقُّصٍ، ﴿الأَنْعَامِ لَعِبْرَةً﴾ وَهِيَ تُؤَنَّثُ وَتُذَكَّرُ، وَكَذَلِكَ: النَّعَمُ الأَنْعَامُ جَمَاعَةُ النَّعَمِ ﴿أَكْنَانٌ﴾: وَاحِدُهَا كِنٌّ مِثْلُ حِمْلٍ وَأَحْمَالٍ، ﴿سَرَابِيلَ﴾ قُمُصٌ. ﴿تَقِيكُمُ الحَرَّ﴾ وَأَمَّا ﴿سَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ﴾ فَإِنَّهَا الدُّرُوعُ، ﴿دَخَلًا بَيْنَكُمْ﴾ كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يَصِحَّ فَهُوَ دَخَلٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿حَفَدَةً﴾ مِنْ وَلَدِ الرَّجُلِ، ﴿السَّكَرُ﴾ مَا حُرِّمَ مِنْ ثَمَرَتِهَا، ﴿وَالرِّزْقُ الحَسَنُ﴾ مَا أَحَلَّ اللهُ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ صَدَقَةَ ﴿أَنْكَاثًا﴾ هِيَ خَرْقَاءُ، كَانَتْ إِذَا أَبْرَمَتْ غَزْلَهَا نَقَضَتْهُ» وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: ﴿الأُمَّةُ﴾ مُعَلِّمُ الخَيْرِ، ﴿وَالقَانِتُ﴾ المُطِيعُ»





نزل به الروح الأمين میں روح الامین سے روح القدس حضرت جبرائیل مراد ہیں۔ فی ضیق عرب لوگ کہتے ہیں امر ضیق اور ضیق جیسے هین اور هین اور لین اور لین اور میت اور میت۔ ابن عباس نے کہا فی تقلبهم کا معنیٰ ان کے اختلاف میں اور مجاہد نے کہا تمید کا معنیٰ جھک جائے۔ الٹ جائے۔ مفرطون کا معنیٰ بھلائے گئے۔

دوسرے لوگوں نے کہا فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ اس آیت میں عبارت آگے پیچھے ہو گئی ہے۔ کیونکہ اعوذ باللہ قراءت سے پہلے پڑھنا چاہیے۔ استعاذہ کے معنی اللہ سے پناہ مانگنا۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تسیمون کا معنی چراتے ہو شاکلته اپنے اپنے طریق پر۔ قصد السبیل سچے راستے کا بیان کرنا الدف ہر وہ چیز جس سے گرمی حاصل کی جائے، سردی دفع ہو، تریحون شام کو لاتے ہو، تسرحون صبح کو چرانے لے جاتے ہو۔ بشق تکلیف اٹھا کر محنت مشقت سے۔ علی تخوف نقصان کر کے۔ وان لکم فی الانعام لعبرۃ میں انعام نعم کی جمع ہے مذکر مونث دونوں کو انعام اور نعم کہتے ہیں۔ سرابیل تقیکم الحر میں سرابیل سے کرتے اور سرابیل تقیکم باسکم میں سرابیل سے زرہیں مراد ہیں۔ دخلا بینکم جو نا جائز بات ہو اس کو دخل کہتے ہیں جیسے (دخل یعنی خیانت) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا حفدۃ آدمی کی اولاد۔ السکر نشے آور مشروب جو حرام ہے۔ رزقا حسنا جس کو اللہ نے حلال کیا اور سفیان بن عیینہ نے صدقہ ابو الہذیل سے نقل کیا۔ انکاثا ٹکڑے یہ ایک عورت کا ذکر ہے اس کا نام خرقاء تھا (جو مکہ میں رہتی تھی) وہ دن بھر سوت کاتتی پھر توڑ توڑ کر پھینک دیتی۔ ابن مسعود نے کہا امۃ کا معنی لوگوں کو اچھی باتیں سکھانے والا اور قانت کے معنی مطیع اور فرمانبردار کے ہیں۔

قولہ "هذا مقدم ومؤخر" یعنی اس میں تقدیم وتاخیر ہے، کیونکہ استعاذہ قرآن پڑھ لینے کے بعد نہیں ہے بلکہ استعاذہ قراءت قرآن سے پہلے ہے۔ اگرچہ آیت کریمہ میں قراءت قرآن استعاذہ سے پہلے ذکر ہوا ہے۔

قولہ "الأنعام" یہ جمع نہیں ہے بلکہ اسم جنس ہے۔ اس لیے اس کے بعد نُسْقِيكُمْ مما فی بطونہِ میں الانعام کی طرف لوٹنے والی ضمیر مذکر آئی ہے، اور کبھی یہ ضمیر مؤنث بھی آجاتی ہے بعض نے اسے جمع بھی بنایا ہے۔



قولہ "ما حرم من ثمرتها" یعنی پھلوں سے بنائی جانے والی حرام چیز اور وہ ہر نشہ آور چیز ہے۔

قولہ "هي خرقاء" سفیان بن عیینہ نے صدقہ سے انکاثاً کے بارہ میں نقل کیا ہے کہ یہ ایک مجنون عورت تھی جس کا نام خرقاء تھا، وہ سارا دن سوت کاتتی رہتی، اور اسے پختہ کاتنے کے بعد توڑ پھوڑ کر پھینک دیتی تھی۔

۱۔ بَابُ قَوْلِهِ: (وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ)

"اور تم میں سے بعض کو نکمی عمر کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔

باب آیت (وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ) کی تفسیر

٤٧٠٧: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى أَبُو عَبْدِ اللهِ الأَعْوَرُ، عَنْ شُعَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو: «أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ، وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ»



ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہارون بن موسیٰ ابو عبداللہ اعور نے بیان کیا،

ان سے شعیب نے اور ان سے ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، سستی سے، ارذل عمر سے (نکمی اور خراب عمر ۸۰ یا ۹۰ سال کے بعد) عذاب قبر سے، دجال کے فتنے سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔

سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ
سورۃ بنی اسرائیل کی تفسیر

۱۔ باب

٤٧٠٨: حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَالكَهْفِ، وَمَرْيَمَ: إِنَّهُنَّ مِنَ العِتَاقِ الأُوَلِ، وَهُنَّ مِنْ تِلاَدِي {فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ} « قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «يَهُزُّونَ» وَقَالَ غَيْرُهُ: «نَغَضَتْ سِنُّكَ: أَيْ تَحَرَّكَتْ.

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے، ان سے ابو اسحاق عمرو بن عبید اللہ سبیعی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبدالرحمن بن یزید سے سنا، کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے سورہ بنی اسرائیل، سورہ کہف اور سورہ مریم کے متعلق کہا کہ یہ اول درجہ کی عمدہ نہایت فصیح وبلیغ سورتیں ہیں اور میری پرانی یاد کی ہوئی (آیت) فسينغضون اليك رووسهم کے متعلق ابن عباس نے کہا کہ اپنے سر ہلائیں گے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ یہ نغضت سنك سے نکلا ہے یعنی تیرا دانت ہل گیا۔

۲۔ باب

{وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ} أَخْبَرْنَاهُمْ أَنَّهُمْ سَيُفْسِدُونَ. وَالقَضَاءُ عَلَى وُجُوهٍ وَقَضَى رَبُّكَ أَمَرَ رَبُّكَ، وَمِنْهُ الحُكْمُ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ وَمِنْهُ: الخَلْقُ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ خَلَقَهُنَّ نَفِيرًا مَنْ يَنْفِرُ مَعَه{وَلِيُتَبِّرُوا} «يُدَمِّرُوا». {مَا عَلَوْا} {حَصِيرًا} مَحْبِسًا: مَحْصَرًا حَقَّ: «وَجَبَ». {مَيْسُورًا} «لَيِّنًا». {خِطْئًا} «إِثْمًا، وَهُوَ اسْمٌ مِنْ خَطِئْتُ، وَالخَطَأُ مَفْتُوحٌ مَصْدَرُهُ مِنَ الإِثْمِ، خَطِئْتُ بِمَعْنَى أَخْطَأْتُ تَخْرِقَ تَقْطَعَ». {وَإِذْ هُمْ نَجْوَى} مَصْدَرٌ مِنْ نَاجَيْتُ، فَوَصَفَهُمْ بِهَا، وَالمَعْنَى: يَتَنَاجَوْنَ {رُفَاتًا} «حُطَامًا». {وَاسْتَفْزِزْ} «اسْتَخِفَّ». {بِخَيْلِكَ} الفُرْسَانِ، وَالرَّجْلُ: الرَّجَّالَةُ، وَاحِدُهَا رَاجِلٌ، مِثْلُ صَاحِبٍ وَصَحْبٍ، وَتَاجِرٍ وَتَجْرٍ». {حَاصِبًا} الرِّيحُ العَاصِفُ، وَالحَاصِبُ أَيْضًا: مَا تَرْمِي بِهِ الرِّيحُ «، وَمِنْهُ: {حَصَبُ جَهَنَّمَ} يُرْمَى بِهِ فِي جَهَنَّمَ، وَهُوَ حَصَبُهَا، وَيُقَالُ: حَصَبَ فِي الأَرْضِ ذَهَبَ، وَالحَصَبُ: مُشْتَقٌّ مِنَ الحَصْبَاءِ وَالحِجَارَةِ «. {تَارَةً} «مَرَّةً، وَجَمَاعَتُهُ تِيَرَةٌ

وَتَارَاتٌ»، ﴿لَأَحْتَنِكَنَّ﴾: لَأَسْتَأْصِلَنَّهُمْ، يُقَالُ: احْتَنَكَ فُلَانٌ مَا عِنْدَ فُلَانٍ مِنْ عِلْمٍ اسْتَقْصَاهُ»، ﴿طَائِرَهُ﴾ «حَظَّهُ» قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «كُلُّ سُلْطَانٍ فِي القُرْآنِ فَهُوَ حُجَّةٌ»، ﴿وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ﴾ «لَمْ يُحَالِفْ أَحَدًا»

وقضينا الى بني اسرائيل یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو مطلع کر دیا تھا کہ آئندہ وہ فساد کریں گے اور قضا کے کئی معانی آئے ہیں۔ جیسے آیت وقضى ربك ان لا تعبدوا میں یہ معنٰی ہے کہ اللہ نے حکم دیا اور فیصلہ کرنے کے بھی معنی ہیں، جیسے آیت ان ربك يقضي بينهم میں ہے اور پیدا کرنے کے بھی معنٰی میں ہے جیسے فقضاهن سبع سموات میں ہے۔ نفیرًا وہ لوگ جو آدمی کے ساتھ لڑنے کو نکلیں وَلِيُتَبِّرُوا ما علوا یعنی جن شہروں سے غالب ہوں ان کو تباہ کریں حَصِيرًا قید خانہ جیل حق واجب ہوا۔ میسورا نرم ملائم خطا گناہ یہ اسم ہے خطئت سے خطا بالفتح مصدر ہے یعنی گناہ کرنا۔ خطئت بکسر طاء اور اخطات دونوں کا ایک ہی معنٰی ہے۔ یعنی میں نے قصور کیا غلطی کی۔ لن تخرق تو زمین کو طے نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ زمین بہت بڑی ہے نجوی مصدر ہے ناجیت سے یہ ان لوگوں کی صفت بیان کیا ہے۔ یعنی آپس میں مشورہ کرتے ہیں۔ رفاتا ٹوٹے ہوئے ریزہ ریزہ۔ واستفزز دیوانہ کر دے گمراہ کرے۔ بخیلك اپنے سواروں سے۔ رجل پیادے اس کا مفرد راجل ہے جیسے صاحب کی جمع صحب اور تاجر کی جمع تجر ہے۔ حاصبا آندھی حاصب اس کو بھی کہتے ہیں جو آندھی اڑا کر لائے (ریت کنکر وغیرہ) اسی سے ہے حصب جہنم یعنی جو جہنم میں ڈالا جائے گا وہی جہنم کا حصب ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں حصب فی الارض زمین میں گھس گیا یہ حصب حصباء سے نکلا ھے۔ حصباء پتھروں سنگریزوں کو کہتے ہیں تارة ایک بار اس کی جمع تیرة اور تارات آتی ہے۔ لأحتنكن ان کو تباہ کر دوں گا۔ جڑ سے کھود ڈالوں گا۔ عرب لوگ کہتے ہیں احتنك فلان ما عند فلان یعنی اس کو جتنی باتیں معلوم تھیں وہ سب اس نے معلوم کر لیں کوئی بات باقی نہ رہی۔ طائرة اس کا نصیبہ ابن عباس نے کہا قرآن میں جہاں جہاں سلطان کا لفظ آیا ہے اس کا معنٰی دلیل اور حجت ہے۔ ولي من الذل یعنی اس نے کسی سے اس لیے دوستی نہیں کی ہے وہ اس کو ذلت سے بچائے۔



قولہ "من العتاق الأول" یعنی یہ اول درجہ کی عمدۃ سورتیں ہیں اور نہایت فصیح وبلیغ ہیں اور یہ میری پرانی یاد کی ہوئی ہیں۔ تلادی کا معنی ہے کہ یہ میرا پرانا ملک ہے۔

قولہ "وقضينا إلى بني اسرائيل، على وُجُوهٍ" سے مراد ہے۔ علی معانٍ یعنی لفظ قضاء کئی معنوں کے لیے آتا ہے، اَمر، حکم۔ اور خلق کے معانی میں یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔



قولہ "من ينفرُ معه" جو لوگ کسی کے ساتھ مل کر لڑنے کے لیے نکلیں۔

قولہ "لن تخرِقَ" یعنی تو چل کر زمین کو قطع نہیں کر سکتا۔ یا یہ معنٰی ہے تو زمین کو پھاڑ نہیں سکتا۔



٣۔ بَابُ قَوْلِهِ: ﴿أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾

باب آیت ﴿أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ کی تفسیر

٤٧٠٩: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: «أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ، وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ. قَالَ جِبْرِيلُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ، لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا، کہا ہم کو یونس بن یزید نے خبر دی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے کہ ابن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ معراج کی رات میں نبی کریم ﷺ کے سامنے بیت المقدس میں دو پیالے پیش کئے گئے ایک شراب کا اور دوسرا دودھ۔ آنحضرت ﷺ نے دونوں کو دیکھا پھر دودھ کا پیالہ اٹھالیا۔ اس پر جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس نے آپ کو فطرت اسلام کی ہدایت کی۔ اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھالیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔



٤٧١٠: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الحِجْرِ فَجَلَّى اللهُ لِي بَيْتَ المَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ» زَادَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ، «لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ حِينَ أُسْرِيَ بِي إِلَى بَيْتِ المَقْدِسِ» نَحْوَهُ (قَاصِفًا) «رِيحٌ تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ»

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا مجھے یونس بن یزید نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا، کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جب قریش نے مجھ کو واقعہ معراج کے سلسلے میں جھٹلایا تو میں (کعبہ کے) مقام حجر میں کھڑا ہوا تھا اور میرے سامنے پورا بیت المقدس کر دیا گیا تھا۔ میں اسے دیکھ دیکھ کر اس کی ایک ایک علامت بیان کرنے لگا۔ یعقوب بن ابراہیم نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا کہ ہم سے ابن شہاب کے بھتیجے نے اپنے چچا ابن شہاب سے بیان کیا کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) جب مجھے قریش نے بیت المقدس کے معراج کے سلسلہ میں جھٹلایا، پھر پہلی حدیث کی طرح بیان کیا۔ قاصفا وہ آندھی جو ہر چیز کو تباہ کر دے۔



۴۔ بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى: (وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ)

باب آیت (وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ) کی تفسیر

كَرَّمْنَا وَأَكْرَمْنَا وَاحِدٌ، ضِعْفَ الحَيَاةِ «عَذَابَ الحَيَاةِ»، وَضِعْفَ المَمَاتِ «عَذَابَ المَمَاتِ»، خِلاَفَكَ «وَخَلْفَكَ سَوَاءٌ»، وَنَأَى «تَبَاعَدَ»، شَاكِلَتِهِ «نَاحِيَتِهِ، وَهِيَ مِنْ شَكْلِهِ»، صَرَّفْنَا «وَجَّهْنَا»، قَبِيلًا مُعَايَنَةً وَمُقَابَلَةً، وَقِيلَ: القَابِلَةُ لِأَنَّهَا مُقَابِلَتُهَا وَتَقْبَلُ وَلَدَهَا خَشْيَةَ الإِنْفَاقِ أَنْفَقَ الرَّجُلُ: أَمْلَقَ، وَنَفِقَ الشَّيْءُ ذَهَبَ قَتُورًا «مُقَتِّرًا»، لِلْأَذْقَانِ، «مُجْتَمَعُ اللَّحْيَيْنِ وَالوَاحِدُ ذَقَنٌ» وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مَوْفُورًا «وَافِرًا»، تَبِيعًا «ثَائِرًا» وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «نَصِيرًا»، خَبَتْ «طَفِئَتْ» وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لاَ تُبَذِّرْ «لاَ تُنْفِقْ فِي البَاطِلِ»، ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ «رِزْقٍ»، مَثْبُورًا مَلْعُونًا، لاَ تَقْفُ «لاَ تَقُلْ»، فَجَاسُوا «تَيَمَّمُوا، يُزْجِي الفُلْكَ يُجْرِي الفُلْكَ، يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ «لِلْوُجُوهِ»

كرمنا اور اكرمنا دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔ ضعف الحياة زندگی کا عذاب وضعف الممات موت کا عذاب خلافك اور خلفك (دونوں قراءتیں ہیں) دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی تمہارے بعد۔ نای کے معنی دور ہوا۔ شاكلته اپنے راستے پر (یا اپنی نیت پر) یہ شکل سے نکلا ہے یعنی جوڑا اور شبیہ۔ صرفنا سامنے لائے بیان کیے۔ قبيلا آنکھوں کے سامنے روبرو بعضوں نے کہا یہ قابلة سے نکلا ہے جس کے معنی دائی، جنانے والی کے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی جناتے وقت عورت کے مقابل ہوتی ہے اس کا بچہ قبول کرتی ہے یعنی سنبھالتی ہے۔ انفاق کے معنی مفلس ہو جانا۔ کہتے ہیں انفق الرجل جب وہ مفلس ہو جائے اور نفق الشيء جب کوئی چیز تمام ہو جائے۔ قتورا کے معنی بخیل۔ اذقان ذقن کی جمع ہے جہاں دونوں جبڑے ملتے ہیں یعنی ٹھڈی۔ مجاہد نے کہا موفورا وافرا کے معنی میں ہے (یعنی پورا) تبيعا بدلہ لینے والا۔ اور ابن عباس نے کہا لا تبذر کا معنی یہ ہے کہ ناجائز کاموں میں اپنا پیسہ مت خرچ کر ابتغاء رحمة روزی کی تلاش میں مثبورا کے معنی ملعون کے ہیں۔ لا تقف مت کہہ فجاسوا قصد کیا۔ يزجي الفلك کے معنی چلاتا ہے۔ يخرون للاذقان کے معنی منہ کی بل گر پڑتے ہیں (سجدہ کرتے ہیں)

بَابُ قَوْلِهِ: (وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا) الآيَةَ

"اور جب ہم ارادہ کر لیتے ہیں کہ کسی بستی کو برباد کر دیں (بستی کے سرمایہ داروں کو حکم دیتے ہیں، وہ اس میں ظلم وجور اور بد معاشیاں کرتے ہیں، پھر ہمارے قانون کے تحت ہم ان پر سخت عذاب نازل کر کے ان کو برباد کر دیتے ہیں۔"

باب آیت (وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ ....الاية) کی تفسیر

٤٧١١: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: «كُنَّا نَقُولُ لِلْحَيِّ إِذَا كَثُرُوا فِي الجَاهِلِيَّةِ: أَمِرَ بَنُو فُلاَنٍ» حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَقَالَ: «أَمَرَ»

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے کہا، کہا ہم کو منصور نے خبر دی، انہیں

ابووائل نے اور ان سے حضرت عبداللہ نے بیان کیا کہ جب کسی قبیلہ کے لوگ بڑھ جاتے ہیں تو زمانہ جاہلیت میں ہم ان کے متعلق کہا کرتے تھے کہ امر بنو فلان (یعنی فلاں کا خاندان بہت بڑھ گیا) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان اور اس روایت میں انہوں نے بھی لفظ امر کا ذکر کیا۔

قولہ "أمرنا مُترفیها" أمرنا میں دو قراءتیں ہیں میم کی فتحہ کے ساتھ یہ اکثر کی قراءت ہے۔ یعنی حکم احکام دینا، اور اگر أمر میم کے کسرہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنیٰ بڑھنا، بڑھانا ہے، یعنی جب ہم کسی آبادی کو اس کی نافرمانیوں کیوجہ سے ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے بدکار لوگوں کی تعداد بڑھادیتے ہیں پھر انہیں ہلاک کر دیا جاتا ہے زمخشری نے معتزلی ہونے کے باوجود یہ معنیٰ کیا ہے «أي أمرنا مترفيها بالفسق ففسقُوا فيها» اس کی مثال جیسے کہا جائے۔ أمرته فصلىٰ أي أمرتُه بالصلاة فصلىٰ» اس آیت میں بھی یہی مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ انہیں اتنی زیادہ وسعت دے دیتا ہے کہ وہ نافرمانیوں اور جرائم کے باوجود سمجھتے ہیں کہ ہم پر اللہ تعالیٰ راضی ہے۔ عذاب تو زمانے کی گردش ہے لیکن رفتہ رفتہ ان پر عذاب حق ہو جاتا ہے۔ یہ أمرنا سے مراد ہے بعض نے أمرنا کا یہ معنیٰ کیا ہے کہ نبی بھیج کر انہیں مطلع کر دیا جاتا ہے، اگر باز نہ آئیں تو اس طرح ان پر حجت قائم کر کے عذاب آجاتا ہے۔

امام بخاریؒ نے «أمِرنا» بکسر المیم زیادہ کرنا معنیٰ کیا ہے۔

٥ - بَابُ قوله (ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا)

یعنی "ان لوگوں کی نسل والو! جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا، وہ (نوح) بیشک بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا۔"

باب آیت (ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ...الاية) کی تفسیر

٤٧١٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً، ثُمَّ قَالَ: « أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَهَلْ تَدْرُونَ مِمَّ ذَلِكَ؟ يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَيَنْفُذُهُمُ البَصَرُ، وَتَدْنُو الشَّمْسُ، فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الغَمِّ وَالكَرْبِ مَا لاَ يُطِيقُونَ وَلاَ يَحْتَمِلُونَ، فَيَقُولُ النَّاسُ: أَلاَ تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ، أَلاَ تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: عَلَيْكُمْ بِآدَمَ، فَيَأْتُونَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَيَقُولُونَ لَهُ: أَنْتَ أَبُو البَشَرِ، خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ، وَأَمَرَ المَلاَئِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلاَ تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ، أَلاَ تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ آدَمُ: إِنَّ

رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ، فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ، إِنَّكَ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الأَرْضِ، وَقَدْ سَمَّاكَ اللهُ عَبْدًا شَكُورًا، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ، فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ: يَا إِبْرَاهِيمُ أَنْتَ نَبِيُّ اللهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ، فَيَقُولُ لَهُمْ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ - فَذَكَرَهُنَّ أَبُو حَيَّانَ فِي الْحَدِيثِ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى فَيَأْتُونَ، مُوسَى فَيَقُولُونَ: يَا مُوسَى أَنْتَ رَسُولُ اللهِ، فَضَّلَكَ اللهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، فَيَأْتُونَ عِيسَى، فَيَقُولُونَ: يَا عِيسَى أَنْتَ رَسُولُ اللهِ، وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ عِيسَى: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ قَطُّ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ، فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللهِ وَخَاتِمُ الأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ، فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ، فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا، لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي، ثُمَّ يُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأَقُولُ: أُمَّتِي يَا رَبِّ، أُمَّتِي يَا رَبِّ، أُمَّتِي يَا رَبِّ، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الأَبْوَابِ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ، كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى.





ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو ابو حیان (یحیٰ بن سعید) تیمی نے خبر دی۔ انہیں ابو زرعہ (ہرم) بن عمرو بن جریر نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت لایا گیا اور دست کا حصہ آپ کو پیش کیا گیا۔ تو آپ نے اپنے دانتوں سے اسے ایک بار نوچا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت بہت پسند تھا۔ پھر آپ نے فرمایا قیامت کے دن میں سب لوگوں کا سردار ہوں گا تمہیں معلوم بھی ہے یہ کونسا دن ہو گا؟ اس دن دنیا کے شروع سے قیامت کے دن تک کی ساری خلقت ایک چٹیل میدان میں جمع ہو گی کہ ایک پکارنے والے کی آواز سب کے کانوں تک پہنچ سکے گی اور ایک نظر سب کو دیکھ سکے گی۔ سورج بالکل قریب ہو جائے گا اور لوگوں کی پریشانی اور بے قراری کی کوئی حد نہ رہے گی جو برداشت سے باہر ہو جائے گی۔ لوگ آپس میں کہیں گے، دیکھتے نہیں کہ ہماری کیا حالت ہو گئی ہے۔ کیا ایسا کوئی مقبول بندہ نہیں ہے جو اللہ پاک کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے؟ بعض لوگ بعض سے کہیں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلنا چاہئے۔ چنانچہ سب لوگ حضرت آدم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے آپ انسانوں کے پردادا ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی طرف سے خصوصیت کے ساتھ آپ میں روح پھونکی۔ فرشتوں کو حکم دیا اور انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اس لئے آپ رب کے حضور میں ہماری شفاعت کر دیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچ چکے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میرا رب آج انتہائی غضبناک ہے۔ اس سے پہلے اتنا غضبناک وہ کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضب ناک ہوگا اور رب العزت نے مجھے بھی درخت سے روکا تھا لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی، پس نفسی، نفسی، نفسی مجھ کو اپنی فکر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ حضرت نوح کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے نوح! آپ سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو اہل زمین کی طرف بھیجے گئے تھے اور آپ کو اللہ نے شکر گزار بندہ (عبد شکور) کا خطاب دیا۔ آپ ہی ہمارے لئے اپنے رب کے حضور میں شفاعت کر دیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ گئے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب آج اتنا غضبناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک نہیں تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضبناک ہوگا اور مجھے ایک دعا کی قبولیت کا یقین دلایا گیا تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کر لی تھی۔ نفسی، نفسی نفسی آج مجھ کو اپنے ہی نفس کی فکر ہے تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ سب لوگ حضرت ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور اللہ کے خلیل ہیں روئے زمین میں منتخب، آپ ہماری شفاعت کیجئے، آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی کہیں گے کہ آج میرا رب بہت غضبناک ہے؟ اتنا





غضبناک نہ وہ پہلے ہوا تھا اور نہ آج کے بعد ہوگا اور میں نے تین جھوٹ بولے تھے (راوی) ابوحیان نے اپنی روایت میں تینوں کا ذکر کیا ہے۔ نفسی، نفسی، نفسی مجھ کو اپنے نفس کی فکر ہے۔ میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں حضرت موسیٰ پاس کے جاؤ۔ سب لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف سے رسالت اور اپنے کلام کے ذریعہ فضیلت دی۔ آپ ہماری شفاعت اپنے رب کے حضور میں کریں، آپ ملاحظہ فرسکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ بہت غضبناک ہے، اتنا غضبناک کہ وہ نہ پہلے کبھی ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی ہوگا اور میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، حالانکہ اللہ کی طرف سے مجھے اس کا کوئی حکم نہیں ملا تھا۔ نفسی، نفسی، نفسی بس مجھ کو آج اپنی فکر ہے، میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ سب لوگ حضرت عیسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے۔ اے حضرت عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریم علیہا السلام پر ڈالا تھا اور اللہ کی طرف سے روح ہیں، آپ نے بچپن میں ماں کی گود ہی میں لوگوں سے بات کی تھی، ہماری شفاعت کیجئے، آپ ملاحظہ فرسکتے ہیں کہ ہماری کیا حالت ہو چکی ہے۔ حضرت عیسیٰ بھی کہیں گے کہ میرا رب آج اس درجہ غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا اور آپ کسی لغزش کا ذکر نہیں کریں گے (صرف) اتنا کہیں گے، نفسی، نفسی، نفسی میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں، محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ۔ سب لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور سب سے آخری پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں، اپنے رب کے دربار میں ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ خود ملاحظہ فرسکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آخر میں آگے بڑھوں گا اور عرش تلے پہنچ کر اپنے رب عزوجل کے لئے سجدہ میں گر پڑوں گا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد اور حسن ثناء کے دروازے کھول دے گا کہ مجھ سے پہلے کسی کو وہ طریقے اور وہ محامد نہیں بتائے تھے۔ پھر کہا جائے گا، اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھایئے، مانگئے آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول ہو جائے گی۔ اب میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا۔ اے میرے رب! میری امت، اے میرے رب! میری امت پر کرم کر، کہا جائے گا اے محمد ﷺ! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں ہے، جنت کے داہنے دروازے سے داخل کیجئے ویسے انہیں اختیار ہے، جس دروازے سے چاہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ داخل ہو سکتے ہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جنت کے دروازے کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حمیر میں ہے یا جتنا مکہ اور بصریٰ میں ہے۔







٦۔ بَابُ قَوْلِهِ: (وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا)

"اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔"

باب آیت (وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا) کی تفسیر

٤٧١٣: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ القِرَاءَةُ، فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَابَّتِهِ لِتُسْرَجَ، فَكَانَ يَقْرَأُ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ يَعْنِي القُرْآنَ»

مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا اور ان سے معمر نے، ان سے ہمام بن منبہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، داؤد علیہ السلام پر زبور کی تلاوت آسان کر دی گئی تھی۔ آپ گھوڑے پر زین کسنے کا حکم دیتے اور اس سے پہلے کہ زین کسی جا چکے، تلاوت سے فارغ ہو جاتے تھے۔

قولہ "فكان يقرء قبل أن يفرغ" قرآن سے مراد یہاں زبور ہے، زبور اصل میں ورد وظائف ہی تھے جیسے کھانے پینے کی دعائیں ہوتی ہیں، اتنے مختصر وقت میں اسقدر پڑھا تو نہیں جاتا، اگرچہ ورد وظائف ہی ہوں، لیکن خرق عادت ہو سکتا ہے، یا یہ تاویل کی جائے کہ اس حدیث میں زبور سے مراد گھوڑے پر سوار ہونے کی دعاء ہے، یہ تاویل ہی ہے بہتر یہ ہے کہ اسے خرق عادت کہا جائے۔

٧۔ بَابُ قوله (قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا)

"آپ کہیئے تم جن کو اللہ کے سوا معبود قرار دے رہے ہو، ذرا ان کو پکارو تو سہی، سو نہ وہ تمہاری کوئی تکلیف ہی دور کر سکتے ہیں اور نہ وہ (اسے) بدل ہی سکتے ہیں۔"

باب آیت (قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ) کی تفسیر

٤٧١٤: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ (إِلَى رَبِّهِمُ الوَسِيلَةَ) قَالَ: «كَانَ نَاسٌ مِنَ الإِنْسِ يَعْبُدُونَ نَاسًا مِنَ الجِنِّ، فَأَسْلَمَ الجِنُّ وَتَمَسَّكَ هَؤُلَاءِ بِدِينِهِمْ» زَادَ الأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الأَعْمَشِ: (قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ).

مجھ سے عمرو بن علی بن فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے سفیان نے، کہا مجھ سے سلیمان اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے عبداللہ بن معمر نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (آیت) إلى ربهم الوسيلة کا شان نزول یہ ہے کہ کچھ لوگ جنوں کی

عبادت کرتے تھے، لیکن وہ جن بعد میں مسلمان ہو گئے اور یہ مشرک (کم بخت) ان ہی کی پرستش کرتے جاہلی شریعت پر قائم رہے۔ عبید اللہ اشجعی نے اس حدیث کو سفیان سے روایت کیا اور ان سے اعمش نے بیان کیا، اس میں یوں ہے کہ اس آیت قل ادعوا الذین کا شان نزول یہ ہے آخر تک۔

٨۔ بَابُ قَوْلِهِ: (أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الوَسِيلَةَ)

"یہ لوگ جن کو یہ (مشرکین) پکار رہے ہیں وہ خود ہی اپنے پروردگار کا تقرب تلاش کر رہے ہیں۔"

باب آیت (أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ ....الاية) کی تفسیر

٤٧١٥: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فِي هَذِهِ الآيَةِ: (الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الوَسِيلَةَ) قَالَ: «كَانَ نَاسٌ مِنَ الجِنِّ يُعْبَدُونَ فَأَسْلَمُوا»

ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان اعمش نے انہیں ابراہیم نخعی نے انہیں ابو معمر نے اور انہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیت الذین یدعون یبتغون إلی ربھم الوسیلۃ کی تفسیر میں کہا کہ کچھ جن ایسے تھے جن کی آدمی پرستش کیا کرتے تھے پھر وہ جن مسلمان ہو گئے۔

قولہ "الوسیلہ" یعنی وہ اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کرنے کے لیے نیک اعمال کرتے ہیں، وسیلہ کا معنیٰ قرب حاصل کرنا یہ مراد نہیں ہے کہ وہ کسی کی ذات کو وسیلہ بناتے ہیں۔

٩۔ بَابُ قوله (وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ)

"(معراج کی رات میں) ہم نے جو جو مناظر دکھلائے تھے۔ ان کو ہم نے ان لوگوں کی آزمائش کا سبب بنا دیا۔"

باب آیت (وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ ...الاية) کی تفسیر

٤٧١٦: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: (وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ) قَالَ: «هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ، أُرِيَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ، (وَالشَّجَرَةَ المَلْعُونَةَ) شَجَرَةُ الزَّقُّومِ

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آیت وما جعلنا الرؤیا التی ارینك الا فتنة للناس میں رؤیا سے آنکھ کا دیکھنا مراد ہے (بیداری میں نہ کہ خواب میں) یعنی وہ جو آنحضرت ﷺ کو شب معراج میں دکھایا گیا اور شجر ملعونہ سے تھوہر کا درخت مراد ہے۔

۱۰۔ بَابُ قَوْلِهِ: (إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا)

"بیشک صبح کی نماز (فرشتوں کی حاضری) کا وقت ہے۔ مجاہد نے کہا کہ (قرآن فجر سے مراد) فجر کی نماز ہے۔"

باب آیت (إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ....الاية) کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ: «صَلاَةَ الفَجْرِ»

امام مجاہد نے فرمایا: قرآن فجر سے مراد نماز فجر ہے۔

٤٧١٧: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَابْنِ المُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «فَضْلُ صَلاَةِ الجَمِيعِ عَلَى صَلاَةِ الوَاحِدِ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ دَرَجَةً، وَتَجْتَمِعُ مَلاَئِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلاَئِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلاَةِ الصُّبْحِ» يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: «اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: (وَقُرْآنَ الفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا).

مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے انہیں ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تنہا نماز پڑھنے کے مقابلے میں جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت پچیس گنا زیادہ ہے اور صبح کی نماز میں رات کے اور دن کے فرشتے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھو وقرآن الفجر، ان قرآن الفجر کا مشہودا یعنی فجر میں قراءت قرآن زیادہ کیا کرو کیونکہ یہ نماز فرشتوں کی حاضری کا وقت ہے۔



۱۱۔ بَابُ قَوْلِهِ: (عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا)

"قریب ہے کہ آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود میں اٹھائے گا۔"

باب آیت (عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا) الخ کی تفسیر

٤٧١٨: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ آدَمَ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: «إِنَّ النَّاسَ يَصِيرُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ جُثًا، كُلُّ أُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا يَقُولُونَ: يَا فُلاَنُ اشْفَعْ، يَا فُلاَنُ اشْفَعْ، حَتَّى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَلِكَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ اللَّهُ المَقَامَ المَحْمُودَ.

مجھ سے اسماعیل بن ابان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الاحوص (سلام بن سلیم) نے بیان کیا، ان سے آدم بن علی نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ قیامت کے دن امتیں گروہ در گروہ چلیں گی۔ ہر امت اپنے نبی کے پیچھے ہو گی اور انبیاء سے کہے گی کہ اے فلاں! ہماری شفاعت کرو (مگر وہ سب ہی انکار کر دیں گے) آخر شفاعت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت



میں حاضر ہوں گے تو یہی وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔

٤٧١٩: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اللهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلاَةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ» رَوَاهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعیب بن ابی حمزہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے اذان سن کر یہ دعا پڑھی۔اے اللہ اس کامل پکار کے رب اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو قرب اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر کھڑا کیجیو۔ جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے، تو اس کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت ضروری ہو گی۔اس حدیث کو حمزہ بن عبداللہ نے بھی اپنے والد (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔



قولہ "حلت له شفاعتی" "حلّت" بمعنیٰ لزمت ہے کہ اس کے لیے میری سفارش واجب اور لازم ہو جاتی ہے سفارش کے حلال ہونے کا معنیٰ نہیں ہے کیونکہ آپ کی سفارش مسلمان کے لیے پہلے بھی حلال ہوتی ہے۔اس دعاء کے پڑھنے سے پہلے آپ کی سفارش حرام تو نہیں ہوتی، پہلے بھی مسلمان شفاعت کا مستحق ہوتا ہے، گویا یہ دعاء پڑھنے سے آپ کی شفاعت لازم ہو جاتی ہے۔

١٢۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا) يَزْهَقُ يَهْلِكُ

باب آیت (وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ....الاية) کی تفسیر

٤٧٢٠: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّونَ وَثَلَاثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ (جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ).



ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ ابن ابی نجیح نے، ان سے مجاہد نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان

کیا کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں (فتح کے بعد) داخل ہوئے تو کعبہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بت تھے۔ آنحضرت ﷺ اپنے ہاتھ کی لکڑی سے ہر ایک کو ٹکراتے جاتے اور پڑھتے جاتے۔ جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا جاء الحق وما يبدئ الباطل وما يعيد حق آیا اور جھوٹ نابود ہوا بے شک جھوٹ نابود ہونے والا ہی تھا۔

۱۳۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ)

"اور آپ سے یہ لوگ روح کی بابت پوچھتے ہیں۔"

باب: آیت (وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ) کی تفسیر



٤٧٢١: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَسِيبٍ إِذْ مَرَّ الْيَهُودُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَقَالَ مَا رَأْيُكُمْ إِلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالُوا سَلُوهُ فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَأَمْسَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ شَيْئًا فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقُمْتُ مَقَامِي فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ (وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا).

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے، کہا کہ مجھ سے ابراہیم نخعی نے بیان کیا، ان سے علقمہ نے، ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک کھیت میں حاضر تھا آنحضرت ﷺ اس وقت کھجور کے ایک تنے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ کچھ یہودی اس طرف سے گزرے۔ کسی یہودی نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ ان سے روح کے بارے میں پوچھو۔ ان میں سے کسی نے اس پر کہا ایسا کیوں کرتے ہو؟ دوسرا یہودی بولا۔ کہیں وہ کوئی ایسی بات نہ کہہ دیں، جو تم کو ناپسند ہو رائے اس پر ٹھہری کہ روح کے بارے میں پوچھنا ہی چاہیے۔ چنانچہ انہوں نے آپ سے اس کے بارے میں سوال کیا۔ آنحضرت ﷺ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے اور ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں سمجھ گیا کہ اس وقت آپ ﷺ پر وحی اتر رہی ہے۔ اس لئے میں وہیں کھڑا رہا۔ جب وحی ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی اور یہ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ روح میرے پروردگار کے حکم ہی سے ہے اور تمہیں علم تو تھوڑا ہی دیا گیا ہے۔

روح کے بارہ میں تفصیلی بحث اس سے قبل "منحة الباری جلد دوم کتاب العلم میں "باب قول اللہ تعالیٰ "وما أوتيتم من العلم إلا قليلاً کے تحت گزر چکی ہے۔

۱۴۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِكَ وَلاَ تُخَافِتْ بِهَا)

"اور آپ نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھیں اور نہ (بالکل) چپکے ہی چپکے پڑھیں۔"

باب آیت (وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِكَ....الاية) کی تفسیر

۴۷۲۲: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا) قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ كَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ) أَيْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ (وَلَا تُخَافِتْ بِهَا) عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ (وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا).

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم بن بشیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بشر نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور آپ نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھئے اور نہ (بالکل) چپکے ہی چپکے کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں (کافروں کے ڈر سے) چھپے رہتے تو اس زمانہ میں جب آپ اپنے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے تو قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے کرتے، مشرکین سنتے تو قرآن کو بھی گالی دیتے اور اس کے نازل کرنے والے اور اس کے لانے والے کو بھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نماز نہ تو بہت پکار کر پڑھیں (یعنی قرات خوب جہر کے ساتھ نہ کریں) کہ مشرکین سن کر گالیاں دیں اور نہ بالکل چپکے ہی چپکے کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سن سکیں، بلکہ درمیانی آواز میں پڑھا کریں۔



۴۷۲۳: حَدَّثَنِي طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ أُنْزِلَ ذَلِكَ فِي الدُّعَاءِ.

مجھ سے طلق بن غنام نے بیان کیا، کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ یہ آیت دعا کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔

سُورَةُ الْكَهْفِ

سورہ کہف کی تفسیر



وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (تَقْرِضُهُمْ) «تَتْرُكُهُمْ» (وَكَانَ لَهُ ثُمُرٌ): «ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ» وَقَالَ غَيْرُهُ: «جَمَاعَةُ الثَّمَرِ» (بَاخِعٌ): «مُهْلِكٌ»، (أَسَفًا): «نَدَمًا» (الْكَهْفُ) «الْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ»، وَالرَّقِيمُ: «الْكِتَابُ»، (مَرْقُومٌ): «مَكْتُوبٌ، مِنَ الرَّقْمِ» (رَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ)

«أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا»، ﴿لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا﴾ ﴿شَطَطًا﴾ «إِفْرَاطًا»، ﴿مِرْفَقًا﴾ كُلّ شيئ ارتفقت به تزاورُ :تميل من الزور والأزور، الأميل، فجوة: متَّسع والجمع فجوات وفجاء مثل زكوة وزكاء الوَصِيدُ الفِنَاءُ، جَمْعُهُ: وَصَائِدُ وَوُصُدٌ، وَيُقَالُ الوَصِيدُ البَابُ ﴿مُؤْصَدَةٌ﴾ «مُطْبَقَةٌ، آصَدَ البَابَ وَأَوْصَدَ»، ﴿بَعَثْنَاهُمْ﴾ «أَحْيَيْنَاهُمْ»، ﴿أَزْكَى﴾ أَكْثَرُ، وَيُقَالُ: أَحَلُّ، وَيُقَالُ: أَكْثَرُ رَيْعًا « قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿أُكُلَهَا﴾، ﴿وَلَمْ تَظْلِمْ﴾ «لَمْ تَنْقُصْ» وَقَالَ سَعِيدٌ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿الرَّقِيمِ﴾ «اللَّوْحُ مِنْ رَصَاصٍ، كَتَبَ عَامِلُهُمْ أَسْمَاءَهُمْ، ثُمَّ طَرَحَهُ فِي خِزَانَتِهِ، فَضَرَبَ اللهُ عَلَى آذَانِهِمْ فَنَامُوا» وَقَالَ غَيْرُهُ: وَأَلَتْ تَئِلُ: تَنْجُو «وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَوْئِلًا﴾: «مَحْرِزًا»، ﴿لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا﴾: «لَا يَعْقِلُونَ»

مجاہد نے کہا تقرضهم کا معنٰی ان کو چھوڑ دیتا تھا (کترا جاتا تھا) وکان له ثمر میں ثمر سے مراد سونا چاندی ہے۔ دوسروں نے کہا، ثمر پھل کی جمع ہے۔ باخع کا معنٰی ہلاک کرنے والا۔ آسفا ندامت اور رنج سے۔ کھف پہاڑ کا کھوہ یا غار۔ الرقیم کے معنٰی لکھا ہوا بمعنٰی مرقوم۔ یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے رقم سے۔ ربطنا علی قلوبھم ہم نے ان کے دلوں میں صبر ڈالا جیسے سورہ قصص میں ہے۔ لولا ان ربطنا علی قلبھا (وہاں بھی صبر کے معنٰی ہیں) شططا حد سے بڑھ جانا۔ مرفقا جس چیز پر تکیہ لگائے۔ تزاور زور سے نکلا ہے یعنی جھک جاتا تھا اسی سے ازور ہے۔ بہت جھکنے والا۔ فجوة کشادہ جگہ اس کی جمع فجوات اور فجاء آتی ہے جیسے زکاۃ کی جمع زکاء ہے۔ اور وصیدا آنگن، صحن اس کی جمع وصائد اور وصد ہے۔ بعضوں نے کہا وصید کے معنٰی دروازہ موصدة کے معنٰی بند کی ہوئی عرب لوگ کہتے ہیں أصد الباب یعنی اس نے دروازہ بند کر دیا۔ بعثناھم ہم نے ان کو زندہ کیا کھڑا کر دیا۔ ازکیٰ طعاما یعنی جو بستی کی اکثر خوراک ہے یا جو کھانا خوب حلال کا ہو یا خوب پک کر بڑھ گیا ہو۔ اکلھا اس کا میوہ، یہ ابن عباس نے کہا ہے۔ ولم تظلم میوہ کم نہیں ہوا۔ اور سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا۔ رقیم وہ ایک تختی ہے سیسے کی اس پر اس وقت کے حاکم نے اصحاب کہف کے نام لکھ کر اپنے خزانے میں ڈال دی تھی۔ فضرب اللہ علی اذانھم الل ہ نے ان کے کان بند کر دیئے (ان پر پردہ ڈال دیا) وہ سو گئے۔ ابن عباس کے سوا اور لوگوں نے کہا۔ موئلا وال یئل سے نکلا ہے یعنی نجات پائے اور مجاہد نے کہا موئل محفوظ مقام۔ لا یستطیعون سمعا کے معنٰی وہ عقل نہیں رکھتے۔



قولہ "بعثناھم أحییناھم" حالانکہ بعثنا، أیقظنا کے معنٰی میں ہے لیکن چونکہ اصحاب کہف تین سو نو سال پر مشتمل لمبی مدت سوئے رہے تھے۔ اتنی لمبی مدت تک نیند نہیں ہوتی، تو گویا کہ وہ مر ہی گئے تھے، اس لیے «أحیینا» معنٰی کیا ہے ورنہ وہ پہلے بھی زندہ تھے اور سوئے ہوئے تھے۔

قولہ "الوصید" الفناء صحن کو کہتے ہیں اور لفظ مؤصدة سورۃ ھمزہ میں ہے یہاں وَصید کی مناسبت کے لیے



لایا گیا ہے۔ اس کا معنیٰ بند کی ہوئی۔
قولہ "أزكي" اکثر یعنی جو شہر والوں کی اکثر خوراک ہے۔
قولہ الرقیم "اس سے مراد تانبے کی تختی ہے جس پر ان کے حاکم نے اصحاب کہف کے نام لکھ کر اپنے خزانے میں رکھ لی تھی۔
قولہ "وألت تئل" "نجات پانا، یہ «موئلاً» کی وجہ سے لائے ہیں۔ اور موئلاً کا معنیٰ محفوظ مقام ہے۔
قولہ "لا يستطيعون سمعا" ای لا يعقلون، یہ تفسیر باللازم ہے، کیونکہ عقل کا دارومدار سمع اور بصر پر ہے۔ لیکن جب آنکھوں پر پردہ اور کان بہرے ہوں، تو عقل کام نہیں کرتی۔ اس لیے «لا يعقلون» معنیٰ کیا ہے۔

١ ـ باب قوله (وَكَانَ الإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا)

"اور انسان سب چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔"

باب آیت (وَكَانَ الإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا) کی تفسیر

٤٧٢٤: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ قَالَ «أَلَا تُصَلِّيَانِ» رَجْمًا بِالْغَيْبِ لَمْ يَسْتَبِنْ فُرُطًا يُقَالُ نَدَمًا سُرَادِقُهَا مِثْلُ السُّرَادِقِ وَالْحُجْرَةِ الَّتِي تُطِيفُ بِالْفَسَاطِيطِ يُحَاوِرُهُ مِنَ الْمُحَاوَرَةِ لَكِنَّا هُوَ اللهُ رَبِّي أَيْ لَكِنْ أَنَا هُوَ اللهُ رَبِّي ثُمَّ حَذَفَ الْأَلِفَ وَأَدْغَمَ إِحْدَى النُّونَيْنِ فِي الْأُخْرَى وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا يَقُولُ بَيْنَهُمَا زَلَقًا لَا يَثْبُتُ فِيهِ قَدَمٌ هُنَالِكَ الْوِلَايَةُ مَصْدَرُ الْوَلِيِّ عُقُبًا عَاقِبَةً وَعُقْبَى وَعُقْبَةً وَاحِدٌ وَهِيَ الْآخِرَةُ قِبَلًا وَقُبُلًا وَقَبَلًا اسْتِئْنَافًا لِيُدْحِضُوا لِيُزِيلُوا الدَّحْضُ الزَّلَقُ.

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھے حضرت علی بن حسین نے خبر دی، انہیں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت ان کے اور حضرت فاطمہ کے گھر آئے اور فرمایا۔ تم لوگ تہجد کی نماز نہیں پڑھتے (آخر حدیث تک) رجماً بالغیب یعنی سنی سنائی اور ان کو خود کچھ علم نہیں فرطا ندامت شرمندگی، سرادقھا یعنی قناتوں کی طرح سب طرف سے ان کو آگ گھیر لے گی جیسے کوٹھری کو سب طرف سے خیمے گھیر لیتے ہیں۔ یحاورہ محاورہ سے نکلا ہے (یعنی گفتگو کرنا تکرار کرنا) لکنا هو الله ربی اصل میں لکن انا هو الله ربی تھا۔ انا کا ہمزہ حذف کر کے نون کو نون میں ادغام کر دیا لکنا ہو گیا۔ خلا لھما نھرا یعنی

بينهما ان کے بیچ میں زلقا چکنا صاف جس پر پاؤں پھسلے (جے نہیں) هنالك الولاية ولا يت ولي کا مصدر ہے۔ عقبا عاقبة اسی طرح عقبیٰ اور عقبة سب کا ایک ہی معنی ہے۔ یعنی آخرت قبلا اور قبلا اور قبلا (تینوں طرح پڑھا ہے) یعنی سامنے آنا۔ ليد حضوا دحض سے نکلا ہے یعنی پھسلانا (مطلب یہ ہے کہ حق بات کو ناحق کریں)

قولہ "رجماً بالغيب، لم يستبن" یعنی سنی سنائی بات، ان کے لیے کچھ واضح نہیں جس کا انہیں علم ہو۔

قولہ "مثل السرادق" یعنی قناتوں کی طرح ہر طرف سے انہیں آگ گھیر لے گی، جیسے حجرے کو ہر طرف سے خیمے گھیر لیتے ہیں۔

قولہ "لکنا" اصل میں لکِنْ أنا تھا۔ أنا کا الف حذف کر دیا اور نون کو دوسرے نون میں ادغام کر دیا، لکُنا ہو گیا، لکِنا کے الف کو نہیں پڑھتے کیونکہ یہ أنا کا الف ہے اور «أنا» میں نون کے بعد والا الف پڑھا نہیں جاتا، تو لکنَّ میں نون کے بعد آنے والا الف بھی نہیں پڑھا جائے گا۔

قولہ "قُبُلا" اسے تین طرح پڑھا گیا ہے۔ قُبُلاً، قَبَلاً، قِبَلاً — استینافاً یعنی سامنے آنا اور آگے کام شروع کرنا۔

قولہ "الزلق" یعنی پھسلا دینا۔

٢ - بَابُ قَوْلِهِ (وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ: لَا أَبْرَحُ حَتَّى أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا)

"لفظ حقبا کے معنی زمانہ، اس کی جمع احقاب آتی ہے (بعضوں نے کہا کہ ایک حقب ستر یا اسی سال کا ہوتا ہے۔"

باب آیت (وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ: لَا أَبْرَحُ ....الاية) کی تفسیر

٤٧٢٥: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى صَاحِبَ الْخَضِرِ، لَيْسَ هُوَ مُوسَى صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ مُوسَى قَامَ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَسُئِلَ: أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ، فَقَالَ: أَنَا، فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ إِنَّ لِي عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ، قَالَ مُوسَى: يَا رَبِّ فَكَيْفَ لِي بِهِ، قَالَ: تَأْخُذُ مَعَكَ حُوتًا فَتَجْعَلُهُ فِي مِكْتَلٍ، فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَهُوَ، ثُمَّ فَأَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ، ثُمَّ انْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ بِفَتَاهُ يُوشَعَ بْنِ نُونٍ، حَتَّى إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُءُوسَهُمَا فَنَامَا، وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْمِكْتَلِ، فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ، ﴿فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ وَأَمْسَكَ اللَّهُ عَنِ الْحُوتِ جِرْيَةَ الْمَاءِ، فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلَ الطَّاقِ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ

نَسِيَ صَاحِبُهُ أَنْ يُخْبِرَهُ بِالحُوتِ، فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتَهُمَا حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الغَدِ، قَالَ مُوسَى {لِفَتَاهُ: آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا} قَالَ: وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَا المَكَانَ الَّذِي أَمَرَ اللهُ بِهِ، فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ: {أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي البَحْرِ عَجَبًا}، قَالَ: فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا، وَلِمُوسَى وَلِفَتَاهُ عَجَبًا، فَقَالَ مُوسَى: {ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا}، قَالَ: رَجَعَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى ثَوْبًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى، فَقَالَ الخَضِرُ: وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ، قَالَ: أَنَا مُوسَى، قَالَ: مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا، قَالَ: {إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا}، يَا مُوسَى إِنِّي عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ، وَأَنْتَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَكَهُ اللهُ لَا أَعْلَمُهُ، فَقَالَ مُوسَى: {سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللهُ صَابِرًا، وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا}، فَقَالَ لَهُ الخَضِرُ: {فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا} فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ البَحْرِ فَمَرَّتْ سَفِينَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمْ، فَعَرَفُوا الخَضِرَ فَحَمَلُوهُمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ، فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ لَمْ يَفْجَأْ إِلَّا وَالخَضِرُ قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِينَةِ بِالقَدُومِ، فَقَالَ لَهُ مُوسَى: قَوْمٌ قَدْ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا {لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا}»، قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَكَانَتِ الأُولَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا، قَالَ: وَجَاءَ عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَنَقَرَ فِي البَحْرِ نَقْرَةً، فَقَالَ لَهُ الخَضِرُ: مَا عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللهِ إِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ هَذَا العُصْفُورُ مِنْ هَذَا البَحْرِ، ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ فَبَيْنَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ إِذْ أَبْصَرَ الخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الغِلْمَانِ، فَأَخَذَ الخَضِرُ رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ لَهُ مُوسَى: {أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَاكِيَةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا}، {قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا} قَالَ: وَهَذِهِ أَشَدُّ مِنَ الأُولَى، قَالَ: {إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي، قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا، فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا، فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ} قَالَ: مَائِلٌ - فَقَامَ الخَضِرُ فَأَقَامَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ مُوسَى: قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ





يُضَيِّفُونَا، لَوْ شِئْتَ لاَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا، قَالَ: ﴿هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى كَانَ صَبَرَ حَتَّى يَقُصَّ اللهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ ﴿وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا﴾ وَكَانَ يَقْرَأُ: ﴿وَأَمَّا الْغُلاَمُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ﴾

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ مجھے سعید بن جبیر نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا نوف بکالی کہتا ہے (جو کعب احبار کا ربیب تھا) کہ جن موسیٰ علیہ السلام کی خضر علیہ السلام کے ساتھ ملاقات ہوئی تھی وہ بنی اسرائیل کے (رسول) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دوسرے ہیں۔ (یعنی موسیٰ بن میشا بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا دشمن خدا نے غلط کہا۔ مجھ سے حضرت ابی بن کعب نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی اسرائیل کو وعظ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ انسانوں میں سب سے زیادہ علم کسے ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر غصہ کیا کیونکہ انہوں نے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کے ذریعہ بتایا کہ دو دریاؤں (فارس اور روم) کے سنگم پر میرا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے رب! میں ان تک کیسے پہنچ پاؤں گا؟ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اپنے ساتھ ایک مچھلی لے لو اور اسے ایک زنبیل میں رکھ لو، وہ جہاں گم ہو جائے (زندہ ہو کر دریا میں کود جائے) بس میرا وہ بندہ وہیں ملے گا چنانچہ آپ نے مچھلی لی اور زنبیل میں رکھ کر روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے خادم یوشع بن نون بھی تھے۔ جب یہ دونوں چٹان کے پاس آئے تو سر رکھ کر سو گئے، ادھر مچھلی زنبیل میں تڑپی اور اس سے نکل گئی اور اس نے دریا میں اپنا راستہ پا لیا۔ مچھلی جہاں گری تھی اللہ تعالیٰ نے وہاں پانی کی روانی کو روک دیا اور پانی ایک طاق کی طرح اس پر بن گیا (یہ حال یوشع اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے) پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے تو یوشع ان کو مچھلی کے متعلق بتانا بھول گئے۔ اس لئے دن اور رات کا جو حصہ باقی تھا اس میں چلتے رہے، دوسرے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اب کھانا لاؤ، ہم کو سفر نے بہت تھکا دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ اس وقت تک نہیں تھکے جب تک وہ اس مقام سے نہ گزر چکے جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا۔ اب ان کے خادم نے کہا آپ نے نہیں دیکھا جب ہم چٹان کے پاس تھے تو مچھلی کے متعلق بتانا بھول گیا تھا اور صرف شیطانوں نے یاد رہنے نہیں دیا۔ اس نے تو عجیب طریقہ سے اپنا راستہ بنا لیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مچھلی نے تو دریا میں اپنا راستہ لیا اور حضرت موسیٰ اور ان کے خادم





کو (مچھلی کا جو نشان پانی میں اب تک موجود تھا) دیکھ کر تعجب ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ وہی جگہ تھی جس کی تلاش میں ہم تھے، چنانچہ دونوں حضرات پیچھے اسی راستہ سے لوٹے۔ بیان کیا کہ دونوں حضرات پیچھے اپنے نقش قدم پر چلتے چلتے آخر اس چٹان تک پہنچ گئے وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک صاحب (خضر علیہ السلام) کپڑے میں لپٹے ہوئے وہاں بیٹھے ہیں۔ حضرت موسیٰ نے انہیں سلام کیا۔ حضرت خضر نے کہا (تم کون ہو) تمہارے ملک میں سلام کہاں سے آ گیا۔ موسیٰ نے فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں۔ پوچھا بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ فرمایا کہ جی ہاں۔ آپ کے پاس اس غرض سے حاضر ہوا ہوں تاکہ جو ہدایت کا علم آپ کو حاصل ہے وہ مجھے بھی سکھا دیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا، موسیٰ؟ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص علم ملا ہے جسے آپ نہیں جانتے، اسی طرح آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو علم ملا ہے وہ میں نہیں جانتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں کسی معاملے میں آپ کے خلاف نہیں کروں گا۔ حضرت خضر نے فرمایا، اچھا اگر آپ میرے ساتھ چلیں تو کسی چیز کے متعلق سوال نہ کریں یہاں تک کہ میں خود آپ کو اس کے متعلق بتا دوں گا۔ اب یہ دونوں سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہوئے اتنے میں ایک کشتی گزری، انہوں نے کشتی والوں سے بات کی کہ انہیں بھی اس پر سوار کر لیں۔ کشتی والوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور کسی کرایہ کے بغیر انہیں سوار کر لیا۔ جب یہ دونوں کشتی پر بیٹھ گئے تو حضرت خضر نے کلہاڑے سے کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا۔ اس پر حضرت موسیٰ نے دیکھا تو حضرت خضر علیہ السلام سے کہا کہ ان لوگوں نے ہمیں بغیر کسی کرایہ کے اپنی کشتی میں سوار کر لیا تھا اور آپ نے انہیں کی کشتی چیر ڈالی تاکہ سارے مسافر ڈوب جائیں۔ بلاشبہ آپ نے یہ بڑا ناگوار کام کیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا، کیا میں نے آپ سے پہلے ہی نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو بات میں بھول گیا تھا اس پر مجھے معاف کر دیں اور میرے معاملہ میں تنگی نہ کریں۔ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ پہلی مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھول کر انہیں ٹوکا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ اتنے میں ایک چڑیا آئی اور اس نے کشتی کے کنارے بیٹھ کر سمندر میں ایک مرتبہ اپنی چونچ ماری تو خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میرے اور آپ کے علم کی حیثیت اللہ کے علم کے مقابلے میں اس سے زیادہ نہیں ہے جتنا اس چڑیا نے اس سمندر کے پانی سے کم کیا ہے۔ پھر یہ دونوں کشتی سے اتر گئے، ابھی وہ سمندر کے کنارے چل ہی رہے تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک بچہ کو دیکھا جو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپ نے اس بچے کا سر اپنے ہاتھ میں دبایا اور اسے (گردن سے) اکھاڑ دیا اور اس کی جان لے لی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر بولے، آپ نے ایک بے گناہ کی جان بغیر کسی جان کے بدلے کے لے لی، یہ آپ نے بڑا ناپسند کام کیا۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تو پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ سفیان





بن عیینہ (راوی حدیث) نے کہا اور یہ کام تو پہلے سے بھی زیادہ سخت تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آخر اس مرتبہ بھی معذرت کی کہ اگر میں نے اس کے بعد پھر آپ سے سوال کیا تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھئے گا۔ آپ میرا بار بار عذر سن چکے ہیں (اس کے بعد میرے لئے بھی عذر کا کوئی موقع نہ رہے گا) پھر دونوں روانہ ہوئے، یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے اور بستی والوں سے کہا کہ ہمیں اپنا مہمان بنالو، لیکن انہوں نے میزبانی سے انکار کیا، پھر انہیں بستی میں ایک دیوار دکھائی دی جو بس گرنے ہی والی تھی۔ بیان کیا کہ دیوار جھک رہی تھی۔ خضر علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور دیوار اپنے ہاتھ سے سیدھی کر دی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان لوگوں کے یہاں ہم آئے اور ان سے کھانے کے لئے کہا، لیکن انہوں نے ہماری میزبانی سے انکار کیا، اگر آپ چاہتے تو دیوار کے اس سیدھا کرنے کے کام پر اجرت لے سکتے تھے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ بس اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے، اللہ تعالیٰ کے ارشاد ذلک تاویل مالم تسطع علیہ صبرا تک۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہم تو چاہتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبر کیا ہوتا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اور واقعات ہم سے بیان کرتا۔ سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تلاوت کرتے تھے (جس میں خضر علیہ السلام نے اپنے کاموں کی وجہ بیان کی ہے کہ) کشتی والوں کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر اچھی کشتی کو چھین لیا کرتا تھا اور اس کی بھی آپ تلاوت کرتے تھے کہ اور وہ غلام (جس کی گردن خضر علیہ السلام نے توڑ دی تھی) تو وہ (اللہ کے علم میں) کافر تھا اور اس کے والدین مومن تھے۔



یہ حدیث اپنی تفاصیل کے ساتھ منحۃ الباری جلد دوم کتاب العلم میں باب ما ذکر فی ذھاب موسی فی البحر إلی الخضر کے تحت گزر چکی ہے۔

قولہ "بِقار" یعنی شیشہ کوٹ کر اس میں رال ملا کر اس جگہ پر لگا دیا تاکہ کشتی میں پانی داخل نہ ہو۔

قولہ "وکان غلاماً ظریفاً" یعنی وہ لڑکا خوش طبع تھا۔

۳۔ بَابُ قَوْلِهِ: (فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا)

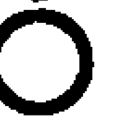
"یعنی اور جب وہ دونوں دو دریاؤں کے ملاپ کی جگہ پر پہنچے تو دونوں اپنی مچھلی بھول گئے، مچھلی نے دریا میں اپنا راستہ بنا لیا۔"

باب آیت (فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا) کی تفسیر



٤٧٢٦: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي بَيْتِهِ إِذْ قَالَ سَلُونِي قُلْتُ أَيْ أَبَا عَبَّاسٍ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ بِالْكُوفَةِ رَجُلٌ

قَاصٌّ يُقَالُ لَهُ نَوْفٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ لَيْسَ بِمُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ لِي قَالَ قَدْ كَذَبَ عَدُوُّ اللهِ وَأَمَّا يَعْلَى فَقَالَ لِي قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوسَى رَسُولُ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ ذَكَّرَ النَّاسَ يَوْمًا حَتَّى إِذَا فَاضَتِ الْعُيُونُ وَرَقَّتِ الْقُلُوبُ وَلَّى فَأَدْرَكَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْ رَسُولَ اللهِ هَلْ فِي الْأَرْضِ أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ لَا فَعَتَبَ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَى اللهِ قِيلَ بَلَى قَالَ أَيْ رَبِّ فَأَيْنَ قَالَ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَيْ رَبِّ اجْعَلْ لِي عَلَمًا أَعْلَمُ ذَلِكَ بِهِ فَقَالَ لِي عَمْرٌو قَالَ حَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوتُ وَقَالَ لِي يَعْلَى قَالَ خُذْ نُونًا مَيِّتًا حَيْثُ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ فَأَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ فَقَالَ لِفَتَاهُ لَا أُكَلِّفُكَ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنِي بِحَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوتُ قَالَ مَا كَلَّفْتَ كَثِيرًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ يُوشَعَ بْنِ نُونٍ لَيْسَتْ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ فِي ظِلِّ صَخْرَةٍ فِي مَكَانٍ ثَرْيَانَ إِذْ تَضَرَّبَ الْحُوتُ وَمُوسَى نَائِمٌ فَقَالَ فَتَاهُ لَا أُوقِظُهُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ أَنْ يُخْبِرَهُ وَتَضَرَّبَ الْحُوتُ حَتَّى دَخَلَ الْبَحْرَ فَأَمْسَكَ اللهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْبَحْرِ حَتَّى كَأَنَّ أَثَرَهُ فِي حَجَرٍ قَالَ لِي عَمْرٌو هَكَذَا كَأَنَّ أَثَرَهُ فِي حَجَرٍ وَحَلَّقَ بَيْنَ إِبْهَامَيْهِ وَاللَّتَيْنِ تَلِيَانِهِمَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا قَالَ قَدْ قَطَعَ اللهُ عَنْكَ النَّصَبَ لَيْسَتْ هَذِهِ عَنْ سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ فَرَجَعَا فَوَجَدَا خَضِرًا قَالَ لِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَلَى طِنْفِسَةٍ خَضْرَاءَ عَلَى كَبِدِ الْبَحْرِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ مُسَجًّى بِثَوْبِهِ قَدْ جَعَلَ طَرَفَهُ تَحْتَ رِجْلَيْهِ وَطَرَفَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ هَلْ بِأَرْضِي مِنْ سَلَامٍ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا شَأْنُكَ قَالَ جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا قَالَ أَمَا يَكْفِيكَ أَنَّ التَّوْرَاةَ بِيَدَيْكَ وَأَنَّ الْوَحْيَ يَأْتِيكَ يَا مُوسَى إِنَّ لِي عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تَعْلَمَهُ وَإِنَّ لَكَ عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لِي أَنْ أَعْلَمَهُ فَأَخَذَ طَائِرٌ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ وَاللهِ مَا عِلْمِي وَمَا عِلْمُكَ فِي جَنْبِ عِلْمِ اللهِ إِلَّا كَمَا أَخَذَ هَذَا الطَّائِرُ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ حَتَّى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ وَجَدَا مَعَابِرَ صِغَارًا تَحْمِلُ أَهْلَ هَذَا السَّاحِلِ إِلَى أَهْلِ هَذَا السَّاحِلِ الْآخَرِ عَرَفُوهُ فَقَالُوا عَبْدُ اللهِ الصَّالِحُ قَالَ قُلْنَا لِسَعِيدٍ خَضِرٌ قَالَ نَعَمْ لَا نَحْمِلُهُ بِأَجْرٍ فَخَرَقَهَا وَوَتَدَ فِيهَا وَتِدًا قَالَ مُوسَى أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ مُجَاهِدٌ مُنْكَرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا كَانَتِ الْأُولَى نِسْيَانًا وَالْوُسْطَى شَرْطًا وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ



وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ يَعْلَى قَالَ سَعِيدٌ وَجَدَ غِلْمَانًا يَلْعَبُونَ فَأَخَذَ غُلَامًا كَافِرًا ظَرِيفًا فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ بِالسِّكِّينِ قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَمْ تَعْمَلْ بِالْحِنْثِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَرَأَهَا زَكِيَّةً زَاكِيَةً مُسْلِمَةً كَقَوْلِكَ غُلَامًا زَكِيًّا فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ سَعِيدٌ بِيَدِهِ هَكَذَا وَرَفَعَ يَدَهُ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلَى حَسِبْتُ أَنَّ سَعِيدًا قَالَ فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ فَاسْتَقَامَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ سَعِيدٌ أَجْرًا نَأْكُلُهُ وَكَانَ وَرَاءَهُمْ وَكَانَ أَمَامَهُمْ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَزْعُمُونَ عَنْ غَيْرِ سَعِيدٍ أَنَّهُ هُدَدُ بْنُ بُدَدَ وَالْغُلَامُ الْمَقْتُولُ اسْمُهُ يَزْعُمُونَ جَيْسُورٌ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا فَأَرَدْتُ إِذَا هِيَ مَرَّتْ بِهِ أَنْ يَدَعَهَا لِعَيْبِهَا فَإِذَا جَاوَزُوا أَصْلَحُوهَا فَانْتَفَعُوا بِهَا وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ سَدُّوهَا بِقَارُورَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ بِالْقَارِ كَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ وَكَانَ كَافِرًا فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا أَنْ يَحْمِلَهُمَا حُبُّهُ عَلَى أَنْ يُتَابِعَاهُ عَلَى دِينِهِ فَأَرَدْنَا أَنْ يُبَدِّلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً لِقَوْلِهِ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا هُمَا بِهِ أَرْحَمُ مِنْهُمَا بِالْأَوَّلِ الَّذِي قَتَلَ خَضِرٌ وَزَعَمَ غَيْرُ سَعِيدٍ أَنَّهُمَا أُبْدِلَا جَارِيَةً وَأَمَّا دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَاصِمٍ فَقَالَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ إِنَّهَا جَارِيَةٌ.

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریر نے خبر دی، کہا کہ مجھے یعلی بن مسلم اور عمرو بن دینار نے خبر دی سعید بن جبیر سے، دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی اور دیگر راوی کے مقابلہ میں بعض الفاظ زیادہ کہتا ہے اور ان کے علاوہ ایک اور صاحب نے بھی سعید بن جبیر سے سن کر بیان کیا کہ انہوں نے کہا ہم ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کے گھر حاضر تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ دین کی باتیں مجھ سے کچھ پوچھو۔ میں نے عرض کیا اے ابو عباس! اللہ آپ پر مجھے قربان کرے کوفہ میں ایک واعظ شخص نوف نامی ہے اور وہ کہتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام سے ملنے والے وہ نہیں تھے جو بنی اسرائیل کے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام ہوئے ہیں (ابن جریج نے بیان کیا کہ) عمرو بن دینار نے تو روایت اس طرح بیان کی کہ ابن عباس نے کہا دشمن خدا جھوٹی بات کہتا ہے اور یعلیٰ بن مسلم نے اپنی روایت میں اس طرح مجھ سے بیان کیا کہ ابن عباس نے کہا کہ مجھ سے ابی بن کعب علیہ السلام نے بیان کیا، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، موسیٰ اللہ کے رسول تھے ایک دن آپ نے لوگوں (بنی اسرائیل) کو ایسا وعظ فرمایا کہ لوگوں کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور دل پسیج گئے تو آپ واپس جانے کے لئے مڑے۔ اس وقت ایک شخص نے ان سے پوچھا اے اللہ کے رسول! کیا دنیا میں آپ سے بڑا کوئی عالم ہے؟ انھوں نے کہا کہ نہیں، اس پر اللہ نے موسیٰ پر عتاب نازل کیا، کیونکہ انہوں نے علم کی نسبت اللہ



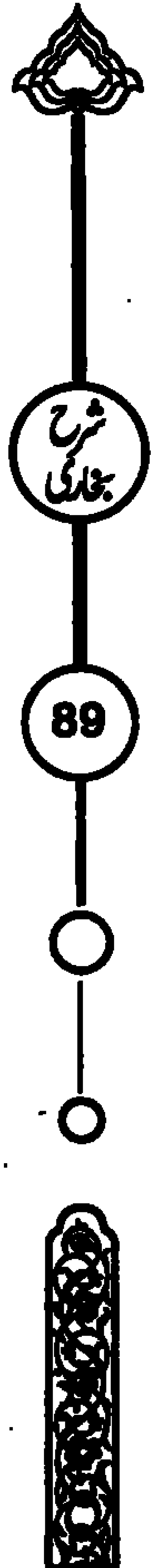


تعالیٰ کی طرف نہیں کی تھی۔ (ان کو یوں کہنا چاہیے تھا کہ اللہ ہی جانتا ہے) ان سے کہا گیا کہ ہاں تم سے بھی بڑا عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے پروردگار! وہ کہاں ہے۔ اللہ نے فرمایا جہاں (فارس اور روم کے) دو دریا ملے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار! میرے لئے ان کی کوئی نشانی ایسی بتلا دے کہ میں ان تک پہنچ جاؤں۔ اب عمرو بن دینار نے مجھ سے اپنی روایت اس طرح بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جہاں تم سے مچھلی تمہاری زنبیل سے چل دے (وہیں وہ ملیں گے) اور یعلی نے حدیث اس طرح بیان کی کہ ایک مردہ مچھلی ساتھ لے لو، جہاں اس مچھلی میں جان پڑجائے (وہیں وہ ملیں گے) موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی ساتھ لے لی اور اسے ایک زنبیل میں رکھ لیا۔ آپ نے اپنے ساتھی یوشع سے فرمایا کہ میں بس تمہیں اتنی تکلیف دیتا ہوں کہ جب یہ مچھلی زنبیل سے نکل کر چل دے تو مجھے بتانا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ کون سی بڑی تکلیف ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد و اذقال موسی لفتاہ میں وہ فتی (رفیق سفر) یوشع بن نون رضی اللہ عنہ تھے۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ (راوی حدیث) نے اپنی روایت میں یوشع کا نام نہیں لیا۔ بیان کیا کہ پھر موسیٰ علیہ السلام ایک چٹان کے سایہ میں ٹھہر گئے جہاں نمی اور ٹھنڈ تھی۔ اس وقت مچھلی تڑپی اور دریا میں کود گئی۔ موسیٰ علیہ السلام سو رہے تھے اس لئے یوشع نے سوچا کہ آپ کو جگانا نہ چاہئے۔ لیکن جب موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے تو مچھلی کا حال کہنا بھول گئے۔ اسی عرصہ میں مچھلی تڑپ کر پانی میں چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی جگہ پانی کے بہاؤ کو روک دیا اور مچھلی کا نشان پتھر پر جس پر سے گئی تھی بن گیا۔ عمرو بن دینار نے مجھ (ابن جریج) سے بیان کیا کہ اس کا نشان پتھر پہ بن گیا اور دونوں انگوٹھوں اور کلمہ کی انگلیوں کو ملا کر ایک حلقہ کی طرح اس کو بتایا۔ بیدار ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام باقی دن اور باقی رات چلتے رہے۔ آخر کہنے لگے۔ ہمیں اب اس سفر میں تھکن ہو رہی ہے۔ ان کے خادم نے عرض کیا۔ اللہ نے آپ کی تھکن کو دور کر دیا ہے (اور مچھلی زندہ ہو گئی ہے) ابن جریج نے بیان کیا کہ یہ ٹکڑا سعید بن جبیر کی روایت میں نہیں ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام اور یوشع دونوں واپس لوٹے اور خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی (ابن جریج نے کہا) مجھ سے عثمان بن ابی سلیمان نے بیان کیا کہ خضر دریا کے بیچ میں ایک چھوٹے سے سبز زین پوش پر تشریف رکھتے تھے۔ اور سعید بن جبیر نے یوں بیان کیا کہ وہ اپنے کپڑے سے تمام جسم لپیٹے ہوئے تھے۔ کپڑے کا ایک کنارہ ان کے پاؤں کے نیچے تھا اور دوسرا سر کے تلے تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پہنچ کو سلام کیا تو خضر علیہ السلام نے اپنا چہرہ کھولا اور کہا، میری اس زمین میں سلام کا رواج کہاں سے آ گیا۔ آپ کون ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام ہوں۔ پوچھا، موسیٰ بنی اسرائیل؟ فرمایا کہ ہاں! پوچھا، آپ کیوں آئے ہیں؟ فرمایا کہ میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ جو ہدایت کا علم آپ کو اللہ نے دیا ہے وہ مجھے بھی سکھا دیں۔ اس پر خضر نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام کیا آپ کے لئے یہ کافی نہیں ہے اس کا پورا سیکھنا آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح آپ کو جو علم حاصل ہے اس کا پورا





سیکھنا میرے لئے مناسب نہیں۔ اس عرصہ میں ایک چڑیا نے اپنی چونچ سے دریا کا پانی لیا تو خضر علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم! میرا اور آپ کا علم اللہ کے علم کے مقابلے میں اس سے زیادہ نہیں ہے۔ جتنا اس چڑیا نے دریا کا پانی اپنی چونچ میں لیا ہے۔ کشتی پر چڑھنے کے وقت انہوں نے چھوٹی چھوٹی کشتیاں دیکھیں جو ایک کنارے والوں کو دوسرے کنارے پر لے جاکر چھوڑ آتی تھیں۔ کشتی والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور کہا کہ یہ اللہ کے صالح بندے ہیں ہم ان سے کرایہ نہیں لیں گے۔ لیکن خضر علیہ السلام نے کشتی میں شگاف کر دیئے اور اس میں (تختوں کی جگہ) کیلیں گاڑ دیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ نے اس لئے اسے پھاڑ ڈالا کہ اس کے مسافروں کو ڈبو دیں۔ بلاشبہ آپ نے ایک بڑا ناگوار کام کیا ہے۔ مجاہد نے آیت میں امر کا ترجمہ منکر کیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا میں نے پہلے ہی نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ موسیٰ علیہ السلام کا پہلا سوال تو بھولنے کی وجہ سے تھا لیکن دوسرا بطور شرط تھا اور تیسرا قصداً انہوں نے کیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس پہلے سوال پر کہا کہ جو میں بھول گیا اس پر مجھ سے مؤاخذہ نہ کیجئے اور میرے معاملہ میں تنگی نہ کیجئے۔ پھر انہیں ایک بچہ ملا تو خضر علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا۔ یعلیٰ نے بیان کیا کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ خضر کو چند بچے ملے جو کھیل رہے تھے آپ نے ان میں سے ایک بچہ کو پکڑا جو کافر اور چالاک تھا اور اسے لٹا کر چھری سے ذبح کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، آپ نے بلا کسی خون کے ایک بے گناہ جان کو جس نے کہ برا کام نہیں کیا تھا، قتل کر ڈالا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ آیت میں زکیۃ کی جگہ زاکیۃ پڑھا کرتے تھے۔ بمعنی مسلمۃ، جیسے غلاما زکیا میں ہے۔ پھر وہ دونوں بزرگ آگے بڑھے تو ایک دیوار پر نظر پڑی جو بس گرنے ہی والی تھی۔ خضر علیہ السلام نے اسے ٹھیک کر دیا۔ سعید بن جبیر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ اس طرح۔ یعلیٰ بن مسلم نے بیان کیا میرا خیال ہے کہ سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ خضر علیہ السلام نے دیوار پر ہاتھ پھیر کر اسے ٹھیک کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے سکتے تھے۔ سعید بن جبیر نے اس کی تشریح کی کہ اجرت جسے ہم کھا سکتے۔ آیت وکان وراءھم کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قرات وکان امامھم کی یعنی کشتی جہاں جارہی تھی اس ملک میں ایک بادشاہ تھا۔ سعید کے سوا دوسرے راوی سے اس بادشاہ کا نام ہدد بن بدد نقل کرتے ہیں اور جس بچہ کو حضرت خضر نے قتل کیا تھا اس کا نام لوگ جیسور بیان کرتے ہیں۔ وہ بادشاہ ہر (نئی) کشتی کو زبردستی چھین لیا کرتا تھا۔ اس لئے میں نے چاہا کہ جب یہ کشتی اس کے سامنے سے گزرے تو اس کے اس عیب کی وجہ سے اسے نہ چھینے۔ جب کشتی والے اس بادشاہ کی سلطنت سے گزر جائیں گے تو وہ خود اسے ٹھیک کر لیں گے اور اسے کام میں لاتے رہیں گے۔ بعض لوگوں کا تو یہ خیال ہے کہ انہوں نے کشتی کو پھر سیسہ لگا کر جوڑا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ تارکول سے جوڑا تھا (اور جس بچہ کو قتل کر دیا تھا) تو اس کے والدین مومن تھے اور وہ بچہ (اللہ کی تقدیر میں) کافر تھا۔ اس لئے ہمیں ڈر تھا کہ کہیں (بڑا ہو کر) وہ انہیں بھی کفر میں



مبتلا نہ کردے کہ اپنے لڑکے سے انتہائی محبت انہیں اس کے دین کی اتباع پر مجبور کردے۔ اس لئے ہم نے چاہا کہ اللہ اس کے بدلے میں انہیں کوئی نیک اور اس سے بہتر اولاد دے۔ واقرب رحما یعنی اس کے والدین اس بچہ پر جو اب اللہ تعالیٰ انہیں دے گا پہلے سے زیادہ بہتر مہربان ہوں جسے خضر نے قتل کر دیا ہے۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان والدین کو اس بچے کے بدلے ایک لڑکی دی گئی تھی۔ داود بن ابی عاصم کئی راویوں سے نقل کرتے ہیں کہ وہ لڑکی ہی تھی۔

۴۔ بَابُ قوله (فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ: آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا)

"پس جب وہ دونوں اس جگہ سے آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے ساتھی سے فرمایا کہ ہمارا کھانا لاؤ سفر سے ہمیں اب تو تھکن ہونے لگی ہے۔"

صُنْعًا «عَمَلًا»، حِوَلًا «تَحَوُّلًا» {قَالَ: ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ، فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا إِمْرًا وَنُكْرًا «دَاهِيَةً»، يَنْقَضّ «يَنْقَاضُ كَمَا يَنْقَاضُ السِّنُّ»، (لَتَخِذْتَ): «وَاتَّخَذْتَ وَاحِدٌ»، رُحْمًا: «مِنَ الرُّحْمِ، وَهِيَ أَشَدُّ مُبَالَغَةً مِنَ الرَّحْمَةِ، وَنَظُنُّ أَنَّهُ مِنَ الرَّحِيمِ، وَتُدْعَى مَكَّةُ أُمَّ رُحْمٍ أَيِ الرَّحْمَةُ تَنْزِلُ بِهَا»

صُنْعًا عمل کے معنی میں ہے۔ حِوَلًا کے معنی پھر جانا ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: «یہی تو وہ چیز تھی جس کی ہمیں تلاش تھی، چنانچہ وہ دونوں الٹے پاؤں لوٹے۔ نُكْرًا کے معنی ہیں: عجیب بات۔ ینقضّ اور ینقاض دونوں کے ایک ہی معنی ہیں، جیسے کہا جاتا ہے: ینقاض السن، یعنی دانت گر رہا ہے۔ لتخذت اور اتخذت دو روایات ہیں اور دونوں کے معنی ایک ہیں۔ رُحما رَحم سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں: بہت رحمت، گویا یہ مبالغہ ہے رحمت سے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ لفظ رحیم سے نکلا ہے، اس لیے مکہ کو ام رُحم کہا جاتا ہے کیونکہ وہاں پروردگار کی بہت رحمت اترتی ہے۔

٤٧٢٧: حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ لَيْسَ بِمُوسَى الْخَضِرِ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللهِ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ مُوسَى خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقِيلَ لَهُ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ قَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ وَأَوْحَى إِلَيْهِ بَلَى عَبْدٌ مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ أَيْ رَبِّ كَيْفَ السَّبِيلُ إِلَيْهِ قَالَ تَأْخُذُ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَاتَّبِعْهُ قَالَ فَخَرَجَ مُوسَى وَمَعَهُ فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ وَمَعَهُمَا الْحُوتُ حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَنَزَلَا عِنْدَهَا قَالَ فَوَضَعَ

مُوسَى رَأْسَهُ فَنَامَ قَالَ سُفْيَانُ وَفِي حَدِيثِ غَيْرِ عَمْرٍو قَالَ وَفِي أَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا الْحَيَاةُ لَا يُصِيبُ مِنْ مَائِهَا شَيْءٌ إِلَّا حَيِيَ فَأَصَابَ الْحُوتَ مِنْ مَاءِ تِلْكَ الْعَيْنِ قَالَ فَتَحَرَّكَ وَانْسَلَّ مِنَ الْمِكْتَلِ فَدَخَلَ الْبَحْرَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مُوسَى قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا الْآيَةَ قَالَ وَلَمْ يَجِدِ النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ مَا أُمِرَ بِهِ قَالَ لَهُ فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ الْآيَةَ قَالَ فَرَجَعَا يَقُصَّانِ فِي آثَارِهِمَا فَوَجَدَا فِي الْبَحْرِ كَالطَّاقِ مَمَرَّ الْحُوتِ فَكَانَ لِفَتَاهُ عَجَبًا وَلِلْحُوتِ سَرَبًا قَالَ فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ إِذْ هُمَا بِرَجُلٍ مُسَجًّى بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى قَالَ وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوسَى إِنَّكَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَكَهُ اللهُ لَا أَعْلَمُهُ وَأَنَا عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَنِيهِ اللهُ لَا تَعْلَمُهُ قَالَ بَلْ أَتَّبِعُكَ قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ بِهِمْ سَفِينَةٌ فَعُرِفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوهُمْ فِي سَفِينَتِهِمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ يَقُولُ بِغَيْرِ أَجْرٍ فَرَكِبَا السَّفِينَةَ قَالَ وَوَقَعَ عُصْفُورٌ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَغَمَسَ مِنْقَارَهُ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوسَى مَا عِلْمُكَ وَعِلْمِي وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِي عِلْمِ اللهِ إِلَّا مِقْدَارُ مَا غَمَسَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنْقَارَهُ قَالَ فَلَمْ يَفْجَأْ مُوسَى إِذْ عَمَدَ الْخَضِرُ إِلَى قَدُومٍ فَخَرَقَ السَّفِينَةَ فَقَالَ لَهُ مُوسَى قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ الْآيَةَ فَانْطَلَقَا إِذَا هُمَا بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَقَطَعَهُ قَالَ لَهُ مُوسَى أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا إِلَى قَوْلِهِ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا فَأَقَامَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى إِنَّا دَخَلْنَا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَلَمْ يُضَيِّفُونَا وَلَمْ يُطْعِمُونَا لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى صَبَرَ حَتَّى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا قَالَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا.



مجھ سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ان سے عمرو بن دینار

نے اور ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ نوف بکالی کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام جو اللہ کے نبی تھے وہ نہیں ہیں جنہوں نے خضر علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، دشمن خدا نے غلط بات کہی ہے۔ ہم سے حضرت ابی بن کعب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو وعظ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا عالم کون شخص ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر غصہ کیا، کیونکہ انہوں نے علم کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی تھی اور ان کے پاس وحی بھیجی کہ ہاں، میرے بندوں میں سے ایک بندہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر ہے اور وہ تم سے بڑا عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار! ان تک پہنچنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک مچھلی زنبیل میں ساتھ لے لو۔ پھر جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے وہیں انہیں تلاش کرو۔ بیان کیا کہ موسیٰ علیہ السلام نکل پڑے اور آپ کے ساتھ آپ کے رفیق سفر یوشع بن نون بھی تھے۔ مچھلی ساتھ تھی۔ جب چٹان تک پہنچے تو وہاں ٹھہر گئے۔ موسیٰ علیہ السلام اپنا سر رکھ کر وہیں سو گئے، عمرو کی روایت کے سوا دوسری روایت کے حوالہ سے سفیان نے بیان کیا کہ اس چٹان کی جڑ میں ایک چشمہ تھا، جسے حیات کہا جاتا تھا۔ جس چیز پر بھی اس کا پانی پڑ جاتا وہ زندہ ہو جاتی تھی۔ اس مچھلی پر بھی اس کا پانی پڑا تو اس کے اندر حرکت پیدا ہوگئی اور وہ اپنی زنبیل سے نکل کر دریا میں چلی گئی۔ موسیٰ جب بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنے ساتھی سے فرمایا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ۔۔۔۔ الآیۃ۔ بیان کیا کہ سفر میں موسیٰ کو اس وقت تک کوئی تھکن نہیں ہوئی جب تک وہ مقررہ جگہ سے آگے نہیں بڑھ گئے۔ رفیق سفر یوشع بن نون نے اس پر کہا، آپ نے دیکھا جب ہم چٹان کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے تو میں مچھلی کے متعلق کہنا بھول گیا، الآیۃ۔ بیان کیا کہ پھر وہ دونوں الٹے پاؤں واپس لوٹے۔ دیکھا کہ جہاں مچھلی پانی میں گری تھی وہاں اس کے گزرنے کی جگہ طاق کی سی صورت بنی ہوئی ہے۔ مچھلی تو پانی میں چلی گئی تھی لیکن یوشع بن نون کو اس طرح پانی کے رک جانے پر تعجب تھا۔ جب چٹان پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک بزرگ کپڑے میں لپٹے ہوئے وہاں موجود ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہاری زمین میں سلام کہاں سے آ گیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام ہوں۔ پوچھا بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ فرمایا کہ جی ہاں! حضرت موسیٰ نے ان سے کہا کیا آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں تا کہ جو ہدایت کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے وہ آپ مجھے بھی سکھا دیں۔ حضرت خضر نے جواب دیا کہ آپ کو اللہ کی طرف سے ایسا علم حاصل ہے جو میں نہیں جانتا اور اسی طرح مجھے اللہ کی طرف سے ایسا علم حاصل ہے جو آپ نہیں جانتے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، لیکن میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔ خضر علیہ السلام نے اس پر کہا کہ اگر آپ کو میرے ساتھ رہنا ہی ہے تو پھر مجھ سے کسی چیز کے متعلق نہ پوچھئے گا، میں خود آپ کو بتاؤں گا۔ چنانچہ دونوں حضرات دریا کے کنارے روانہ ہوئے، ان کے قریب سے ایک کشتی گزری تو حضرت

خضر علیہ السلام کو کشتی والوں نے پہچان لیا اور اپنی کشتی میں ان کو بغیر کرایہ کے چڑھالیا دونوں کشتی میں سوار ہو گئے۔ بیان کیا کہ اسی عرصہ میں ایک چڑیا کشتی کے کنارے آکے بیٹھی اور اس نے اپنی چونچ کو دریا میں ڈالا تو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میرا، آپ کا اور تمام مخلوقات کا علم اللہ کے علم کے مقابلہ میں اس سے زیادہ نہیں ہے جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ میں دریا کا پانی لیا ہے۔ بیان کیا کہ پھر یکدم جب حضرت خضر علیہ السلام نے بسولا اٹھایا اور کشتی کو پھاڑ ڈالا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ان لوگوں نے ہمیں بغیر کسی کرایہ کے اپنی کشتی میں سوار کر لیا تھا اور آپ نے اس کا بدلہ یہ دیا ہے کہ ان کی کشتی ہی چیر ڈالی تاکہ اس کے مسافر ڈوب مریں۔ بلاشبہ آپ نے بڑا نامناسب کام کیا ہے۔ پھر وہ دونوں آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک بچہ جو بہت سے دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، حضرت خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑا اور کاٹ ڈالا۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام بول پڑے کہ آپ نے بلا کسی خون وبدلہ کے ایک معصوم بچے کی جان لے لی، یہ تو بڑی بری بات ہے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا، میں نے آپ سے پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے، اللہ تعالیٰ کے ارشاد پس اس بستی والوں نے ان کی میزبانی سے انکار کیا، پھر اس بستی میں انہیں ایک دیوار دکھائی دی جو بس گرنے ہی والی تھی۔ خضر علیہ السلام نے اپنا ہاتھ یوں اس پر پھیرا اور اسے سیدھا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہم اس بستی میں آئے تو انہوں نے ہماری میزبانی سے انکار کیا اور ہمیں کھانا بھی نہیں دیا اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے سکتے تھے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا بس یہاں سے اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے اور میں آپ کو ان کاموں کی وجہ بتاؤں گا جن پر آپ صبر نہیں کر سکے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کاش موسیٰ علیہ السلام نے صبر کیا ہوتا اور اللہ تعالیٰ ان کے سلسلے میں اور واقعات ہم سے بیان کرتا۔ بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما (وكان وراءهم ملك کی بجائے) وكان امامهم ملك ياخذ كل سفينة صالحة غصبا قرات کرتے تھے اور بچہ (جسے قتل کیا تھا) اس کے والدین مومن تھے۔ اور یہ بچہ (مشیت الٰہی میں) کافر تھا۔



٥۔ باب قوله (هل ننبئكم بالأخسرين أعمالاً)

کیا ہم تم کو خبر دیں ان بدبختوں کے متعلق جو اپنے اعمال کے اعتبار سے سراسر گھاٹے میں ہیں۔

باب: آیت (قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا) کی تفسیر

٤٧٢٨: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبِي قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا هُمُ الْحَرُورِيَّةُ قَالَ لَا هُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى أَمَّا الْيَهُودُ فَكَذَّبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا النَّصَارَى فَكَفَرُوا بِالْجَنَّةِ وَقَالُوا لَا طَعَامَ فِيهَا وَلَا شَرَابَ



وَالْحَرُورِيَّةُ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَكَانَ سَعْدٌ يُسَمِّيهِمُ الْفَاسِقِينَ.

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے مصعب بن سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے آیت قل هل ننبئكم بالا خسرين اعمالا کے متعلق سوال کیا کہ ان سے کون لوگ مراد ہیں۔ کیا ان سے خوارج مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ یہود نے تو محمد ﷺ کی تکذیب کی اور نصاریٰ نے جنت کا انکار کیا اور کہا کہ اس میں کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ملے گی اور خوارج وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے عہد و میثاق کو توڑا حضرت سعد رضی اللہ عنہ انہیں فاسق کہا کرتے تھے۔

قولہ "لا طعام فیھا ولا شراب" نصاریٰ نے کہا جنت میں کھانا، پینا نہیں ملے گا، کسی نے مسیح علیہ السلام سے سوال کیا کہ یہودی کہتے ہیں، جنت، دوزخ بلکہ قیامت نہیں ہے، کیونکہ اگر ایک عورت نے دنیا میں یکے بعد دیگرے دو آدمیوں سے نکاح کیا ہوگا، تو وہاں کس کے پاس ہو گی، مسیح نے جواب دیا کہ وہاں لوگ فرشتوں کی طرح ہوں گے، مطلب ان کا یہ تھا کہ فرشتوں کی طرح ہونے کی وجہ سے وہ جھگڑا نہیں کریں گے کہ دوسرے کو کیوں مل گئی ہے، انہوں نے سمجھ لیا کہ لوگ جبکہ وہاں فرشتوں جیسے ہوں گے تو وہاں کھانے، پینے یا بیوی کی حاجت نہیں ہو گی، کیونکہ فرشتے کھاتے، پیتے نہیں ہیں اور نہ ہی انہیں بیوی وغیرہ کی حاجت ہے[1]۔

٦۔ بَابُ قَوْلِهِ (أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ)

"یعنی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی نشانیوں کو اور اس کی ملاقات کو جھٹلایا، پس ان کے تمام نیک اعمال برباد ہو گئے۔

باب: آیت (أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ ...الایۃ) کی تفسیر

(1) نصاریٰ نے بہشت کا انکار کیا، کہنے لگے وہاں کھانا، پینا نہ ہو گا اور بہشت میں صرف روحانی لذتیں ہوں گی جیسے علم و معرفت وغیرہ (کی لذت ہے) نصاریٰ کو انجیل کی ایک آیت سے شبہ ہوا جس میں یہ ہے کہ قیامت کو لوگ نہ بیاہ کریں گے اور نہ بیاہے جائیں گے، بلکہ خدا کے آسمانی فرشتوں کی طرح ہوں گے۔ (باب ۲۲/آیت ۳۰) حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس سے مراد یہ ہے کہ قبروں سے اٹھنے کے بعد حشر اور حساب قائم ہونے تک بیاہ نہیں کریں گے۔ اور نہ کوئی بیاہا جائے گا۔ باپ بیٹے سے جورو خاوند سے تعلق نہیں رکھیں گے، لیکن بہشت میں داخل ہونے کے بعد سب نعمتیں جو قرآن کریم میں مذکور ہیں وہ سب ان کو ملیں گی جیسے فرمایا «وزوجناهم بحور عين» نیز فرمایا لهم فيها ما يشتهون تیسیر الباری، ج ۴ ص ۵۴۹

٤٧٢٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَقَالَ اقْرَءُوا ﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ مِثْلَهُ.

ہم سے محمد بن عبداللہ ذہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو مغیرہ بن عبد الرحمن نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ قیامت کے دن ایک بہت بھاری بھر کم موٹا تازہ شخص آئے گا لیکن وہ اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی کوئی قدر نہیں رکھے گا اور فرمایا کہ پڑھو۔ فلا نقیم لهم یوم القیمة وزنا (قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن نہ کریں گے۔) اس حدیث کو محمد بن عبداللہ نے یحییٰ بن بکیر سے، انہوں نے مغیرہ بن عبدالرحمن سے، انہوں نے ابوالزناد سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

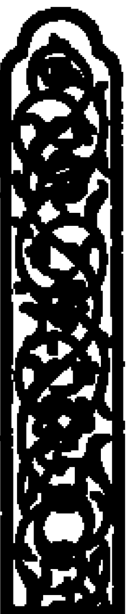
سُورَةُ كهيعص

سورة کھیعص کی تفسیر



قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرِ اللّٰهُ يَقُولُهُ، وَهُمُ الْيَوْمَ لَا يَسْمَعُونَ وَلَا يُبْصِرُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ يَعْنِي قَوْلَهُ: أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرِ الْكُفَّارُ يَوْمَئِذٍ أَسْمَعُ شَيْءٍ وَأَبْصَرُهُ، لَأَرْجُمَنَّكَ لَأَشْتِمَنَّكَ وَرِئْيًا مَنْظَرًا وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ: عَلِمَتْ مَرْيَمُ أَنَّ التَّقِيَّ ذُو نُهْيَةٍ، حَتَّى قَالَتْ: ﴿إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا﴾ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: تَؤُزُّهُمْ أَزًّا تُزْعِجُهُمْ إِلَى الْمَعَاصِي إِزْعَاجًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ: إِدًّا عِوَجًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وِرْدًا عِطَاشًا، أَثَاثًا مَالًا، إِدًّا قَوْلًا عَظِيمًا، رِكْزًا صَوْتًا غَيًّا خُسْرَانًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ: فَلْيَمْدُدْ فَلْيَدَعْهُ وَقَالَ غَيْرُهُ: بُكِيًّا جَمَاعَةُ بَاكٍ صِلِيًّا صَلِيَ يَصْلَى نَدِيًّا وَالنَّادِي وَاحِدٌ مَجْلِسًا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اسمع بھم وابصر یہ اللہ فرماتا ہے آج کے دن (یعنی دنیا میں) نہ تو کافر سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں بلکہ کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اسمع بھم وابصر یعنی کافر قیامت کے دن خوب سنتے اور خوب دیکھتے ہوں گے (مگر اس وقت کا سننا دیکھنا کچھ فائدہ نہ دے گا) لارجمنک میں تجھ پر گالیوں کا پتھراؤ کروں گا۔ لفظ رئیا کے معنی منظر (دکھاوا) اور ابو وائل شقیق بن سلمہ نے کہا مریم جانتی تھیں کہ جو پرہیز گار ہوتا ہے وہ صاحب عقل ہوتا ہے۔ اسی لیے انہوں نے کہا میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں اگر تو پرہیز گار ہے۔ اور سفیان بن عیینہ نے کہا تؤزھم ازا کا معنی یہ ہے کہ شیطان کافروں کو گناہوں کی طرف گھسیٹتے ہیں۔ مجاہد نے کہا ادا کے معنی کج



اور ٹیڑھی غلط بات (یا کج اور ٹیڑھی باتیں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ورد ا کے معنی پیاسے کے ہیں اور اثاثا کے معنی مال اسباب۔ ادا بڑی بات۔ رکزا ہی پست آواز۔ غیا نقصان ٹوٹا۔ بکیا باکی کی جمع ہے یعنی رونے والے۔ صليا مصدر ہے۔ صلي يصلي باب سمع يسمع سے یعنی جلنا ندی اور نادی دونوں کے معنی مجلس کے ہیں۔

قولہ "الله يقوله" یہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج (دنیا میں) کفار نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں بلکہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں، مراد یہ ہے کہ کافر قیامت کے دن خوب سنتے ہوں گے اور خوب دیکھتے ہوں گے۔ لیکن اس دن دیکھنے اور سننے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

قولہ "علمت مريم" حضرت مریم علیہا السلام جانتی تھیں کہ پرہیز گار شخص صاحب عقل ہوتا ہے اسی لیے انہوں نے کہا تھا، اگر تو پرہیز گار ہے تو میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔

قولہ "صليًا" صلی یصلی سے مصدر ہے، یہ باب سمع یسمع سے ہے، داخل ہونے کے معنی میں ہے۔

١ ـ بَابُ قَوْلِهِ: (وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الحَسْرَةِ)

"یعنی اے رسول! ان کافروں کو حسرت ناک دن سے ڈرائیے۔"

باب آیت (وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الحَسْرَةِ) کی تفسیر



٤٧٣٠: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ، فَيُنَادِي مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الجَنَّةِ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ، فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا المَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ، ثُمَّ يُنَادِي: يَا أَهْلَ النَّارِ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ، فَيَقُولُ: وهَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا المَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ، فَيُذْبَحُ ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الجَنَّةِ خُلُودٌ فَلاَ مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلاَ مَوْتَ، ثُمَّ قَرَأَ: (وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ) وَهَؤُلاَءِ فِي غَفْلَةٍ أَهْلُ الدُّنْيَا (وَهُمْ لاَ يُؤْمِنُونَ).

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے، ہم سے اعمش نے، ہم سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن موت ایک چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی۔ ایک آواز دینے والا فرشتہ آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمام جنتی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے، آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا۔ تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں، یہ موت ہے اور ان سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھ چکا ہوگا۔ پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا اور آواز دینے والا جنتیوں سے کہے گا کہ اب تمہارے لئے ہیشگی ہے، موت تم پر کبھی نہ آئے گی اور اے جہنم والو! تمہیں بھی ہمیشہ اسی طرح رہنا ہے، تم پر بھی موت کبھی نہیں آئے گی۔ پھر



آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ وانذرهم یوم الحسرة الخ (اور انہیں حسرت کے دن سے ڈرادو۔ جبکہ اخیر فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (یعنی دنیادار لوگ) اور ایمان نہیں لاتے۔

جب جہنم میں وہی لوگ رہ جائیں جن کے لیے خلود واجب ہو گا تو موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں ذبح کر دیا جائے گا۔

قولہ "فیشرئبون وینظرون" وہ تمام گردنیں اٹھا کر دیکھیں گے۔

قولہ "فیقولون نعم" وہ موت کو پہچان لیں گے کیونکہ وہ عالم مثال سے ہو کر یہاں پہنچے ہوں گے اور عالم مثال سے ان کا تعلق گہرا ہو گا جس کی وجہ سے وہ پہچان لیں گے کہ یہ موت کا ہی تمثل ہے۔

٢۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا)

"ہم فرشتے نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے۔"

باب آیت (وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ) کی تفسیر

٤٧٣١: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيلَ: «مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا»، فَنَزَلَتْ: (وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا).

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن ذر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا۔ جیسا کہ اب آپ ہماری ملاقات کو آیا کرتے ہیں، اس سے زیادہ آپ ہم سے ملنے کے لئے کیوں نہیں آیا کرتے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وما نتنزل الا بامر ربك الخ یعنی ہم فرشتے نازل نہیں ہوتے بجز آپ کے پروردگار کے حکم کے، اسی کی ملک ہے جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے۔

٣۔ بَابُ قَوْلِهِ: (أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا، وَقَالَ: لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا)

"بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں سے کفر کرتا ہے۔

باب: آیت (أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا) کی تفسیر

٤٧٣٢: حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: سَمِعْتُ خَبَّابًا، قَالَ: جِئْتُ العَاصَ بْنَ وَائِلٍ السَّهْمِيَّ أَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِي عِنْدَهُ، فَقَالَ: لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: «لَا حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ»، قَالَ: وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: إِنَّ لِي هُنَاكَ

مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَهُ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: (أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ: لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا) رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ، وَشُعْبَةُ، وَحَفْصٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ.

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ (مسلم بن صبیح) نے، ان سے مسروق بن اجدع نے بیان کیا کہ میں نے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں عاص بن وائل سہمی کے پاس اپنا حق مانگنے گیا تو وہ کہنے لگا کہ جب تک تم محمد ﷺ سے کفر نہیں کرو گے میں تمہیں مزدوری نہیں دوں گا۔ میں نے اس پر کہا کہ یہ کبھی نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ تو مرنے کے بعد پھر زندہ کیا جائے۔ اس پر وہ بولا، کیا مرنے کے بعد پھر مجھے زندہ کیا جائے گا؟ میں نے کہا ہاں، ضرور۔ کہنے لگا کہ پھر وہاں بھی میرے پاس مال اولاد ہو گی اور میں وہیں تمہاری مزدوری بھی دے دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ افرایت الذی کفر بآیتنا وقال لاوتین مالا وولدا (بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری نشانیوں سے کفر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مال اور اولاد مل کر رہیں گے) اس حدیث کو سفیان ثوری اور شعبہ اور حفص اور ابو معاویہ اور وکیع نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے۔

۴۔ بَابُ قَوْلِهِ: (أَطَّلَعَ الغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا)

"کیا وہ غیب پر آگاہ ہوتا ہے یا اس نے خدائے رحمن سے کوئی عہد نامہ حاصل کر لیا ہے۔"

باب: آیت (أَطَّلَعَ الغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ) کی تفسیر



٤٧٣٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ: كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّةَ، فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ سَيْفًا فَجِئْتُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ: لاَ أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قُلْتُ: «لاَ أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يُمِيتَكَ اللهُ، ثُمَّ يُحْيِيَكَ»، قَالَ: إِذَا أَمَاتَنِي اللهُ ثُمَّ بَعَثَنِي وَلِي مَالٌ وَوَلَدٌ، فَأَنْزَلَ اللهُ: (أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ: لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا، أَطَّلَعَ الغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا) قَالَ: مَوْثِقًا لَمْ يَقُلِ الأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ: سَيْفًا وَلاَ مَوْثِقًا.

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابوالضحیٰ نے، انہیں مسروق نے اور ان سے خباب بن ارت نے بیان کیا کہ میں مکہ میں لوہار تھا اور عاص بن وائل سہمی کے لئے میں نے ایک تلوار بنائی تھی۔ میری مزدوری باقی تھی اس لئے ایک دن میں اس کو مانگنے آیا تو کہنے لگا کہ اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک تم محمد ﷺ سے پھر نہیں جاؤ گے۔ میں نے کہا کہ میں



آنحضرت ﷺ سے ہر گز نہیں پھروں گا یہاں تک کہ اللہ تجھے مار دے اور پھر زندہ کر دے اور وہ کہنے لگا کہ جب اللہ تعالیٰ مجھے مار کر دوبارہ زندہ کر دے گا تو میرے پاس اس وقت بھی مال و اولاد ہوگی۔ اور اسی وقت تم اپنی مزدوری مجھ سے لے لینا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ افرایت الذی کفر بایتنا وقال لا وتین مالا وولدا اطلع الغیب ام اتخذ عند الرحمن عھدا (بھلا تو نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے تو مال واولاد مل کر ہی رہیں گے تو کیا یہ غیب پر مطلع ہو گیا ہے یا اس نے خدائے رحمن سے کوئی وعدہ لے لیا ہے) عہد کا معنی مضبوط اقرار۔ عبید اللہ اشجعی نے بھی اس حدیث کو سفیان ثوری سے روایت کیا ہے لیکن اس میں تلوار بنانے کا ذکر نہیں ہے نہ عہد کی تفسیر مذکور ہے۔

٥ ۔ بَابُ قَوْلِهِ (كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا)

"ہرگز نہیں ہم اس کا کہا ہوا اس کے اعمال نامے میں لکھ لیتے ہیں اور ہم اس کو عذاب میں بڑھاتے ہی چلے جائیں گے۔"

باب: آیت (كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا) کی تفسیر



٤٧٣٤: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، سَمِعْتُ أَبَا الضُّحَى، يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ: كُنْتُ قَيْنًا فِي الجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ لِي دَيْنٌ عَلَى العَاصِ بْنِ وَائِلٍ، قَالَ: فَأَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ، فَقَالَ: لاَ أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «وَاللهِ لاَ أَكْفُرُ حَتَّى يُمِيتَكَ اللهُ ثُمَّ يَبْعَثَكَ»، قَالَ: فَذَرْنِي حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ أُبْعَثَ، فَسَوْفَ أُوتَى مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: {أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ: لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا}.

ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان اعمش نے، انہوں نے ابوالضحیٰ سے سنا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں زمانہ جاہلیت میں لوہاری کا کام کرتا تھا اور عاص بن وائل پر میرا کچھ قرض تھا۔ بیان کیا کہ میں اس کے پاس اپنا قرض مانگنے گیا تو وہ کہنے لگا کہ جب تک تم محمد ﷺ کا انکار نہیں کرتے، تمہاری مزدوری نہیں مل سکتی۔ میں نے اس پر جواب دیا کہ خدا کی قسم، میں ہرگز آنحضرت کا انکار نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے مار دے اور پھر تجھے دوبارہ زندہ کر دے۔ عاص کہنے لگا کہ پھر مرنے تک مجھ سے قرض نہ مانگو۔ مرنے کے بعد جب میں زندہ ہوں گا تو مجھے مال واولاد بھی ملیں گے اور اس وقت تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ افرایت الذی کفر بایتنا وقال لا وتین مالا وولدا الخ۔





٦ ـ بَابُ قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: (وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا)

"اور اس کی کہی ہوئی باتوں کے ہم ہی وارث ہیں اور وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا۔

باب: آیت (وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ) کی تفسیر

الجِبَالُ هَدًّا هَدْمًا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَلْجِبَالُ هَدًّا کے معنی ہیں: پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں گے۔

٤٧٣٥: حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا، وَكَانَ لِي عَلَى العَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ، فَقَالَ لِي: لاَ أَقْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ، قَالَ: قُلْتُ: «لَنْ أَكْفُرَ بِهِ حَتَّى تَمُوتَ، ثُمَّ تُبْعَثَ»، قَالَ: وَإِنِّي لَمَبْعُوثٌ مِنْ بَعْدِ المَوْتِ، فَسَوْفَ أَقْضِيكَ إِذَا رَجَعْتُ إِلَى مَالٍ وَوَلَدٍ، قَالَ: فَنَزَلَتْ: (أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ: لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا أَطَّلَعَ الغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا، كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ العَذَابِ مَدًّا وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا).

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بلخی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے خباب بن ارت نے بیان کیا کہ میں پہلے لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا قرض چاہئے تھا۔ میں اس کے پاس تقاضا کرنے گیا تو کہنے لگا کہ جب تک تم محمد ﷺ سے نہ پھر جاؤ گے تمہارا قرض نہیں دوں گا، میں نے کہا کہ میں آنحضرت کے دین سے ہرگز نہیں پھروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے مار دے اور پھر زندہ کر دے۔ اس نے کہا کیا موت کے بعد میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا پھر تو مجھے مال و اولاد بھی مل جائیں گے اور اسی وقت تمہارا قرض بھی ادا کر دوں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس کے متعلق آیت نازل ہوئی کہ افرایت الذی کفر بایتنا وقال لا وتین مالا وولدا۔ اطلع الغیب ام اتخذ عند الرحمن عهدا کلا سنکتب مایقول ونمد له من العذاب مدا ونرثه یقول ویاتینا فردا (بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے تو مال اور اولاد مل کر رہیں گے، تو کیا یہ غیب پر آگاہ ہو گیا ہے۔ یا اس نے خدائے رحمن سے کوئی عہد کر لیا ہے؟ ہرگز نہیں، البتہ ہم اس کا کہا ہوا بھی لکھ لیتے ہیں اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے ہی چلے جائیں گے اور اس کی کہی ہوئی کے ہم ہی مالک ہوں گے اور وہ ہمارے پاس اکیلا آئے گا۔





سُورَةُ طه [1]

[1] متعدد سورتوں کے شروع میں جو اس طرح کے حروف آئے ہیں، انہیں حروف مقطعات کہا جاتا ہے کیونکہ یہ حروف ایک دوسرے سے جدا کر کے پڑھے جاتے ہیں، اور یہ حروف تہجی کا نصف یعنی چودہ حرف ہیں جو قرآن کریم کی انیتس سورتوں

کے شروع میں آئے ہیں، اور ان سے متعلق چند مباحث ہیں۔

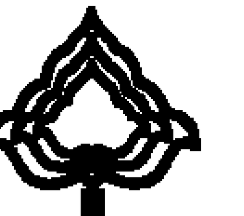
۱۔ حروف مقطعات پانچ حالتوں پر استعمال ہوئے ہیں، بعض ان میں سے یک حرفی استعمال ہوئے ہیں، جیسا کہ سورۃ "ن" "ص" اور "ق" میں ہے۔

اور بعض ان میں سے ثنائی آئے ہیں جیسا کہ سورۃ طٰہٰ، طس، یٰس، حم، (غافر) حم (فصلت) حم (زخرف) حم (دخان) حم (الجاثیہ) حم (الاحقاف) اور یہ نو سورتوں میں ثنائی آئے ہیں اور بعض ان میں سے ثلاثی آئے ہیں، اور یہ تیرہ سورتوں میں ثلاثی ہیں، سورۃ البقرہ، آل عمران، لقمان، السجدۃ، العنکبوت، الروم، یونس، ھود، یوسف، ابراہیم، الحجر، الشعراء، اور القصص۔

اور دو سورتوں میں رباعی آئے ہیں، سورۃ اعراف میں «المص» اور سورۃ رعد میں "المر" میں رباعی استعمال ہوئے ہیں۔

اور دو سورتوں میں خماسی آئے ہیں، سورۃ مریم میں «کھیعص» اور سورۃ الشوریٰ میں «حم عسق» میں خماسی استعمال ہوئے ہیں۔

۲۔ ان حروف مقطعات میں سے الف میں مد نہیں کی جاتی، اور بعض ایسے ہیں جن میں دو حرکات کی بقدر مد کی جاتی ہے اور وہ پانچ حروف ہیں جو «حی طھر» میں جمع ہیں۔ اور ان کے علاوہ باقی حروف مقطعات میں چھ حرکات کی بقدر مد کی جاتی ہے اور وہ آٹھ حروف ہیں جو نقص عسلکم کے مجموعہ میں جمع ہیں۔



۳۔ علامہ شوکانیؒ نے کہا ہے حروف مقطعات جو چودہ ہیں اور وہ الف، لام، میم، صاد، را، کاف، ھا، یا، عین، طا، سین، حاء، قاف اور نون ہیں۔ یہ حروف کی ہر قسم کے نصف پر مشتمل ہیں۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ ان میں حروف مہموسہ میں سے نصف حسب ذیل ہیں۔ صاد، کاف، ھا، سین، حاء، اور مجہورۃ میں سے نصف یہ حروف ہیں۔ الف، لام، میم، را، عین، طا، قاف، یا اور نون۔

اور شدیدہ میں سے نصف الف، کاف، طا، اور قاف، اور حروف رخوہ میں سے نصف حسب ذیل ہیں۔ لام، میم، را، صاد، ھا، عین، سین، حاء، یا اور نون۔

اور حروف مطبقہ کے نصف صاد، اور طا ہیں، اور حروف منفتحہ کا نصف الف، لام، میم، را، کاف، ھا، عین، سین، حاء، قاف، یا، اور نون۔

اور حروف مستعلیہ سے نصف جو حروف مقطعات میں آئے ہیں وہ قاف، صاد اور طا ہیں۔ اور حروف منخفضۃ سے نصف الف، لام، میم، را، کاف، ھا، طا، عین، سین، حاء اور نون ہیں۔ اور حروف قلقلہ سے نصف قاف، اور طا ہیں۔ بلکہ حروف حلقیہ سے بھی نصف ھا، عین، اور حاء لیے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حروف کی ہر قسم سے نصف حروف مقطعات میں لیے ہیں اور باقی نصف منکروں کے لیے چھوڑ دیئے ہیں۔ تا کہ وہ اگر قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں مانتے، تو اس کی مثل لائیں اور ہر قسم سے چھوڑے ہوئے باقی نصف حرفوں کو وہ اس میں استعمال کرلیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ (البقرہ:۲۳)



۴۔اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ حروف مقطعات کا معنیٰ اور مفہوم ہے، یہ بے معنیٰ حروف نہیں ہیں۔ اور اس پر دو دلائل ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الٰہی کے منکروں کو اس جیسی کتاب لانے کی تحدی اور چیلنج کیا ہے اور چیلنج بے معنیٰ چیز کے ساتھ تو نہیں کیا جاسکتا۔

دوسری دلیل یہ کہ اللہ رب العزت نے قرآن کریم کی تمام آیات میں تدبّر اور غور وفکر کرنے کا حکم دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا (سورۃ محمد:۲۴) نیز فرمایا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ (سورۃ ص:۲۹) اور بے معنیٰ چیز میں تدبّر اور غور وفکر کرنے کا حکم تو نہیں دیا جا سکتا، اس سے معلوم ہوا کہ حروف مقطعات با معنیٰ الفاظ ہیں۔

لیکن علماء کا اختلاف ان کے معنیٰ ومفاہیم کے جاننے اور نہ جاننے میں ہے، اور اسمیں دو قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ حروف مقطعات عربی زبان کے حروف ہیں، لیکن ان کے معنیٰ ہم نہیں جانتے یہ اللہ تعالیٰ کے راز ہیں وہی ان کے معانی ومفاہیم سے واقف ہے۔ اور ان کی اس حکمت کو بھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جس کے لیے یہ حروف لائے گئے ہیں، مفسر قرطبی نے کہا ہے کہ یہ مسلک حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضوان اللہ علیھم اجمعین کا ہے، عامر شعبی، سفیان ثوری، ربیع بن خثیم، اور ابن حبان وغیرہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ محدثین کی ایک جماعت نے اور قرطبی، شنقیطی نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے امام رازی نے متعدد دلائل سے اس قول کو قوی قرار دیا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ عبادت کی دو قسمیں ہیں، ایک عبادت وہ ہے جو معقولۃ المعنیٰ ہے جس کی حکمت اور علت معلوم ہوتی ہے۔ دوسری قسم غیر معقولۃ المعنیٰ ہے جس کی حکمت اور علت ہمیں معلوم نہیں ہوتی۔

اور غیر معقولۃ المعنیٰ عبادات (تعبدی عبادات) کا تعلق جوارح اور اعضاء سے بھی ہوتا ہے اور زبان سے بھی، جوارح سے متعلق تعبدی عبادات کی مثال جیسے پانچ نمازوں کی رکعات کی تعداد ہے، نماز فجر کی دو فرض رکعت ہی پڑھی جائیں گی، انہیں تین یا چار رکعت نہیں بناسکتے، لیکن دو رکعت فرض ہونے کی علت معلوم نہیں ہے۔ اسی طرح وضو کرتے ہوئے اعضاء وضوء کو دھونا فرض ہے خواہ حمام سے غسل کر کے نکلا ہو لیکن وضو کیے بغیر نماز نہیں ہوگی اور وضو کر کے نماز ہو جائے گی خواہ اعضاء انسانی پر میل کچیل باقی ہو، یہ عبادت غیر معقولۃ المعنیٰ ہے۔

اور وہ تعبدی عبادت جس کا زبان سے تعلق ہو اس کی مثال جیسے کہ حروف مقطعات کا پڑھنا ہے اگرچہ حروف مقطعات کا معنیٰ ہمیں معلوم نہیں ہے۔ لیکن تلاوت قرآن میں ان کے پڑھنے کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے تعبدی عبادت بنایا ہے جس پر انسان کو اجر وثواب سے نوازا جاتا ہے۔ اسی طرح نمازوں کے بعد تسبیح وتحمید اور تکبیر میں سے ہر ایک کے تینتیس مرتبہ پڑھے جانے کی علت وحکمت بھی ہمیں معلوم نہیں ہے۔ لہذا یہ زبان سے متعلق غیر معقولۃ المعنیٰ عبادت ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ حروف مقطعات کے معانی کو جاننا اور انہیں ذکر کرنے کی حکمت پر واقفیت حاصل کرنا ممکن ہے، اس قول کے قائل علماء کا اس بارہ میں اختلاف ہے کہ ان حروف کا معنیٰ اور مراد کیا ہے، سیوطیؒ نے الاتقان میں کہا ہے کہ اس بارہ میں علماء کے بیس کے قریب اقوال ہیں، بعض نے تیس ذکر کیے ہیں، حافظ ابن حجرؒ نے تیس سے بھی زائد بتائے ہیں، ان میں سے چند مشہور اقوال یہاں ذکر کیے جاتے ہیں۔

۱۔بعض علماء کے نزدیک حروف مقطعات ان سورتوں کے نام ہیں جن کے شروع میں یہ آئے ہیں،جیسا کہ ماوردی نے یہ قول زید بن اسلم سے نقل کیا ہے اور حافظ ابن حجر نے اسے معمر اور قتادہ سے نقل کیا ہے، مجاہد نے کہا ہے۔الم قرآن کے ناموں سے ایک نام ہے، ان کی مراد بھی یہ ہے کہ حروف مقطعات سورتوں کے نام ہیں، اس لیے کہ ہر سورت کو قرآن کہہ سکتے ہیں، اور اس قول کی دلیل بخاری ومسلم کی وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں جمعہ کے دن «الم السجدة اور هَلْ أتى على الإنسان» پڑھا کرتے تھے۔اور یہ لوگ عربوں کے استعمال سے بھی استدلال کرتے ہیں جیسا کہ عرب مچھلی کو نون کہتے ہیں، ایسے ہی الم بھی ان سورتوں کا نام ہے جن کے شروع میں یہ حروف مقطعات آئے ہیں، ابن ابی اوفیٰ العبسی کا یہ شعر بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔

يُذَكِّرُنِي حم والرُّمحُ شاجِر — هلاَّ تلاَ حم قبل التَّقَدُّم

۲۔دوسرا قول یہ ہے کہ حروف مقطعات اللہ تعالیٰ کے نام ہیں، یہ قول ابن عباس اور ابن مسعود سے مروی ہے، اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں اپنے نام "رحمن" اور "رحیم" ذکر کیے ہیں۔اس کے بعد سورۃ البقرہ کے شروع میں اپنا نام «الم» ذکر کیا ہے۔اور الاسماء والصفات میں بیہقی نے لکھا ہے۔«هي اسماء أقسم اللهُ بِها» اللہ تعالیٰ نے ان ناموں کی قسم اٹھائی ہے۔لہذا الم سے مراد ہے أقسم اللهُ بالم بیہقی کا یہ قول بھی دوسرے قول میں ہی داخل ہے۔

۳۔تیسرا قول یہ ہے کہ یہ حروف اللہ تعالیٰ کے ناموں کا اختصار ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کو پورا لکھنے کی بجائے ان کا اول حرف لکھا گیا ہے۔ مثلاً الم میں الف سے مراد "اللہ" اور لام سے مراد "لطیف" اور میم سے مراد "مجید" ہے۔

اور بعض نے کہا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں اور اس کے علاوہ غیر کے ناموں کا بھی اختصار ہے اس اعتبار سے الم میں الف سے مراد "اللہ" اور لام سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں، اور میم سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں، زجاج نے اسے اختیار کرتے ہوئے کہا ہے۔الذي أذهبُ إليه أن كل حرف منها يؤدِّي المعنى وتكلم العرب بالحروف المقطعة بدل الكلمات في نظمهم ونثرهم ان میں سے ہر حرف معنیٰ دیتا ہے اور عربوں کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنی نظم ونثر میں پورے کلمات کے بدلے حروف مقطعہ کے ساتھ کلام کرتے ہیں جیسے شاعر کا یہ شعر ہے۔

بالخير خيرات وإن شرًّا فا ولا أريد الشر إلاَّ أن تا أي إن شرًّا فشر اور إلاَّ أن تا سے مراد ہے إلاَّ أن تريد یا إلاَّ أن تَشَاءَ۔

اور سنن ابن ماجہ کی ایک روایت سے بھی اس قول کی تائید ہوتی ہے۔عن النبي صلى الله عليه وسلم قال مَن أعان على قتل مُسلم بِشَطِر كلمةٍ (۲۶۲۰) قال الثوري بأن يقول أق بدل أُقْتُل لیکن یہ روایت ضعیف ہے اس میں یزید بن ابی زیادہ متروک ومنکر الحدیث ہے۔

ابن جریر نے اس قول کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ گذشتہ اشعار میں سیاق وسباق سے محذوف کا پتہ چل جاتا ہے۔لیکن سورتوں کے شروع میں آنے والے "حروف مقطعات" میں کوئی دلیل نہیں ہے جس سے ان کی مراد کا علم ہو سکے۔

۴۔یہ حروف اسماء یعنی نام ہیں اور ان کے مسمیات وہ حروف ہیں جن سے کلمہ مرکب ہوتا ہے مثلاً الف اسم ہے (ا) کا لام اسم ہے (ل) کا اور میم اسم ہے (م) کا۔ان حروف کے ساتھ کلام کرنا اگرچہ ہر شخص کی عادت تھی۔لیکن ان کے مُسَمّیات کو وہی

قَال ابن جبير، وَالضَّحَّاكُ: «بِالنَّبَطِيَّةِ طَهٰ يَا رَجُلُ، يُقَالُ كُلَّمَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِيهِ تَمْتَمَةٌ أَوْ فَأْفَاَةٌ فَهِيَ عُقْدَةٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: أَلْقَى، صَنَعَ أَزْرِي ظَهْرِي فَيُسْحِتَكُمْ: يُهْلِكَكُمْ الْمُثْلَى تَأْنِيثُ الْأَمْثَلِ يَقُولُ بِدِينِكُمْ، يُقَالُ: خُذِ الْمُثْلَى خُذِ الْأَمْثَلَ (ثُمَّ

شخص جان سکتا ہے جو پڑھا لکھا ہو، اور
اس نے کسی سے ان کو سیکھا ہو، لیکن نبی اکرم ﷺ جو نبی امی تھے اور آپ نے کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کیے۔ اور آپ کا ان حروف کے مسمیات کو بتانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور قرآن کریم وہ کتاب ہے جو آپ پر وحی الٰہی کے ذریعے سے نازل ہوئی ہے۔

۵۔ ان حروف کو لانے کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی بعض سورتوں کے شروع میں ان حروف مقطعات کو کتاب الٰہی اور نبی اکرم ﷺ کی صداقت پر دلالت کرنے کے لیے بطور علامت رکھا ہے، کیونکہ حروف مقطعات کو اپنی کلام کے شروع میں استعمال کرنا لوگوں کی عادت نہیں تھی جب قرآن کریم میں ایسے حروف استعمال ہوئے ہیں جو لوگ استعمال نہیں کرتے تو یہ دلیل ہوگی اس بات کی کہ قرآن کریم کسی بندے کی کلام نہیں بلکہ بندوں کے خالق کی کلام ہے۔

۶۔ اس قول کو قرطبی نے صاحب خرافات محمد بن علی ترمذی سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر سورت کے احکام واسرار کو ان کے شروع میں آنے والے حروف مطقعات میں اجمالاً رکھ دیا ہے جن کو نبی اور ولی کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا، لیکن اس قول کا رد یہ ہے کہ اگر حروف مقطعات میں سورت کے احکام کو رکھا گیا ہے۔ تو مثال کے طور پر "الم" متعدد سورتوں کے شروع میں آتا ہے۔ سورۃ البقرہ، آل عمران، سورۃ لقمان، سورۃ السجدہ، العنکبوت، اور سورۃ الروم ان سب کی ابتداء "الم" سے ہوتی ہے تو کیا ان سب سورتوں کے احکام ایک جیسے ہیں؟ حالانکہ ایسا نہیں ہے تو ان سورتوں کے احکام میں کیسے فرق کیا جائے گا۔



۷۔ ساتواں اور آخری قول یہ ہے کہ حروف مقطعات قرآن کریم کے اعجاز پر دلالت کرنے کے لیے لائے گئے ہیں، گویا اللہ تعالیٰ حروف مقطعات کو لا کر منکرین کو تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم ان حروف تہجی سے ہی مرکب ہے جنہیں تم روز مرہ اپنی کلام میں استعمال کرتے ہو، اگر تمہارے بقول حضرت محمد ﷺ ان حروف سے قرآن جیسی کتاب ترکیب دے سکتے ہیں، حالانکہ وہ بھی تمہاری طرح انسان ہیں تو ان حروف سے تم اس جیسی کلام بنا کر دکھاؤ جو ان حروف سے مرکب ہو جو تم اپنی زبان وکلام میں استعمال کرتے ہو، جبکہ تم سب مل کر قرآن کریم جیسی ایک سورت بنانے کی قدرت نہیں رکھتے، تو حضرت محمد ﷺ اپنی طرف سے ایک سو چودہ سورتیں کیسے بنا سکتے ہیں؟ لہذا ماننا پڑے گا کہ قرآن کریم حضرت محمد ﷺ کی خود ساختہ کلام نہیں جیسے منکرین کا گمان تھا۔ بلکہ یہ کلام الرحمٰن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی صاحب قرآن ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔ اور آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے لوگوں تک پہنچانے پر مامور تھے۔

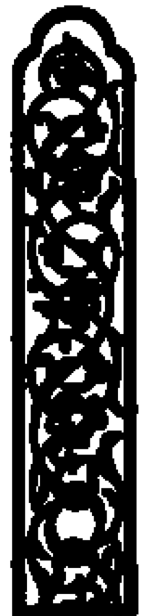
اکثر علماء نے ان اقوال میں سے پہلے کو ترجیح دی ہے، کیونکہ وہ خلفائے راشدین کا قول ہے، اور اس کے بعد آخری قول کو راجح قرار دیا ہے، جو قرآن کریم کے اعجاز کے بارہ میں ہے، اسی کے قائل امام ابن تیمیہؒ، ابو الحجاج مزی، اور شنقیطی ہیں، زمخشری بھی اسی کی طرف مائل ہے۔ اور قرطبی نے اسے فراء اور قطرب سے نقل کیا ہے۔



اِئْتُوا صَفًّا، يُقَالُ: هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ اليَوْمَ يَعْنِي المُصَلَّى الَّذِي يُصَلَّى فِيهِ فَأَوْجَسَ أَضْمَرَ فِي نَفْسِهِ خَوْفًا، فَذَهَبَتِ الوَاوُ مِنْ خِيفَةً لِكَسْرَةِ الخَاءِ فِي جُذُوعِ أَيْ عَلَى جُذُوعِ النَّخْلِ، خَطْبُكَ بَالُكَ، مِسَاسَ مَصْدَرُ مَاسَّهُ مِسَاسًا، لَنَنْسِفَنَّهُ لَنُذْرِيَنَّهُ، قَاعًا يَعْلُوهُ المَاءُ وَالصَّفْصَفُ المُسْتَوِي مِنَ الأَرْضِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: أَوْزَارًا أَثْقَالًا مِنْ زِينَةِ القَوْمِ وَهِيَ الحُلِيُّ الَّتِي اسْتَعَارُوا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ، وَهِيَ الأَثْقَالُ فَقَذَفْتُهَا فَأَلْقَيْتُهَا، أَلْقَى صَنَعَ فَنَسِيَ مُوسَى هُمْ يَقُولُونَهُ أَخْطَأَ الرَّبَّ، لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا: العِجْلُ هَمْسًا حِسُّ الأَقْدَامِ حَشَرْتَنِي أَعْمَى عَنْ حُجَّتِي وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا فِي الدُّنْيَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بِقَبَسٍ ضَلُّوا الطَّرِيقَ، وَكَانُوا شَاتِينَ، فَقَالَ: إِنْ لَمْ أَجِدْ عَلَيْهَا مَنْ يَهْدِي الطَّرِيقَ آتِكُمْ بِنَارٍ تُوقِدُونَ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: أَمْثَلُهُمْ أَعْدَلُهُمْ طَرِيقَةً وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هَضْمًا لَا يُظْلَمُ فَيُهْضَمُ مِنْ حَسَنَاتِهِ عِوَجًا وَادِيًا، وَلَا أَمْتًا رَابِيَةً، سِيرَتَهَا حَالَتَهَا، وَالنُّهَى التُّقَى ضَنْكًا الشَّقَاءُ، هَوَى شَقِيَ بِالوَادِي المُقَدَّسِ: المُبَارَكِ طُوًى اسْمُ الوَادِي بِمِلْكِنَا بِأَمْرِنَا مَكَانًا سِوًى: مَنْصَفٌ بَيْنَهُمْ يَبَسًا يَابِسًا عَلَى قَدَرٍ مَوْعِدٍ، يَفْرُطَ عُقُوبَةً لَا تَنِيَا تَضْعُفَا.



حضرت سعید بن جبیر اور ضحاک بن مزاحم نے کہا حبشی زبان میں لفظ طه کے معنٰی اے مرد کے ہیں۔ کہتے ہیں جس کی زبان سے کوئی حرف نہ نکل سکے یا رک رک کر نکلے تو اس کی زبان میں عقدہ گرہ ہے۔ (حضرت موسٰی علیہ السلام کی دعا واحلل عقدة من لسانی) میں یہ اشارہ ہے) ازری کے معنٰی میری پیٹھ۔ فیسحتکم کے معنٰی تم کو ہلاک کر دے لفظ المثلی امثل کا مؤنث ہے یعنی تمہارا دین۔ عرب لوگ کہتے ہیں مثلی اچھی بات کو لے۔ خذ الا مثل یعنی بہتر بات کو لے۔ ثم ائتوا صفا عرب لوگ کہتے ہیں کیا آج تو صف میں گیا تھا؟ یعنی نماز کے مقام میں جہاں جمع ہو کر نماز پڑھتے ہیں (جیسے عید گاہ وغیرہ) فاوجس دل میں سہم گیا۔ خیفة اصل میں خوفة تھا واو بہ سبب کسرہ ما قبل کے یاء ہو گیا۔ فی جذوع النخل کھجور کی شاخوں پر فی علٰی کے معنٰی میں ہے۔ خطبك یعنی تیرا کیا حال ہے۔ تو نے یہ کام کیوں کیا۔ مساس مصدر ہے۔ ماسه مساسا سے یعنی چھونا۔ لننسفنه بکھیر ڈالیں گے یعنی جلا کر راکھ کو دریا میں بہادیں گے) قاعا وہ زمین جس کے اوپر پانی چڑھ آئے (یعنی صاف ہموار میدان) صفصفا ہموار زمین اور مجاہد نے کہا زينة القوم سے وہ زیور مراد ہے جو بنی اسرائیل نے فرعون کی قوم سے مانگ کر لیا تھا۔ فقذفتها میں نے اس کو ڈال دیا۔ و كذالك القى السامری یعنی سامری نے بھی اور بنی اسرائیل کی طرح اپنا زیور ڈالا۔ فنسی موسی یعنی سامری اور اس کے تابعدار لوگ کہنے لگے موسٰی چوک گیا کہ اپنے پروردگار بچھڑے کو یہاں چھوڑ کر کوہ طور پر چلا گیا۔ لا یرجع الیهم قولا یعنی یہ نہیں دیکھتے بچھڑا ان کی بات کا جواب تک نہیں دے سکتا۔ همسا پاؤں کی آہٹ حشرتنی اعمی یعنی مجھ کو دنیا میں دلیل اور حجت معلوم ہوتی تھی یہاں تو نے بالکل مجھ کو اندھا



کر کے کیوں اٹھایا اور ابن عباس ﷺ نے کہا لعلي اتيكم منها بقبس کے بیان میں کہ موسیٰ اور ان کے ساتھی راستہ بھول گئے تھے ادھر سردی میں مبتلا تھے کہنے لگے اگر وہ کوئی راستہ بتانے والا ملا تو بہتر ورنہ میں تھوڑی سی آگ تمہارے تاپنے کے لیے لے آؤں گا۔ سفیان بن عیینہ نے (اپنی تفسیر میں) کہا امثلهم یعنی ان میں افضل اور سمجھدار آدمی اور ابن عباس ﷺ نے کہا هضما یعنی اس پر ظلم نہ ہوگا اور اس کی نیکیوں کا ثواب کم نہ کیا جائے گا۔ عوجا نالا کھڈا۔ امتا ٹیلہ بلندی۔ سیرتها الاولى یعنی اگلی حالت پر۔ النهى پرہیز گاری یا عقل۔ ضنكا بدبختی ہو هوى بدبخت ہوا۔ المقدس برکت والی طوی اس وادی کا نام تھا۔ بملكنا (بہ کسرہ میم مشہور قراءت بہ ضمہ میم ہے بعضوں نے بہ ضم میم پڑھا ہے) یعنی اپنے اختیار اپنے حکم سے۔ سوى یعنی ہم میں اور تم میں برابر کے فاصلہ پر۔ يبسا خشک على قدر اپنے معین وقت پر جو اللہ پاک نے لکھ دیا تھا۔ لا تنيا ضعیف مت بنو (یا سستی نہ کرو)

قولہ "بالنبطية طه يا رجل" یعنی حبشی زبان میں طه کے معنی اے مرد کے ہیں، کسی کو بلانا ہو تو طه کہتے ہیں جس کا معنی یا رجلُ ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ السلام کو "طه" کہا ہے۔

قولہ "کل مالم ينطق بحرف أوفيه تمتمة" واحُل عقدة من لِسَاني میں عقدة کی تفسیر کے تحت ذکر ہوا ہے، «تَمْتَمة» تا تا کر کے بولنے کو اور «فأفأة» فافا کر کے بولنے کو کہتے ہیں۔

قولہ "ثم أتوا صفا" یعنی میلے کے دن حاضر ہونا، نماز کی صف میں آنا یہاں مراد نہیں ہے۔

قولہ "قاعا يعلوه الماء" یعنی جس سے پانی آگے گزر جائے ٹھہرے نہیں، اگر زمین برابر نہ ہو تو پانی ٹھہر جاتا ہے۔

قولہ "الصَفْصَفُ" ہموار زمین مراد ہے۔

قولہ "من زينة القوم" یعنی وہ زیور جو بنی اسرائیل نے قوم فرعون سے مانگ کر لیے تھے۔

قولہ "ألقى السامری" یعنی سامری نے بھی ایسا کیا اور بنی اسرائیل کیطرح اس نے بھی اپنا زیور ڈالا۔

قولہ "على موعدِ" اپنے معین وقت پر۔

١۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي)

"اے موسیٰ! میں نے تجھ کو اپنے لیے منتخب کر لیا۔

باب: آیت (وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي) کی تفسیر

٤٧٣٦: حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: التَقَى آدَمُ وَمُوسَى، فَقَالَ مُوسَى لِآدَمَ: آنْتَ الَّذِي أَشْقَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الجَنَّةِ؟ قَالَ آدَمُ: أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللهُ بِرِسَالَتِهِ، وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهِ وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرَاةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَوَجَدْتَهَا كُتِبَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي، قَالَ: نَعَمْ، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى.

ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے مہدی بن میمون نے، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان

سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (عالم مثال میں) حضرت آدم اور موسیٰ کی ملاقات ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہی نے لوگوں کو پریشانی میں ڈالا اور انہیں جنت سے نکالا۔ حضرت آدم نے جواب دیا کہ آپ وہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لئے پسند کیا اور خود اپنے لئے پسند کیا اور آپ پر توریت نازل کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ جی ہاں۔ اس پر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر آپ نے تو دیکھا ہی ہوگا کہ میری پیدائش سے پہلے ہی یہ سب کچھ میرے لئے لکھ دیا گیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جی ہاں معلوم ہے۔ چنانچہ آدم موسیٰ پر غالب آگئے۔

قولہ "أنت الذی أشقیت" حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا آپ نے لوگوں کو جنت سے نکال کر بد نصیب بنادیا اور جنت کی نعمتوں سے محروم کر دیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے تقدیر کو دلیل بنانے سے متعلق تفصیلی بحث اس سے قبل منحۃ الباری جلد چہارم ص ۲۸۳ پر گزر چکی ہے اس کی طرف رجوع کیا جائے۔

٢- بَابُ قَوْلِهِ (وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَى، فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَى)



"اور ہم نے موسیٰ کے پاس وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو راتوں رات یہاں سے نکال کر لے جا، پھر ان کے لیے سمندر میں (لاٹھی مار کر) خشک راستہ بنالینا تم کو نہ پکڑے جانے کا خوف ہوگا اور نہ تم کو (اور کوئی) ڈر ہوگا، پھر فرعون نے بھی اپنے لشکر سمیت ان کا پیچھا کیا تو دریا جب ان پر آ ملنے کو تھا آ ملا اور فرعون نے تو اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا تھا اور سیدھی راہ پر نہ لایا۔"

باب: آیت (وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي) الآیۃ کی تفسیر

٤٧٣٧: حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَسَأَلَهُمْ، فَقَالُوا: هَذَا الْيَوْمُ الَّذِي ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْهُمْ فَصُومُوهُ»



مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بشر نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس نے بیان کیا

کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہودی عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون پر غلبہ پایا تھا۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ پھر ہم ان کے مقابلے میں حضرت موسیٰ کے زیادہ حقدار ہیں۔ مسلمانو تم لوگ بھی اس دن روزہ رکھو (پھر آپ ﷺ نے یہود کی مشابہت سے بچنے کے لئے اس کے ساتھ ایک روزہ اور ملانے کا حکم صادر فرمایا جواب بھی مسنون ہے۔)

٣۔ بَابُ قَوْلِهِ (فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى)

"یعنی (وہ شیطان) تم کو جنت سے نہ نکلوادے پس تم کم نصیب ہو جاؤ۔"

باب: آیت (فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ الاية) کی تفسیر

٤٧٣٨: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ النَّجَّارِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَاجَّ مُوسَى آدَمَ، فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ الَّذِي أَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَأَشْقَيْتَهُمْ، قَالَ: قَالَ آدَمُ: يَا مُوسَى، أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ، أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي أَوْ قَدَّرَهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى»

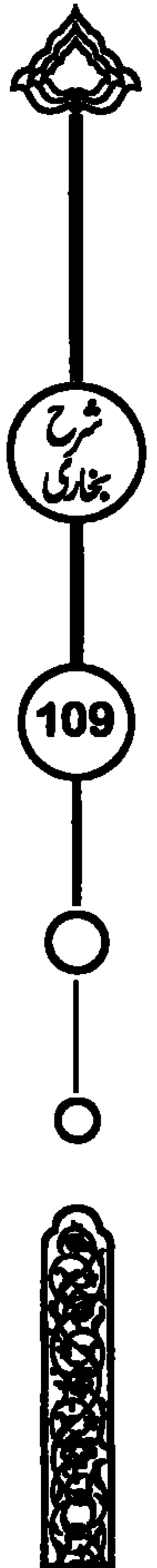
ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، انھوں نے کہا ہم سے ایوب بن نجار نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی بکر نے، ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے بحث کی اور ان سے کہا کہ آپ ہی نے اپنی غلطی کے نتیجہ میں انسانوں کو جنت سے نکالا اور مشقت میں ڈالا۔ حضرت آدم بولے کہ اے موسیٰ! آپ کو اللہ نے اپنی رسالت کے لئے پسند فرمایا اور ہم کلامی کا شرف بخشا۔ کیا آپ ایک ایسی بات پر مجھے ملامت کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے بھی پہلے میرے لئے مقرر کر دیا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا چنانچہ حضرت آدم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بحث میں غالب آگئے۔

سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ

٤٧٣٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفُ وَمَرْيَمُ وَطه وَالْأَنْبِيَاءُ هُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِي وَقَالَ قَتَادَةُ جُذَاذًا قَطَّعَهُنَّ وَقَالَ الْحَسَنُ فِي فَلَكٍ مِثْلِ فَلْكَةِ الْمِغْزَلِ يَسْبَحُونَ يَدُورُونَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَفَشَتْ رَعَتْ لَيْلًا يُصْحَبُونَ يُمْنَعُونَ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً قَالَ دِينُكُمْ دِينٌ وَاحِدٌ

وَقَالَ عِكْرِمَةُ حَصَبُ حَطَبُ بِالْحَبَشِيَّةِ وَقَالَ غَيْرُهُ أَحَسُّوا تَوَقَّعُوا مِنْ أَحْسَسْتُ خَامِدِينَ هَامِدِينَ وَالْحَصِيدُ مُسْتَأْصَلٌ يَقَعُ عَلَى الْوَاحِدِ وَالِاثْنَيْنِ وَالْجَمِيعِ لَا يَسْتَحْسِرُونَ لَا يُعْيُونَ وَمِنْهُ حَسِيرٌ وَحَسَرْتُ بَعِيرِي عَمِيقٌ بَعِيدٌ نُكِّسُوا رُدُّوا صَنْعَةَ لَبُوسٍ الدُّرُوعُ تَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ اخْتَلَفُوا الْحَسِيسُ وَالْحِسُّ وَالْجَرْسُ وَالْهَمْسُ وَاحِدٌ وَهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ آذَنَّاكَ أَعْلَمْنَاكَ آذَنْتُكُمْ إِذَا أَعْلَمْتَهُ فَأَنْتَ وَهُوَ عَلَى سَوَاءٍ لَمْ تَغْدِرْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ تُفْهَمُونَ ارْتَضَى رَضِيَ التَّمَاثِيلُ الْأَصْنَامُ السِّجِلُّ الصَّحِيفَةُ.

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے، کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے ابو اسحاق سے سنا، کہا میں نے عبدالرحمن بن یزید سے سنا، انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے تھے کہ سورۃ بنی اسرائیل اور کہف اور مریم اور طٰہٰ اور انبیاء اگلی بہت فصیح سورتوں میں سے ہیں (جو مکہ میں اتری تھیں) اور میری پرانی یاد کی ہوئی ہیں۔ قتادہ نے کہا جذاذا کا معنی ٹکڑے ٹکڑے اور حسن بصری نے کہا کل فی فلك یعنی ہر ایک تارہ ایک ایک آسمان میں گول گھومتا ہے۔ جیسے سوت کاتنے کا چرخہ۔ یسبحون یعنی گول گھومتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نفشت کے معنی چر گئیں۔ یصحبون کے معنی روکے جائیں گے۔ بچائے جائیں گے۔ امتکم امة واحدة یعنی تمہارا دین اور مذہب ایک ہی دین اور مذہب ہے اور عکرمہ نے کہا حصب حبشی زبان میں جلانے کی لکڑیوں ایندھن کو کہتے ہیں اور لوگوں نے کہا لفظ احسوا کے معنی توقع پائی یہ احسست سے نکلا ہے یعنی آہٹ پائی۔ خامدین کے معنی بجھے ہوئے (یعنی مرے ہوئے) حصید کے معنی جڑ سے اکھاڑا گیا۔ واحد اور تثنیہ اور جمع سب پر یہی لفظ بولا جاتا ہے۔ لا یستحسرون کے معنی نہیں تھکے اسی سے ہے لفظ حسیر تھکا ہوا اور حسرت بعیری کے معنی میں نے اپنے اونٹ کو تھکا دیا۔ عمیق کے معنی دور دراز۔ نکسوا یہ کفر کی طرف پھیرے گئے۔ صنعة لبوس زرہیں بنانا۔ تقطعوا امرھم یعنی اختلاف کیا جدا جدا طریقہ اختیار کیا۔ لا یسمعون حسیسھا کے معنی اور لفظ حس اور جرس اور ھمس کے معانی ایک ہی ہیں یعنی پست آواز۔ أذناك ہم نے تجھ کو آگاہ کیا عرب لوگ کہتے ہیں۔ اذنتکم یعنی میں نے تم کو خبر دی تم ہم برابر ہو گئے میں نے کوئی دغا نہیں کی جب آپ مخاطب کو کسی بات کی خبر دے چکے تو آپ اور وہ دونوں برابر ہو گئے اور آپ نے اس سے کوئی دغا نہیں کی اور مجاہد نے کہا لعلکم تسئلون کے معنی یہ ہیں شاید تم سمجھو۔ ارتضي کے معنی پسند کیا راضی ہوا۔ التماثیل کے معنی مورتیں بت۔ السجل کا معنی خطوں کا مجموعہ دفتر۔



قولہ "من العتاق الأول" یہ سورتیں اول مرتبے کی عمدہ سورتیں ہیں۔ اور یہ میری پرانی یاد کی ہوئی ہیں۔

قولہ "قطعھُن" یعنی اسنے ان کے بتوں کے ٹکڑے کر دیئے۔

قولہ "مثل فلکۃ المغزل" چرخے کے تکلے کی طرح اپنے مدار میں گھومتے ہیں۔

قولہ "خامدین" یعنی بجھے ہوئے (مرے ہوئے)۔

قولہ "نکسُوا" کفر کی طرف لوٹائے گئے یا شرمندگی سے انہوں نے اپنے سر نیچے کر لیے۔

قولہ "لعلکم تسألون" اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو انہیں بطور استہزاء کہا گیا، جاؤ اپنے گھروں کی طرف لوٹو، تا کہ پہلے کی طرح پھر نوکر چاکر اور غلام تم سے سوال کریں، بخاری نے معنی «تفھمون» کیا ہے تا کہ تم سمجھ جاؤ۔

١۔ بَابُ قَوْلِهِ (كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ)

"ہم نے انسان کو شروع میں جیسا پیدا کیا تھا اسی طرح اس کو ہم دوبارہ پھر لوٹائیں گے۔"

باب آیت (كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ) کی تفسیر

٤٧٤٠: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، شَيْخٌ مِنَ النَّخَعِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا (كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ) ثُمَّ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ، أَلَا إِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي، فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي، فَيُقَالُ: لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ. فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ) إِلَى قَوْلِهِ (شَهِيدٌ) فَيُقَالُ: إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ.

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ بن نعمان نے جو نخعی قبیلہ کا ایک بزرگ تھا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ سنایا۔ فرمایا تم قیامت کے دن اللہ کے سامنے ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ حشر کئے جاؤ گے جیسا کہ ارشاد باری ہے کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین پھر سب سے پہلے قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ سن لو! میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے فرشتے ان کو پکڑ کر بائیں طرف والے دوزخیوں میں لے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا پروردگار! یہ تو میرے ساتھ والے ہیں۔ ارشاد ہوگا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہاری وفات کے بعد کیا کیا کرتوت کئے ہیں۔ اس وقت میں وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں جب تک ان لوگوں میں رہا ان کا حال دیکھتا رہا آخر آیت تک۔ ارشاد ہوگا یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل اسلام سے پھر گئے جب تو ان سے جدا ہوا۔

سُورَةُ الحَجِّ
سورۂ حج کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: (الْمُخْبِتِينَ) الْمُطْمَئِنِّينَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «فِي أُمْنِيَّتِهِ إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ، إِذَا حَدَّثَ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي حَدِيثِهِ، فَيُبْطِلُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ وَيُحْكِمُ آيَاتِهِ، وَيُقَالُ: أُمْنِيَّتُهُ قِرَاءَتُهُ» (إِلَّا أَمَانِيَّ) يَقْرَءُونَ وَلَا يَكْتُبُونَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (مَشِيدٌ) بِالْقَصَّةِ وَقَالَ غَيْرُهُ: (يَسْطُونَ) يَفْرُطُونَ، مِنَ السَّطْوَةِ، وَيُقَالُ: (يَسْطُونَ) يَبْطِشُونَ (وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ) أُلْهِمُوا وَقَالَ ابْنُ أَبِي خَالِدٍ: إِلَى الْقُرْآنِ (وَهُدُوا إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ) الْإِسْلَامِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (بِسَبَبٍ) بِحَبْلٍ إِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ (ثَانِيَ عِطْفِهِ) مُسْتَكْبِرٌ، (تَذْهَلُ) تُشْغَلُ.

سفیان بن عیینہ نے کہا المخبتین کا معنی اللہ پر بھروسہ کرنے والے (یا اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کرنے والے) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ کی تفسیر میں کہا جب پیغمبر کلام کرتا ہے (اللہ کے حکم سناتا ہے) تو شیطان اس کی بات میں اپنی طرف سے (پیغمبر کی آواز بنا کر) کچھ ملا دیتا ہے۔ پھر اللہ پاک شیطان کا ملایا ہوا مٹا دیتا ہے اور اپنی سچی آیتوں کو قائم رکھتا ہے۔ بعضوں نے کہا امنیۃ سے پیغمبر کی قراءت مراد ہے الا امانی جو سورہ بقرہ میں ہے اس کا مطلب یہ ہے مگر آرزوئیں۔۔اور مجاہد نے کہا (طبری نے اس کو وصل کیا) مشید کے معنی چونہ گچ کئے گئے اوروں نے کہا یسطون کا معنی یہ ہے زیادتی کرتے ہیں یہ لفظ سطوۃ سے نکلا ہے۔ بعضوں نے کہا یسطون کا معنی سخت پکڑتے ہیں۔ وھدوا الی الطیب من القول یعنی اچھی بات کا ان کو الہام کیا گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سبب کا معنی رسی جو چھت تک لگی ہو۔ تذھل کا معنی غافل ہو جائے۔



قولہ "المخبتین" یعنی ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر مطمئن رہنے والے اور اسی پر بھروسہ کرنے والے۔

قولہ "ألقى الشيطن فى أمنيته" قرآن کریم میں ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ [1] ہم نے آپ سے پہلے جس رسول اور نبی کو بھیجا تو اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب اس نے اپنے دل میں تمنا کی تو شیطان نے اس کی تمنا میں خلل ڈال دیا، پھر جو کچھ شیطان ڈالتا ہے اللہ اسے مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات کو پختہ کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ علم والا بڑی حکمت والا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ النجم پڑھتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ، وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ تو شیطان نے آپ کی قراءت میں اس سے آگے یہ لفظ بڑھا دیا۔ تلك الغرانيق العلى إنّ شفاعتهن لترتجى تو مشرکوں نے کہا اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے معبودوں کا ذکر خیر کیا ہے، اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ تو آیت مذکورہ



[1] الحج:۵۲

اس بارہ میں نازل ہوئی۔

حافظ نے کہا ہے کہ اس کا کوئی اصل نہیں ہے، یہ ابن عربی وغیرہ نے اپنی عادت کے مطابق کہا ہے حالانکہ تین مرسل روایات کی سند شیخین کی شرط پر ہے، ایک روایت سعید بن جبیر کی ہے دوسری ابوبکر بن عبدالرحمٰن کی تیسری ابو العالیہ کی، ان تین تابعین کی روایات کی اسانید شرط شیخین پر ہیں، باقی کوئی ضعیف ہے کوئی منقطع، اور کسی میں کلبی ہے جو متروک ہے، تعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کچھ اصل ہے۔

امام بخاری نے اس کی تاویل جو حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کی ہے یہ سب سے زیادہ موزون ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ نے سورۃ النجم کی یہ آیت پڑھی تو شیطان نے درمیان میں شور مچا دیا یعنی اس نے «تلك الغرانيق العلى إنّ شفاعتهن لترتجى» پڑھ دیا جسے اللہ تعالیٰ نے مٹادیا اور اپنی آیات کو محکم رکھا۔

بعض کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے آپ کو اونگھ آگئی ہو، اور شیطان نے آپ کی زبان پر یہ لفظ جاری کر دیا ہو، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیداری کی حالت میں آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری کر دیئے ہوں، لیکن حافظ نے ان دونوں باتوں کا انکار کیا ہے اس لیے کہ نبی اور رسول پر شیطان کا تسلط اور اس کی ولایت نہیں ہو سکتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ. إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُم بِهِ مُشْرِكُونَ[1] لہٰذا شیطان جبراً یا اونگھ میں آپ سے یہ لفظ نہیں نکلوا سکتا۔

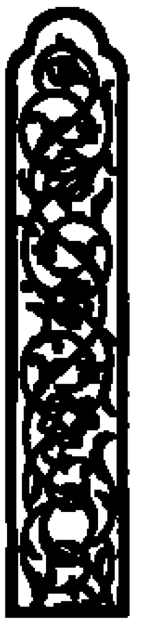


بعض کہتے ہیں چونکہ یہ کافروں کا ورد تھا وَاللَّاتِ وَالْعُزَّىٰ. وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ تلك الغرانيق العلى وإنّ شفاعتهن لترتجى نبی اکرم ﷺ کو بھی مدت سے ان سے سننے کی وجہ سے ان کا یہ ورد یاد ہو چکا تھا اس لیے جب آپ اس آیت پر پہنچے تو آپ کو مشابہ لگ گیا، جیسا کہ حافظ قرآن کو کوئی دفعہ مشابہ لگ جاتا ہے، اس لیے بغیر قصد کے آپ کی زبان مبارک سے جاری ہو گیا تھا آپ نے یہ عمداً نہیں پڑھا تھا۔

اس کا رد کرنے والے کہتے ہیں یہ بات درست نہیں ہے کہ آپ کو مغالطہ لگ گیا ہو، کیونکہ نبی اور رسول پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہرہ ہوتا تھا، تاکہ وہ کلام الٰہی کو لوگوں تک پہنچائے، لہٰذا پیغمبر سے سہواً یا عمداً، اور اونگھ اور بیداری میں ایسا شرکیہ لفظ صادر نہیں ہو سکتا۔

بعض علماء کے نزدیک ألقى الشيطن فى أمنيته میں شیطان سے ابو جہل جیسے کفار مراد ہیں جو اس وقت وہاں موجود تھے، اور نبی اکرم ﷺ جب اس آیت پر پہنچے، أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ. وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ تو ان کفار نے تلك الغرانيق العلى کا شور مچا دیا تھا، تاکہ دیگر لوگ آپ کا کلام نہ سن پائیں۔ اس سے بعض لوگوں نے سمجھا کہ شاید آپ نے ان کے جھوٹے معبودوں کی تعریف کی ہے

بعض کہتے ہیں یہ جملہ درمیان میں استفہام انکاری کی صورت میں تھا، یعنی کیا ان لات، مناۃ اور عزیٰ کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا رکھا ہے اور ان کی سفارش کی امید کی جاتی ہے؟ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ. تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ



[1] النحل: ۱۰۰،۹۹

ضِيزَىٰ استفہام کو نظر انداز کر کے شیطان نے انہیں یہ وسوسہ ڈال دیا کہ ان بتوں کی تعریف ہو رہی ہے، حالانکہ ان کی تعریف نہیں ہوئی تھی۔

امام بخاریؒ نے جو معنیٰ بیان کیا ہے وہ سب سے زیادہ موزوں ہے کہ شیطان، انسان کو کہا گیا ہے، اور نبی کریم علیہ السلام کی قراءت کے درمیان وقفہ میں کفار نے یہ شرکیہ لفظ اونچی آواز میں کہنا شروع کر دیئے تھے۔

۱۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى)

"اور لوگ تجھے نشہ میں دکھائی دیں گے حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔

باب آیت (وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى) کی تفسیر

٤٧٤١: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا آدَمُ يَقُولُ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادَى بِصَوْتٍ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ قَالَ يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ أُرَاهُ قَالَ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ فَحِينَئِذٍ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَشِيبُ الْوَلِيدُ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ) فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى تَغَيَّرَتْ وُجُوهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ ثُمَّ أَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ) فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ (ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ) فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ (شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ) فَكَبَّرْنَا قَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ تَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَقَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَقَالَ جَرِيرٌ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ سَكْرَى وَمَا هُمْ بِسَكْرَى.



ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا۔ اے آدم! وہ عرض کریں گے، میں حاضر ہوں اے رب! تیری فرمانبرداری کے لئے۔ پروردگار آواز سے پکارے گا (یا فرشتہ پروردگار کی طرف سے آواز دے گا) اللہ حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد میں سے دوزخ کا جتھا نکالو۔ وہ عرض کریں گے اے پروردگار دوزخ کا جتھا کتنا نکالوں۔ حکم ہوگا (راوی نے کہا میں سمجھتا ہوں) ہر ہزار آدمیوں میں نو سو ننانوے (گویا ہزار میں ایک جنتی ہوگا) یہ ایسا سخت وقت ہوگا کہ پیٹ والی کا حمل گر جائے گا اور بچہ (فکر کے مارے)



بوڑھا ہو جائے گا (یعنی جو بچپن میں مرا ہو) اور تو قیامت کے دن لوگوں کو ایسا دیکھے گا جیسے وہ نشہ میں متوالے ہو رہے ہیں حالانکہ ان کو نشہ نہ ہوگا بلکہ اللہ کا عذاب ایسا سخت ہوگا۔ یہ حدیث حاضر صحابہ پر سخت گزری۔ ان کے چہرے (مارے ڈر کے) بدل گئے۔ اس وقت آنحضرت ﷺ نے ان کی تسلی کے لئے فرمایا (تم اتنا کیوں ڈرتے ہو) اگر یاجوج ماجوج کی (جو کافر ہیں) نسل تم سے ملائی جائے تو ان میں سے نو سو ننانوے کے مقابل تم میں سے ایک آدمی پڑے گا۔ غرض تم لوگ حشر کے دن دوسرے لوگوں کی نسبت (جو دوزخی ہوں گے) ایسے ہوگے جیسے سفید بیل کے جسم پر ایک بال کالا ہوتا ہے یا جیسے کالے بیل کے جسم پر ایک بال سفید ہوتا ہے اور مجھ کو امید ہے تم لوگ سارے جنتیوں کا چوتھائی حصہ ہوگے (باقی تین حصوں میں اور سب امتیں ہوں گی) یہ سن کر ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم تہائی ہوگے ہم نے پھر نعرہ تکبیر بلند کیا پھر فرمایا نہیں بلکہ آدھا حصہ ہوگے (آدھے حصہ میں اور امتیں ہوں گی) ہم نے پھر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور ابو اسامہ نے اعمش سے یوں روایت کیا تری الناس سکاریٰ وماھم بسکاریٰ جیسے مشہور قرات ہے اور کہا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے نکالو (تو ان کی روایت حفص بن غیاث کے موافق ہے) اور جریر بن عبدالحمید اور عیسیٰ بن یونس اور ابو معاویہ نے یوں نقل کیا وتری الناس سکری وھم بسکری (حمزہ اور کسائی کی بھی یہی قرات ہے۔)

قولہ "من كل ألف تسعمائة" یہاں ہزار میں سے نو سو ناوے نکالنے کا ذکر ہے، بعض احادیث میں سو میں سے ننانوے کو الگ کرنے کا ذکر آتا ہے، تو سو سے مراد یاجوج وماجوج ہیں، گویا سو سے ایک مسلمان ہو گا جو ان کے ننانوے کے مقابلہ میں ہوگا اور اگر تمام کفار ملا لیے جائیں تو نسبت ہزار میں سے ایک کی ہو گی باقی رہا کہ اس حدیث میں بھی یاجوج وماجوج کا لفظ آیا ہے۔ أي من يا جوج وماجوج تسعمائة وتسعة وتسعين تو یہاں یاجوج وماجوج سے مطلقاً مفسدون مراد ہیں۔



٢۔ باب قَوْلِهِ (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللهَ عَلَى حَرْفٍ (شَكٍّ) فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ

وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةَ، إِلَى قَوْلِهِ: ﴿ذَلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ﴾

"اور انسانوں میں سے بعض آدمی ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ کی عبادت کنارہ پر (کھڑا ہو کر یعنی شک اور تردد کے ساتھ کرتا ہے۔) پھر اگر اسے کوئی نفع پہنچ گیا تو وہ اس پر جما رہا اور اگر کہیں اس پر کوئی آزمائش آ پڑی تو وہ منہ اٹھا کر واپس چل دیا۔ یعنی مرتد ہو کر دنیا و آخرت دونوں کو کھو بیٹھا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد یہی تو ہے انتہائی گمراہی سے یہی مراد ہے۔"



باب آیت (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللهَ عَلَى حَرْفٍ) کی تفسیر

أَتْرَفْنَاهُمْ «وَسَّعْنَاهُمْ»

حرف کے معنی ہیں: شک۔ وَأَتْرَفْنَاهُمْ کے معنی ہیں: ہم نے انہیں وسعت عطا کی۔

٤٧٤٢: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللهَ عَلَى حَرْفٍ) قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْمَدِينَةَ فَإِنْ وَلَدَتِ امْرَأَتُهُ غُلَامًا وَنُتِجَتْ خَيْلُهُ قَالَ هَذَا دِينٌ صَالِحٌ وَإِنْ لَمْ تَلِدِ امْرَأَتُهُ وَلَمْ تُنْتَجْ خَيْلُهُ قَالَ هَذَا دِينُ سُوءٍ.

مجھ سے ابراہیم بن حارث نے بیان کیا، کہا ہم سے یحیٰی بن ابی بکیر نے، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابوحصین نے ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت اور انسانوں میں کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ کی عبادت کنارہ پر (کھڑا ہو کر) کرتا ہے کے متعلق فرمایا کہ بعض لوگ مدینہ آتے (اور اپنے اسلام کا اظہار کرتے) اس کے بعد اگر اس کی بیوی کے یہاں لڑکا پیدا ہوتا اور گھوڑی بھی بچہ دیتی تو وہ کہتے کہ یہ دین (اسلام) بڑا اچھا دین ہے، لیکن اگر ان کے یہاں لڑکا نہ پیدا ہوتا اور گھوڑی بھی کوئی بچہ نہ دیتی تو کہتے کہ یہ تو برا دین ہے اس پر مذکور بالا آیت نازل ہوئی۔

قولہ "علی حرف أي علی شك" حرف کا معنیٰ کنارہ ہے یعنی وہ کنارے پر ہو کر عبادت کرتا ہے گویا اسے شک ہے۔

٣۔ بَابُ قَوْلِهِ (هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ)

"یہ دو فریق ہیں، جنہوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا۔"

باب: آیت (هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا الآية) کی تفسیر

٤٧٤٣: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُقْسِمُ قَسَمًا إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ (هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ) نَزَلَتْ فِي حَمْزَةَ وَصَاحِبَيْهِ وَعُتْبَةَ وَصَاحِبَيْهِ يَوْمَ بَرَزُوا فِي يَوْمِ بَدْرٍ رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ وَقَالَ عُثْمَانُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَوْلَهُ.

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابوہاشم نے خبر دی، انہیں ابو مجلز نے، انہیں قیس بن عباد نے اور انہیں ابوذر رضی اللہ عنہ نے وہ قسم کھا کر بیان کرتے تھے کہ یہ آیت یہ دو فریق ہیں۔ جنہوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا۔ حمزہ اور آپ کے دونوں ساتھیوں (علی بن ابی طالب اور عبیدہ بن حارث مسلمانوں کی طرف سے) اور (مشرکین کی طرف سے) عتبہ اور اس کے

شرح بخاری

دونوں ساتھیوں (شیبہ اور ولید بن عتبہ) کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جب انہوں نے بدر کی لڑائی میں میدان میں آکر مقابلہ کی دعوت دی تھی۔ اس روایت کو سفیان نے ابوہاشم سے اور عثمان نے جریر سے، انہوں نے منصور سے، انہوں نے ابوہاشم سے اور انہوں نے ابومجلز سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

٤٧٤٤: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْثُو بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُومَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَيْسٌ وَفِيهِمْ نَزَلَتْ (هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ) قَالَ هُمُ الَّذِينَ بَارَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ عَلِيٌّ وَحَمْزَةُ وَعُبَيْدَةُ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ.

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سلیمان سے سنا، انہوں نے ابومجلز سے سن کر کہا کہ یہ خود ان (ابومجلز) کا قول ہے، ان سے قیس بن عباد نے اور ان سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں پہلا شخص ہوں گا۔ جو رحمن کے حضور میں قیامت کے دن اپنا دعویٰ پیش کرنے کے لئے چہار زانو بیٹھوں گا۔ قیس نے کہا کہ آپ ہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا بیان کیا کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے بدر کی لڑائی میں دعوت مقابلہ دی تھی۔ یعنی علی، حمزہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہم نے (مسلمانوں کی طرف سے) اور شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ نے (کفار کی طرف سے)



سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ
سورہ مومنون کی تفسیر

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: سَبْعَ طَرَائِقَ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ لَهَا سَابِقُونَ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ، قُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ خَائِفِينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ بَعِيدٌ بَعِيدٌ، فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ الْمَلَائِكَةَ. لَنَاكِبُونَ لَعَادِلُونَ كَالِحُونَ عَابِسُونَ وَقَالَ غَيْرُهُ: مِنْ سُلَالَةٍ الْوَلَدُ. وَالنُّطْفَةُ السُّلَالَةُ، وَالْجِنَّةُ وَالْجُنُونُ وَاحِدٌ، وَالْغُثَاءُ الزَّبَدُ، وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَاءِ، وَمَا لَا يُنْتَفَعُ بِهِ، يَجْأَرُونَ يَرْفَعُونَ أَصْوَاتَهُمْ كَمَا تَجْأَرُ الْبَقَرَةُ، عَلَى أَعْقَابِكُمْ رَجَعَ عَلَى عَقِبَيْهِ سَامِرًا مِنَ السَّمَرِ، وَالْجَمِيعُ السُّمَّارُ، وَالسَّامِرُ هَاهُنَا فِي مَوْضِعِ الْجَمْعِ، تُسْحَرُونَ تَعْمَوْنَ مِنَ السِّحْرِ.

سفیان بن عیینہ نے کہا سبع طرائق سے ساتوں آسمان مراد ہیں۔ لھا سابقون یعنی ان کی قسمت میں (روز ازل سے) سعادت اور نیک بختی لکھ دی گئی۔ وجلة ڈرنے والے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ھیھات ھیھات کا معنی دور



ہے دور ہے۔ فاسال العادین یعنی گننے والے فرشتوں سے (جو اعمال کا حساب کرتے ہیں) پوچھ لو۔ لنا کبون سیدھی راہ سے مڑ جانے والے۔ کالحون ترش رو، بدشکل، منہ بنانے والے، اوروں نے کہا سلالة سے مراد بچہ اور نطفہ ہے۔ جنة اور جنون دونوں کا ایک ہی معنٰی ہے یعنی دیوانگی باؤلا پن۔ غثاء جھین اور ایسی چیز جو پانی پر تیر آئے اور کام نہ آئے (بلکہ پھینک دیا جائے) یجارون آواز بلند کریں گے جیسے گائے تکلیف کے وقت آواز نکالتی ہے۔ علی اعقابکم عرب لوگ بولتے ہیں رجع علی عقبیه یعنی پیٹھ پھیر کر چل دیا۔ سامرا سمر سے نکلا ہے اس کی جمع سمار ہے۔ یہاں سامر جمع کے معنوں میں ہے (یعنی رات کو گپ شپ کرنے والے) تسحرون جادو سے اندھے ہو رہے ہیں۔

سُورَةُ النُّورِ

سورہ کی تفسیر

﴿مِنْ خِلاَلِهِ﴾ مِنْ بَيْنِ أَضْعَافِ السَّحَابِ ﴿سَنَا بَرْقِهِ﴾ وَهُوَ الضِّيَاءُ ﴿مُذْعِنِينَ﴾ يُقَالُ لِلْمُسْتَخْذِي مُذْعِنٌ. ﴿أَشْتَاتًا﴾ وَشَتَّى وَشَتَاتٌ وَشَتٌّ وَاحِدٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا﴾ بَيَّنَّاهَا وَقَالَ غَيْرُهُ: سُمِّيَ الْقُرْآنُ لِجَمَاعَةِ السُّوَرِ، وَسُمِّيَتِ السُّورَةُ لأَنَّهَا مَقْطُوعَةٌ مِنَ الأُخْرَى، فَلَمَّا قُرِنَ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ سُمِّيَ قُرْآنًا وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عِيَاضٍ الثُّمَالِيُّ: الْمِشْكَاةُ: الْكُوَّةُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ «وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ تَأْلِيفَ بَعْضِهِ إِلَى بَعْضٍ، ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ فَإِذَا جَمَعْنَاهُ وَأَلَّفْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ، أَيْ مَا جُمِعَ فِيهِ، فَاعْمَلْ بِمَا أَمَرَكَ وَانْتَهِ عَمَّا نَهَاكَ اللَّهُ، وَيُقَالُ: لَيْسَ لِشِعْرِهِ قُرْآنٌ، أَيْ تَأْلِيفٌ، وَسُمِّيَ الْفُرْقَانَ، لأَنَّهُ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَيُقَالُ لِلْمَرْأَةِ: مَا قَرَأَتْ بِسَلًا قَطُّ، أَيْ لَمْ تَجْمَعْ فِي بَطْنِهَا وَلَدًا وَقَالَ ﴿فَرَّضْنَاهَا﴾: أَنْزَلْنَا فِيهَا فَرَائِضَ مُخْتَلِفَةً، وَمَنْ قَرَأَ: ﴿فَرَضْنَاهَا﴾ يَقُولُ: فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ وَعَلَى مَنْ بَعْدَكُمْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا﴾ لَمْ يَدْرُوا، لِمَا بِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: ﴿أُولِي الإِرْبَةِ﴾ مَنْ لَيْسَ لَهُ أَرَبٌ وَقَالَ طَاوُسٌ: هُوَ الأَحْمَقُ الَّذِي لاَ حَاجَةَ لَهُ فِي النِّسَاءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لاَ يُهِمُّهُ إِلَّا بَطْنُهُ، وَلاَ يَخَافُ عَلَى النِّسَاءِ.



من خلاله کا معنٰی بادل کے پردوں کے بیچ میں سے۔ سنا برقه اس کی بجلی کی روشنی۔ مذعنین مذعن کی جمع ہے یعنی عاجزی کرنے والا۔ اشتاتا اور شتی اور شتات اور شت سب کے ایک ہی معنٰی ہیں (یعنی الگ الگ) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سورة انزلناها کا معنٰی ہم نے اس کو کھول کر بیان کیا کہ سورتوں کے مجموعہ کی وجہ سے قرآن کا نام پڑا اور سورۃ کو سورۃ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ دوسری سورۃ سے علیحدہ ہوتی ہے پھر جب ایک سورت



دوسری کے قریب کر دی گئی تو مجموعہ کو قرآن کہنے لگے، (تو یہ قرن سے نکلا ہے) اور سعد بن عیاض ثمالی نے کہا (اس کو ابن شاہین نے وصل کیا) مشکاۃ کہتے ہیں طاق کو یہ حبشی زبان کا لفظ ہے اور یہ جو سورہ قیامت میں فرمایا ہم پر اس کا جمع کرنا اور قرآن کرنا ہے تو قرآن سے اس کا جوڑنا اور ایک ٹکڑے سے دوسرا ٹکڑا ملانا مراد ہے۔ پھر فرمایا فاذا قرانٰاہ یعنی جب ہم اس کو جوڑ دیں اور مرتب کر دیں تو اس مجموعہ کی پیروی کر یعنی اس میں جس بات کا حکم ہے اس کو بجالا اور جس کی اللہ نے ممانعت کی ہے اس سے باز رہ اور عرب لوگ کہتے ہیں اس کے شعروں کا قرآن نہیں ہے۔ یعنی کوئی مجموعہ نہیں ہے اور قرآن کو فرقان بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ حق و باطل میں فرق کرتا ہے اور عورت کے بارہ میں کہتے ہیں۔ ما قرأت بسلا قط یعنی اس نے اپنے پیٹ میں بچہ کبھی نہیں رکھا اور جس نے فرضناھا تخفیف سے پڑھا ہے تو معنٰی یہ ہو گا ہم نے تم پر اور جو لوگ قیامت تک تمہارے بعد آئیں گے ان پر فرض کیا۔ مجاہد نے کہا او الطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء سے وہ کم سن بچے مراد ہیں جو کم سنی کی وجہ سے عورتوں کی شرمگاہ یا جماع سے واقف نہیں ہیں اور شعبی نے کہا اولی الاربة سے وہ مرد مراد ہیں جن کو عورتوں کی احتیاج نہ ہو۔ اور طاؤس نے کہا (اس کو عبدالرزاق سے وصل کیا) وہ احمق مراد ہے جس کو عورتوں کا خیال نہ ہو اور مجاہد نے کہا (اس کو طبری نے وصل کیا) جن کو اپنے پیٹ کی دھن لگی ہو ان سے یہ ڈر نہ ہو کہ عورتوں کو ہاتھ لگائیں گے۔

قولہ "من بین أضعاف السحاب" بادل کے پردوں میں سے۔

قولہ "مُذعن" عاجزی کرنے والا۔

قولہ "ماقرءت بسلا قط" اس عورت نے کبھی اپنے پیٹ میں بچہ نہیں رکھا۔

شرح بخاری قولہ "فرضنا" اگر یہ راء کی تشدید کے ساتھ ہو تو اس کا معنٰی یہ ہے کہ ہم نے قرآن میں مختلف فرائض نازل کیے ہیں اور اگر راء کی تخفیف کے ساتھ ہو تو اس کا معنٰی فرض کرنا ہے۔

١۔ بَابُ قَوْلِهِ: (وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ، فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ)

"اور جو لوگ اپنی بیویوں کو تہمت لگائیں اور ان کے پاس سوائے اپنے (اور) کوئی گواہ نہ ہو تو ان کی شہادت یہ کہ وہ (مرد) چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ میں سچا ہوں۔"

باب: سورۂ نور کی تفسیر آیت (وَالَّذِينَ يَرْمُونَ) الایۃ کی تفسیر

٤٧٤٥: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ عُوَيْمِرًا، أَتَى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلَانَ، فَقَالَ: كَيْفَ تَقُولُونَ فِي رَجُلٍ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ، أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ سَلْ لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، فَأَتَى عَاصِمٌ

النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ فَكَرِهَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَسَائِلَ، فَسَأَلَهُ عُوَيْمِرٌ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ المَسَائِلَ وَعَابَهَا، قَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللهِ لاَ أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، فَجَاءَ عُوَيْمِرٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «قَدْ أَنْزَلَ اللهُ القُرْآنَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ». فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُلاَعَنَةِ بِمَا سَمَّى اللهُ فِي كِتَابِهِ فَلاَعَنَهَا، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا فَطَلَّقَهَا، فَكَانَتْ سُنَّةً لِمَنْ كَانَ بَعْدَهُمَا فِي المُتَلاَعِنَيْنِ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «انْظُرُوا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمَ، أَدْعَجَ العَيْنَيْنِ، عَظِيمَ الأَلْيَتَيْنِ، خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ، فَلاَ أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أُحَيْمِرَ كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ، فَلاَ أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا». فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِيقِ عُوَيْمِرٍ، فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ إِلَى أُمِّهِ.

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے، کہا ہم سے امام اوزاعی نے، کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا۔ ان سے سہل بن سعد نے بیان کیا کہ عویمر بن حارث بن زید بن جد بن عجلان عاصم بن عدی کے پاس آئے۔ عاصم بنی عجلان کے سردار تھے۔ انہوں نے آپ سے کہا کہ آپ لوگوں کا ایک ایسے شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پالیتا ہے کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن تم پھر اسے قصاص میں قتل کر دو گے! آخر ایسی صورت میں انسان کیا طریقہ اختیار کرے؟ رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھ کے مجھے بتایئے۔ چنانچہ عاصم رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! (صورت مذکورہ میں خاوند کیا کرے) آنحضرت نے ان مسائل (میں سوال وجواب) کو ناپسند فرمایا۔ جب عویمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتادیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مسائل کو ناپسند فرمایا ہے۔ عویمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ واللہ میں خود آنحضرت ﷺ سے اسے پوچھوں گا۔ چنانچہ وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو دیکھتا ہے کیا وہ اس کو قتل کر دے؟ لیکن پھر آپ قصاص میں اس کو قتل کریں گے۔ ایسی صورت میں اس کو کیا کرنا چاہیے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں قرآن کی آیت اتاری ہے۔ پھر آپ نے انہیں قرآن کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق لعان کا حکم دیا۔ اور عویمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کے ساتھ

لعان کیا، پھر انہوں نے کہا یارسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کو روکے رکھوں تو میں ظالم ہوں گا۔ اس لئے عویمر رضی اللہ عنہ نے اسے طلاق دے دی۔ اس کے لعان کے بعد میاں بیوی میں جدائی کا طریقہ جاری ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ دیکھتے رہو اگر اس عورت کے کالا، بہت کالی پتلیوں والا، بھاری سرین اور بھری ہوئی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہو تو میرا خیال ہے کہ عویمر نے الزام غلط نہیں لگایا ہے۔ لیکن اگر سرخ سرخ گرگٹ جیسا پیدا ہو تو میرا خیال ہے کہ عویمر رضی اللہ عنہ نے غلط الزام لگایا ہے۔ اس کے بعد اس عورت کے جو بچہ پیدا ہوا وہ انہیں صفات کے مطابق تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھیں اور جس سے عویمر کی تصدیق ہوتی تھی۔ چنانچہ اس لڑکے کا نسب اس کی ماں کی طرف رکھا گیا۔

۲۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ)

"اور پانچویں بار مرد یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں۔"

باب: آیت (وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللهِ عَلَيْهِ ..... الاية) کی تفسیر



٤٧٤٦: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ رَجُلًا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ، فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَأَنْزَلَ اللهُ فِيهِمَا مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنَ التَّلَاعُنِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «قَدْ قُضِيَ فِيكَ وَفِي امْرَأَتِكَ»، قَالَ: فَتَلَاعَنَا وَأَنَا شَاهِدٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَفَارَقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ، وَكَانَتْ حَامِلًا فَأَنْكَرَ حَمْلَهَا، وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى إِلَيْهَا، ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمِيرَاثِ أَنْ يَرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللهُ لَهَا.

مجھ سے ابو الربیع سلیمان بن داؤد نے بیان کیا، کہا ہم سے فلیح نے، ان سے زہری نے، ان سے سہل بن سعد نے کہ ایک صاحب (یعنی عویمر رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے جس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو دیکھا ہو کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن پھر آپ قصاص میں قاتل کو قتل کر دیں گے۔ پھر اسے کیا کرنا چاہئے؟ انہیں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے وہ آیات نازل کیں جن میں لعان کا ذکر ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر دونوں میاں بیوی نے لعان کیا اور میں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ پھر آپ نے دونوں میں جدائی کرادی اور دو لعان کرنے والوں میں اس کے بعد یہی طریقہ قائم ہوگیا کہ ان میں جدائی کرادی جائے۔ ان کی بیوی حاملہ تھیں، لیکن انہوں نے اس کا بھی انکار کر دیا۔ چنانچہ جب بچہ پیدا ہوا تو



اسے ماں ہی کے نام سے پکارا جانے لگا۔ میراث کا یہ طریقہ ہوا کہ بیٹا ماں کا وارث ہوتا ہے اور ماں اللہ کے مقرر کئے ہوئے حصہ کے مطابق بیٹے کی وارث ہوتی ہے۔

قولہ "وتَرِثُ منه" عورت تین مواریث لے جاتی ہے، ایک اپنے لقیط کی۔ دوسری اپنے عتیق کی جس کو اس نے آزاد کیا ہوتا ہے اور تیسری اس بچے کی جس کی وجہ سے اس نے لعان کیا ہوتا ہے۔ شوافع کے نزدیک وہ صرف اپنا حصہ لے گی، باقی بیت المال میں جمع کیا جائے گا۔

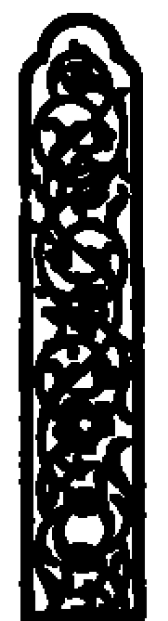
٣۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ)

"اور عورت سزا سے اس طرح بچ سکتی ہے کہ وہ چار دفعہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بیشک وہ مرد جھوٹا ہے، پانچویں دفعہ کہے کہ اگر وہ مرد سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔

باب: آیت (وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ) الاية کی تفسیر

٤٧٤٧: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ هِلاَلَ بْنَ أُمَيَّةَ، قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ»، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ» فَقَالَ هِلاَلٌ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ، فَلَيُنْزِلَنَّ اللهُ مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ: (وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ) فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ: (إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ) فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا، فَجَاءَ هِلاَلٌ فَشَهِدَ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ» ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ، فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَّفُوهَا، وَقَالُوا: إِنَّهَا مُوجِبَةٌ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ، حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرْجِعُ، ثُمَّ قَالَتْ: لاَ أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ، فَمَضَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَبْصِرُوهَا، فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ، سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ، خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ، فَهُوَ لِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ»، فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْلاَ مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ»





مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ہلال بن امیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

سامنے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ تہمت لگائی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس کے گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر کو مبتلا دیکھتا ہے تو کیا وہ ایسی حالت میں گواہ تلاش کرنے جائے گا؟ لیکن حضرت یہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ، ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد جاری کی جائے گی۔ اس پر ہلال نے عرض کیا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بناکر بھیجا ہے میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ خود ہی کوئی ایسی آیت نازل فرمائے گا۔ جس کے ذریعہ میرے اوپر سے حد دور ہو جائے گی۔ اتنے میں حضرت جبرائیل تشریف لائے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ والذین یرمون ازواجھم تا ان کان من الصادقین (جس میں ایسی صورت میں لعان کا حکم ہے) جب نزول وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو آنحضرت ﷺ نے ہلال کو آدمی بھیج کر بلوایا وہ آئے اور آیت کے مطابق چار مرتبہ قسم کھائی۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو کیا وہ توبہ کرنے پر تیار نہیں ہے۔ اس کے بعد ان کی بیوی کھڑی ہوئیں اور انہوں نے بھی قسم کھائی، جب وہ پانچویں پر پہنچیں (اور چار مرتبہ اپنی برات کی قسم کھانے کے بعد، کہنے لگیں کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو) تو لوگوں نے انہیں روکنے کی کوشش کی اور کہا کہ (اگر تم جھوٹی ہو تو) اس سے تم پر اللہ کا عذاب ضرور نازل ہوگا۔ حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ اس پر وہ ہچکچائیں ہم نے سمجھا کہ اب وہ اپنا بیان واپس لے لیں گی۔ لیکن یہ کہتے ہوئے کہ زندگی بھر کے لئے میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی۔ پانچویں بار قسم کھائی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھنا اگر بچہ خوب سیاہ آنکھوں والا، بھاری سرین اور بھری بھری پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو پھر وہ شریک بن سحماء ہی کا ہوگا۔ چنانچہ جب پیدا ہوا تو وہ اسی شکل وصورت کا تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اگر کتاب اللہ کا حکم نہ آچکا ہوتا تو میں اسے رجمی سزا دیتا۔

۴۔بَابُ قَوْلِهِ: (وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ)

"اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو اگر وہ مرد سچا ہے۔"

باب: آیت (وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا) کی تفسیر

٤٧٤٨: حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَمِّي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: «أَنَّ رَجُلًا رَمَى امْرَأَتَهُ فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاعَنَا، كَمَا قَالَ اللهُ، ثُمَّ قَضَى بِالْوَلَدِ لِلْمَرْأَةِ، وَفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ».

ہم سے مقدم بن محمد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے چچا قاسم بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، قاسم نے عبید اللہ سے سنا تھا اور عبید اللہ نے نافع سے اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک صاحب نے اپنی بیوی پر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک غیر مرد کے ساتھ تہمت لگائی اور کہا کہ عورت کا حمل میرا نہیں ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے حکم سے دونوں میاں بیوی نے اللہ کے فرمان کے مطابق لعان کیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے بچہ کے بارے میں فیصلہ کیا کہ وہ عورت ہی کا ہوگا اور لعان کرنے والے دونوں میاں بیوی میں جدائی کروادی۔

٥۔ بَابُ قَوْلِهِ (إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسِبُوهُ شَرًّا لَكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ)

"بیشک جن لوگوں نے (عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر) تہمت لگائی ہے وہ تم میں سے ایک چھوٹا سا گروہ ہے تم اسے اپنے حق میں برا نہ سمجھو، بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہی ہے، ان میں سے ہر شخص کو جس نے جتنا جو کچھ کیا تھا گناہ ہوا اور جس نے ان میں سے سب سے بڑھ کر حصہ لیا تھا اس کے لیے سزا بھی سب سے بڑھ کر سخت ہے۔"



باب: آیت (إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ) کی تفسیر

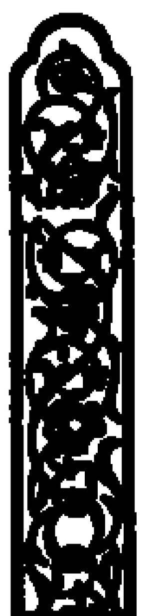
أَفَّاكٌ كَذَّابٌ.

أَفَّاكٌ بہت بڑے جھوٹے کو کہتے ہیں۔

٤٧٤٩: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ﴿وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ﴾ قَالَتْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ.

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا والذی تولی کبرہ یعنی اور جس نے ان میں سے سب سے بڑھ کر حصہ لیا تھا اور مراد عبد اللہ بن ابی ابن سلول (منافق) ہے۔

٦۔ بَابُ قَوْلِهِ (لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُبِينٌ)، (قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ)، (لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ)



"جب تم لوگوں نے یہ بری خبر سنی تھی تو کیوں نہ مسلمان مردوں اور عورتوں نے اپنی ماں کے حق میں نیک گمان کیا اور یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو صریح جھوٹا طوفان لگانا ہے، یہ بہتان باز، اپنے قول پر چار گواہ کیوں نہ لائے، سو جب یہ

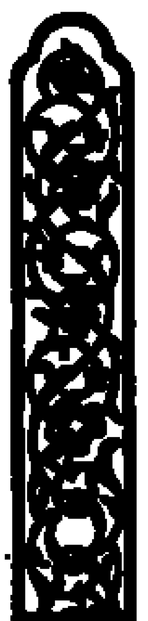
لوگ گواہ نہیں لائے تو بس یہ لوگ اللہ کے نزدیک سر بسر جھوٹے ہی ہیں۔"

باب آیت (لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ... الاية) کی تفسیر

٤٧٥٠: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ، وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الإِفْكِ مَا قَالُوا، فَبَرَّأَهَا اللَّهُ مِمَّا قَالُوا، وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الحَدِيثِ وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا، وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ الَّذِي حَدَّثَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي، فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَمَا نَزَلَ الحِجَابُ، فَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي، وَأُنْزَلُ فِيهِ، فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ، وَدَنَوْنَا مِنَ المَدِينَةِ قَافِلِينَ، آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ، فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الجَيْشَ، فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي، فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ ظَفَارِ قَدِ انْقَطَعَ، فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي وَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ، وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِينَ كَانُوا يَرْحَلُونَ لِي، فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ رَكِبْتُ، وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ، وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا، لَمْ يُثْقِلْهُنَّ اللَّحْمُ، إِنَّمَا تَأْكُلُ العُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ، فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ القَوْمُ خِفَّةَ الهَوْدَجِ حِينَ رَفَعُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الجَمَلَ وَسَارُوا، فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَمَا اسْتَمَرَّ الجَيْشُ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ، وَلاَ مُجِيبٌ فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ، وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ المُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الجَيْشِ، فَأَدْلَجَ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي، فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ، فَأَتَانِي فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي، وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ الحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي، وَوَاللَّهِ مَا كَلَّمَنِي كَلِمَةً وَلاَ سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ، حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ عَلَى يَدَيْهَا

فَرَكِبْتُهَا، فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ، حَتَّى أَتَيْنَا الجَيْشَ بَعْدَمَا نَزَلُوا مُوغِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ، وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى الإِفْكَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُولَ، فَقَدِمْنَا المَدِينَةَ، فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْتُ شَهْرًا، وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الإِفْكِ، لاَ أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ وَهُوَ يَرِيبُنِي فِي وَجَعِي، أَنِّي لاَ أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي، إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُولُ: «كَيْفَ تِيكُمْ؟» ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَذَاكَ الَّذِي يَرِيبُنِي وَلاَ أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتَّى خَرَجْتُ بَعْدَمَا نَقِهْتُ، فَخَرَجَتْ مَعِي أُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ المَنَاصِعِ وَهُوَ مُتَبَرَّزُنَا، وَكُنَّا لاَ نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الكُنُفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا، وَأَمْرُنَا أَمْرُ العَرَبِ الأُوَلِ فِي التَّبَرُّزِ قِبَلَ الغَائِطِ، فَكُنَّا نَتَأَذَّى بِالكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوتِنَا، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي رُهْمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ، فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِي، وَقَدْ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا، فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا، فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ لَهَا: بِئْسَ مَا قُلْتِ، أَتَسُبِّينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا؟ قَالَتْ: أَيْ هَنْتَاهْ أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ؟ قَالَتْ: قُلْتُ: وَمَا قَالَ؟ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الإِفْكِ، فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي، فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي، وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي سَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: «كَيْفَ تِيكُمْ» فَقُلْتُ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ، قَالَتْ: وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا، قَالَتْ: فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتُ أَبَوَيَّ فَقُلْتُ لِأُمِّي: يَا أُمَّتَاهْ مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ؟ قَالَتْ: يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِي عَلَيْكِ، فَوَاللهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا، وَلَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا، قَالَتْ: فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ، أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهَذَا؟ قَالَتْ: فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لاَ يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ، وَلاَ أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ حَتَّى أَصْبَحْتُ أَبْكِي، فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حِينَ اسْتَلْبَثَ الوَحْيُ، يَسْتَأْمِرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ، قَالَتْ: فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ، وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ مِنَ الوُدِّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَهْلَكَ وَلاَ نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا، وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللهُ عَلَيْكَ، وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ، وَإِنْ





تَسْأَلِ الجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ، قَالَتْ: فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ، فَقَالَ: «أَيْ بَرِيرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ؟» قَالَتْ بَرِيرَةُ: لاَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ، إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا، أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ، تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا، فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَعْذَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ: «يَا مَعْشَرَ المُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، فَوَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي» فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا أَعْذِرُكَ مِنْهُ، إِنْ كَانَ مِنَ الأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ، وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ، قَالَتْ: فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الخَزْرَجِ، وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا، وَلَكِنِ احْتَمَلَتْهُ الحَمِيَّةُ، فَقَالَ لِسَعْدٍ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللهِ لاَ تَقْتُلُهُ، وَلاَ تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ، فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللهِ لَنَقْتُلَنَّهُ، فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ المُنَافِقِينَ، فَتَثَاوَرَ الحَيَّانِ الأَوْسُ وَالخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتَتِلُوا، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى المِنْبَرِ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا، وَسَكَتَ، قَالَتْ: فَبَكَيْتُ يَوْمِي ذَلِكَ لاَ يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلاَ أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، قَالَتْ: فَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لاَ أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، وَلاَ يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ، يَظُنَّانِ أَنَّ البُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي، قَالَتْ: فَبَيْنَمَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِي، وَأَنَا أَبْكِي فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ، فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي، قَالَتْ: فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ، دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ، قَالَتْ: وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ مَا قِيلَ قَبْلَهَا، وَقَدْ «لَبِثَ» شَهْرًا لاَ يُوحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي، قَالَتْ: فَتَشَهَّدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَلَسَ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ، فَإِنَّ العَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ إِلَى اللهِ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ» قَالَتْ: فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً، فَقُلْتُ لِأَبِي: أَجِبْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا قَالَ، قَالَ: وَاللهِ مَا أَدْرِي





مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقُلْتُ لِأُمِّي: أَجِيبِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لاَ أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ القُرْآنِ: إِنِّي وَاللهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هَذَا الحَدِيثَ، حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ فَلَئِنْ، قُلْتُ لَكُمْ: إِنِّي بَرِيئَةٌ، وَاللهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لاَ تُصَدِّقُونِي بِذَلِكَ، وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللهُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي، وَاللهِ مَا أَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِي يُوسُفَ، قَالَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللهُ المُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ قَالَتْ: ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي، قَالَتْ: وَأَنَا حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ، وَأَنَّ اللهَ مُبَرِّئِي بِبَرَاءَتِي، وَلَكِنْ وَاللهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللهَ مُنْزِلٌ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى، وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى، وَلَكِنْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللهُ بِهَا، قَالَتْ: فَوَاللهِ مَا رَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلاَ خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ البَيْتِ حَتَّى أُنْزِلَ عَلَيْهِ، فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ البُرَحَاءِ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الجُمَانِ مِنَ العَرَقِ، وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ، مِنْ ثِقَلِ القَوْلِ الَّذِي يُنْزَلُ عَلَيْهِ، قَالَتْ: فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُرِّيَ عَنْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَكَانَتْ أَوَّلُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا: «يَا عَائِشَةُ، أَمَّا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ بَرَّأَكِ» فَقَالَتْ أُمِّي: قُومِي إِلَيْهِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: لاَ وَاللهِ لاَ أَقُومُ إِلَيْهِ، وَلاَ أَحْمَدُ إِلَّا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ. فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسِبُوهُ﴾ العَشْرَ الآيَاتِ كُلَّهَا، فَلَمَّا أَنْزَلَ اللهُ هَذَا فِي بَرَاءَتِي، قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ: وَاللهِ لاَ أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي القُرْبَى وَالمَسَاكِينَ وَالمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا، أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَاللهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلَى وَاللهِ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لِي، فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ، وَقَالَ: وَاللهِ لاَ أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي، فَقَالَ: «يَا زَيْنَبُ مَاذَا عَلِمْتِ أَوْ رَأَيْتِ؟» فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي، مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا، قَالَتْ: وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَصَمَهَا





اللّٰہُ بِالْوَرَعِ وَطَفِقَتْ أُخْتُھَا حَمْنَۃُ تُحَارِبُ لَھَا، فَھَلَکَتْ فِیمَنْ ھَلَکَ مِنْ أَصْحَابِ الْإِفْکِ.

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ پر تہمت لگانے کا واقعہ بیان کیا۔ یعنی جس میں تہمت لگانے والوں نے ان کے متعلق افواہ اڑائی تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے بری قرار دیا تھا۔ ان تمام راویوں نے پوری حدیث کا ایک ایک ٹکڑا بیان کیا اور ان راویوں میں سے بعض کا بیان بعض دوسرے کے بیان کی تصدیق کرتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ ان میں سے بعض راوی کو بعض دوسرے کے مقابلہ میں حدیث زیادہ بہتر طریقہ پر محفوظ یاد تھی مجھ سے یہ حدیث عروہ نے حضرت عائشہ سے اس طرح بیان کی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ نے کہا کہ جب آنحضرت ﷺ سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ لیجانے کے لئے قرعہ ڈالتے جن کا نام نکل جاتا انہیں اپنے ساتھ لے جاتے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک غزوہ کے موقع پر اسی طرح آپ نے قرعہ ڈالا اور میرا نام نکلا۔ میں آپ کے ساتھ روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ مجھے ہودج سمیت اونٹ پر چڑھا دیا جاتا اور اسی طرح اتار لیا جاتا تھا۔ یوں ہمارا سفر جاری رہا۔ پھر جب آپ اس غزوہ سے فارغ ہو کر واپس لوٹے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو ایک رات جب کوچ کا حکم ہوا۔ میں (قضاء حاجت کے لئے) پڑاؤ سے کچھ دور گئی اور قضاء حاجت کے بعد اپنے کجاوے کے پاس واپس آ گئی۔ اس وقت مجھے خیال ہوا کہ میرا ظفار کے نگینوں کا بنا ہوا ہار کہیں راستہ میں گر گیا ہے۔ میں اسے ڈھونڈنے لگی اور اس میں اتنا محو ہو گئی کہ کوچ کا خیال ہی نہ رہا۔ اتنے میں جو لوگ میرے ہودج کو سوار کیا کرتے تھے آئے اور میرے ہودج کو اٹھا کر اس اونٹ پر رکھ دیا جو میری سواری کے لئے تھا۔ انہوں نے یہی سمجھا کہ میں اس میں بیٹھی ہوئی ہوں۔ ان دنوں عورتیں بہت ہلکی پھلکی ہوا کرتی تھیں گوشت سے ان کا جسم بھاری نہیں ہوتا تھا کیونکہ کھانے پینے کو بہت کم ملتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب لوگوں نے ہودج کو اٹھایا تو اس کے ہلکے پن میں انہیں کوئی اجنبیت نہیں محسوس ہوئی۔ میں یوں بھی اس وقت کم عمر لڑکی تھی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس اونٹ کو اٹھایا اور چل پڑے۔ مجھے ہار اس وقت ملا جب لشکر گزر چکا تھا۔ میں جب پڑاؤ پر پہنچی تو وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا۔ میں وہاں جا کر بیٹھ گئی جہاں پہلے بیٹھی ہوئی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ جلد ہی انہیں میرے نہ ہونے کا علم ہو جائے گا اور پھر وہ مجھے تلاش کرنے کے لئے یہاں آئیں گے۔ میں اپنی اسی جگہ پر بیٹھی تھی کہ میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل سلمی ثم ذکوانی لشکر کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے (تاکہ اگر لشکر والوں سے کوئی چیز چھوٹ

جائے تو اسے اٹھالیں سفر میں یہ دستور تھا) رات کا آخری حصہ تھا، جب میرے مقام پر پہنچے تو صبح ہو چکی تھی۔ انہوں نے (دور سے) ایک انسانی سایہ دیکھا کہ پڑا ہوا ہے وہ میرے قریب آئے اور مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے۔ پردہ کے حکم سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔ جب وہ مجھے پہچان گئے تو انا اللہ پڑھنے لگے۔ میں ان کی آواز پر جاگ گئی اور چہرہ چادر سے چھپالیا۔ اللہ کی قسم، اس کے بعد انہوں نے مجھ سے ایک لفظ بھی نہیں کہا اور نہ میں نے انا اللہ وانا الیہ راجعون کے سوا ان کی زبان سے کوئی کلمہ سنا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا اونٹ بٹھادیا اور میں اس پر سوار ہوگئی وہ (خود پیدل) اونٹ کو آگے سے کھینچتے ہوئے لے چلے۔ ہم لشکر سے اس وقت ملے جب وہ بھری دو پہر میں (دھوپ سے بچنے کے لئے) پڑاؤ کئے ہوئے تھے، اس تہمت میں پیش پیش عبد اللہ بن ابی ابن سلول منافق تھا۔ مدینہ پہنچ کر میں بیمار پڑگئی اور ایک مہینہ تک بیمار رہی۔ اس عرصہ میں لوگوں میں تہمت لگانے والوں کی باتوں کا برابر چرچا رہا لیکن مجھے ان باتوں کا کوئی احساس بھی نہ تھا۔ صرف ایک معاملہ سے مجھے شبہ سا ہوتا تھا کہ میں اپنی بیماری میں رسول کریم ﷺ کی طرف سے لطف ومحبت کا اظہار نہیں دیکھتی تھی جو پہلی بیماریوں کے دنوں میں دیکھ چکی تھی۔ آنحضرت ﷺ اندر تشریف لاتے سلام کرکے صرف اتنا پوچھ لیتے کہ کیا حال ہے؟ اور پھر واپس چلے جاتے۔ آنحضرت ﷺ کے اسی طرز عمل سے شبہ ہوتا تھا لیکن صورت حال کا مجھے کوئی احساس نہیں تھا۔ ایک دن جب (بیماری سے کچھ افاقہ تھا) کمزوری باقی تھی تو میں باہر نکلی میرے ساتھ ام مسطح بھی تھیں ہم مناصع کی طرف گئے۔ قضائے حاجت کے لئے ہم وہیں جایا کرتے تھے اور قضائے حاجت کے لئے ہم صرف رات ہی کو جایا کرتے تھے۔ یہ اس سے پہلے کی بات ہے جب ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء نہیں بنے تھے۔ اس وقت تک ہم قدیم عرب کے دستور کے مطابق قضائے حاجت آبادی سے دور جاکر کیا کرتے تھے۔ اس سے ہمیں بدبو سے تکلیف ہوتی تھی کہ بیت الخلاء ہمارے گھر کے قریب بناویئے جائیں۔ خیر میں اور ام مسطح قضاء حاجت کے لئے روانہ ہوئے۔ وہ ابو رہم بن عبد مناف کی بیٹی تھیں اور ان کی والدہ (رائطہ نامی) صخر بن عامر کی بیٹی تھیں۔ اس طرح وہ حضرت ابو بکر کی خالہ ہوتی ہیں۔ ان کے لڑکے مسطح بن اثاثہ ہیں۔ قضاء حاجت کے بعد جب ہم گھر واپس آنے لگے تو مسطح کی ماں کا پاؤں انہیں کی چادر میں الجھ کر پھسل گیا۔ اس پر ان کی زبان سے نکلا مسطح برباد ہو، میں نے کہا تم نے بری بات کہی، تم ایک ایسے شخص کو برا کہتی ہو جو غزوہ بدر میں شریک رہا ہے۔ انہوں نے کہا، واہ اس کی باتیں تونے نہیں سنی؟ میں نے پوچھا انہوں نے کیا کہا ہے؟ پھر انہوں نے مجھے تہمت لگانے والوں کی باتیں بتائیں میں پہلے سے بیمار تھی ہی، ان باتوں کو سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا پھر جب میں گھر پہنچی اور رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے تو آپ نے سلام کیا اور دریافت فرمایا کہ کیسی طبیعت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کیا آنحضرت ﷺ مجھے اپنے ماں باپ کے گھر جانے کی اجازت دیں گے؟ میرا مقصد ماں



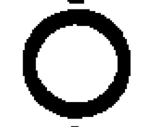


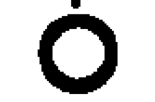
باپ کے یہاں جانے سے صرف یہ تھا کہ اس خبر کی حقیقت ان سے پوری طرح معلوم ہو جائے گی۔
آنحضرت ﷺ نے مجھے جانے کی اجازت دے دی اور میں اپنے والدین کے گھر آگئی۔ میں نے والدہ سے پوچھا کہ یہ لوگ کس طرح کی باتیں کر رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا بیٹی صبر کرو، کم ہی کوئی ایسی حسین وجمیل عورت کسی ایسے مرد کے نکاح میں ہوگی جو اس سے محبت رکھتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور پھر بھی وہ اس طرح اسے نیچا دکھانے کی کوشش نہ کریں۔ بیان کیا کہ اس پر میں نے کہا، سبحان اللہ! کیا اس طرح کا چرچا لوگوں نے بھی کر دیا؟ انہوں نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں رونے لگی اور رات بھر روتی رہی۔ صبح ہو گئی لیکن میرے آنسو نہیں تھمتے تھے اور نہ نیند کا نام ونشان تھا۔ صبح ہو گئی اور میں روئے جا رہی تھی اسی عرصہ میں آنحضرت ﷺ نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کو بلایا کیونکہ اس معاملہ میں آپ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ آپ ان سے میرے چھوڑ دینے کے لئے مشورہ لینا چاہتے تھے۔ کیونکہ وحی اترنے میں دیر ہو گئی تھی۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضور کو اسی کے مطابق مشورہ دیا جس کا انہیں علم تھا کہ آپ کی اہلیہ (یعنی خود عائشہ صدیقہ) اس تہمت سے بری ہیں۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کو ان سے کتنا تعلق خاطر ہے۔
انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی بیوی کے بارے میں خیر وبھلائی کے سوا اور ہمیں کسی چیز کا علم نہیں اور حضرت علی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں کی ہے، عورتیں ان کے سوا اور بھی بہت ہیں، ان کی باندی (بریرہ) سے بھی آپ اس معاملہ میں دریافت فرمالیں۔

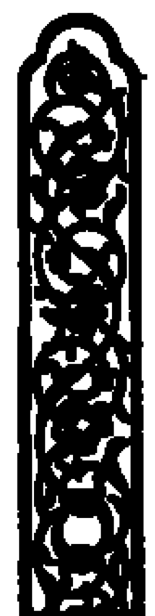


حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے بریرہ کو بلایا اور دریافت فرمایا، بریرہ! کیا تم نے کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جس سے تجھ کو شبہ گزرا ہو؟ انہوں نے عرض کیا، نہیں حضور! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے ان میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جس پر میں عیب لگا سکوں، ایک بات ضرور ہے کہ وہ کم عمر لڑکی ہیں، آٹا گوندھنے میں بھی سو جاتی ہیں اور اتنے میں کوئی بکری یا پرندہ وغیرہ وہاں پہنچ جاتا ہے اور ان کا گوندھا ہوا آٹا کھا جاتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اس دن آپ نے عبد اللہ بن ابی بن سلول کی شکایت کی۔ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا اے مسلمانو! ایک ایسے شخص کے بارے میں کون میری مدد کرتا ہے جس کی اذیت رسانی اب میرے گھر پہنچ گئی ہے۔ اللہ کی قسم کہ میں اپنی بیوی کو نیک پاک دامن ہونے کے سوا کچھ نہیں جانتا اور یہ لوگ جس مرد کا نام لے رہے ہیں ان کے بارے میں بھی خیر کے سوا میں اور کچھ نہیں جانتا۔ وہ جب بھی میرے گھر میں گئے تو میرے ساتھ ہی گئے ہیں۔ اس پر سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کی مدد کروں گا اور اگر وہ شخص قبیلہ اوس سے تعلق رکھتا ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر وہ ہمارے بھائیوں یعنی خزرج میں کا کوئی آدمی ہے تو آپ ہمیں حکم دیں، تعمیل میں کوتاہی

شرح بخاری







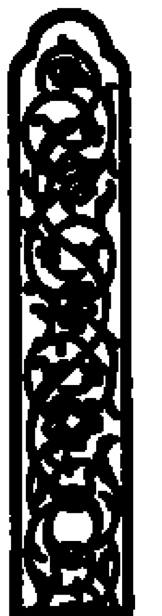
نہیں ہوگی۔ راوی نے بیان کیا کہ اس کے بعد سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے، اس سے پہلے وہ مرد صالح تھے لیکن آج ان پر قومی حمیت غالب آگئی تھی (عبد اللہ بن ابی ابن سلول منافق) ان ہی کے قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا انہوں نے اٹھ کر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ کی قسم تم نے جھوٹ کہا ہے تم اسے قتل نہیں کر سکتے، تم میں اس کے قتل کی طاقت نہیں ہے۔ پھر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے وہ سعد بن معاذ کے چچیرے بھائی تھے انہوں نے سعد بن عبادہ سے کہا کہ خدا کی قسم تم جھوٹ بولتے ہو، ہم اسے ضرور قتل کریں گے، کیا تم منافق ہوگئے ہو کہ منافقوں کی طرفداری میں لڑتے ہو؟ اتنے میں دونوں قبیلے اوس وخزرج اٹھ کھڑے ہوئے اور نوبت آپس ہی میں لڑنے تک پہنچ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے تھے۔ آپ لوگوں کو خاموش کرنے لگے۔ آخر سب لوگ چپ ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہوگئے۔ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ اس دن بھی میں برابر روتی رہی نہ آنسو تھمتا تھا اور نہ نیند آتی تھی۔ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ جب (دوسری) صبح ہوئی تو میرے والدین میرے پاس ہی موجود تھے، دو راتیں اور ایک دن مجھے مسلسل روتے ہوئے گزر گیا تھا۔ اس عرصہ میں نہ مجھے نیند آتی تھی اور نہ آنسو تھمتے تھے۔ والدین سوچنے لگے کہ کہیں روتے روتے میرا دل نہ پھٹ جائے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ابھی وہ اسی طرح میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جارہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی، میں نے انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی، وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ ہم اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ انہوں نے کہا کہ جب سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی اس وقت سے اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہیں بیٹھے تھے، آپ نے ایک مہینہ تک اس معاملہ میں انتظار کیا اور آپ پر اس سلسلہ میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ بیٹھنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا پھر فرمایا، اما بعد! اے عائشہ! تمہارے بارے میں مجھے اس اس طرح کی خبریں پہنچی ہیں پس اگر تم بری ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری برات خود کر دے گا۔ لیکن اگر تم سے غلطی سے گناہ ہوگیا ہے تو اللہ سے دعائے مغفرت کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو، کیونکہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر لیتا ہے اور پھر اللہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گفتگو ختم کر چکے تو یکبارگی میرے آنسو اس طرح خشک ہوگئے جیسے ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا ہو۔ میں نے اپنے والد (ابو بکر) سے کہا کہ آپ میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیجئے۔ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نہیں سمجھتا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں کیا کہنا ہے۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ آنحضرت کی باتوں کا میری طرف سے آپ جواب دیں۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ میں آپ سے کیا عرض کروں۔ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ پھر میں خود ہی بولی میں اس وقت نو عمر لڑکی






تھی، میں نے بہت زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھا تھا (میں نے کہا کہ) خدا کی قسم! میں تو یہ جانتی ہوں کہ ان افواہوں کے متعلق جو کچھ آپ لوگوں نے سنا ہے وہ آپ لوگوں کے دل میں جم گیا ہے اور آپ لوگ اسے صحیح سمجھنے لگے ہیں، اب اگر میں یہ کہتی ہوں کہ میں ان تہمتوں سے بری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں واقعی بری ہوں، تو آپ لوگ میری بات کا یقین نہیں کریں گے، لیکن اگر میں تہمت کا اقرار کرلوں، حالانکہ اللہ کے علم میں ہے کہ میں اس سے قطعاً بری ہوں، تو آپ لوگ میری تصدیق کرنے لگیں گے۔ اللہ کی قسم! میرے پاس آپ لوگوں کے لئے کوئی مثال نہیں ہے سوا یوسف کے والد کے اس ارشاد کے کہ انہوں نے فرمایا تھا پس صبر ہی اچھا ہے اور تم جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے گا بیان کیا کہ پھر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کرلیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ کہا کہ مجھے پورا یقین تھا کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ میری براءت ضرور کرے گا لیکن خدا کی قسم، مجھے اس کا وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں ایسی وحی نازل فرمائے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔ میں اپنی حیثیت اس سے بہت کم تر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں (قرآن مجید کی آیت) نازل فرمائے۔ البتہ مجھے اس کی توقع ضرور تھی کہ حضور اکرم ﷺ میرے متعلق کوئی خواب دیکھیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ میری براءت کر دے گا۔ بیان کیا کہ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ بھی اپنی اسی مجلس میں تشریف رکھتے تھے گھر والوں میں سے کوئی باہر نہ تھا کہ آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا اور وہی کیفیت آپ ﷺ پر طاری ہوئی تھی جو وحی کے نازل ہوتے ہوئے طاری ہوتی تھی یعنی آپ پسینے پسینے ہوگئے اور پسینہ موتیوں کی طرف آپ کے جسم اطہر سے ڈھلنے لگا حالانکہ سردی کے دن تھے۔ یہ کیفیت آپ پر اس وحی کی شدت کی وجہ سے طاری ہوتی تھی جو آپ پر نازل ہوتی تھی۔ بیان کیا کہ پھر جب آنحضرت ﷺ کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ تبسم فرمارہے تھے اور سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا، یہ تھا کہ عائشہ! اللہ نے تمہیں بری قرار دیا ہے۔ میری والدہ نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ کے سامنے (آپ کا شکر ادا کرنے کے لئے) کھڑی ہوجاؤ۔ بیان کیا کہ میں نے کہا، اللہ کی قسم میں ہرگز آپ کے سامنے کھڑی نہیں ہوں گی اور اللہ پاک کے سوا اور کسی کی تعریف نہیں کروں گی۔ اللہ تعالیٰ نے جو آیت نازل کی تھی وہ یہ تھی کہ بے شک جن لوگوں نے تہمت لگائی ہے وہ تم میں سے ایک چھوٹا سا گروہ ہے مکمل دس آیتوں تک۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں میری براءت میں نازل کردیں تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے اخراجات ان سے قرابت اور ان کی محتاجی کی وجہ سے خود اٹھایا کرتے تھے انہوں نے ان کے متعلق کہا کہ خدا کی قسم اب مسطح پر کبھی کچھ بھی خرچ نہیں کروں گا۔ اس نے عائشہ پر کیسی کیسی تہمتیں لگادی ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور جو لوگ تم میں بزرگی اور وسعت والے ہیں، وہ قرابت والوں کو اور مسکینوں کو اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کی مدد دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں بلکہ چاہئے کہ





ان کی لغزشوں کو معاف کرتے رہیں اور در گزر کرتے رہیں، کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرتا رہے، بے شک اللہ بڑا مغفرت والا، بڑا ہی رحمت والا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے، ہاں خدا کی قسم میری تو یہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمادے چنانچہ مسطح رضی اللہ عنہ کو وہ تمام اخراجات دینے لگے جو پہلے دیا کرتے تھے اور فرمایا کہ خدا کی قسم اب کبھی ان کا خرچ بند نہیں کروں گا۔ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت زینب بن جحش سے بھی میرے معاملہ میں پوچھا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ زینب! تم نے بھی کوئی چیز کبھی دیکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے کان اور میری آنکھ کو خدا سلامت رکھے، میں نے ان کے اندر خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی۔ عائشہ نے بیان کیا کہ ازواج مطہرات میں وہی ایک تھیں جو مجھ سے بھی اوپر رہنا چاہتی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی پرہیز گاری کی وجہ سے انہیں تہمت لگانے سے محفوظ رکھا۔ لیکن ان کی بہن حمنہ ان کے لئے لڑی اور تہمت لگانے والوں کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہوگئی۔

۷۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَلَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ)



"اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تو جس شغل (تہمت) میں تم پڑے تھے اس میں تم پر سخت عذاب نازل ہوتا۔"

باب: آیت (وَلَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ ... الاية) کی تفسیر

شرح بخاری

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: تَلَقَّوْنَهُ يَرْوِيهِ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ تُفِيضُونَ: تَقُولُونَ.

مجاہد نے کہا کہ تلقونہ کا مطلب یہ ہے کہ تم ایک دوسرے سے منہ در منہ اس بات کو نقل کرنے لگے۔ لفظ تفیضون (جو سورۂ یونس میں ہے) بمعنی تقولون کے ہے، اس کا معنی تم کہتے تھے۔

٤٧٥١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ أُمِّ رُومَانَ أُمِّ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا رُمِيَتْ عَائِشَةُ خَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا.



حضرت ام رومان جو حضرت عائشہ کی والدہ ماجدہ ہیں، بیان کرتی ہیں کہ جب سیدہ عائشہ پر تہمت لگائی گئی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی تھیں۔



۸۔ بَابُ قَوْلِهِ (إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللهِ عَظِيمٌ)



"اللہ کا بڑا بھاری عذاب تو تم کو اس وقت پکڑتا جب تم اپنی زبانوں سے تہمت کو منہ در منہ بیان کر رہے تھے اور اپنی

زبانوں سے وہ کچھ کہہ رہے تھے جس کی تمہیں کوئی تحقیق نہ تھی اور تم اسے ہلکا سمجھ رہے تھے، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات تھی۔"

باب: آیت (إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ.... الاية) کی تفسیر

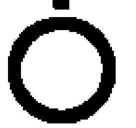
٤٧٥٢: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقْرَأُ إِذْ تَلِقُونَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ.

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں ابن جریج نے خبر دی کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ سے سنا وہ مذکورہ بالا آیت اذ تلقونہ بالسنتکم (جب تم اپنی زبانوں سے اسے منہ در منہ نقل کر رہے تھے) پڑھ رہی تھیں۔

٤٧٥٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ اسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ قَالَتْ أَخْشَى أَنْ يُثْنِيَ عَلَيَّ فَقِيلَ ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ وُجُوهِ الْمُسْلِمِينَ قَالَتْ ائْذَنُوا لَهُ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدِينَكِ قَالَتْ بِخَيْرٍ إِنِ اتَّقَيْتُ قَالَ فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ زَوْجَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهُ فَقَالَتْ دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَثْنَى عَلَيَّ وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نِسْيًا مَنْسِيًّا.



ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے عمر بن سعید بن ابی حسین نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، کہا کہ عائشہ کی وفات سے تھوڑی دیر پہلے، جبکہ وہ نزع کی حالت میں تھیں، ابن عباس نے ان کے پاس آنے کی اجازت چاہی، عائشہ نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ میری تعریف نہ کرنے لگیں۔ کسی نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں اور خود بھی عزت دار ہیں (اس لئے آپ کو اجازت دے دینی چاہیئے) اس پر انہوں نے کہا کہ پھر انہیں اندر بلا لو۔ ابن عباس نے ان سے پوچھا کہ آپ کس حال میں ہیں؟ اس پر انہوں نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے نزدیک اچھی ہوں تو سب اچھا ہی اچھا ہے۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان شاء اللہ آپ اچھی ہی رہیں گی۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں اور آپ کے سوا آنحضرت نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا اور آپ کی براءت (قرآن مجید میں) آسمان سے نازل ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تشریف لے جانے کے بعد آپ کی خدمت میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ محترمہ نے ان سے فرمایا کہ ابھی ابن عباس آئے تھے اور میری تعریف کی، میں تو چاہتی ہوں کہ کاش میں ایک بھولی بسری گمنام ہوتی۔







٤٧٥٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا ابْنُ

عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى عَائِشَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ نِسْيًا مَنْسِيًّا.

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عون نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ کے پاس آنے کی اجازت چاہی۔ پھر راوی نے مذکورہ بالا حدیث کی طرح بیان کیا لیکن اس حدیث میں راوی نے لفظ نسیا منسیا کا ذکر نہیں کیا۔

۹۔ بَابُ قَوْلِهِ (يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا)

"اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ خبردار پھر اس قسم کی حرکت کبھی نہ کرنا"

باب: آیت (يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُودُوا ..... الاية) کی تفسیر

٤٧٥٥: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: جَاءَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا، قُلْتُ: أَتَأْذَنِينَ لِهَذَا؟ قَالَتْ: «أَوَلَيْسَ قَدْ أَصَابَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ» قَالَ سُفْيَانُ: تَعْنِي ذَهَابَ بَصَرِهِ فَقَالَ: حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الغَوَافِلِ قَالَتْ: «لَكِنْ أَنْتَ»



ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے کہ حضرت عائشہ سے ملاقات کرنے کی حضرت حسان بن ثابت نے اجازت چاہی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ انہیں بھی اجازت دیتی ہیں (حالانکہ انہوں نے بھی آپ پر تہمت لگانے والوں کا ساتھ دیا تھا) اس پر حضرت عائشہ نے کہا۔ کیا انہیں اس کی ایک بڑی سزا نہیں ملی ہے۔ سفیان نے کہا کہ ان کا اشارہ ان کے نابینا ہو جانے کی طرف تھا۔ پھر حضرت حسان نے یہ شعر پڑھا۔ عفیفہ اور بڑی عقلمند ہیں کہ ان کے متعلق کسی کو کوئی شبہ بھی نہیں گزر سکتا۔ وہ غافل اور پاکدامن عورتوں کا گوشت کھانے سے اکمل پرہیز کرتی ہیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا، لیکن تو نے ایسا نہیں کیا

۱۰۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الآيَاتِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ)

"اور اللہ تم سے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔"

باب آیت (وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الآيَاتِ ..... الاية) کی تفسیر

٤٧٥٦: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ عَلَى عَائِشَةَ فَشَبَّبَ وَقَالَ حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ قَالَتْ لَسْتَ كَذَاكَ



قُلْتُ تَدَعِينَ مِثْلَ هٰذَا يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَالَّذِي تَوَلّٰى كِبْرَهُ﴾ مِنْهُمْ فَقَالَتْ وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمٰى وَقَالَتْ وَقَدْ كَانَ يَرُدُّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابوالضحیٰ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا، کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ کے پاس آئے اور یہ شعر پڑھا۔ عفیفہ اور بڑی عقلمند ہیں، ان کے متعلق کسی کو شبہ بھی نہیں گزر سکتا۔ آپ غافل اور پاک دامن عورتوں کا گوشت کھانے سے کامل پرہیز کرتی ہیں۔ اس پر حضرت عائشہ نے فرمایا، لیکن اے حسان! تو ایسا نہیں ہے۔ بعد میں میں نے عرض کیا آپ ایسے شخص کو اپنے پاس آنے دیتی ہیں؟ اللہ تعالیٰ تو یہ آیت بھی نازل کر چکا ہے کہ اور جس نے ان میں سے سب سے بڑا حصہ لیا الخ۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ نابینا ہو جانے سے بڑھ کر اور کیا عذاب ہوگا، پھر انہوں نے کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کفار کی ہجو کا جواب دیا کرتے تھے (کیا یہ شرف ان کے لئے کم ہے)۔



١١- بَابُ قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللّٰهَ رَءُوفٌ

شرح بخاری

(1) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے اور بہتان باندھنے کا قصہ راس المنافقین عبداللہ بن ابی منافق نے گھڑا تھا جو ہر وقت اسلام اور پیغمبر اسلام اور آپ کے اہل بیت کو بدنام کرنے کی باتیں اپنے پلید دل میں سوچتا رہتا تھا، اس منہ پھٹ، منافق کی اس بے ہودہ بات کا چند دیگر لوگوں پر بھی اثر ہو گیا تھا جو اس کے حمایتی بن گئے تھے۔

یہ واقعہ دراصل ایک غزوہ کے سفر میں پیش آیا تھا، جس کا ذکر کتاب المغازی میں ہو چکا ہے، نبی اکرم ﷺ غزوہ بنی المصطلق میں امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس سفر میں اپنے ساتھ لے گئے تھے، اور اس غزوہ سے واپسی کے وقت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا گیا جس کا ذکر اس باب کی حدیث میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے، اس قذف اور تہمت لگانے میں عبداللہ بن ابی ابن سلول کے منافق ساتھیوں کے علاوہ تین مسلمان بھی شامل ہو گئے تھے، جو کہ مسطح بن اثاثہ، حسان بن ثابت تھے، اور حضرت زینب بن جحش کی بہن حمنہ بنت جحش تھی۔



اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم سورۃ نور میں جب عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت اور پاکدامنی کے بارہ میں دس آیات نازل فرمائیں، تو قذف اور جھوٹی تہمت لگانے والوں کو حد قذف لگائی گئی یا نہیں، اس بارہ میں اہل علم میں اختلاف ہے، جو کہ حسب ذیل ہے۔

قذف میں شامل ہونے والے تین مسلمانوں کو حد لگانے کے بارہ میں علماء کے دو قول ہیں۔

١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت کی آیات نازل ہونے کے بعد تینوں مسلمانوں کو حد قذف لگائی گئی تھی، اور اس کی دلیل وہ

حدیث ہے جو مسند احمد وغیرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ »قالت: لَمَّا نَزَلَ عُذْرِي، قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَذَكَرَ ذَلِكَ، وَتَلَا الْقُرْآنَ، فَلَمَّا نَزَلَ أَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَأَةٍ، فَضُرِبُوا حَدَّهُمْ» مسند احمد ۲۶۰۴۲، سنن ابی داؤد ۴۴۷۴، جامع ترمذی ۳۱۸۱، سنن ابن ماجہ ۲۵۶۷، مصنف عبد الرزاق ۹۴۷۹، المعجم الکبیر للطبرانی ۲۶۲، حضرت عائشہ نے کہا جب (بذریعہ وحی) میری براءت نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور قرآن کریم کی آیات تلاوت فرما کر اس براءت کا تذکرہ کیا اور جب آپ منبر سے نیچے اترے تو آپ نے ان دو آدمیوں اور ایک عورت کو حد لگانے کا حکم دیا لہذا ان تینوں کو حد (قذف) لگائی گئی۔

یہ حدیث حسن ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں، اگرچہ اس کی سند میں محمد بن اسحاق ہے جو کہ مدلس ہے، لیکن امام بیہقی نے دلائل النبوہ میں محمد بن اسحاق کے عبداللہ بن بکیر سے سماع کی صراحت کی ہے، اور طبرانی کبیر میں ہے۔ »عن ابن اسحق قال حدثنا عبدالله بن بكير...» لہذا ابن اسحاق کے سماع ثابت ہونے کے بعد تدلیس کی علت رفع ہو جاتی ہے۔ اور یہ حدیث قاذفین کو حد قذف لگائے جانے کی واضح اور صحیح دلیل ہے۔

۲۔ اس بارہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ ام المومنین پر بہتان باندھنے والوں کو دنیا میں حد نہیں لگائی گئی، بلکہ انہیں روز قیامت حد لگائی جائے گی۔ اور اس کی دلیل کے طور پر المعجم الکبیر للطبرانی کی یہ روایت پیش کی جاتی ہے۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ حَدَّ اللّٰهُ الَّذِينَ شَتَمُوا عَائِشَةَ ثَمَانِينَ ثَمَانِينَ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ» المعجم الکبیر للطبرانی ۲۶۲۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے سامنے ان تہمت لگانے والوں کو اسی اسی کوڑے لگوائیں گے

یہ روایت اگر صحیح ہوتی تو قابل التفات ہوتی، لیکن اس روایت کی سند میں عبداللہ بن ہارون ابو علقمہ الفروی راوی ضعیف ہے، لہذا یہ روایت قابل استدلال نہیں ہے، اس لیے پہلا قول ہی راجح ہے کہ ان تینوں قاذفین کو حد قذف لگا دی گئی ہے۔ جو ان کے گناہ کا کفارہ بن گئی ہے۔

قصہ افک سے متعلق دوسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ ام المومنین پر تہمت اور بہتان باندھنے والے رئیس المنافقین ابن ابی ابن سلول کو حد قذف لگائی گئی ہے یا نہیں؟ اس بارہ میں علماء کے تین اقوال ہے۔

۱۔ إنه حُدَّ حدَّين: یعنی عبداللہ بن ابی کو ڈبل حد (ایک سو ساٹھ کوڑے) لگائی گئی ہے اور اس کی دلیل وہ روایت ہے جو طبرانی میں مروی ہے۔ «فَبَعَثَ إِلَى عبدالله بن أبي فَضَرَبَهُ حَدَّيْنِ» رقم الحدیث: ۳۶۱

یعنی آپ نے ابن ابی کی طرف آدمی کو بھیجا اور اس نے اسے دوہری حد لگائی، لیکن یہ روایت ضعیف ہی نہیں، بلکہ موضوع ہے کیونکہ اس کی سند میں اسماعیل بن یحییٰ التیمی ہے جو کذاب ہے لہذا یہ روایت موضوع ہونے کی وجہ سے اپنے موقف پر نا قابل استدلال ہے۔

۲۔ «حُدَّ حَداً واحِدًا» یعنی اس منافق کو ایک حد (اسی کوڑے) لگائی ہے۔ جیسا کہ المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے۔ » جَلَدَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِينَ» رقم ۱۸۱۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے اسے اسی کوڑے لگوائے تھے۔

لیکن یہ روایت بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں موسیٰ بن عبد الرحمٰن راوی ضعیف ہے لہذا یہ روایت بھی قابل استدلال نہیں ہے۔

رَحِيمٌ)

"یقیناً جو لوگ چاہتے ہیں کہ مومنین کے درمیان بے حیائی کا چرچا رہے ان کے لیے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دردناک سزا ہے اللہ علم رکھتا ہے اور تم علم نہیں رکھتے اور اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بڑا شفیق بڑا رحیم ہے (تو تم بھی نہ بچتے)۔ تشیع بمعنی تظهر ہے یعنی ظاہر ہو۔"

باب: آیت (إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ....الاية) کی تفسیر

(وَلاَ يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَاللهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ)

"اور جو لوگ تم میں بزرگی والے اور فراخ دست ہیں وہ قرابت والوں کو اور مسکینوں کو اور اللہ کے راستہ میں ہجرت کرنے والوں کو امداد دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں، بلکہ ان کو چاہئے کہ وہ ان کی لغزشیں معاف کرتے رہیں اور درگزر کرتے رہیں کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرتا رہے۔ بیشک اللہ بڑا مغفرت کرنے والا بڑا ہی رحمت والا ہے۔"

۳۔ لم يحدّ الخبيث: اس مسئلہ کے بارہ میں تیسرا موقف یہ ہے کہ ابن ابی خبیث کو دنیا میں حد نہیں لگائی گئی، بلکہ اس کی سزا آخرت کے دن پر چھوڑ دی گئی ہے، امام ابن القیمؒ نے اس موقف کو حسب ذیل وجوہات کی بنا پر قوی اور راجح قرار دیا ہے۔

ا۔ شرعی حد، محدود سے عذاب کی تخفیف کے لیے لگائی جاتی ہے جو اس کے جرم کا کفارہ بن جاتی ہے، جبکہ یہ منافق اس کا اہل نہیں تھا اور نہ ہی حد لگانا اس کے جرم کا کفارہ بن سکتی تھی، بلکہ منافقوں کے لیے آخرت میں عذاب الیم کی وعید ہے، اس لیے اس کی سزا کو آخرت پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

۲۔ یہ منافق تہمت کی بات کو لوگوں سے چھپا کر اپنے خاص منافق ساتھیوں کے پاس کیا کرتا تھا لہذا اس پر کوئی گواہ نہیں تھا جس کی گواہی پر اسے حد لگائی جاتی۔

۳۔ حد قذف ملزم کے اقرار سے لگائی جاتی ہے، یا اس پر گواہوں کی گواہی سے حد لگائی جاسکتی ہے اس واقعہ میں ملزم نے نہ تو اپنے جرم کا اقرار کیا، اور نہ ہی اس پر گواہ قائم ہوئے، اس لیے اس کی سزا کو آخرت کے دن پر چھوڑ دیا گیا۔

۴۔ منافق ابن ابی پر حد کو ایک بڑی مصلحت کی بنا پر چھوڑ دیا گیا ہے، تاکہ اس کے منافق ساتھیوں کو دین اسلام کے قریب لایا جاسکے، اور اگر اس پر حد لگائی جاتی تو یہ مصلحت حاصل نہیں ہو سکتی تھی، بلکہ حد لگانے سے اس کے منافق ساتھی بجائے قریب آنے کے متنفر ہو کر اسلام سے دور بھاگتے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنی سازشیں مزید تیز کر دیتے اس لیے اسے حد نہیں لگائی گئی۔

۵۔ حد قذف مقذوف (جس پر تہمت لگائی گئی ہو) کا حق ہے اور یہ مقذوف یعنی مظلوم کے مطالبہ کرنے پر لگائی جاتی ہے، جبکہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے یہ ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے ابن ابی منافق کو حد لگانے کا مطالبہ کیا ہو، اس لیے اس کی سزا دنیا میں نہیں دی گئی۔ بلکہ اس کی سزا آخرت کے دن پر موقوف کی گئی ہے۔

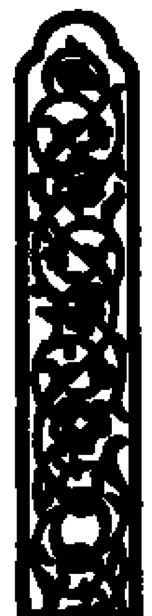
(ولا یاتل اولو الفضل .... الآیة) کی تفسیر

٤٧٥٧: وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ: عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ، وَمَا عَلِمْتُ بِهِ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيَّ خَطِيبًا، فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي أُنَاسٍ أَبَنُوا أَهْلِي، وَايْمُ اللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوءٍ، وَأَبَنُوهُمْ بِمَنْ وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَطُّ، وَلاَ يَدْخُلُ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ، وَلاَ غِبْتُ فِي سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِي»، فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ: ائْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ نَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ، وَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الخَزْرَجِ، وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ مِنْ رَهْطِ ذَلِكَ الرَّجُلِ، فَقَالَ: كَذَبْتَ أَمَا وَاللهِ أَنْ لَوْ كَانُوا مِنَ الأَوْسِ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ تُضْرَبَ أَعْنَاقُهُمْ، حَتَّى كَادَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الأَوْسِ وَالخَزْرَجِ شَرٌّ فِي المَسْجِدِ، وَمَا عَلِمْتُ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ ذَلِكَ اليَوْمِ، خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي، وَمَعِي أُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ، وَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ: أَيْ أُمِّ تَسُبِّينَ ابْنَكِ؟ وَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِيَةَ، فَقَالَتْ: تَعَسَ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ لَهَا: أَيْ أُمِّ أَتَسُبِّينَ ابْنَكِ؟ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّالِثَةَ، فَقَالَتْ: تَعَسَ مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا، فَقَالَتْ: وَاللهِ مَا أَسُبُّهُ إِلَّا فِيكِ، فَقُلْتُ فِي أَيِّ شَأْنِي؟ قَالَتْ: فَبَقَرَتْ لِي الحَدِيثَ، فَقُلْتُ: وَقَدْ كَانَ هَذَا، قَالَتْ: نَعَمْ، وَاللهِ فَرَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي كَأَنَّ الَّذِي خَرَجْتُ لَهُ لاَ أَجِدُ مِنْهُ قَلِيلًا وَلاَ كَثِيرًا، وَوُعِكْتُ، فَقُلْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْسِلْنِي إِلَى بَيْتِ أَبِي، فَأَرْسَلَ مَعِي الغُلاَمَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ، فَوَجَدْتُ أُمَّ رُومَانَ فِي السُّفْلِ، وَأَبَا بَكْرٍ فَوْقَ البَيْتِ يَقْرَأُ، فَقَالَتْ أُمِّي: مَا جَاءَ بِكِ يَا بُنَيَّةُ؟ فَأَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الحَدِيثَ، وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّي، فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّةُ، خَفِّفِي عَلَيْكِ الشَّأْنَ فَإِنَّهُ وَاللهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ حَسْنَاءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا حَسَدْنَهَا، وَقِيلَ فِيهَا: وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي، قُلْتُ: وَقَدْ عَلِمَ بِهِ أَبِي؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قُلْتُ: وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: نَعَمْ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ، فَسَمِعَ أَبُو بَكْرٍ صَوْتِي، وَهُوَ فَوْقَ البَيْتِ يَقْرَأُ، فَنَزَلَ فَقَالَ لِأُمِّي: مَا شَأْنُهَا؟ قَالَتْ: بَلَغَهَا الَّذِي ذُكِرَ مِنْ شَأْنِهَا، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ قَالَ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ أَيْ بُنَيَّةُ إِلَّا رَجَعْتِ إِلَى بَيْتِكِ فَرَجَعْتُ، وَلَقَدْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِي فَسَأَلَ عَنِّي خَادِمَتِي، فَقَالَتْ: لاَ وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتَّى تَدْخُلَ







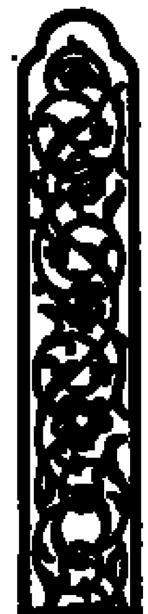


الشَّاةُ فَتَأْكُلَ خَمِيرَهَا - أَوْ عَجِينَهَا - وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: اصْدُقِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَسْقَطُوا لَهَا بِهِ، فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللهِ وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلَى تِبْرِ الذَّهَبِ الأَحْمَرِ، وَبَلَغَ الأَمْرُ إِلَى ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي قِيلَ لَهُ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَاللهِ مَا كَشَفْتُ كَنَفَ أُنْثَى قَطُّ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُتِلَ شَهِيدًا فِي سَبِيلِ اللهِ، قَالَتْ: وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي، فَلَمْ يَزَالا حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ صَلَّى العَصْرَ، ثُمَّ دَخَلَ وَقَدِ اكْتَنَفَنِي أَبَوَايَ عَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ، يَا عَائِشَةُ إِنْ كُنْتِ قَارَفْتِ سُوءًا أَوْ ظَلَمْتِ فَتُوبِي إِلَى اللهِ، فَإِنَّ اللهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ مِنْ عِبَادِهِ» قَالَتْ: وَقَدْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَهِيَ جَالِسَةٌ بِالبَابِ، فَقُلْتُ: أَلاَ تَسْتَحِي مِنْ هَذِهِ المَرْأَةِ، أَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا، فَوَعَظَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَفَتُّ إِلَى أَبِي، فَقُلْتُ لَهُ: أَجِبْهُ، قَالَ: فَمَاذَا أَقُولُ؟ فَالْتَفَتُّ إِلَى أُمِّي، فَقُلْتُ: أَجِيبِيهِ، فَقَالَتْ: أَقُولُ مَاذَا؟ فَلَمَّا لَمْ يُجِيبَاهُ تَشَهَّدْتُ فَحَمِدْتُ اللهَ وَأَثْنَيْتُ عَلَيْهِ، بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قُلْتُ: أَمَّا بَعْدُ فَوَاللهِ لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي لَمْ أَفْعَلْ، وَاللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَشْهَدُ إِنِّي لَصَادِقَةٌ، مَا ذَاكَ بِنَافِعِي عِنْدَكُمْ، لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ بِهِ وَأُشْرِبَتْهُ قُلُوبُكُمْ، وَإِنْ قُلْتُ إِنِّي قَدْ فَعَلْتُ، وَاللهُ يَعْلَمُ أَنِّي لَمْ أَفْعَلْ لَتَقُولُنَّ قَدْ بَاءَتْ بِهِ عَلَى نَفْسِهَا، وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا، وَالتَمَسْتُ اسْمَ يَعْقُوبَ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ إِلَّا أَبَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ: (فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللهُ المُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ)، وَأُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَاعَتِهِ فَسَكَتْنَا فَرُفِعَ عَنْهُ، وَإِنِّي لَأَتَبَيَّنُ السُّرُورَ فِي وَجْهِهِ، وَهُوَ يَمْسَحُ جَبِينَهُ، وَيَقُولُ: «أَبْشِرِي يَا عَائِشَةُ، فَقَدْ أَنْزَلَ اللهُ بَرَاءَتَكِ»، قَالَتْ: وَكُنْتُ أَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا، فَقَالَ لِي أَبَوَايَ: قُومِي إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: لاَ وَاللهِ لاَ أَقُومُ إِلَيْهِ، وَلاَ أَحْمَدُهُ وَلاَ أَحْمَدُكُمَا، وَلَكِنْ أَحْمَدُ اللهَ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَاءَتِي، لَقَدْ سَمِعْتُمُوهُ فَمَا أَنْكَرْتُمُوهُ وَلاَ غَيَّرْتُمُوهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: أَمَّا زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللهُ بِدِينِهَا، فَلَمْ تَقُلْ إِلَّا خَيْرًا، وَأَمَّا أُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ، وَكَانَ الَّذِي يَتَكَلَّمُ فِيهِ مِسْطَحٌ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالمُنَافِقُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ وَهُوَ الَّذِي كَانَ يَسْتَوْشِيهِ وَيَجْمَعُهُ، وَهُوَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ، هُوَ وَحَمْنَةُ قَالَتْ: فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ لاَ يَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ أَبَدًا، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: (وَلاَ يَأْتَلِ أُولُو الفَضْلِ مِنْكُمْ) إِلَى آخِرِ الآيَةِ - يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ - (وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي القُرْبَى

وَالْمَسَاكِينَ): يَعْنِي مِسْطَحًا إِلَى قَوْلِهِ:(أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ) حَتَّى قَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلَى وَاللَّهِ يَا رَبَّنَا، إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا، وَعَادَ لَهُ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ.

اور ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے ہشام بن عروہ سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ مجھے میرے والد عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے عائشہ نے بیان کیا کہ جب میرے متعلق ایسی باتیں کہی گئیں جن کا مجھے گمان بھی نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ میرے معاملہ میں لوگوں کو خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے شہادت کے بعد اللہ کی حمد وثنا اس کی شان کے مطابق بیان کی، پھر فرمایا، امابعد! تم لوگ مجھے ایسے لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میری بیوی کو بدنام کیا ہے اور اللہ کی قسم کہ میں نے اپنی بیوی میں کوئی برائی نہیں دیکھی اور تہمت بھی ایسے شخص (صفوان بن معطل) کے ساتھ لگائی ہے کہ اللہ کی قسم، ان میں بھی میں نے کبھی کوئی برائی نہیں دیکھی۔ وہ میرے گھر میں جب بھی داخل ہوا تو میری موجودگی ہی میں داخل ہوا اور اگر میں کبھی سفر کی وجہ سے مدینہ نہیں ہوتا تو وہ بھی نہیں ہوتا اور وہ میرے ساتھ ہی رہتے ہیں۔ اسکے بعد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ! ہمیں حکم فرمائیے کہ ہم ایسے مردود لوگوں کی گردنیں اڑادیں۔ اس کے بعد قبیلہ خزرج کے ایک صاحب (سعد بن عبادہ) کھڑے ہوئے، حسان بن ثابت کی والدہ اسی قبیلہ خزرج سے تھیں، انہوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ تم جھوٹے ہو، اگر وہ لوگ (تہمت لگانے والے) قبیلہ اوس کے ہوتے تو تم کبھی انہیں قتل کرنا پسند نہ کرتے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسجد ہی میں اوس وخزرج کے قبائل میں باہم فساد کا خطرہ ہو گیا، اس فساد کی مجھ کو کچھ خبر نہ تھی، اسی دن کی رات میں میں قضاء حاجت کے لئے باہر نکلی، میرے ساتھ ام مسطح بھی تھیں۔ وہ (راستے میں) پھسل گئیں اور ان کی زبان سے نکلا کہ مسطح کو خدا غارت کرے۔ میں نے کہا، آپ اپنے بیٹے کو کوستی ہیں، اس پر وہ خاموش ہو گئیں، پھر دوبارہ وہ پھسلیں اور ان کی زبان سے وہی الفاظ نکلے کہ مسطح کو خدا غارت کرے۔ میں نے پھر کہا کہ اپنے بیٹے کو کوستی ہو، پھر وہ تیسری مرتبہ پھسلیں تو میں نے پھر انہیں ٹوکا۔ انہوں نے بتایا کہ خدا کی قسم، میں تو تیری ہی وجہ سے اسے کوستی ہوں۔ میں نے کہا کہ میرے کس معاملہ میں انہیں آپ کوس رہی ہیں؟ بیان کیا۔ کہ اب انہوں نے طوفان کا سارا قصہ بیان کیا میں نے پوچھا، کیا واقعی یہ سب کچھ کہا گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، خدا کی قسم پھر میں اپنے گھر گئی۔ لیکن (ان واقعات کو سن کر غم کا یہ حال تھا کہ) مجھے کچھ خبر نہیں کہ کس کام کے لئے میں باہر گئی تھی اور کہاں سے آئی ہوں، ذرہ برابر بھی مجھے اس کا احساس نہیں رہا۔ اس کے بعد مجھے بخار چڑھ گیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ مجھے ذرا میرے والد کے گھر پہنچوا دیجئے۔ آپ ﷺ نے میرے ساتھ ایک بچہ کو کردیا۔ میں گھر پہنچی تو میں نے دیکھا کہ ام رومان نیچے کے حصہ میں ہیں اور ابوبکر بالاخانے میں قرآن پڑھ





رہے ہیں۔ والدہ نے پوچھا بیٹی اس وقت کیسے آگئیں۔ میں نے وجہ بتائی اور واقعہ کی تفصیلات سنائیں ان باتوں سے جتنا غم مجھ کو تھا ایسا معلوم ہوا کہ ان کو اتنا غم نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا، بیٹی اتنا فکر کیوں کرتی ہو کم ہی ایسی کوئی خوبصورت عورت کسی ایسے مرد کے نکاح میں ہوگی جو اس سے محبت رکھتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور وہ اس سے حسد نہ کریں اور اس میں سو عیب نہ نکالیں۔ اس تہمت سے وہ اس درجہ بالکل بھی متاثر نہیں معلوم ہوتی تھیں جتنا میں متاثر تھی۔ میں نے پوچھا والد کے علم میں بھی یہ باتیں آگئیں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، میں نے پوچھا اور رسول اللہ ﷺ کے؟ انہوں نے بتایا کہ آنحضور ﷺ کے بھی علم میں سب کچھ ہے۔ میں یہ سن کر رونے لگی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی میری آواز سن لی، وہ گھر کے بالائی حصہ میں قرآن پڑھ رہے تھے، اتر کر نیچے آئے اور والدہ سے پوچھا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ تمام باتیں اسے بھی معلوم ہو گئی ہیں جو اس کے متعلق کہی جا رہی ہیں۔ ان کی بھی آنکھیں بھر آئیں اور فرمایا بیٹی! تمہیں قسم دیتا ہوں، اپنے گھر واپس چلی جاؤ چنانچہ میں واپس چلی آئی۔ (جب میں اپنے والدین کے گھر آگئی تھی تو) رسول اللہ ﷺ میرے حجرہ میں تشریف لائے تھے اور میری خادمہ (بریرہ) سے میرے متعلق پوچھا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ نہیں، خدا کی قسم میں ان کے اندر کوئی عیب نہیں جانتی، البتہ ایسا ہو جایا کرتا تھا (کم عمری کی غفلت کی وجہ سے) کہ (آٹا گوندھتے ہوئے) سو جایا کرتیں اور بکری آکر ان کا گندھا ہوا آٹا کھا جاتی، رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے ڈانٹ کر ان سے کہا کہ آنحضور ﷺ کو بات صحیح صحیح کیوں نہیں بتا دیتی۔ پھر انہوں نے کھول کر صاف لفظوں میں ان سے واقعہ کی تصدیق چاہی۔ اس پر وہ بولیں کہ سبحان اللہ، میں تو عائشہ کو اس طرح جانتی ہوں جس طرح سنار کھرے سونے کو جانتا ہے۔ اس تہمت کی خبر جب ان صاحب کو معلوم ہوئی جن کے ساتھ تہمت لگائی گئی تھی تو انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ، اللہ کی قسم! کہ میں نے آج تک کسی (غیر) عورت کا کپڑا نہیں کھولا۔ عائشہ نے کہا کہ پھر انہوں نے اللہ کے راستے میں شہادت پائی۔ بیان کیا کہ صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آگئے اور میرے پاس ہی رہے۔ آخر عصر کی نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لائے۔ میرے والدین مجھے دائیں اور بائیں طرف سے پکڑے ہوئے تھے، آنحضرت ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا اما بعد! اے عائشہ! اگر تم نے واقعی کوئی برا کام کیا ہے اور اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو پھر اللہ سے توبہ کرو، کیونکہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ عائشہ نے بیان کیا کہ ایک انصاری خاتون بھی آگئی تھیں اور دروازے پر بیٹھی ہوئی تھیں، میں نے عرض کی، آپ ان خاتون کا لحاظ نہیں فرماتے کہیں یہ (اپنی سمجھ کے مطابق کوئی الٹی سیدھی) بات باہر کہہ دیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے نصیحت فرمائی، اس کے بعد میں اپنے والد کی طرف متوجہ ہوئی اور ان سے عرض کیا کہ آپ ہی جواب دیجئے، انہوں نے بھی یہی کہا کہ میں کیا کہوں جب کسی نے میری طرف سے کچھ نہیں کہا تو میں نے شہادت کے بعد اللہ کی شان کے

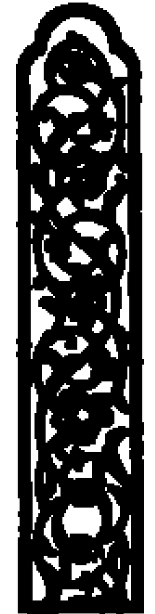






مطابق اس کی حمد وثنا کی اور کہا اما بعد! اللہ کی قسم، اگر میں آپ لوگوں سے یہ کہوں کہ میں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی اور اللہ عزوجل گواہ ہے کہ میں اپنے اس دعوے میں سچی ہوں، تو آپ لوگوں کے خیال کو بدلنے میں میری یہ بات مجھے کوئی نفع نہیں پہنچائے گی، کیونکہ یہ بات آپ لوگوں کے دل میں رچ بس گئی ہے اور اگر میں یہ کہہ دوں کہ میں نے واقعتاً یہ کام کیا ہے حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے، تو آپ لوگ کہیں گے کہ اس نے تو جرم کا اقرار کر لیا ہے۔ خدا کی قسم کہ میری اور آپ لوگوں کی مثال یوسف علیہ السلام کے والد کی سی ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا پس صبر ہی اچھا ہے اور تم لوگ جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے۔ میں نے ذہن پر بہت زور دیا کہ یعقوب علیہ السلام کا نام یاد آجائے لیکن نہیں یاد آیا۔ اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول شروع ہو گیا اور ہم سب خاموش ہو گئے۔ پھر آپ سے یہ کیفیت ختم ہوئی تو میں نے دیکھا کہ خوشی آنحضرت کے چہرہ مبارک سے ظاہر ہو رہی تھی۔ آنحضرت نے (پسینہ سے) اپنی پیشانی صاف کرتے ہوئے فرمایا، عائشہ! تمہیں بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاکی نازل کر دی ہے۔ بیان کیا کہ اس وقت مجھے بڑا غصہ آرہا تھا۔ میرے والدین نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑی ہو جاؤ، میں نے کہا کہ خدا کی قسم! میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑی نہیں ہوں گی نہ حضور کا شکریہ ادا کروں گی اور نہ آپ لوگوں کا شکریہ ادا کروں گی، میں تو صرف اللہ کا شکر ادا کروں گی جس نے میری براءت نازل کی ہے۔ آپ لوگوں نے تو یہ افواہ سنی اور اس کا انکار بھی نہ کر سکے، اس کے ختم کرنے کی بھی کوشش نہیں کی۔ عائشہ فرماتی تھیں کہ زینب بنت جحش کو اللہ تعالیٰ نے ان کی دینداری کی وجہ سے اس تہمت میں پڑنے سے بچا لیا۔ میری بابت انہوں نے خیر کے سوا اور کوئی بات نہیں کہی، البتہ ان کی بہن حمنہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوئیں۔ اس طوفان کو پھیلانے میں مسطح اور حسان اور منافق عبد اللہ بن ابی نے حصہ لیا تھا۔ عبد اللہ بن ابی منافق ہی تو کھود کھود کر اس کو پوچھتا اور اس پر حاشیہ چڑھاتا، وہی اس طوفان کا بانی مبانی تھا۔ والذی تولی کبرہ سے وہ اور حمنہ مراد ہیں۔ عائشہ نے بیان کیا کہ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ مسطح کو کوئی فائدہ آئندہ کبھی وہ نہیں پہنچائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور جو لوگ تم میں بزرگی والے اور فراخ دست ہیں الخ، اس سے مراد ابو بکر ہیں۔ وہ قرابت والوں اور مسکینوں کو اس سے مراد مسطح ہیں۔ (دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں) اللہ تعالیٰ کے ارشاد، کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرتا رہے، بے شک اللہ بڑی مغفرت کرنے والا بڑا ہی مہربان ہے تک۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں، خدا کی قسم، اے ہمارے رب! ہم تو اسی کے خواہش مند ہیں کہ تو ہماری مغفرت فرما۔ پھر وہ پہلے کی طرح مسطح کو جو دیا کرتے تھے وہ جاری کر دیا۔





قولہ "فإذا هو لم يبلغ منها" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اہل افک کی باتوں کا جتنا صدمہ اور غم مجھے تھا

اتنا صدمہ ان کی والدہ ام رومان کو نہیں تھا، دراصل حضرت عائشہ کی والدہ نے اس موقع پر صبرو استقامت کا مظاہرہ کیا تھا، بے صبری سے کام نہیں لیا تاکہ ان کی بے صبری کا بیٹی پر اثر نہ ہو جو پہلے ہی پریشان تھیں۔

قولہ "وكنت أشد ما كُنتُ غضبا" اس وقت میں سخت غصے میں تھی، کیونکہ جس کی براءت اور پاکدامنی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم علیہ السلام پر وحی نازل ہو جائے تو اسے بہتان باندھنے والوں پر سخت غصہ آتا ہے جو بلا دلیل اس کی عزت کو پامال کرتے تھے۔

١٢ ـ بَابُ قَوْلِهِ (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ)

"مسلمان عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے دوپٹے سینوں پر ڈالے رہا کریں۔"

باب آیت (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ... الاية) کی تفسیر



٤٧٥٨: وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ يُونُسَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: يَرْحَمُ اللهُ نِسَاءَ المُهَاجِرَاتِ الأُوَلَ، لَمَّا أَنْزَلَ اللهُ: (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ) شَقَّقْنَ مُرُوطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا.

اور احمد بن شبیب نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد شبیب بن سعید نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ نے کہا کہ اللہ ان عورتوں پر رحم کرے جنھوں نے پہلی ہجرت کی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آیت اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں (تاکہ سینہ اور گلا وغیرہ نہ نظر آئے) نازل کی، تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر ان کے دوپٹے بنالئے۔

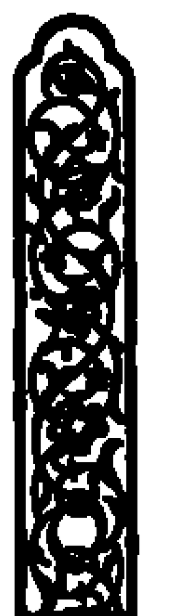
٤٧٥٩: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ) أَخَذْنَ أُزْرَهُنَّ فَشَقَّقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِي فَاخْتَمَرْنَ بِهَا

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن نافع نے بیان کیا، ان سے حسن بن مسلم نے، ان سے صفیہ بنت شیبہ نے اور ان سے حضرت عائشہ بیان کرتی تھی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں تو (انصار کی عورتوں نے) اپنے تہبندوں کو دونوں کنارے سے پھاڑ کر ان کی اوڑھنیاں بنالیں۔



سُورَةُ الفُرْقَانِ

سورہ الفرقان کی تفسیر



وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (هَبَاءً مَنْثُورًا) مَا تَسْفِي بِهِ الرِّيحُ، (مَدَّ الظِّلَّ) (مَا بَيْنَ طُلُوعِ الفَجْرِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ (سَاكِنًا) دَائِمًا عَلَيْهِ دَلِيلًا طُلُوعُ الشَّمْسِ (خِلْفَةً) مَنْ

فَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ عَمَلُ أَدْرَكَهُ بِالنَّهَارِ، أَوْ فَاتَهُ بِالنَّهَارِ أَدْرَكَهُ بِاللَّيْلِ وَقَالَ الْحَسَنُ: (هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ) فِي طَاعَةِ اللهِ وَمَا شَيْءٌ أَقَرَّ لِعَيْنِ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يَرَى حَبِيبَهُ فِي طَاعَةِ اللهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (ثُبُورًا) وَيْلًا وَقَالَ غَيْرُهُ: السَّعِيرُ مُذَكَّرٌ، وَالتَّسَعِيرُ وَالِاضْطِرَامُ التَّوَقُّدُ الشَّدِيدُ، (تُمْلَى عَلَيْهِ) تُقْرَأُ عَلَيْهِ، مِنْ أَمْلَيْتُ وَأَمْلَلْتُ، (الرَّسُّ) الْمَعْدِنُ، جَمْعُهُ رِسَاسٌ (مَا يَعْبَأُ) يُقَالُ: مَا عَبَأْتُ بِهِ شَيْئًا لَا يُعْتَدُّ بِهِ (غَرَامًا) هَلَاكًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (وَعَتَوْا) طَغَوْا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: (عَاتِيَةٍ) عَتَتْ عَنِ الْخُزَّانِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ھباء منثورا کے معنٰی جو چیز ہوا اڑا کر لائے (گرد و غبار وغیرہ) مد الظل سے وہ وقت مراد ہے جو طلوع صبح سے سورج نکلنے تک ہوتا ہے۔ ساکنا کا معنٰی ہمیشہ علیه دلیلا میں دلیل سے سورج کا نکلنا مراد ہے۔ خِلْفَة سے یہ مطلب ہے کہ رات کو جو کام نہ ہو سکے وہ دن کو پورا کر سکتا ہے۔ دن کا جو کام نہ ہو سکے وہ رات کو پورا کر سکتا ہے اور امام حسن بصری نے کہا قرة اعین کا مطلب یہ ہے کہ ہماری بیویوں کو اور اولاد کو خدا پرست اپنا تابعدار بنادے۔ مومن کی آنکھ کی ٹھنڈک اس سے زیادہ کسی بات میں نہیں ہوتی کہ اس کا محبوب اللہ کی عبادت میں مصروف ہو اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ثبورا کے معنٰی ہلاکت خرابی۔ اوروں نے کہا سعیر کا لفظ مذکر ہے یہ تسعر سے نکلا ہے تسعر اور اضطرام آگ کے خوب سلگنے کو کہتے ہیں تملی علیه اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ یہ املیت اور املات سے نکلا ہے۔ الرس کان کو کہتے ہیں اس کی جمع رساس آتی ہے۔ کان بمعنٰی معدن ما یعبا عرب لوگ کہتے ہیں ما عبات به شیئا یعنی میں نے اس کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ غراما کے معنی ہلاکت اور مجاہد نے کہا عتوا کا معنی شرارت کے ہیں اور سفیان بن عیینہ نے کہا عاتیة کا معنٰی یہ ہے کہ اس نے خزانہ دار فرشتوں کا کہنا نہ سنا۔

قولہ "ھباء منثورا" وہ چیز جسے ہوا اڑا کر لے آئے۔

قولہ "خِلْفَةً" اس سے مراد یہ ہے کہ جس سے رات کا عمل کسی عذر سے رہ جائے، وہ اسے دن کے وقت پورا کر لے اور جس کا دن کا کوئی عمل کسی عذر کی وجہ سے رہ جائے تو وہ اسے رات میں پورا کر لے۔

قولہ "التسعیر والاضطرام، التوقد الشدید" آگ کا سخت بھڑکنا۔

۱۔ بَابُ قَوْلِهِ (الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَى وُجُوهِهِمْ إِلَى جَهَنَّمَ أُولَئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا)

"یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے چہروں کے بل جہنم کی طرف چلائے جائیں گے، یہ لوگ دوزخ میں ٹھکانے کے لحاظ سے بدترین ہوں گے اور یہ راہ چلنے میں بہت ہی بھٹکے ہوئے ہیں۔"

باب: آیت (الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَى وُجُوهِهِمْ ..... الاية) کی تفسیر

٤٧٦٠: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ البَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ يُحْشَرُ الكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ؟ قَالَ: «أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ» قَالَ قَتَادَةُ: بَلَى وَعِزَّةِ رَبِّنَا.

ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن محمد بغدادی نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، کہا ہم سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے پوچھا، اے اللہ کے نبی! کافر کو قیامت کے دن اس کے چہرہ کے بل کس طرح چلایا جائے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ جس نے اسے اس دنیا میں دو پاؤں پر چلایا ہے اس پر قادر ہے کہ قیامت کے دن اس کو اس کے چہرہ کے بل چلادے۔ قتادہ نے کہا یقینا ہمارے رب کی عزت کی قسم! یونہی ہوگا۔

٢- بَابُ قَوْلِهِ (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا)



"اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس (انسان) کی جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے وہ قتل نہیں کرتے، مگر ہاں حق پر اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی ایسا کرے گا اسے سزا بھگتنی ہی پڑے گی۔"

باب آیت (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللهِ .... الاية) کی تفسير

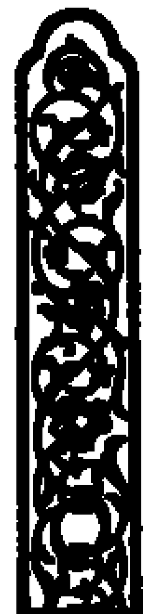
العُقُوبَةَ:

يَلْقَ أَثَامًا: وہ سزا پائے گا۔

٤٧٦١: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللهِ أَكْبَرُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ قَالَ وَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ.

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا کہ مجھ سے منصور اور سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابو وائل نے، ان سے ابو میسرہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (سفیان ثوری نے کہا کہ) اور مجھ سے واصل نے بیان کیا اور ان سے ابو وائل

شرح بخاری



نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا، یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تم اللہ کا کسی کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کون سا؟ فرمایا کہ اس کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالو کہ وہ تمہاری روزی میں شریک ہوگی۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کونسا؟ فرمایا، اس کے بعد یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ آیت آنحضرت کے فرمان کی تصدیق کے لئے نازل ہوئی کہ: اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس (انسان) کی جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر ہاں حق پر اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔

۴۷٦۲: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ فَقَالَ سَعِيدٌ قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتَهَا عَلَيَّ فَقَالَ هَذِهِ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدَنِيَّةٌ الَّتِي فِي سُورَةِ النِّسَاءِ.

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے قاسم بن ابی بزہ نے خبر دی، انہوں نے سعید بن جبیر سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو کیا اس کی اس گناہ سے توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ (ابن ابی بزہ نے بیان کیا کہ) میں نے اس پر یہ آیت پڑھی کہ اور جس جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے قتل نہ کرتے، مگر ہاں حق کے ساتھ۔ سعید بن جبیر نے کہا کہ میں نے بھی یہ آیت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑھی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ یہ مکی آیت ہے اور مدنی آیت جو اس سلسلہ میں سورۃ نساء میں ہے اس سے اس کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔

۴۷٦۳: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي قَتْلِ الْمُؤْمِنِ فَرَحَلْتُ فِيهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَزَلَتْ فِي آخِرِ مَا نَزَلَ وَلَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ.

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے مغیرہ بن نعمان نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ اہل کوفہ کا مومن کے قتل کے مسئلے میں اختلاف ہوا (کہ اس کے قاتل کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں) تو میں سفر کر کے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے کہا کہ (سورۂ نساء کی آیت جس میں یہ ذکر ہے کہ جس نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل

کیا اس کی سزا جہنم ہے) اس سلسلہ میں سب سے آخر میں نازل ہوئی ہے اور کسی دوسری آیت سے منسوخ نہیں ہوئی۔

٤٧٦٤: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ قَالَ لَا تَوْبَةَ لَهُ وَعَنْ قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فجزاء ہ جهنم کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد لا یدعون مع الله الها اٰخر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ان لوگوں کے متعلق ہے جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں قتل کیا ہو۔

٣۔ بَابُ قَوْلِهِ (يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا)

"قیامت کے دن اس کا عذاب کئی گنا بڑھتا ہی جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ کے لیے ذلیل ہو کر پڑا رہے گا۔"

باب آیت (يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ.. الاية) کی تفسیر



٤٧٦٥: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ أَبْزَى سَلِ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَقَوْلِهِ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ حَتَّى بَلَغَ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ أَهْلُ مَكَّةَ فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللّٰهِ وَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا إِلَى قَوْلِهِ غَفُورًا رَحِيمًا.

ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ ان سے حضرت عبد الرحمن بن ابزیٰ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت اور جو کوئی کسی مومن کو جان کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے اور سورۃ فرقان کی آیت اور جس انسان کی جان مارنے کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر ہاں حق کے ساتھ الا من تاب وآمن تک، میں نے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اہل مکہ نے کہا کہ پھر تو ہم نے اللہ کے ساتھ شریک بھی ٹھہرایا ہے اور ناحق ایسے قتل بھی کئے ہیں جنہیں اللہ نے حرام قرار دیا تھا اور ہم نے بدکاریوں کا بھی ارتکاب کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی مگر ہاں جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرتا رہے، اللہ بہت بخشنے والا بڑا ہی مہربان ہے، تک۔



٤۔ بَابُ قَوْلِهِ (إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰئِكَ

يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَحِيمًا)

مگر ہاں جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرتا رہے، سو ان کی بدیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تو ہے ہی بڑا بخشش کرنے والا بڑا ہی مہربان ہے۔"

باب: آیت (إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا) کی تفسیر

٤٧٦٦: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبْزَى أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا) فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ وَعَنْ (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلَهًا آخَرَ) قَالَ نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ.

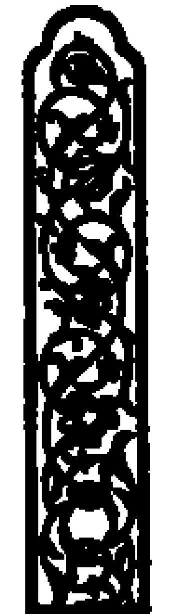
ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا مجھ کو میرے والد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں منصور نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ مجھے عبد الرحمن بن ابزیٰ نے حکم دیا کہ میں حضرت ابن عباس سے دو آیتوں کے بارے میں پوچھوں یعنی اور جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا الخ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت کسی چیز سے بھی منسوخ نہیں ہوئی ہے۔ (اور دوسری آیت جس کے) بارے میں مجھے انہوں نے پوچھنے کا حکم دیا وہ یہ تھی اور جو لوگ کسی معبود کو اللہ کے ساتھ نہیں پکارتے آپ نے اس کے متعلق فرمایا یہ مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔



عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مسلک یہ تھا کہ مسلمان کو قتل کرنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوتی، کیونکہ قرآن کریم میں سورۃ النساء میں ہے۔ «وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا[1]» جو شخص کسی مسلمان کو قتل کرے گا، اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ (قاتل) ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کی لعنت ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے یہ آیت مدنی ہے جسے کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا۔

باقی رہی سورۃ الفرقان کی آیت۔ إلا من تابَ وعمِل عملاً صالحا اس کے بارہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ یہ آیت اہل کفر اور اہل شرک کے بارہ میں ہے، جس شخص نے کفر وشرک کی حالت میں قتل کیا ہو، اس کے بعد وہ اخلاص کے ساتھ اسلام قبول کرنے تو اس کا اسلام قبول کرنے سے پہلے کفر وشرک کی حالت میں کیا ہوا قتل یا اس کے علاوہ باقی گناہ اسلام قبول کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں۔

قولہ "یُبدل اللہ سیئاتھم حسنات" یعنی گناہوں سے اس کی توبہ نیکی بن جائے گی، لیکن گناہ بعینہ نیکی نہیں بن جاتا، حافظ عبداللہ غازی پوری نے ایسا فتویٰ صادر کر دیا تھا کہ کوئی شخص جو سود لیتا رہا ہو یا زانیہ جو زنا پر اجرت لیتی رہی ہو اب اگر یہ توبہ کر لیں تو سود یا زنا کے پیسے حلال ہو جائیں گے، کیونکہ وہ سود اور زنا توبہ کے بعد نیکی بن جاتا ہے۔ اب



---

[1] سورۃ النساء: ۹۳

ایسے ہو گا جیسے انہوں نے یہ مال نیکی سے کمایا ہے۔ اس پر مولوی فقیر اللہ نے اس کی تردید میں «إیقاظ المفتی عما به یُفتی» رسالہ لکھا، اور کہا کہ وہ گناہ بعینہ نیکی نہیں بن جاتا، بلکہ توبہ نیکی بنتی ہے جو گناہ کے بدلے کی جاتی ہے زنا تو زنا ہی رہے گا وہ نیکی نہیں بن جائے گا اور نہ ہی زانیہ کی اجرت حلال ہو گی۔

۵۔ بَابٌ قَوْلِهِ (فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا)

"پس عنقریب یہ (جھٹلانا ان کے لیے) باعث وبال دوزخ بن کر رہے گا۔"

باب: آیت (فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا۔ الایة) کی تفسیر

هَلَكَةً

لِزَامًا سے مراد ہلاکت ہے۔

٤٧٦٧: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ الدُّخَانُ وَالْقَمَرُ وَالرُّومُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ (فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا).

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے مسلم نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا (قیامت کی) پانچ نشانیاں گزر چکی ہیں، دھواں (اس کا ذکر آیت یوم تاتی السماء بدخان مبین میں ہے) چاند کا پھٹنا (اس کا ذکر آیت اقتربت الساعة وانشق القمر میں ہے) روم کا مغلوب ہونا (اس کا ذکر سورۃ غلبت الروم میں ہے) بطشہ یعنی اللہ کی پکڑ جو بدر میں ہوئی (اس کا ذکر یوم نبطش البطشة الکبریٰ میں ہے) اور وبال جو قریش پر بدر کے دن آیا (اس کا ذکر آیت فسوف یکون لزاما میں ہے۔



قولہ "لزاماً هلكة" لزام کا معنیٰ ہلاکت کیا ہے، کیونکہ وہ اس کے بد عمل سے لازم ہے۔ اس لیے اسے لِزَاماً سے تعبیر کیا ہے، ورنہ لزام کا معنیٰ "چمٹنا" ہوتا ہے۔

قولہ "البطشة" سے مراد یوم بدر کی پکڑ ہے جو ان کے قتل سے ہو چکی ہے اور لزام سے مراد بدر کے دن کفار کو گرفتار کرنا ہے۔

سُورَةُ الشُّعَرَاءِ

سورہ شعراء کی تفسیر



وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (تَعْبَثُونَ) تَبْنُونَ (هَضِيمٌ) يَتَفَتَّتُ إِذَا مُسَّ، مُسَحَّرِينَ: الْمَسْحُورِينَ (لَيْكَة)، وَالْأَيْكَةُ جَمْعُ أَيْكَةٍ، وَهِيَ جَمْعُ الشَّجَرِ (يَوْمِ الظُّلَّةِ) إِظْلَالُ الْعَذَابِ إِيَّاهُمْ (مَوْزُونٍ) مَعْلُومٍ (كَالطَّوْدِ) كَالْجَبَلِ وَقَالَ غَيْرُهُ: (لَشِرْذِمَةٌ) الشِّرْذِمَةُ: طَائِفَةٌ قَلِيلَةٌ

﴿فِي السَّاجِدِينَ﴾ الْمُصَلِّينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ﴾ كَأَنَّكُمْ، الرِّيعُ: الْأَيْفَاعُ مِنَ الْأَرْضِ، وَجَمْعُهُ رِيَعَةٌ وَأَرْيَاعٌ، وَاحِدُهُ رِيعَةٌ ﴿مَصَانِعَ﴾ كُلُّ بِنَاءٍ فَهُوَ مَصْنَعَةٌ ﴿فَرِهِينَ﴾ مَرِحِينَ فَارِهِينَ بِمَعْنَاهُ وَيُقَالُ ﴿فَارِهِينَ﴾ حَاذِقِينَ ﴿تَعْثَوْا﴾ هُوَ أَشَدُّ الْفَسَادِ، عَاثَ يَعِيثُ عَيْثًا ﴿الْجِبِلَّةَ﴾ الْخَلْقُ جُبِلَ: خُلِقَ، وَمِنْهُ جُبُلًا وَجِبِلًا وَجُبْلًا: يَعْنِي الْخَلْقَ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ.

مجاہد نے کہا لفظ تعبثون کا معنٰی بناتے ہو۔ هضيم وہ چیز جو چھونے سے ریزہ ریزہ ہو جائے۔ مسحرين کا معنٰی جادو کیے گئے۔ ليكة اور الايكة جمع ہے ايكة کی اور لفظ ايكة درختوں کے جھنڈ کو کہتے ہیں۔ يوم الظله یعنی وہ دن جس میں عذاب نے ان پر سایہ کیا تھا۔ موزون کا معنٰی معلوم۔ كالطود یعنی پہاڑ کی طرح الشرزمه یعنی چھوٹا گروہ۔ في الساجدين یعنی نمازیوں میں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لعلكم تخلدون کا معنٰی یہ ہے کہ جیسے ہمیشہ دنیا میں رہو گے۔ ريع بلند زمین جیسے ٹیلہ ريع مفرد ہے اس کی جمع ريعة اور ارياع آتی ہے۔ مصانع ہر عمارت کو کہتے ہیں (یا اونچے اونچے محلوں کو) فرهين کا معنٰی اتراتے ہوئے خوش وخرم فارهين کا بھی یہی معنٰی ہے۔ بعض نے کہا فارهين کا معنٰی کاریگر ہوشیار تجربہ کار۔ تعثوا جیسے عاث يعيث عيثا عيث کہتے ہیں سخت فساد کرنے کو (دھند مچانا) تعثوا کا بھی وہی معنٰی ہے یعنی سخت فساد نہ کرو۔ خلقت جبل یعنی پیدا کیا گیا ہے۔ اسی سے جُبُلا اور جِبِلا اور جُبْلا نکلا ہے یعنی خلقت۔

قولہ "تعبثون أی تبنون" یعنی بلا ضرورت اونچی اونچی عمارتیں بناتے ہو، یہ عبث کام ہے۔

قولہ "هضيم" وہ چیز جو چھونے سے ریزہ ریزہ ہو جائے، پھل جب پک چکا ہو تو وہ ہاتھ لگانے سے ہی گرنا اور ٹوٹنا شروع ہو جاتا ہے۔

قولہ "الليكةُ والأيكةُ جمع أيكةٍ" یہ لفظ جب الف ولام کے ساتھ ہو تو جمع کے معنٰی میں ہوتا ہے اور الف ولام کے بغیر «أيْكَةٌ» ہو تو واحد کا معنٰی دیتا ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ صیغہ جمع کا ہے، بلکہ اس میں الف ولام سے جمع کے معنٰی پیدا ہو جاتے ہیں، جیسا کہ «إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ» میں الف ولام استغراق کے لیے ہے، اسی طرح «الْأَيْكَةُ» میں بھی الف ولام جمع کا معنٰی پیدا کر دیتا ہے، اگرچہ صیغہ وہی ہوتا ہے اور ایکة ذخیرہ کو کہتے ہیں جہاں بہت سے درخت جمع ہوں۔

قولہ "موزون" یہ سورہ حجر کا لفظ ہے یہاں چونکہ نباتات کا ذکر ہو رہا تھا، اس لیے یہاں اس کی تفسیر ذکر ہو گئی ہے، مَوْزُوْنٌ سے مراد معلوم اور معین چیز۔

قولہ "الريع الأيفاع من الأرض" اونچی زمین رِيَعَةٌ اور أرْيَاعٌ جمع ہے اور رِيْعٌ واحد ہے، یعنی تم اونچی جگہ پر کوئی نشان بنا لیتے ہو، اور فضول مال ضائع کرتے ہو ہاں ضرورت کے لیے مصانع اور قلعے بنائے جا سکتے ہیں۔

قولہ "فرهين أی مرحين" اترانے والے اور تکبر کرنے والے۔

١۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَلاَ تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ)

"حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ بھی دعا کی تھی کہ یا اللہ! مجھے رسوا نہ کرنا اس دن جب حساب کے لیے سب جمع کئے جائیں گے۔"

باب آیت (وَلاَ تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ) کی تفسیر

٤٧٦٨: وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ: عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ يَرَى أَبَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، عَلَيْهِ الْغَبَرَةُ وَالْقَتَرَةُ» الْغَبَرَةُ هِيَ الْقَتَرَةُ.

اور ہم سے ابراہیم بن طہمان نے کہا کہ ان سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے والد (آذر) کو قیامت کے دن گرد آلود کالا کلوٹا دیکھیں گے۔ امام بخاری نے کہا۔ غبرہ اور قترہ ہم معنی ہیں۔

٤٧٦٩: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَخِي عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَلْقَى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ فَيَقُولُ اللهُ إِنِّي حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ.



ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے بھائی (عبدالحمید) نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ذئب نے، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے والد سے (قیامت کے دن) جب ملیں گے تو اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ اے رب! تو نے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے اس دن رسوا نہیں کرے گا جب سب اٹھائے جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ میں نے جنت کو کافروں پر حرام قرار دے دیا ہے۔

٢۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ)

"اور آپ اپنے خاندانی قرابت داروں کو ڈراتے رہو (اور جو آپ کی راہ پر چلے) تو آپ اس کے ساتھ شفقت اور عاجزی سے پیش آؤ۔"

باب آیت (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ..... الاية) کی تفسیر

أَلِنْ جَانِبَكَ

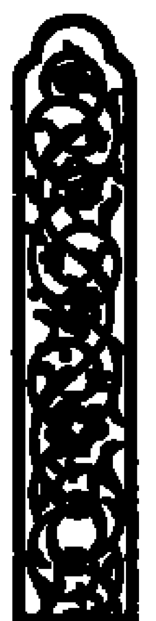
وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ کے معنی ہیں: اپنے بازو کو نرم رکھیں۔

٤٧٧٠: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ لِبُطُونِ قُرَيْشٍ حَتَّى اجْتَمَعُوا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ﴾.

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے، کہا کہ مجھ سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب آیت اور آپ اپنے خاندانی قرابت داروں کو ڈراتے رہئے نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارنے لگے، اے بنی فہر! اور اے بنی عدی! اور قریش کے دوسرے خاندان والو! اس آواز پر سب جمع ہو گئے اگر کوئی کسی وجہ سے نہ آسکا تو اس نے اپنا کوئی نائب بھیج دیا، تاکہ معلوم ہو کہ کیا بات ہے۔ ابو لہب قریش کے دوسرے لوگوں کے ساتھ مجمع میں تھا۔ آنحضرت نے انہیں خطاب کر کے فرمایا، تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تم سے کہوں کہ وادی میں (پہاڑی کے پیچھے) ایک لشکر ہے اور وہ تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات سچ مانو گے؟ سب نے کہا کہ ہاں، ہم آپ کی تصدیق کریں گے ہم نے ہمیشہ آپ کو سچا ہی پایا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر سنو، میں تمہیں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو بالکل سامنے ہے۔ اس پر ابو لہب بولا، تجھ پر سارے دن تباہی نازل ہو، کیا تو نے ہمیں اسی لئے اکٹھا کیا تھا۔ اسی واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو گیا، نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی ہی اس کے آڑے آئی۔



٤٧٧١: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَنْزَلَ اللهُ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ (يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا) وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ



سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا تَابَعَهُ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ.

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب آیت اور اپنے خاندان کے قرابت داروں کو ڈرانا نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر) آواز دی کہ اے جماعت قریش! یا اسی طرح کا اور کوئی کلمہ آپ نے فرمایا اللہ کی اطاعت کے ذریعہ اپنی جانوں کو اس کے عذاب سے بچاؤ (اگر تم شرک وکفر سے باز نہ آئے تو) اللہ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اے بنی عبد مناف! اللہ کے ہاں میں تمہارے لئے بالکل کچھ نہیں کر سکوں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! اللہ کی بارگاہ میں میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکوں گا۔ اے صفیہ، رسول اللہ کی پھوپھی! میں اللہ کے یہاں تمہیں کچھ فائدہ نہ پہنچا سکوں گا۔ اے فاطمہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی! میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے لے لو لیکن اللہ کی بارگاہ میں میں تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکوں گا۔ اس روایت کی متابعت اصبغ نے ابن وہب سے، انہوں نے یونس سے اور انہوں نے ابن شہاب سے کی ہے۔

سُورَةُ النَّمْلِ
سورہ نمل کی تفسیر

وَالخَبْءُ: مَا خَبَأْتَ (لَا قِبَلَ) لَا طَاقَةَ (الصَّرْحُ) كُلُّ مِلَاطٍ اتُّخِذَ مِنَ القَوَارِيرِ، وَالصَّرْحُ: القَصْرُ وَجَمَاعَتُهُ صُرُوحٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (وَلَهَا عَرْشٌ) سَرِيرٌ كَرِيمٌ حُسْنُ الصَّنْعَةِ، وَغَلَاءُ الثَّمَنِ يَأْتُونِي (مُسْلِمِينَ) طَائِعِينَ (رَدِفَ) اقْتَرَبَ (جَامِدَةً) قَائِمَةً (أَوْزِعْنِي) اجْعَلْنِي وَقَالَ مُجَاهِدٌ: نَكِّرُوا غَيِّرُوا (وَأُوتِينَا العِلْمَ) يَقُولُهُ سُلَيْمَانُ الصَّرْحُ بِرْكَةُ مَاءٍ ضَرَبَ عَلَيْهَا سُلَيْمَانُ قَوَارِيرَ، أَلْبَسَهَا إِيَّاهُ.

الخب پوشیدہ چھپی چیز۔ لا قبل طاقت نہیں۔ الصرح کے معنی کانچ کا گارا اور صرح محل کو بھی کہتے ہیں اس کی جمع صروح ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ولها عرش عظیم کا یہ معنی ہے کہ اس کا تخت نہایت عمدہ اچھی کاریگری کا ہے جو بیش قیمت ہے۔ مسلمین یعنی تابعدار ہو کر۔ ردف نزدیک آپہنچا۔ جامدة اپنی جگہ پر قائم۔ اوزعنی مجھ کو کر دے۔ اور مجاہد نے کہا نکروا کا معنی اس کا روپ بدل ڈالو۔ اوتینا العلم یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ صرح پانی کا ایک حوض تھا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے شیشوں سے ڈھانک دیا تھا۔ دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پانی بھرا ہوا ہے۔

قولہ "الصرح كل ملاط اتخذا من القوارير" ملاط دو اینٹوں کے درمیان رکھے جانے والے گارے کو کہتے ہیں، بعض کے نزدیک چھوٹے چھوٹے پتھروں کو کہتے ہیں، بعض ہر بلند عمارت کو کہتے ہیں، بخاری نے معنی کیا ہے وہ گارا

جو شیشے سے بنایا جائے، حالانکہ ملاط کا معنی گارا ہو تو «اتخذا من القواریر» کا کوئی معنی نہیں بنتا، اور بلاط ان پتھروں کو کہتے ہیں جو زمین پر ڈالے جاتے ہیں۔ اور صَرۡح کا معنی محل بھی ہوتا ہے۔

قولہ "جامدة" قیامت کے قریب نفخ صور کے وقت ایسا ہوگا، پہاڑ حرکت میں ہوں گے لیکن بڑے بڑے ہونے کی وجہ سے جامد دکھائی دیں گے۔

قولہ "أوتینا العلم" یقولہ سلیمان یہ سلمان علیہ السلام کا کلام ہے، بعض کہتے ہیں اس عورت کا کلام ہے، جیسا کہ «وما أبرئُ نفسی» یوسف علیہ السلام کا قول ہے بعض کہتے ہیں زلیخاں کا قول ہے کیونکہ اس سے پہلے زلیخاں کی کلام ہے۔

سُورَةُ القَصَصِ
سورہ القصص کی تفسیر

(كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ) إِلَّا مُلْكَهُ، وَيُقَالُ: إِلَّا مَا أُرِيدَ بِهِ وَجْهُ اللهِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: «فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الأَنْبَاءُ» الحُجَجُ.

باب: آیت (كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ۔ الاية) کی تفسیر

"ہر شے فنا ہونے والی ہے۔ سوائے اس کی ذات کے (الا وجہہ سے مراد ہے) بجز اس کی سلطنت کے بعض لوگوں نے اس سے مراد وہ اعمال لیے ہیں جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کیے گئے ہوں۔ (ثواب کے لحاظ سے وہ بھی فنا نہ ہوں گے) مجاہد نے کہا کہ "الانباء" سے دلیلیں مراد ہیں۔



قولہ "کل شیءٍ ھالكٌ إلا وجهه أی ملكه" یعنی ہر چیز ہلاک ہو جائے گی مگر اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم رہے گی۔ باقی سب کی حکومت ختم ہو جائے گی، بعض نے کہا ہے کہ الا وجهه سے مراد یہ ہے کہ وہ اعمال باقی رہیں گے جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کئے گئے ہوں گے۔

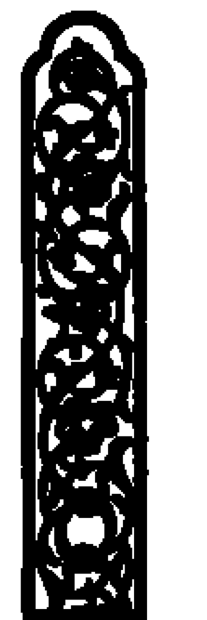
شرح بخاری

۱۔ بَابُ قَوْلِهِ (إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ [1] وَلَكِنَّ اللهَ يَهْدِي مَنْ

[1] اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور راہنمائی کی دو قسمیں ہیں، اور ہر قسم کے تحت مزید دو قسمیں پائی جاتی ہیں۔

ا۔ ھدایت إرشاد والبیان: اور اس کی دو قسمیں حسب ذیل ہیں۔ الف۔ ھدایة فطری، یہ وہ ہدایت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کی فطرت میں رکھی ہوئی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے معاملات میں تصرف کرتا ہے اور اس ہدایت کیوجہ سے ہر جاندار اپنے دوست اور دشمن کو پہچانتا ہے، اور اپنے کھانے، پینے کی چیزوں کا انتخاب کرتا ہے، فطری ہدایت کے سبب مرغی کے چھوٹے چھوٹے چوزے چیل کے آنے پر مرغی کے پروں کے نیچے گھس کر اپنے آپ کو اپنے دشمن سے محفوظ کر لیتے ہیں، اور پانی میں واقع ہونے سے بچتے ہیں، جبکہ بطخ کے بچے پانی میں کود جاتے ہیں، اور اس فطری ہدایت کی وجہ سے بکری گھاس کھاتی ہے، گوشت کے قریب نہیں جاتی، جبکہ شیر گوشت کھاتا ہے اور گھاس کو منہ نہیں لگاتا۔

ب۔ بیان الحق من الباطل: حق کو باطل سے حرام کو حلال سے توحید کو شرک سے اور نیکی کو بدی سے جدا کر کے ان کی پوری وضاحت کر دینا۔



يَشَاءُ)

"جس کو تم چاہو ہدایت نہیں کر سکتے، البتہ اللہ ہدایت دیتا ہے اسے جس کے لیے وہ ہدایت چاہتا ہے۔"

باب: آیت (إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ ... الآية) کی تفسیر

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (أُولِي الْقُوَّةِ) لَا يَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ (لَتَنُوءُ) لَتُثْقِلُ (فَارِغًا) إِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوسَى (الْفَرِحِينَ) الْمَرِحِينَ (قُصِّيهِ) اتَّبِعِي أَثَرَهُ وَقَدْ يَكُونُ أَنْ يَقُصَّ الْكَلَامَ، (نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ) (عَنْ جُنُبٍ) عَنْ بُعْدٍ، عَنْ جَنَابَةٍ وَاحِدٌ، وَعَنِ اجْتِنَابٍ أَيْضًا (يَبْطِشُ) وَيَبْطُشُ (يَأْتَمِرُونَ) يَتَشَاوَرُونَ. الْعُدْوَانُ وَالْعَدَاءُ وَالتَّعَدِّي وَاحِدٌ، (آنَسَ) أَبْصَرَ. الْجِذْوَةُ: قِطْعَةٌ غَلِيظَةٌ مِنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيهَا لَهَبٌ، وَالشِّهَابُ فِيهِ لَهَبٌ، وَالْحَيَّاتُ أَجْنَاسٌ، الْجَانُّ وَالْأَفَاعِي وَالْأَسَاوِدُ (رِدْءًا) مُعِينًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُصَدِّقُنِي وَقَالَ غَيْرُهُ: (سَنَشُدُّ) سَنُعِينُكَ كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا، فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا مَقْبُوحِينَ: مُهْلَكِينَ (وَصَّلْنَا) بَيَّنَّاهُ وَأَتْمَمْنَاهُ (يُجْبَى) يُجْلَبُ (بَطِرَتْ) أَشِرَتْ (فِي أُمِّهَا رَسُولًا) أُمُّ الْقُرَى: مَكَّةُ وَمَا حَوْلَهَا (تُكِنُّ) تُخْفِي أَكْنَنْتُ الشَّيْءَ أَخْفَيْتُهُ، وَكَنَنْتُهُ: أَخْفَيْتُهُ وَأَظْهَرْتُهُ (وَيْكَأَنَّ اللَّهَ) مِثْلُ: أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ: يُوَسِّعُ عَلَيْهِ، وَيُضَيِّقُ عَلَيْهِ.



۲۔ہدایت کی دوسری قسم هدایة توفیق وامتنان ہے، اس کے تحت دو قسمیں یہ ہیں۔

الف۔الهدية إلى الصراط المستقيم: یعنی کسی کو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ راستے (صراط مستقیم کی توفیق مہیا کر دینا) جو کہ قرآن وحدیث کا راستہ ہے اور یہی نجات کا راستہ ہے۔

ب۔هداية المؤمنين إلى طريق الجنة: اہل ایمان کو جنت کے راستے پر چڑھادینا جو کہ ان کی منزل مقصود ہے۔

ہدایت کی ان اقسام کی وضاحت سے ان دو آیات میں تطبیق کی صورت بھی واضح ہو جاتی ہے جن میں بظاہر تعارض پایا جاتا ہے، سورۃ شوریٰ کی آیت میں نبی اکرم ﷺ کی طرف ہدایت کی نسبت کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ « اور سورۃ القصص میں آپ سے ہدایت کی نفی کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ۔

ان آیات میں جمع اور تطبیق کی صورت یہ ہے کہ جس آیت میں نبی اکرم ﷺ کی طرف ہدایت کی نسبت کی گئی ہے اس سے ہدایت ارشاد وبیان کی دوسری قسم مراد ہے، کیونکہ لوگوں کے لیے حق اور باطل کو واضح کرنا اور صحیح اور غلط راستوں کی نشاندہی کرنا آپ کی نبوت کے فرائض میں داخل تھا۔

اور جس آیت کریمہ میں آپ سے ہدایت کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد پہلی، اور تیسری اور چوتھی اقسام ہیں کیونکہ ہدایت فطری اور صراط مستقیم پر چلا دینا اور جنت میں پہنچا دینا، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے بس میں نہیں ہے، ہدایت کی یہ تینوں اقسام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہی ہیں۔



حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔(لتنوء بالعصبة اولي القوة) سے یہ مراد ہے کہ کئی زور دار آدمی مل کر بھی اس کی کنجیاں نہیں اٹھا سکتے تھے۔لتنوء کا مطلب ڈھوئی جاتی تھیں۔فارغا کا معنی یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل میں موسیٰ علیہ السلام کے سوا اور کوئی خیال نہیں رہا تھا۔الفرحین کا معنی خوشی سے اتراتے ہوئے۔قصيه یعنی اس کے پیچھے پیچھے چلی جا۔قص کے معنی بیان کرنے کے ہوتے ہیں جیسے سورۂ یوسف میں فرمایا نحن نقص علیك، عن جنب یعنی دور سے عن جنابة کا بھی یہی معنی ہے اور عن اجتناب کا بھی یہی معنی ہے۔یبطش بہ کسرہ طاء اور یبطش بہ ضمہ طاء دونوں قرات ہیں۔یاتمرون مشورہ کر رہے ہیں۔عدوان اور عداء اور تعدی سب کا ایک ہی مفہوم ہے یعنی حد سے بڑھ جانا ظلم کرنا۔آنس کا معنی دیکھنا۔جذوة لکڑی کا موٹا ٹکڑا جس کے سرے پر آگ لگی ہو مگر اس میں شعلہ نہ ہو اور شہاب جو آیت او اتیکم بشهاب قبس میں ہے اس سے مراد ایسی جلتی ہوئی لکڑی جس میں شعلہ ہو۔حیات یعنی سانپوں کی مختلف قسمیں جان، افعی، اسود وغیرہ ردءًا یعنی مددگار پشت پناہ۔ ابن عباس نے یصدقنی بہ ضمہ قاف پڑھا ہے۔اوروں نے کہا سنشد کا معنی یہ ہے کہ ہم تیری مدد کریں گے عرب لوگوں کا محاورہ ہے جب کسی کو قوت دیتے ہیں تو کہتے ہیں جعلنا له عضدا،مقبوحين کا معنی ہلاک کئے گئے وصلنا اس کو بیان کیا اور پورا کیا یجبی کھچے آتے ہیں۔بطرت شرارت کی۔فی امها رسولا ام القری مکہ اور اس کے اطراف کو کہتے ہیں۔تکن کا معنی چھپاتی ہیں۔عرب لوگ کہتے ہیں اکننت یعنی میں نے اس کو چھپالیا۔ کننته کا بھی یہی معنی ہے، اس کا معنی ظاہر کرنا بھی ہے۔ویکان الله کا معنی الم تر ان الله ہے یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا۔یبسط الرزق لمن يشاء ويقدر یعنی اللہ جس کو چاہتا ہے فراغت سے روزی دیتا ہے جسے چاہتا ہے تنگی سے دیتا ہے۔

٤٧٧٢: حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ المُسَيِّبِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الوَفَاةُ، جَاءَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ المُغِيرَةِ، فَقَالَ: أَيْ عَمِّ قُلْ: لا إِلَهَ إِلَّا اللهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ المُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدَانِهِ بِتِلْكَ المَقَالَةِ، حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ: عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، وَأَبَى أَنْ يَقُولَ: لا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللهُ: (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ)، وَأَنْزَلَ اللهُ فِي أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنَّكَ لا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ).

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا۔انہیں سعید بن

مسیب نے خبر دی اور ان سے ان کے والد (حضرت مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے، ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ وہاں پہلے ہی سے موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، چچا! آپ صرف کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ دیجئے تاکہ اس کلمہ کے ذریعہ اللہ کی بارگاہ میں آپ کی شفاعت کروں۔ اس پر ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بولے کیا تم عبد المطلب کے مذہب سے پھر جاؤ گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار ان سے یہی کہتے رہے (کہ آپ صرف ایک کلمہ پڑھ لیں) اور یہ دونوں بھی اپنی بات ان کے سامنے بار بار دہراتے رہے (کہ کیا تم عبد المطلب کے مذہب سے پھر جاؤ گے؟) آخر ابو طالب کی زبان سے جو آخری کلمہ نکلا وہ یہی تھا کہ وہ عبد المطلب کے مذہب پر ہی قائم ہیں۔ انہوں نے لا الہ الا اللہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! میں آپ کے لئے طلب مغفرت کرتا رہوں گا تا آنکہ مجھے اس سے روک نہ دیا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی نبی اور ایمان والوں کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ اور خاص ابو طالب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ جس کو تم چاہو ہدایت نہیں کر سکتے، البتہ اللہ ہدایت دیتا ہے اسے جس کے لئے وہ ہدایت چاہتا ہے۔

قولہ "أولى القوة" یعنی قارون کے خزانوں کی چابیاں طاقتور جماعت بھی نہیں اٹھا سکتی تھی۔
مَفَاتِح کا لفظ اگر مفتاح کی جمع ہو تو اس کی معنی چابیاں ہوتا ہے اور اگر مفتح کی جمع ہو تو معنی خزانے ہوتا ہے۔
قولہ "الحياتُ أجناسٌ" یعنی سانپوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔ اَلْجَانّ چھوٹا، باریک سانپ، الأفاعي یعنی بڑے سانپ (اژدہے) الأساودُ کالے ناگ۔
قولہ "ويكأن الله مثل ألم تر" یعنی ویکأن اللہ کا معنی ألم تر جیسا ہو جاتا ہے۔ صرف «وَيْ» بمعنی افسوس ہے، لیکن کأن کے ساتھ مل کر مجموعہ کا معنی «ألم تَرَ» کی طرح ہے۔

٢۔ بَابُ قَوْلِهِ (إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ)

جس رب نے آپ پر قرآن کو فرض (یعنی نازل) کیا ہے۔"

باب: آیت (إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ...الاية) کی تفسیر

٤٧٧٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْعُصْفُرِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (لَرَادُّكَ إِلَى مَعَادٍ) قَالَ إِلَى مَكَّةَ.

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو یعلیٰ بن عبید نے خبر دی، کہا ہم سے سفیان بن دینار عصفری نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے، اور ان سے ابن عباس نے کہ (آیت مذکورہ بالا میں) لرادك الي معاد سے مراد ہے کہ اللہ پھر آپ کو مکہ پہنچا کر رہے گا۔

سورة العنكبوت

سورۃ العنکبوت کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ: وَكَانُوا ﴿مُسْتَبْصِرِينَ﴾ ضَلَلَةً وَقَالَ غَيْرُهُ: الْحَيَوَانُ وَالْحَيُّ وَاحِدٌ ﴿فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ﴾ عَلِمَ اللَّهُ ذَلِكَ، إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ ﴿فَلِيَمِيزَ اللَّهُ﴾، كَقَوْلِهِ: ﴿لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾ ﴿أَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ﴾ أَوْزَارًا مَعَ أَوْزَارِهِمْ.

مجاہد نے کہا "وکانوا مستبصرین" کا یہ معنیٰ ہے کہ وہ گمراہ تھے (اور اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتے تھے) اوروں نے کہا کہ حیوان اور الحیّ کے ایک معنیٰ ہیں فلیعلمن اللہ میں علم سے تمیز یعنی کھول کر بتادینا مراد ہے جیسے آیت لیمز اللہ الخبیث میں ہے۔ اثقالا مع اثقالھم کا مطلب یعنی اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسروں کے بوجھ بھی اٹھائیں گے۔

قولہ "مستبصرین أی ضللة" سمجھدار ہونے کے باوجود گمراہ تھے، یعنی بات سمجھنے کے باوجود گمراہ تھے، اور غلط راستے پر تھے کیونکہ اگر سمجھ نہ ہو تو انسان معذور ہو سکتا ہے۔

قولہ "إنما ھي بمنزلة فلیمیز اللہ" مطلب یہ ہے کہ فلیعلمن اللہ سے مراد علم فعلی ہے تاکہ دنیا میں اظہار کر کے ان میں تمیز کر دے، اس تمیز کے بعد جو علم ہوگا وہ فعلی ہوگا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کو تو ہر چیز کا علم پہلے سے ہی ہے، اس پر کوئی شئ کسی وقت بھی مخفی نہیں ہے۔

بَابُ سُورَةِ الرُّومِ

سورۃ الم غلبت الروم کی تفسیر

﴿فَلَا يَرْبُو عِنْدَ اللَّهِ﴾ مَنْ أَعْطَى عَطِيَّةً يَبْتَغِي أَفْضَلَ مِنْهُ فَلَا أَجْرَ لَهُ فِيهَا قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿يُحْبَرُونَ﴾ يُنَعَّمُونَ ﴿يَمْهَدُونَ﴾ الْمَضَاجِعَ ﴿الْوَدْقُ﴾ الْمَطَرُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ فِي الْآلِهَةِ وَفِيهِ ﴿تَخَافُونَهُمْ﴾ أَنْ يَرِثُوكُمْ كَمَا يَرِثُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ﴿يَصَّدَّعُونَ﴾ يَتَفَرَّقُونَ فَاصْدَعْ وَقَالَ غَيْرُهُ: ضُعْفٌ وَضَعْفٌ لُغَتَانِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿السُّوأَى﴾ الْإِسَاءَةُ جَزَاءُ الْمُسِيئِينَ.

فلا یربوا یعنی جو سود پر قرض دے اس کو کچھ ثواب نہیں ملے گا۔ مجاہد نے کہا یحبرون کا معنیٰ نعمتیں دیئے جائیں گے۔ فلا نفسھم یمدون یعنی اپنے لیے بستر (بچھونے) بچھاتے ہیں (قبر میں یا بہشت میں) الودق مینہ کو کہتے ہیں۔ ابن عباس نے کہا یہ آیت ھل لکم مما ملکت ایمانکم اللہ پاک اور بتوں کی مثال میں اتری ہے۔ تخافونھم یعنی کیا تم اپنے لونڈی غلاموں سے یہ خوف کرتے ہو کہ وہ تمہارے وارث بن جائیں گے جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہو۔ یصدعون کے معنیٰ جدا جدا ہو جائیں گے۔ فاصدع کا معنیٰ حق بات کھول کر بیان کر دے اور بعض نے کہا ضعف اور ضعف ضاد کے ضمہ اور فتحہ کے ساتھ دونوں قراءت ہیں۔ مجاہد

نے کہا السوئ کا معنی برائی یعنی برائی کرنے والوں کا بدلہ برا ملے گا۔

قولہ "لُغتان أی قراءتانِ" یعنی ضُعف اور ضَعف دو قراءتیں ہیں۔

قولہ "السُّوأی الإِسَاءَةُ" بمعنی برائی، یعنی برائی کی زندگی گزارنے والوں کو بدلہ بھی برا ہی ملے گا۔

٤٧٧٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُحَدِّثُ فِي كِنْدَةَ فَقَالَ يَجِيءُ دُخَانٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ بِأَسْمَاعِ الْمُنَافِقِينَ وَأَبْصَارِهِمْ يَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ فَفَزِعْنَا فَأَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَغَضِبَ فَجَلَسَ فَقَالَ مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ لَا أَعْلَمُ فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ وَإِنَّ قُرَيْشًا أَبْطَئُوا عَنِ الْإِسْلَامِ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتَّى هَلَكُوا فِيهَا وَأَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ وَيَرَى الرَّجُلُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَجَاءَهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَأْمُرُنَا بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللّٰهَ فَقَرَأَ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ عَائِدُونَ أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمْ عَذَابُ الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَ ثُمَّ عَادُوا إِلَى كُفْرِهِمْ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى يَوْمَ بَدْرٍ وَلِزَامًا يَوْمَ بَدْرٍ ﴿الم غُلِبَتِ الرُّومُ إِلَى سَيَغْلِبُونَ﴾ وَالرُّومُ قَدْ مَضَى.

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور اور اعمش نے بیان کیا، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ ایک شخص نے قبیلہ کندہ میں وعظ بیان کرتے ہوئے کہا کہ قیامت کے دن ایک دھواں اٹھے گا جس سے منافقوں کے آنکھ کان بالکل بیکار ہو جائیں گے لیکن مومن پر اس کا اثر صرف زکام جیسا ہوگا۔ ہم اس کی بات سے بہت گھبرا گئے۔ پھر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور انہیں ان صاحب کی یہ بات سنائی) وہ اس وقت ٹیک لگائے بیٹھے تھے، اسے سن کر بہت غصہ ہوئے اور سیدھے بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا کہ اگر کسی کو کسی بات کا واقعی علم ہے تو پھر اسے بیان کرنا چاہئے لیکن اگر علم نہیں ہے تو کہہ دینا چاہئے کہ اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔ یہ بھی علم ہی ہے کہ آدمی اپنی لاعلمی کا اقرار کرلے اور صاف کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا۔ قل ما اسئلکم علیه من اجر وما انا من المتکلفین (آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی تبلیغ ودعوت پر تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا اور نہ میں بناوٹ کرتا ہوں) اصل میں واقعہ یہ ہے کہ قریش کسی

طرح اسلام نہیں لاتے تھے۔ اس لئے آنحضرت نے ان کے حق میں بددعا کی کہ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ جیسا قحط بھیج کر میری مدد کر پھر ایسا قحط پڑا کہ لوگ تباہ ہو گئے اور مردار اور ہڈیاں کھانے لگے کوئی اگر فضا میں دیکھتا (تو فاقہ کی وجہ سے) اسے دھویں جیسا نظر آتا۔ پھر ابو سفیان آئے اور کہا کہ اے محمد ﷺ! آپ ہمیں صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں لیکن آپ کی قوم تباہ ہو رہی ہے، اللہ سے دعا کیجئے (کہ ان کی یہ مصیبت دور ہو) اس پر آنحضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین الی قولہ عائدون حضرت ابن مسعود نے بیان کیا کہ قحط کا یہ عذاب تو آنحضرت ﷺ کی دعا کے نتیجہ میں ختم ہو گیا تھا لیکن کیا آخرت کا عذاب بھی ان سے ٹل جائے گا؟ چنانچہ قحط ختم ہونے کے بعد پھر وہ کفر سے باز نہ آئے، اس کی طرف اشارہ یوم نبطش البطشۃ الکبری میں ہے، یہ بطش کفار پر غزوۂ بدر کے موقع پر نازل ہوئی تھی (کہ ان کے بڑے بڑے سردار قتل کر دیئے گئے) اور لزاما (قید) سے اشارہ بھی معرکہ بدر ہی کی طرف ہے الم غلبت الروم سے سیغلبون تک کا واقعہ گزر چکا ہے کہ (کہ روم والوں نے فارس والوں پر فتح پالی تھی)

قولہ "أفیکشف عنهم عذاب الاخرۃ" یعنی یوم تأتی السماء بدخان مبین میں دُخان سے مراد آخرت کا عذاب نہیں ہے، کیونکہ آخرت کا عذاب آنے کے بعد اٹھے گا نہیں، اس سے مراد تو زمانہ قحط میں نظر آنے والا دھواں ہے، جو اس سے قبل آچکا ہے۔

١۔ بَابُ قَوْلِهِ (لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللهِ)

"اللہ کی بنائی ہوئی فطرت خلق اللہ میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔"

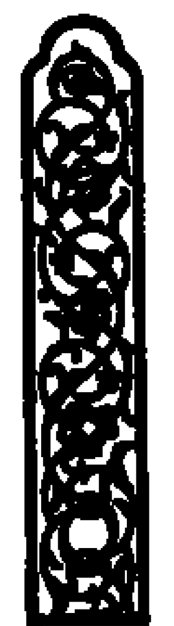


باب آیت (لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللهِ الاية) کی تفسیر

خُلُقُ الْأَوَّلِينَ: دِينُ الْأَوَّلِينَ، وَالْفِطْرَةُ الْإِسْلَامُ.

خلق اللہ سے مراد اللہ کا دین ہے۔ خُلُقُ الْأَوَّلِينَ میں بھی دین ہی مراد ہے، یعنی پہلے لوگوں کا دین۔ آیت کریمہ میں فطرت سے مراد بھی اللہ کا دین ہے۔

٤٧٧٥: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُولُ (فِطْرَةَ اللهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ)



ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہمیں عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس بن یزید نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر پیدا ہونے والا بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسی جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے کیا تم نے انہیں ناک کان کٹا ہوا کوئی بچہ دیکھا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت کی اللہ کی اس فطرت کی اتباع کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بنائی ہوئی فطرت میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ یہی سیدھا دین ہے۔"

سُورَةُ لُقْمَانَ

سورہ لقمان کی تفسیر

١ـ بَابُ قولهِ (لَا تُشْرِكْ بِاللهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ)

"اللہ کا شریک نہ ٹھہرا، بیشک شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔"

باب: آیت (لَا تُشْرِكْ بِاللهِ.....) کی تفسیر

٤٧٧٦: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيْسَ بِذَاكَ أَلَا تَسْمَعُ إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ.



ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی آمیزش نہیں کی نازل ہوئی تو اصحاب رسول ﷺ بہت گھبرائے اور کہنے لگے کہ ہم میں کون ایسا ہوگا جس نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہیں کی ہوگی؟ آپ نے فرمایا کہ آیت میں ظلم سے یہ مراد نہیں ہے۔ تم نے لقمان علیہ السلام کی وہ نصیحت نہیں سنی جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی کہ بیشک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔"

اس حدیث کی شرح اس سے قبل منحۃ الباری کتاب الایمان میں باب ظُلم دُون ظلم کے تحت گزر چکی ہے۔

٢ـ بَابُ قَوْلِهِ: (إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ)

"قیامت (کے واقع ہونے کی تاریخ) کی خبر صرف اللہ پاک ہی کو ہے۔"

باب: آیت (إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ) الخ کی تفسیر



٤٧٧٧: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ، إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ يَمْشِي، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الإِيمَانُ؟ قَالَ: «الإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلاَئِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَلِقَائِهِ، وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الآخِرِ» قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الإِسْلاَمُ؟ قَالَ: «الإِسْلاَمُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلاَ تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمَ الصَّلاَةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ المَفْرُوضَةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ»، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الإِحْسَانُ؟ قَالَ: الإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ. قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: مَا المَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلَكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا: إِذَا وَلَدَتِ المَرْأَةُ رَبَّتَهَا، فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا كَانَ الحُفَاةُ العُرَاةُ رُءُوسَ النَّاسِ، فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، فِي خَمْسٍ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الأَرْحَامِ﴾ ثُمَّ انْصَرَفَ الرَّجُلُ، فَقَالَ: «رُدُّوا عَلَيَّ» فَأَخَذُوا لِيَرُدُّوا فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا، فَقَالَ: «هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ».



مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، ان سے جریر نے، ان سے ابو حیان نے، ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن لوگوں کے ساتھ تشریف رکھتے تھے کہ ایک نیا آدمی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا یارسول اللہ ﷺ! ایمان کیا ہے؟ آنحضرت نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے فرشتوں، رسولوں اور اس کی ملاقات پر ایمان لاؤ اور قیامت کے دن پر ایمان لاؤ۔ انہوں نے پوچھا، یارسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تنہا اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو اور فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ انہوں نے پوچھا، یارسول اللہ! احسان کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو ورنہ یہ عقیدہ لازماً رکھو کہ اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا یارسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس سے پوچھا جارہا ہے خود وہ سائل سے زیادہ اس کے واقع ہونے کے متعلق نہیں جانتا۔ البتہ میں تمہیں اس کی چند نشانیاں بتاتا ہوں۔ جب عورت ایسی اولاد جنے جو اس کے آقا بن جائیں تو یہ قیامت کی نشانی ہے، جب ننگے پاؤں، ننگے جسم والے لوگ لوگوں پر حاکم ہوجائیں تو یہ قیامت کی نشانی ہے۔ قیامت بھی ان پانچ چیزوں میں سے ہے جسے اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماں کے رحم میں کیا ہے (لڑکا یا لڑکی) پھر وہ صاحب اٹھ کر چلے گئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہیں میرے پاس واپس بلا لاؤ۔ لوگوں نے انہیں تلاش کیا تا کہ آنحضرت ﷺ







کی خدمت میں دوبارہ لائیں لیکن ان کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ صاحب جبرئیل تھے (انسانی صورت میں) لوگوں کو دین کی باتیں سکھانے آئے تھے۔

اس حدیث کی شرح اس سے قبل کتاب الایمان میں باب سؤال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الإیمان کے تحت ہو چکی ہے۔

٤٧٧٨: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ.

ہم سے یحیٰی بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد بن عبد اللہ بن عمر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، غیب کی کنجیاں پانچ ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت کی بیشک اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ مادہ کے رحم میں نر ہے یا مادہ اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا۔



سُورَةُ السَّجْدَةِ

سورہ السجدہ کی تفسیر

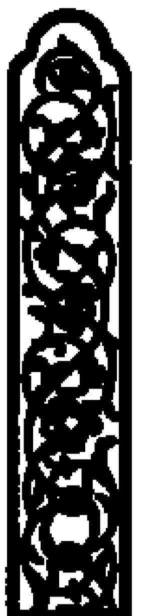
وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (مَهِينٍ) ضَعِيفٍ: نُطْفَةُ الرَّجُلِ (ضَلَلْنَا) هَلَكْنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (الْجُرُزُ) الَّتِي لَا تُمْطَرُ إِلَّا مَطَرًا لَا يُغْنِي عَنْهَا شَيْئًا (نَهْدِ) نُبَيِّنْ.

مجاہد نے کہا مھین کا معنیٰ ناتواں کمزور (یا حقیر) مراد مرد کا نطفہ ہے۔ ضللنا کے معنیٰ ہم تباہ ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جرز وہ زمین جہاں بالکل کم بارش ہوتی ہے جس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا (یا سخت اور خشک زمین) نہد کا معنیٰ ہم بیان کرتے ہیں۔

قولہ "مَهِينٍ" اس کا معنیٰ ضعیف ہے اور مراد اس سے مرد کا نطفہ ہے۔ اس کمزور چیز سے اللہ تعالیٰ قوی انسان بنا دیتا ہے۔

١۔ بَابُ قَوْلِهِ: (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ)

کسی مومن کو علم نہیں جو جو سامان (جنت میں) ان کے لیے پوشیدہ کر کے رکھے گئے ہیں جو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں گے۔"



باب: آیت (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ) الایۃ کی تفسیر

٤٧٧٩: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ، مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ وحَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: «قَالَ اللهُ» مِثْلَهُ، قِيلَ لِسُفْيَانَ: رِوَايَةً؟ قَالَ: فَأَيُّ شَيْءٍ؟ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَرَأَ أَبُو هُرَيْرَةَ قُرَّاتِ أَعْيُنٍ.

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے صالح اور نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے نہ دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے گمان وخیال میں وہ آئی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر چاہو تو اس آیت کو پڑھ لو کہ سو کسی کو نہیں معلوم جو جو سامان آنکھوں کی ٹھنڈک کا ان کے لیے جنت میں چھپا کر رکھا گیا ہے۔
علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور انسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، پہلی حدیث کی طرح۔ سفیان سے پوچھا گیا کہ یہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث روایت کر رہے ہیں یا اپنے اجتہاد سے فرما رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ (اگر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے) تو پھر اور کیا ہے؟ ابو معاویہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے اور ان سے ابو صالح نے کہ حضرت ابوہریرہ نے (آیت مذکورہ میں) قرات (صیغہ جمع کے ساتھ) پڑھا ہے۔



٤٧٨٠: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا بَلْهَ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾.

مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، کہا ہم سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیکو کار بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار رکھی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے نہ دیکھا اور کسی کان نے نہ سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا کبھی گمان وخیال پیدا ہوا۔ اللہ کی ان نعمتوں سے واقفیت اور آگاہی تو الگ رہی (ان کا کسی کو گمان وخیال بھی پیدا نہیں ہوا) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی



تلاوت کی کہ سو کسی نفس مومن کو معلوم نہیں جو جو سامان آنکھوں کی ٹھنڈک کا (جنت میں) ان کے لئے چھپا کر رکھا گیا ہے، یہ بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا جو دنیا میں کرتے رہے۔

قولہ "مالا عینٌ رأت" یہ نعمتیں وہ ہیں جو قرآن کریم میں ذکر نہیں ہوئیں، اور جو نعمتیں قرآن کریم میں ذکر ہوئی ہیں۔ وہ ان میں داخل نہیں ہیں۔ اگرچہ اس معنی سے ان میں داخل ہو سکتی ہیں کہ ان کی حقیقت بھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، اور ان نعمتوں سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار اور اس کی تجلیات ہیں۔

قولہ "ذخرًا من بله ما اطلعتم علیه" اس میں «مِنْ» زائدہ ہے۔ اصل میں «بلهٗ ما اطلعتم علیه» ہے یا معنی یہ ہوگا مِنْ غیرِ ما اطلعتم علیه۔

سُورَةُ الأَحْزَابِ

سورہ احزاب کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (صَيَاصِيهِمْ) قُصُورِهِمْ.

مجاہد نے کہا کہ "صیاصیهم" بمعنی قصورهم ہے جس سے ان کے قلعے محل گڑھیاں مراد ہیں۔

١۔ بَابُ قَوْلِهِ (النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ)

"رسول اللہ ﷺ مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔"

باب: آیت (النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ) الآیۃ کی تفسیر

٤٧٨١: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ (النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ) فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوا فَإِنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَلْيَأْتِنِي فَأَنَا مَوْلَاهُ.

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فلیح نے، کہا مجھ سے میرے والد نے، ان سے ہلال بن علی نے اور ان سے عبدالرحمن بن ابی عمرہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مومن ایسا نہیں کہ میں خود اس کے نفس سے بھی زیادہ اس سے دنیا اور آخرت میں تعلق نہ رکھتا ہوں، اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو کہ، نبی مؤمنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتا ہے۔ پس جو مومن بھی (مرنے کے بعد) ترکہ مال واسباب چھوڑے اور کوئی ان کا ولی وارث نہیں ہے اس کے عزیز واقارب جو بھی ہوں، اس کے مال کے وارث ہوں گے، لیکن اگر کسی مومن نے کوئی قرض چھوڑا ہے یا اولاد چھوڑی ہے تو وہ میرے پاس آجائیں ان کا ذمہ دار میں ہوں۔

٢۔ بَابُ قَوْلِهِ (ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ)

”ان (آزاد شدہ غلاموں کو) ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کیا کرو۔“

باب: آیت (ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ الآية) کی تفسیر

٤٧٨٢: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوهُ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ (ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے آزاد کیے ہوئے غلام زید بن حارثہ کو ہمیشہ زید بن محمد کہہ کر پکارا کرتے تھے، یہاں تک کہ قرآن کریم میں آیت نازل ہوئی کہ انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کرو کہ یہی اللہ کے نزدیک سچی اور ٹھیک بات ہے۔

٣۔ بَابُ قَوْلِهِ (فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا)

سو ان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور کچھ ان میں سے وقت آنے کا انتظار کر رہے ہیں اور انہوں ”نے اپنے عہد میں ذرا فرق نہیں آنے دیا۔“

باب: آیت (فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ ...... الآية) کی تفسیر

نَحْبَهُ: عَهْدَهُ. أَقْطَارِهَا: جَوَانِبُهَا. الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا: لَأَعْطَوْهَا.

نَحْبَهُ سے مراد اپنا عہد و قرار ہے۔ أَقْطَارِهَا کے معنی ہیں: اس (مدینہ) کے کناروں (اطراف) سے۔ الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا کے معنی ہیں: وہ قبول کر لیں گے اور شریک ہو جائیں گے۔

٤٧٨٣: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نُرَى هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَنَسِ بْنِ النَّضْرِ (مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ).

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ثمامہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک نے بیان کیا کہ ہمارے خیال میں یہ آیت حضرت انس بن نضر کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ اہل ایمان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اس میں وہ سچے اترے۔

قولہ ”لأتوھا“ یعنی اگر یہ مدینہ سے باہر ہوتے، اور مدینہ میں کچھ دیگر لوگ آ جاتے جو انہیں فتنہ میں شامل ہونے کی

دعوت دیتے تو یہ فتنہ میں شامل ہو جاتے۔ لاتوھا سے مراد وہ فتنہ کو قبول کر لیں گے۔

٤٧٨٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ لَمَّا نَسَخْنَا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهَا لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ إِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ (مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ).

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور ان سے حضرت زید بن ثابت نے بیان کیا کہ جب ہم قرآن مجید کو مصحف کی صورت میں جمع کر رہے تھے تو مجھے سورۃ الاحزاب کی ایک آیت (کہیں لکھی ہوئی) نہیں مل رہی تھی۔ میں وہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا تھا۔ آخر وہ مجھے خزیمہ انصاری کے پاس ملی جن کی شہادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مومن مردوں کی شہادت کے برابر قرار دیا تھا۔ وہ آیت یہ تھی۔ اہل ایمان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اس میں وہ سچے اترے۔

قولہ "جعل شهادته شهادة رجلين" حضرت زید بن ثابت امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے جب مختلف صحیفوں سے مصحف میں قرآن جمع کر رہے تھے، تو وہ دو گواہوں کا اعتبار کر کے مصحف میں قرآن جمع کر رہے تھے، کہ وہ آیت جو درج کی جائے وہ زبانی بھی یاد ہو۔ اور لکھی ہوئی بھی موجود ہو۔ اور وہ دو آدمیوں کی گواہی ملنے کے بعد لکھتے تھے، لیکن سورۃ احزاب کی یہ آیت «مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ» صرف خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس لکھی ہوئی ملی۔ اور اس اکیلے کی گواہی کو دو آدمیوں کے قائم مقام قرار دیا، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک موقع پر اس کی گواہی کو دو کے قائم مقام قرار دیا تھا، جبکہ آپ نے ایک اعرابی سے اونٹ خریدا تھا، اس اعرابی کو کسی دوسرے خریدار سے جب اس سے زائد قیمت ملنے لگی تو اس نے اپنی اس بیع سے انکار کر دیا، اور آپ سے کہا کہ کوئی گواہ پیش کریں کہ میں نے آپ کو یہ اونٹ فروخت کیا ہے، تب حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں گواہی دی تھی، اور آپ نے اس موقع پر اس ایک کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے قائم مقام قرار دیا تھا۔

۴۔ بَابُ قَوْلِهِ: (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا)

اے نبی! آپ اپنی بیویوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زیب و زینت کا ارادہ رکھتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دنیوی اسباب دے دلا کر خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں۔"

باب: آیت (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ ... الاية) کی تفسیر

وَقَالَ مَعْمَرٌ: التَّبَرُّجُ: أَنْ تُخْرِجَ مَحَاسِنَهَا»، سُنَّةَ اللهِ اسْتَنَّهَا جَعَلَهَا.

حضرت معمر نے کہا: التبرج کے معنی ہیں کہ عورت اپنے حسن کا اظہار کرے۔ سُنَّةَ اللهِ سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ طریقہ و معمول ہے جو اس نے مقرر کیا ہے۔

٤٧٨٥: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهَا حِينَ أَمَرَهُ اللهُ أَنْ يُخَيِّرَ أَزْوَاجَهُ، فَبَدَأَ بِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا، فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَسْتَعْجِلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ» وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ، قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللهَ قَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ﴾ إِلَى تَمَامِ الآيَتَيْنِ، فَقُلْتُ لَهُ: فَفِي أَيِّ هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ؟ فَإِنِّي أُرِيدُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الآخِرَةَ.

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ آنحضرت ﷺ اپنی ازواج کو (آپ کے پاس رہنے یا آپ سے علیحدگی کا) اختیار دیں تو آپ حضرت عائشہ کے پاس بھی تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں تم سے ایک معاملہ کے متعلق کہنے آیا ہوں ضروری نہیں کہ تم اس میں جلد بازی سے کام لو، اپنے والدین سے بھی مشورہ کر سکتی ہو۔ آنحضرت ﷺ تو جانتے ہی تھے کہ میرے والدین کبھی آپ سے جدائی کا مشورہ نہیں دے سکتے۔ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے نبی! اپنی بیویوں سے فرما دیجئے آخر آیت تک۔ میں نے عرض کیا، لیکن کس چیز کے لئے مجھے اپنے والدین سے مشورہ کی ضرورت ہے، کھلی ہوئی بات ہے کہ میں اللہ، اس کے رسول اور عالم آخرت کو چاہتی ہوں۔

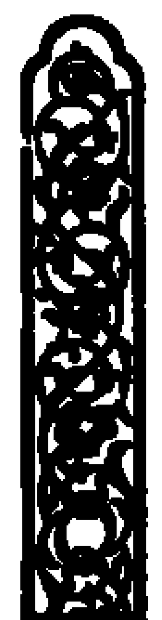


٥- بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الآخِرَةَ فَإِنَّ اللهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا﴾

اے نبی کی بیویو! اگر تم اللہ کو، اس کے رسول کو اور عالم آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیک عمل کرنے والیوں کے لیے بہت بڑا ثواب تیار رکھا ہے

باب آیت ﴿وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللهَ وَرَسُولَهُ الاية﴾ کی تفسیر

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ الْقُرْآنِ وَالْحِكْمَةُ السُّنَّةُ.



حضرت قتادہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کے فرمان: تم اللہ کی ان آیات اور حکمت بھری باتوں کو یاد رکھو جو تمہارے گھروں میں

پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ میں آیات اللہ سے مراد قرآن مجید اور الحکمۃ سے مراد سنت نبوی ہے۔

٤٧٨٦: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ لَمَّا أُمِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي، فَقَالَ: «إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلاَ عَلَيْكِ أَنْ لاَ تَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ» قَالَتْ: وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ قَالَ: (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا) إِلَى (أَجْرًا عَظِيمًا) قَالَتْ: فَقُلْتُ: فَفِي أَيِّ هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ، فَإِنِّي أُرِيدُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الآخِرَةَ، قَالَتْ: ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ تَابَعَهُ مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، وَأَبُو سُفْيَانَ المَعْمَرِيُّ: عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ.

اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوا کہ اپنی ازواج کو اختیار دیں تو آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تم سے ایک معاملہ کے متعلق کہنے آیا ہوں، ضروری نہیں کہ تم جلدی کرو، اپنے والدین سے بھی مشورہ لے سکتی ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو تو معلوم ہی تھا کہ میرے والدین آپ سے جدائی کا کبھی مشورہ نہیں دے سکتے۔ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے (وہ آیت جس میں یہ حکم تھا) پڑھی کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادیجئے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زینت کو چاہتی ہو سے "اجرا عظیما" تک۔ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا لیکن اپنے والدین سے مشورہ کی کس بات کے لئے ضرورت ہے، ظاہر ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول اور عالم آخرت کو چاہتی ہوں۔ بیان کیا کہ پھر دوسری ازواج مطہرات نے بھی وہی کہا جو میں کہہ چکی تھی۔ اس کی متابعت موسیٰ بن اعین نے معمر سے کی ہے کہ ان سے زہری نے بیان کیا کہ انہیں ابوسلمہ نے خبر دی اور عبدالرزاق اور ابوسفیان معمری نے معمر سے بیان کیا، ان سے زہری نے، اور ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ نے۔



٦- بَابُ قَوْلِهِ (وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ)

"اے نبی! آپ اپنے دل میں وہ بات چھپاتے رہے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا ہی تھا اور آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے، حالانکہ اللہ ہی اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔"



باب: آیت (وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ) کی تفسیر

٤٧٨٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ (وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ) نَزَلَتْ فِي شَأْنِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے معلی بن منصور نے بیان کیا، اسے حماد بن زید نے کہا ہم سے ثابت نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیت اور آپ اپنے دل میں وہ چھپاتے رہے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا۔ زینب بنت جحش اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے معاملہ میں نازل ہوئی تھی۔

قولہ "وتخفی فی نفسک" یعنی اللہ تعالیٰ متبنّٰی کی بیوی سے طلاق کے بعد نکاح نہ کرنے کی رسم کو آپ کے ذریعہ سے ختم کرنا چاہتے تھے، کیونکہ متبنّٰی کی بیوی کا حکم صلبی بیٹے کی بیوی کی طرح نہیں ہے، لیکن آپ لوگوں کے طعن سے بچنے کے لیے اسے ظاہر نہیں کرتے تھے، اس لیے فرمایا وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ یعنی آپ کو لوگوں کے طعن سے ڈرتے ہوئے متبنّٰی کی بیوی سے نکاح کی حلت کو چھپانا نہیں چاہیے۔



٧۔ بَابُ قَوْلِهِ (تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ)

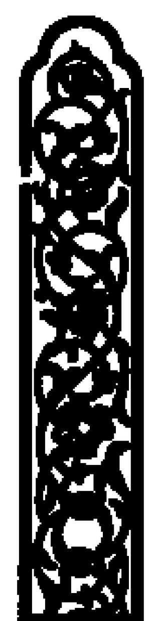
"اے نبی! ان (ازواج مطہرات) میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا ہو ان میں سے کسی کو پھر طلب کرلیں جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں۔"

باب: آیت (تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ ....الآية) کی تفسیر

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تُرْجِي: تُؤَخِّرُ أَرْجِئْهُ: أَخِّرْهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تُرْجِي کے معنی ہیں: پیچھے ڈال دینا۔ اسی طرح أَرْجِئْهُ کے معنی ہیں: مؤخر کرنا۔

٤٧٨٨: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّاتِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقُولُ أَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى (تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ) قُلْتُ مَا أُرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ.



ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے اپنے والد سے سن کر بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ جو عورتیں اپنے نفس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

ہبہ کرنے آتی تھیں مجھے ان پر بڑی غیرت آتی تھی۔ میں کہتی کہ کیا عورت خود ہی اپنے کو کسی مرد کے لئے پیش کر سکتی ہے؟ پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ان میں سے جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا اس میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ تو میں نے کہا کہ میں تو سمجھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی مراد بلا تاخیر پوری کر دینا چاہتا ہے۔

٤٧٨٩: حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَأْذِنُ فِي يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ) فَقُلْتُ لَهَا مَا كُنْتِ تَقُولِينَ قَالَتْ كُنْتُ أَقُولُ لَهُ إِنْ كَانَ ذَاكَ إِلَيَّ فَإِنِّي لَا أُرِيدُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ أُوثِرَ عَلَيْكَ أَحَدًا تَابَعَهُ عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ سَمِعَ عَاصِمًا.

ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو عاصم احول نے خبر دی، انہیں معاذہ نے اور انہیں حضرت عائشہ نے کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بھی کہ ان میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا ان میں سے کسی کو طلب کر لیں جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں۔" اگر (ازواج مطہرات) میں سے کسی کی باری میں کسی دوسری بیوی کے پاس جانا چاہتے تو جن کی باری ہوتی ان سے اجازت لیتے تھے (معاذہ نے بیان کیا کہ) میں نے اس پر عائشہ سے پوچھا کہ ایسی صورت میں آپ آنحضرت ﷺ سے کیا کہتی تھیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو یہ عرض کر دیتی تھی کہ یا رسول اللہ! اگر یہ اجازت آپ مجھ سے لے رہے ہیں تو میں تو اپنی باری کا کسی دوسرے پر ایثار نہیں کر سکتی۔ اس روایت کی متابعت عباد بن عباد نے کی، انہوں نے عاصم سے سنا۔

٨۔ بَابُ قَوْلِهِ (لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكُمْ

شرح بخاری

كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيمًا).

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو۔ سوائے اس وقت کے جب تمہیں کھانے کے لیے (آنے کی) اجازت دی جائے، ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ بیٹھے رہو، البتہ جب تم کو بلایا جائے تب جایا کرو۔ پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور وہاں باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو۔ اس بات سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ صاف بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتا اور جب تم ان (رسول کی ازواج) سے کوئی چیز مانگو تو ان سے پردے کے باہر سے مانگا کرو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور تمہیں جائز نہیں کہ تم رسول اللہ کو (کسی طرح بھی) تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ کہ آپ کے بعد آپ کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو، بیشک یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے۔

باب آیت (لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ...الاية) کی تفسیر

يُقَالُ: إِنَاهُ: إِدْرَاكُهُ. أَنَى يَأْنِي أَنَاةً فَهُوَ آنٍ (لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا) إِذَا وَصَفْتَ صِفَةَ الْمُؤَنَّثِ قُلْتَ: قَرِيبَةً وَإِذَا جَعَلْتَهُ ظَرْفًا وَبَدَلًا. وَلَمْ تُرِدِ الصِّفَةَ. نَزَعْتَ الْهَاءَ مِنَ الْمُؤَنَّثِ، وَكَذٰلِكَ لَفْظُهَا فِي الْوَاحِدِ وَالِاثْنَيْنِ، وَالْجَمِيعِ، لِلذَّكَرِ وَالْأُنْثَى.

إناه کا معنی کھانا تیار ہونا پکنا یہ أنى يأني أناة سے نکلا ہے۔ لعل الساعة تكون قريبا قیاس تو یہ تھا کہ قريبة کہتے مگر قریب کا لفظ جب مؤنث کی صفت ہو تو اسے قريبة کہتے ہیں اور جب وہ ظرف یا اسم ہوتا ہے اور صفت مراد نہیں ہوتی تو ہائے تانیث نکال ڈالتے ہیں قریب کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث سب برابر ہے۔

٤٧٩٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الْحِجَابِ.

ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے حمید طویل نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے پاس اچھے برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، کاش آپ ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم دے دیں۔ اس کے بعد اللہ نے پردہ کا حکم اتارا۔

٤٧٩١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ وَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ

جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَأَنْزَلَ اللهُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ) الْآيَةَ.

ہم سے محمد بن عبداللہ رقاشی نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا ہم سے ابو مجلز نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو قوم کو آپ نے دعوت ولیمہ دی، کھانا کھانے کے بعد لوگ (گھر کے اندر ہی) بیٹھے (دیر تک) باتیں کرتے رہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایسا کیا گویا آپ اٹھنا چاہتے ہیں (تاکہ لوگ سمجھ جائیں اور اٹھ جائیں) لیکن کوئی بھی نہیں اٹھا، جب آپ نے دیکھا کہ کوئی نہیں اٹھتا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ جب آپ کھڑے ہوئے تو دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو گئے، لیکن تین آدمی اب بھی بیٹھے رہ گئے۔ آنحضرت ﷺ جب باہر سے اندر جانے کے لئے آئے تو دیکھا کہ کچھ اب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ بھی اٹھ گئے تو میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر خبر دی کہ وہ لوگ بھی چلے گئے ہیں تو آپ اندر تشریف لائے۔ میں نے بھی چاہا کہ اندر جاؤں، لیکن آنحضرت ﷺ نے اپنے اور میرے بیچ میں دروازہ کا پردہ گرا لیا، اس کے بعد آیت (مذکورہ بالا) نازل ہوئی کہ اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو آخر آیت تک۔



٤٧٩٢: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهَذِهِ الْآيَةِ آيَةِ الْحِجَابِ لَمَّا أُهْدِيَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مَعَهُ فِي الْبَيْتِ صَنَعَ طَعَامًا وَدَعَا الْقَوْمَ فَقَعَدُوا يَتَحَدَّثُونَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ ثُمَّ يَرْجِعُ وَهُمْ قُعُودٌ يَتَحَدَّثُونَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ إِلَى قَوْلِهِ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ) فَضُرِبَ الْحِجَابُ وَقَامَ الْقَوْمُ.

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے ابو قلابہ نے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس آیت یعنی آیت پردہ (کے شان نزول) کے متعلق میں سب سے زیادہ جانتا ہوں، جب حضرت زینب سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا اور وہ آپ کے ساتھ آپ کے گھر ہی میں تھیں تو آپ نے کھانا تیار کروایا اور قوم کو بلایا (کھانے سے فارغ ہونے کے بعد) لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ آنحضرت ﷺ باہر جاتے اور پھر اندر آتے (تاکہ لوگ اٹھ جائیں) لیکن لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں



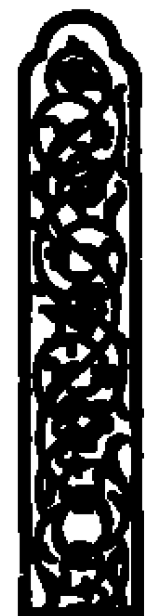
مت جایا کرو۔ سوائے اس وقت کے جب تمہیں (کھانے کے لئے) آنے کی اجازت دی جائے۔ ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد من وراء حجاب تک اس کے بعد پردہ ڈال دیا گیا اور لوگ کھڑے ہوگئے۔

٤٧٩٣: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: بُنِيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ بِخُبْزٍ وَلَحْمٍ، فَأُرْسِلْتُ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا فَيَجِيءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ، ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ، فَدَعَوْتُ حَتَّى مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُو، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُوهُ قَالَ: «ارْفَعُوا طَعَامَكُمْ» وَبَقِيَ ثَلاَثَةُ رَهْطٍ يَتَحَدَّثُونَ فِي البَيْتِ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ: «السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ البَيْتِ وَرَحْمَةُ اللهِ»، فَقَالَتْ: وَعَلَيْكَ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللهِ، كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ بَارَكَ اللهُ لَكَ،

فَتَقَرَّى حُجَرَ نِسَائِهِ كُلِّهِنَّ، يَقُولُ لَهُنَّ كَمَا يَقُولُ لِعَائِشَةَ، وَيَقُلْنَ لَهُ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ، ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا ثَلاَثَةٌ مِنْ رَهْطٍ فِي البَيْتِ يَتَحَدَّثُونَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيدَ الحَيَاءِ، فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَمَا أَدْرِي آخْبَرْتُهُ أَوْ أُخْبِرَ أَنَّ القَوْمَ خَرَجُوا فَرَجَعَ، حَتَّى إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي أُسْكُفَّةِ البَابِ دَاخِلَةً، وَأُخْرَى خَارِجَةً أَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الحِجَابِ.



ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے زینب بنت جحش سے نکاح کے بعد (بطور ولیمہ) گوشت اور روٹی تیار کروائی اور مجھے کھانے پر لوگوں کو بلانے کے لئے بھیجا، پھر کچھ لوگ آئے اور کھا کر واپس چلے گئے۔ پھر دوسرے لوگ آئے اور کھا کر واپس چلے۔ میں بلاتا رہا۔ آخر جب کوئی باقی نہیں رہا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! اب تو کوئی باقی نہیں رہا جس کو میں دعوت دوں تو آپ نے فرمایا کہ اب دستر خوان اٹھالو لیکن تین اشخاص گھر میں باتیں کرتے رہے۔ آنحضرت باہر نکل آئے اور حضرت عائشہ کے حجرہ کے سامنے جا کر فرمایا السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ۔ انہوں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، اپنی اہل کو آپ نے کیسا پایا؟ اللہ برکت عطا فرمائے۔ آنحضرت اسی طرح تمام ازواج مطہرات کے حجروں کے سامنے گئے اور جس طرح حضرت عائشہ سے فرمایا تھا اس طرح سب سے فرمایا اور انہوں نے بھی حضرت عائشہ کی طرح جواب دیا۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لائے تو وہ تین



آدمی اب بھی گھر میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ بہت زیادہ حیادار تھے، آپ (یہ دیکھ کر کہ لوگ اب بھی بیٹھے ہوئے ہیں) حضرت عائشہ کے حجرہ کی طرف پھر چلے گئے، مجھے یاد نہیں کہ اس کے بعد میں نے یا کسی اور نے آپ کو جا کر خبر کی کہ اب وہ تینوں آدمی روانہ ہو چکے ہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ اب واپس تشریف لائے اور پاؤں چوکھٹ پر رکھا۔ ابھی آپ کا ایک پاؤں اندر تھا اور ایک پاؤں باہر کہ آپ نے پردہ گرا لیا اور پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

قولہ "فقال: السلام عليكم أهل البيت" اس حدیث سے امہات المؤمنین کا نبی اکرم ﷺ کے فرمان سے اہل بیت ہونا ثابت ہوا۔

٤٧٩٤: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَوْلَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَنَى بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَلَحْمًا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى حُجَرِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ صَبِيحَةَ بِنَائِهِ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَيُسَلِّمْنَ عَلَيْهِ وَيَدْعُو لَهُنَّ وَيَدْعُونَ لَهُ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ رَأَى رَجُلَيْنِ جَرَى بِهِمَا الْحَدِيثُ فَلَمَّا رَآهُمَا رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ فَلَمَّا رَأَى الرَّجُلَانِ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ وَثَبَا مُسْرِعَيْنِ فَمَا أَدْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ بِخُرُوجِهِمَا أَمْ أُخْبِرَ فَرَجَعَ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ وَأَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن بکر سہمی نے خبر دی، کہا ہم سے حمید طویل نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش سے نکاح پر دعوت ولیمہ کی اور گوشت اور روٹی لوگوں کو کھلائی۔ پھر امہات المؤمنین کے حجروں کی طرف گئے، جیسا کہ آپ کا معمول تھا کہ نکاح کی صبح کو آپ جایا کرتے تھے، آپ انہیں سلام کرتے اور ان کے حق میں دعا کرتے اور امہات المؤمنین بھی آپ کو سلام کرتیں اور آپ کے لئے دعا کرتیں۔ امہات المؤمنین کے حجروں سے جب آپ اپنے حجرہ میں واپس تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ دو آدمی آپس میں گفتگو کر رہے ہیں۔ جب آپ نے انہیں بیٹھے ہوئے دیکھا تو پھر آپ حجرہ سے نکل گئے۔ ان دونوں نے جب دیکھا کہ اللہ کے نبی اپنے حجرہ سے واپس چلے گئے ہیں تو بڑی جلدی جلدی وہ اٹھ کر باہر نکل گئے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو ان کے چلے جانے کی اطلاع دی یا کسی اور نے پھر آنحضرت ﷺ واپس آئے اور گھر میں آتے ہی دروازہ کا پردہ گرا لیا اور آیت حجاب نازل ہوئی۔ اور سعید ابن ابی مریم نے بیان کیا کہ ہم کو یحیٰ ابن کثیر نے خبر دی: کہا مجھ سے حمید طویل نے بیان کیا اور انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ

سے سنا، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا۔

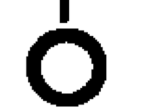
٤٧٩٥: حَدَّثَنِي زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَ مَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا وَكَانَتْ امْرَأَةً جَسِيمَةً لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ أَمَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ قَالَتْ فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ.

ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ نے بیان کیا کہ ام المؤمنین سودہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد قضاء حاجت کے لئے نکلیں وہ بہت بھاری بھر کم تھیں جو انہیں جانتا تھا اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھیں۔ راستے میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا اور کہا کہ اے سودہ! ہاں خدا کی قسم آپ ہم سے اپنے آپ کو نہیں چھپا سکتیں دیکھئے تو آپ کس طرح باہر نکلی ہیں۔ بیان کیا کہ سودہ الٹے پاؤں وہاں سے واپس آگئیں، رسول اللہ ﷺ اس وقت میرے حجرہ میں تشریف رکھتے تھے اور رات کا کھانا کھا رہے تھے، آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں اس وقت گوشت کی ایک ہڈی تھی۔ سودہ نے داخل ہوتے ہی کہا، یا رسول اللہ! میں قضاء حاجت کے لئے نکلی تھی تو عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے باتیں کیں، بیان کیا کہ آپ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد یہ کیفیت ختم ہوئی، ہڈی اب بھی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ آپ نے اسے رکھا نہیں تھا۔ پھر آنحضرت نے فرمایا کہ تمہیں (اللہ کی طرف سے) قضاء حاجت کے لئے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔





٩۔ بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنْ تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا﴾



"اے مسلمانو! اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو گے یا اسے (دل میں) پوشیدہ رکھو گے تو اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے، ان (رسول کی بیویوں) پر کوئی گناہ نہیں، سامنے آنے میں اپنے باپوں کے اور اپنے بیٹوں کے اور اپنے بھائیوں کے اور اپنے بھتیجوں اور اپنے بھانجوں کے اور اپنی (دینی بہنوں) عورتوں کے اور نہ اپنی باندیوں کے اور اللہ سے ڈرتی رہو، بیشک اللہ ہر چیز پر (اپنے علم کے لحاظ سے) موجود اور دیکھنے والا ہے۔"



باب: آیت (إِنْ تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ) کی تفسیر

٤٧٩٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ بَعْدَمَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ لَا آذَنُ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ فِيهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ أَخَاهُ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَنَعَكِ أَنْ تَأْذَنِي عَمَّكِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَقَالَ ائْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِينُكِ قَالَ عُرْوَةُ فَلِذَلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُونَ مِنَ النَّسَبِ.

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد ابوالقعیس کے بھائی افلح رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ملنے کی اجازت چاہی، لیکن میں نے کہلوادیا کہ جب تک اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل نہ کرلوں، ان سے نہیں مل سکتی۔ میں نے سوچا کہ ان کے بھائی ابوالقعیس نے مجھے تھوڑا ہی دودھ پلایا تھا، دودھ پلانے والی تو ابوالقعیس کی بیوی تھی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ابوالقعیس کے بھائی افلح رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ملنے کی اجازت چاہی، لیکن میں نے یہ کہلوادیا کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ لے لوں ان سے ملاقات نہیں کر سکتی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے چچا سے ملنے سے تم نے کیوں انکار کر دیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ابوالقعیس نے مجھے تھوڑا ہی دودھ پلایا تھا، دودھ پلانے والی تو ان کی بیوی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو وہ تمہارے چچا ہیں۔ عروہ نے بیان کیا کہ اسی وجہ سے حضرت عائشہ فرماتی تھیں کہ رضاعت سے بھی وہ چیزیں (مثلاً نکاح وغیرہ) حرام ہو جاتی ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتی ہیں۔

۱۰۔ بَابُ قَوْلِهِ (إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا)

"بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔"

باب: آیت (إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ) کی تفسیر

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: صَلَاةُ اللهِ: ثَنَاؤُهُ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ، وَصَلَاةُ الْمَلَائِكَةِ الدُّعَاءُ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُصَلُّونَ: يُبَرِّكُونَ لَنُغْرِيَنَّكَ لَنُسَلِّطَنَّكَ.

ابو العالیہ نے کہا: صلاۃ کی نسبت اگر اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو فرشتوں کے سامنے اللہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی مدح وثنا ہے۔ اور اگر صلاۃ کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو تو اس سے مراد دعا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آیت مبارکہ میں یُصَلُّونَ کے معنی ہیں: یبرکون، یعنی برکت کی دعا کرنا۔ لَنُغْرِيَنَّكَ کے معنی ہیں: ہم ضرور آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے۔

٤٧٩٧: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ».

مجھ سے سعید بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا، ان سے حکم نے، ان سے ابن ابی لیلیٰ نے اور ان سے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہ عرض کیا گیا یارسول اللہ! آپ پر سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہوگیا ہے، لیکن آپ پر صلوٰۃ کا کیا طریقہ ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یوں پڑھا کرو۔ اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد ۔ اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد۔



قوله "قال أبو العالية: صلوة الله ثناؤهُ عليه عند الملائكة وصلاة الملائكة الدعا"

یعنی حضرت ابو العالیہ نے کہا کہ "صلاۃ" کی نسبت اگر اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس سے مرد اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کے پاس نبی کریم علیہ السلام کی تعریف کرنا ہوتا ہے، اور اگر صلاۃ کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو تو اس سے مراد دعاء کرنا ہوتا ہے۔ عام طور پر صلاۃ کا معنیٰ یہ کرتے ہیں کہ دنیا میں آپ کی امت بہت پھیلے اور آخرت میں آپ کی سفارش ہو گی «اللهم صلى على محمد» سے یہ مراد ہے۔

٤٧٩٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا التَّسْلِيمُ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ» قَالَ أَبُو



صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ.

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے ابن الہاد نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن خباب نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ لیکن صلاۃ (درو) بھیجنے کا کیا طریقہ ہے؟ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو۔ اللھم صلی علی محمد عبدك ورسولك كما صليت على ابراهيم وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابرهيم "ابو صالح نے بیان کیا کہ ان سے لیث سے سعد نے (ان الفاظ کے ساتھ) علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی آل ابراهیم" کے الفاظ روایت کیے ہیں۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ وَقَالَ صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ.

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی حازم اور دراوردی نے بیان کیا، اور ان سے یزید نے اور انہوں نے اس طرح بیان کیا کہ كما صليت على ابرهيم وبارك على محمد وآل محمد كما باركت على ابرهيم وآل ابرهيم اس روایت میں ذرا لفظوں میں کمی بیشی ہے اور ان الفاظ میں بھی یہ درود پڑھنا جائز ہے معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔



۱۱۔ بَابُ قَوْلِهِ (لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى)

"اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف پہنچائی تھی۔"

شرح بخاری

باب: آیت (لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى.... الاية) کی تفسیر

٤٧٩٩: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَخِلَاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا وَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللهِ وَجِيهًا).

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، ان سے حسن بصری اور محمد بن سیرین اور خلاس نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، موسیٰ علیہ السلام بڑے باحیا تھے، اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا پہنچائی تھی، سو اللہ نے انہیں بری ثابت کر دیا اور اللہ کے نزدیک وہ بڑے عزت والے تھے۔



سُورَةُ سَبَا

سورہ سبا کی تفسیر

يُقَالُ: (مُعَاجِزِينَ) مُسَابِقِينَ (بِمُعْجِزِينَ) بِفَائِتِينَ (مُعَاجِزِينَ): مُغَالِبِينَ (مُعَاجِزِي) مُسَابِقِيَّ، (سَبَقُوا) فَاتُوا (لَا يُعْجِزُونَ) لَا يَفُوتُونَ (يَسْبِقُونَا) يُعْجِزُونَا وَقَوْلُهُ (بِمُعْجِزِينَ) بِفَائِتِينَ، وَمَعْنَى (مُعَاجِزِينَ) مُغَالِبِينَ، يُرِيدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنْ يُظْهِرَ عَجْزَ صَاحِبِهِ، (مِعْشَارٌ) عُشْرٌ، يُقَالُ الأُكُلُ: الثَّمَرُ، بَاعِدْ وَبَعِّدْ وَاحِدٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (لَا يَعْزُبُ) لَا يَغِيبُ السُّدُّ: مَاءٌ أَحْمَرُ أَرْسَلَهُ اللهُ فِي السُّدِّ فَشَقَّهُ وَهَدَمَهُ وَحَفَرَ الوَادِيَ، فَارْتَفَعَتَا عَنِ الجَنْبَيْنِ، وَغَابَ عَنْهُمَا المَاءُ فَيَبِسَتَا، وَلَمْ يَكُنِ المَاءُ الأَحْمَرُ مِنَ السُّدِّ، وَلَكِنْ كَانَ عَذَابًا أَرْسَلَهُ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَيْثُ شَاءَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيلَ: (العَرِمُ) المُسَنَّاةُ بِلَحْنِ أَهْلِ اليَمَنِ وَقَالَ غَيْرُهُ: العَرِمُ: الوَادِي، السَّابِغَاتُ: الدُّرُوعُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (يُجَازَى): يُعَاقَبُ (أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ) بِطَاعَةِ اللهِ (مَثْنَى وَفُرَادَى) وَاحِدٌ وَاثْنَيْنِ (التَّنَاوُشُ) الرَّدُّ مِنَ الآخِرَةِ إِلَى الدُّنْيَا (وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ) مِنْ مَالٍ أَوْ وَلَدٍ أَوْ زَهْرَةٍ (بِأَشْيَاعِهِمْ): بِأَمْثَالِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (كَالجَوَابِ) كَالجَوْبَةِ مِنَ الأَرْضِ. الخَمْطُ: الأَرَاكُ، وَالأَثَلُ: الطَّرْفَاءُ العَرِمُ: الشَّدِيدُ.



معاجزین کے معنٰی آگے بڑھنے والے۔ بمعجزین ہمارے ہاتھ سے نکل جانے والے۔ سبقوا کے معنٰی ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔ لا یعجزون ہمارے ہاتھ سے نہیں نکل سکتے۔ یسبقونا ہم کو عاجز کر سکیں گے۔ بمعجزین عاجز کرنے والے (جیسے مشہور قرات ہے) اور معاجزین (جو دوسری قرات ہے) اس کا معنٰی ایک دوسرے پر غلبہ ڈھونڈنے والے ایک دوسرے کا عجز ظاہر کرنے والے۔ معشار کا معنٰی دسواں حصہ۔ اکل پھل۔ باعد (جیسے مشہور قرات ہے) اور بَعِّد جو ابن کثیر کی قراءت ہے دونوں کا معنٰی ایک ہے اور مجاہد نے کہا لا یعذب کا معنٰی اس سے غائب نہیں ہوتا۔ العرم وہ بند یا ایک لال پانی تھا جس کو اللہ پاک نے بند پر بھیجا وہ پھٹ کر گر گیا اور میدان میں گڑھا پڑ گیا۔ باغ دونوں طرف سے اونچے ہو گئے پھر پانی غائب ہو گیا۔ تو دونوں باغ سوکھ گئے اور یہ لال پانی بند میں سے بہہ کر نہیں آیا تھا بلکہ اللہ کا عذاب تھا جہاں سے چاہا وہاں سے بھیجا اور عمرو بن شرجیل نے کہا عرم کہتے ہیں بند کو یمن والوں کی زبان میں۔ دوسروں نے کہا عرم کے معنٰی نالے کے ہیں۔ السابغات کے معنٰی زر ہیں۔ مجاہد نے کہا یجازی کے معنٰی عذاب دیئے جاتے ہیں۔ اعظکم بواحدۃ یعنی میں تم کو اللہ کی اطاعت کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ مثنیٰ دو دو کو۔ فرادی ایک ایک کو کہتے ہیں۔ التناوش آخرت سے پھر دنیا میں آنا (جو ممکن نہیں ہے) مایشتھون ان کی خواہشات مال واولاد دنیا کی زیب وزینت۔ باشاعھم ان کے جوڑ والے دوسرے کافر



حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کالجواب جیسے پانی بھرنے کے گڑھے جیسے جوبة کہتے ہیں حوض کو۔ حضرت امام بخاریؒ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جواب اور جوبة کا مادہ ایک ہے کیونکہ جوابی -ابیة کی جمع ہے۔اس کا عین کلمہ ب ہے اور جوبة کا عین کلمہ واؤ ہے)خمط پیلو کا درخت۔ اثل جھاؤ کا درخت۔ العرم سخت زور کی (بارش)

قولہ "معاجزین" آگے بڑھنے والے۔ بفائتین ہاتھ سے نکل جانے والے۔ معاجزی مجھ سے آگے بڑھ جانے والے۔ مجھے عاجز کرنے والے۔ سَبَقُوا وہ آگے بڑھ گئے۔

قولہ "سَیْلُ العرم" العرم کے معنیٰ بند کے ہیں، یہ سرخ پانی تھا جسے اللہ تعالیٰ نے بند میں چھوڑا تھا۔ جس نے بند کو توڑ دیا اور اسے گرا دیا، اور وادی کو کھود کر رکھ دیا، دونوں باغ دونوں طرف سے اونچے ہو گئے۔ اور ان سے پانی جاتا رہا تو دونوں باغ خشک ہو گئے، یہ سرخ پانی بند کا نہیں تھا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب تھا جسے اللہ تعالیٰ نے جہاں سے چاہا بھیج دیا، عمرو بن شرحبیل نے کہا ہے کہ "العرم" اہل یمن کی زبان میں بند کو کہتے ہیں۔ دوسروں نے کہا ہے کہ عَرِم نالے کے معنیٰ میں ہے۔

قولہ "کالجوابی" گڑھوں کی مثل اور جوبة بمعنیٰ حوض ہے۔ جوابی، حابیة کی جمع ہے جس کا عین کلمہ باء ہے، اور جَوْبَة کا عین کلمہ واؤ ہے۔ دونوں کا مادہ مختلف ہے، سیل العرم سخت سیلاب مراد ہے۔

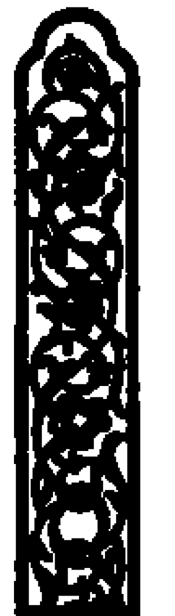


امام بخاری نے العرم کے چند معانی ذکر کیے ہیں، ایک سد بمعنیٰ بند ہے، انہوں نے جو بند بنایا تھا اس کے ٹوٹنے سے سیلاب آیا، وہ سرخ پانی تھا جس کے پڑنے سے دونوں باغ جانبین سے بلند ہو گئے، وہ سرخ پانی سد سے نہیں آیا تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیجا تھا، اور عرم بمعنیٰ مُسَنَّاة (دہانہ) اور بمعنیٰ وادی اور بمعنیٰ شدید ہے۔

١۔ بابُ قَوْلِهِ حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: الحَقَّ وَهُوَ العَلِيُّ الكَبِيرُ

یہاں تک کہ جب ان فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں پوچھنے لگتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے وہ کہتے ہیں کہ حق اور (واقعی) بات کا حکم فرمایا ہے اور وہ عالیشان ہے سب سے بڑا ہے

٤٨٠٠: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتْ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا لِلَّذِي قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ هَكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِكَفِّهِ فَحَرَفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ ثُمَّ يُلْقِيهَا الْآخَرُ إِلَى مَنْ تَحْتَهُ حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوِ الْكَاهِنِ



فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُقَالُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي سَمِعَ مِنَ السَّمَاءِ.

ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے، کہا کہ میں نے عکرمہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو سن کر جھکتے ہوئے عاجزی کرتے ہوئے اپنے بازو پھڑ پھڑاتے ہیں، اللہ کا فرمان انہیں اس طرح سنائی دیتا ہے جیسے صاف چکنے پتھر پر زنجیر چلانے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ حق بات کا حکم فرمایا اور وہ بہت اونچا، سب سے بڑا ہے پھر ان کی یہی گفتگو چوری چھپے سننے والے شیطان سُن بھاگتے ہیں، شیطان آسمان کے نیچے یوں نیچے اوپر ہوتے ہیں، سفیان نے اس موقع پر ہتھیلی کو موڑ کر انگلیاں الگ الگ کر کے شیاطین کے جمع ہونے کی کیفیت بتائی کہ اس طرح شیطان ایک کے اوپر ایک رہتے ہیں۔ پھر وہ شیاطین کوئی ایک کلمہ سن لیتے ہیں اور اپنے نیچے والے کو بتاتے ہیں۔ اس طرح وہ کلمہ ساحر یا کاہن تک پہنچتا ہے۔ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ یہ کلمہ اپنے سے نیچے والے کو بتائیں آگ کا گولا انہیں آدبوچتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ بتا لیتے ہیں تو آگ کا انگارا ان پر پڑتا ہے، اس کے بعد کاہن اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے (ایک بات جب اس کاہن کی صحیح ہو جاتی ہے تو ان کے ماننے والوں کی طرف سے) کہا جاتا ہے کہ کیا اسی طرح ہم سے فلاں دن کاہن نے نہیں کہا تھا، اسی ایک کلمہ کی وجہ سے جو آسمان پر شیاطین نے سنا تھا کاہنوں اور ساحروں کی بات کو لوگ سچا جاننے لگتے ہیں۔



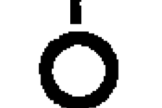
قولہ "فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ" یعنی وہ ایک بات جو آسمان سے سنی ہوتی ہے اس کی وجہ سے باقی باتوں میں بھی لوگ اس کی تصدیق کرتے جاتے ہیں۔

٢۔ بَابُ قَوْلِهِ: (إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ)

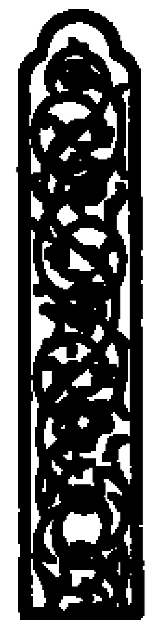
"یہ رسول تو تم کو بس ایک سخت عذاب (دوزخ) کے آنے سے پہلے ڈرانے والے ہیں۔



باب: آیت (إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ الاية) کی تفسیر



٤٨٠١: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ يَا صَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ قَالُوا مَا لَكَ قَالَ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ يُصَبِّحُكُمْ أَوْ يُمَسِّيكُمْ أَمَا كُنْتُمْ



تُصَدِّقُونِي، قَالُوا بَلَى قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا فَأَنْزَلَ اللهُ (تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ).

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن حازم نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر چڑھے اور پکارا یا صباحاہ (لوگو دوڑو) اس آواز پر قریش جمع ہو گئے اور پوچھا کیا بات ہے؟ آنحضرت نے فرمایا، تمہاری کیا رائے ہے اگر میں تمہیں بتاؤں کہ دشمن صبح کے وقت یا شام کے وقت تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات کی تصدیق نہیں کروگے؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی تصدیق کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر میں تم کو سخت ترین عذاب (دوزخ) سے پہلے ڈرانے والا ہوں۔ ابولہب (مردود) بولا تو ہلاک ہو جا، کیا تو نے اسی لئے ہمیں بلایا تھا۔ اس پر اللہ پاک نے آیت تبت یدا ابی لھب وتب نازل فرمائی۔

سُورَةُ المَلاَئِكَةِ

سورۃ الملائکہ کی تفسیر



قَالَ مُجَاهِدٌ: (الْقِطْمِيرُ): لِفَافَةُ النَّوَاةِ (مُثْقَلَةٌ) مُثَقَّلَةٌ وَقَالَ غَيْرُهُ: الْحَرُورُ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْحَرُورُ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُومُ بِالنَّهَارِ وَغَرَابِيبُ أَشَدُّ سَوَادٍ، الْغِرْبِيبُ: الشَّدِيدُ السَّوَادِ.

مجاہد نے کہا قطمیر (گٹھلی کا چھلکا یا پردہ) مثقلۃ بھاری بوجھ سے لدا ہوا۔ اوروں نے کہا حرور دن کی گرمی جب سورج نکلا ہو اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حرور رات کی گرمی اور سموم دن کی گرمی۔ غرابیب غربیب کی جمع ہے بہت کالے کالے بالکل سیاہ۔

سورۃ فاطر کا دوسرا نام سورۃ الملائکہ ہے، کیونکہ اس سورت کے آغاز میں ملائکہ اور ان کے پَروں کا ذکر ہے۔

قولہ "القطمیر" کھجور کی گٹھلی کے اوپر جو چھلکا ہوتا ہے اسے قطمیر کہتے ہیں۔

قولہ "مُثْقَلَةٌ أي مُثَقَّلَةٌ" بوجھ لدا ہوا، بھاری۔

قولہ "غرابیب" یہ غِرْبِیْب کی جمع ہے۔ سخت سیاہ

سُورَةُ يس

سورہ یٰسین کی تفسیر



وَقَالَ مُجَاهِدٌ، عَزَّزْنَا شَدَّدْنَا، (يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ) كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمُ اسْتِهْزَاؤُهُمْ بِالرُّسُلِ (أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ) لاَ يَسْتُرُ ضَوْءُ أَحَدِهِمَا ضَوْءَ الآخَرِ، وَلاَ يَنْبَغِي لَهُمَا ذَلِكَ سَابِقُ النَّهَارِ يَتَطَالَبَانِ حَثِيثَيْنِ (نَسْلَخُ) نُخْرِجُ أَحَدَهُمَا مِنَ الآخَرِ، وَيَجْرِي

كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ﴿مِنْ مِثْلِهِ﴾ مِنَ الْأَنْعَامِ ﴿فَكِهُونَ﴾: مُعْجَبُونَ ﴿جُنْدٌ مُحْضَرُونَ﴾ عِنْدَ الْحِسَابِ وَيُذْكَرُ عَنْ عِكْرِمَةَ: ﴿الْمَشْحُونِ﴾ الْمُوقَرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿طَائِرُكُمْ﴾ مَصَائِبُكُمْ ﴿يَنْسِلُونَ﴾ يَخْرُجُونَ ﴿مَرْقَدِنَا﴾ مَخْرَجِنَا ﴿أَحْصَيْنَاهُ﴾ حَفِظْنَاهُ ﴿مَكَانَتُهُمْ﴾ وَمَكَانُهُمْ وَاحِدٌ.

اور مجاہد نے کہا کہ فعززنا "ای شددنا" یعنی ہم نے قوت دی۔ یا حسرة علی العباد یعنی قیامت کے دن کافر اس پر افسوس کریں گے (یا فرشتے افسوس کریں گے) کہ انہوں نے دنیا میں پیغمبروں پر ٹھٹھامارا۔ ان تدرك القمر کا یہ مطلب ہے کہ سورج چاند کی روشنی نہیں چھپاتا اور نہ چاند سورج کی۔ سابق النهار کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک دوسرے کے پیچھے رواں دواں ہیں۔ نسلخ ہم رات میں سے دن نکال لیتے ہیں اور دونوں چل رہے ہیں۔ وخلقنالهم من مثله میں مثله سے مراد چوپائے ہیں۔ فکهون خوش وخرم (یا دل لگی کر رہے ہوں گے) جند محضرون یعنی حساب کے وقت حاضر کیے جائیں گے اور عکرمہ سے منقول ہے مشحون کا معنیٰ بوجھل (لدی ہوئی) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا طائرکم یعنی تمہاری مصیبتیں (یا تمہارا نصیبہ) ینسلون کا معنیٰ نکل پڑیں گے۔ مرقدنا نکلنے کی جگہ سے (خوابگاہ یعنی قبر سے) احصیناہ ہم نے اس کو محفوظ کر لیا ہے۔ مکانتهم اور مکانهم دونوں کا معنیٰ ایک ہی ہے یعنی اپنے ٹھکانوں میں (گھروں میں)۔

قولہ "لا يستر ضوء أحدهما ضوء الآخر" یعنی سورج، چاند ایک دوسرے کی روشنی نہیں چھپاتے، کیونکہ سورج کا غلبہ دن کو ہوتا ہے، اور چاند کا رات کو، سورج طلوع ہونے سے دن ہو جاتا ہے۔ اور چاند طلوع ہونے سے کچھ بھی نہیں ہوتا صرف رات کو چاندنی ہو جاتی ہے، اگر چاند دن کے وقت بھی ہو تو اس کی روشنی نہیں ہوتی، چاند کے غلبہ کے وقت سورج کا غلبہ نہیں ہوتا۔ اور جب سورج کا غلبہ ہو تو اس وقت چاند کا غلبہ نہیں ہوتا، لہذا ایک دوسرے کی روشنی کو چھپاتے نہیں ہیں۔ ویسے ستائیس، اٹھائیس اور انتیس کو اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اکٹھے نہیں ہوتے کیونکہ سورج ہم سے نو کروڑ میل دور ہے، جبکہ چاند لاکھوں میل کے حساب سے دور ہے۔ گویا بہت دوری پر ہے۔

قولہ "يَتَطَالَبَانِ حَثِيثَيْنِ" یعنی تیزی سے ایک دوسرے کے پیچھے رواں دواں ہیں۔

۱۔ باب قَوْلُهُ: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾

باب آیت ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ...﴾ کی تفسیر

٤٨٠٢: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَدْرِي أَيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي

لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾.

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آفتاب غروب ہونے کے وقت میں مسجد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوذر! تمہیں معلوم ہے یہ آفتاب کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے کہ اور آفتاب اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔ یہ زبردست علم والے کا ٹھہرایا ہوا اندازہ ہے۔

اس حدیث کی شرح اس سے قبل منحۃ الباری «کتاب بدء الخلق میں باب صفۃ الشمس والقمر» کے تحت گزر چکی ہے۔

٤٨٠٣: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا﴾ قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ.

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے کے متعلق سوال کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا ٹھکانا عرش کے نیچے ہے۔

سُورَةُ الصَّافَّاتِ

سورہ والصافات کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ﴾ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَيُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ يُرْمَوْنَ وَاصِبٌ دَائِمٌ لَازِبٌ لَازِمٌ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ يَعْنِي الْحَقَّ، الْكُفَّارُ تَقُولُهُ لِلشَّيْطَانِ ﴿غَوْلٌ﴾: وَجَعُ بَطْنٍ ﴿يُنْزَفُونَ﴾ لَا تَذْهَبُ عُقُولُهُمْ، ﴿قَرِينٌ﴾ شَيْطَانٌ ﴿يُهْرَعُونَ﴾ كَهَيْئَةِ الْهَرْوَلَةِ ﴿يَزِفُّونَ﴾ النَّسَلَانُ فِي الْمَشْيِ ﴿وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا﴾ قَالَ: كُفَّارُ قُرَيْشٍ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللهِ، وَأُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ، وَقَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ﴾ سَتُحْضَرُ لِلْحِسَابِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَنَحْنُ الصَّافُّونَ﴾ الْمَلَائِكَةُ ﴿صِرَاطِ الْجَحِيمِ﴾ سَوَاءِ الْجَحِيمِ وَوَسَطِ الْجَحِيمِ لَشَوْبًا يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ، وَيُسَاطُ بِالْحَمِيمِ مَدْحُورًا مَطْرُودًا بَيْضٌ مَكْنُونٌ اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُونُ ﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ﴾ يُذْكَرُ بِخَيْرٍ وَيُقَالُ ﴿يَسْتَسْخِرُونَ﴾ يَسْخَرُونَ بَعْلًا رَبًّا. الْأَسْبَابُ السَّمَاءُ.

مجاہد نے کہا (سورہ سبا میں جو ہے) ویقذفون بالغیب من مکان بعید اس کا مطلب یہ ہے کہ دور ہی غیب کے گولے پھینکتے رہتے ہیں اور یقذفون من کل جانب کا مطلب یہ ہے کہ شیطانوں پر ہر طرف سے مار پڑتی ہے۔ ولھم عذاب واصب یعنی ہمیشہ کا عذاب (یا سخت عذاب) تاتوننا عن الیمین کا مطلب یہ ہے کہ کافر شیطانوں سے کہیں گے تم حق بات کی طرف سے ہمارے پاس آتے تھے۔ غول کا معنیٰ پیٹ کا درد (یا سر کا درد) ولا ھم ینزفون اور نہ ان کی عقل میں فتور آئے گا۔ قرین شیطان۔ یھرعون دوڑ رہے ہیں۔ یزفّون وہ نزدیک نزدیک پاؤں رکھ کر دوڑ رہے ہیں وبین الجنة نسبا قریش کے کافر فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں اور ان کی مائیں سردار جنوں کی بیٹیوں (پریوں) کو قرار دیتے تھے ولقد علمت الجنة انھم لمحضرون یعنی جنوں کو معلوم ہے کہ ان کو قیامت کے دن حساب کے لیے حاضر ہونا پڑے گا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا انا لنحن الصافون یہ فرشتوں کا قول ہے۔ صراط الجحیم سواء الجحیم دونوں کے معنی وسط الجحیم کے ہیں یعنی جہنم کے بیچوں بیچ۔ لشوبا من حمیم یعنی ان کے کھانے میں گرم کھولتے ہوئے پانی کی ملونی کی جائے گی۔ مدحورا دھتکارا ہوا۔ بیض مکنون چھپے ہوئے موتی۔ وترکنا علیه فی الا خرین اس کا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں باقی رکھا۔ یستسخرون ٹھٹھا کرتے ہیں۔ بعلا کے معنیٰ رب معبود (یمن والوں کی لغت میں) اسباب سے آسمان مراد ہیں۔

قولہ "ویقذفون" وہ دور ہی سے بن دیکھے پھینکتے رہے [1]۔ « وَيُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ » یعنی شیطانوں پر ہر جانب سے مار پڑتی ہے، پہلا لفظ سورة سبا کا ہے یہاں دوسرے لفظ سے مناسبت کیوجہ سے ذکر کر دیا ہے۔

قولہ "واصبٌ" یعنی ہمیشہ کا عذاب۔



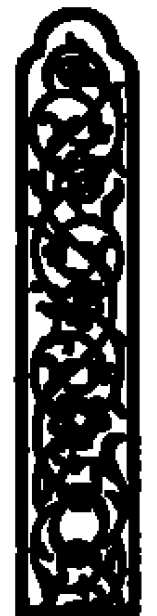
قولہ "تأتوننا عن الیمین" یعنی الحق گویا یہاں یمیٖن کا لفظ حق کے معنیٰ میں ہے، یعنی کافر شیطانوں سے کہیں گے، تم حق بات کی طرف سے ہمارے پاس آئے تھے۔ اور کہتے تھے ہماری بات حق ہے اور ہمیں حق سے موڑتے تھے۔

قولہ "ولاھم ینزفون" اور نہ ان کی عقل میں فتور آئے گا۔

قولہ "یھرعون" وہ تیز چلتے ہیں مثل دوڑنے کی۔

قولہ "یزفُّون" تیزی سے چلتے ہیں۔

قولہ "قال کفار قریش" یعنی کفار قریش فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں اور ان کی مائیں سردار جنوں کی بیٹیوں کو قرار دیتے



[1] دور دراز سے بن دیکھے پھینکنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے وہم وگمان سے یہ کہتے رہے کہ کوئی حساب وکتاب نہیں ہے، قیامت نہیں آئے گی اور قرآن کریم کے بارہ میں کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے، یہ جھوٹ ہے، یہ خود ساختہ اور أساطیر الأولین ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کے بارہ میں کہتے رہے کہ یہ کاہن ساحر ہے، شاعر ہے، مجنون ہے، جبکہ ان باتوں میں سے کسی کے بارہ میں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ وَيُقْذَفُونَ بالغیب مِنْ مکان بعید سے یہی مراد ہے۔

تھے۔ اور یہاں ملائکہ سے مراد وہ ہیں جو جنوں کی قسم سے تھے، کیونکہ یہاں ذکر جنوں کا ہو رہا ہے ان کا نام ہی لات، مناۃ، عزیٰ بیٹیوں والا رکھا ہوا تھا، کہا جاتا ہے کہ شروع میں بنات کا لفظ فرشتوں پر بولتے تھے تو اس کا مطلب یہ تھا کہ لڑکوں کی طرح ان کا مقام اتنا بلند نہیں ہے یہ نچلے درجے کے ہیں اس لیے انہیں بنات سے تعبیر کرتے تھے، ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ واقعی اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، آہستہ آہستہ عرف بگڑ گیا اور بیٹیاں ہی سمجھنے لگ گئے، جیسا کہ ابن کا لفظ عیسائیوں میں محبت کے معنیٰ میں شروع ہوا تھا رفتہ رفتہ انہوں نے حضرت مسیح کو بیٹا ہی بنا دیا۔

١۔ باب قَوْلُهُ (وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ)

"بلاشبہ یونس علیہ السلام رسولوں میں سے تھے۔"

باب: آیت (وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ) کی تفسیر

٤٨٠٤: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَكُونَ خَيْرًا مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى».

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہونے کا دعویٰ کرے۔



٤٨٠٥: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ».

شرح بخاری

مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن فلیح نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے بنی عامر بن لوی کے ہلال بن علی نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں وہ جھوٹا ہے۔



سُورَةُ ص
سورہ ص کی تفسیر



٤٨٠٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ السَّجْدَةِ فِي ص قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ (أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ) وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْجُدُ فِيهَا.



ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عوام

بن حوشب نے کہ میں نے مجاہد سے سورۂ ص میں سجدہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ سوال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی کیا گیا تھا تو انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی تھی پس آپ بھی انہی کی ہدایت کی اتباع کریں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اس میں سجدہ کیا کرتے تھے۔

٤٨٠٧: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ، عَنِ الْعَوَّامِ، قَالَ: سَأَلْتُ مُجَاهِدًا، عَنْ سَجْدَةٍ فِي ص، فَقَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ: مِنْ أَيْنَ سَجَدْتَ؟ فَقَالَ: أَوَمَا تَقْرَأُ: ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ﴾ ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ «فَكَانَ دَاوُدُ مِمَّنْ أُمِرَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِ، فَسَجَدَهَا دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، فَسَجَدَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» عُجَابٌ عَجِيبٌ. الْقِطُّ: الصَّحِيفَةُ هُوَ هَا هُنَا صَحِيفَةُ الحِسَابِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: فِي عِزَّةٍ مُعَازِّينَ. المِلَّةِ الآخِرَةِ: مِلَّةُ قُرَيْشٍ. الاِخْتِلاَقُ: الكَذِبُ. الأَسْبَابُ طُرُقُ السَّمَاءِ فِي أَبْوَابِهَا. قَوْلُهُ: ﴿جُنْدٌ مَا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ﴾ يَعْنِي قُرَيْشًا. أُولَئِكَ الأَحْزَابُ القُرُونُ المَاضِيَةُ فَوَاقٍ رُجُوعٍ قِطَّنَا عَذَابَنَا ﴿اتَّخَذْنَاهُمْ سُخْرِيًّا﴾: أَحَطْنَا بِهِمْ أَتْرَابٌ أَمْثَالٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الأَيْدُ القُوَّةُ فِي العِبَادَةِ. الأَبْصَارُ البَصَرُ فِي أَمْرِ اللهِ ﴿حُبَّ الخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي﴾ مِنْ ذِكْرٍ. طَفِقَ مَسْحًا: يَمْسَحُ أَعْرَافَ الخَيْلِ وَعَرَاقِيبَهَا. الأَصْفَادِ الوَثَاقِ.



مجھ سے محمد بن عبد اللہ ذہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبید طنافسی نے، ان سے عوام بن حوشب نے بیان کیا کہ میں نے مجاہد سے سورۂ ص میں سجدہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ اس سورت میں سجدہ کے لئے دلیل کیا ہے؟ انہوں نے کہا کیا تم (سورت انعام) میں یہ نہیں پڑھتے کہ اور ان کی نسل سے داؤد اور سلیمان ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے یہ ہدایت دی تھی، سو آپ بھی ان کی ہدایت کی اتباع کریں۔" داؤد علیہ السلام بھی ان میں سے تھے جن کی اتباع کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا (چونکہ داؤد علیہ السلام کے سجدہ کا اس میں ذکر ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس موقع پر سجدہ کیا) عجاب کا معنی عجیب القط قط کہتے ہیں کاغذ کے ٹکڑے (پرچے) کو یہاں نیکیوں کا پرچہ مراد ہے (یا حساب کا پرچہ) اور مجاہدؒ نے کہا فی عزة کا معنی یہ ہے کہ وہ شرارت و سرکشی کرنے والے ہیں۔ الملة الاخرة سے مراد قریش کا دین ہے۔ اختلاق سے مراد جھوٹ۔ الاسباب آسمان کے راستے دروازے مراد ہیں۔ جند ما هنالك الاية سے قریش کے لوگ مراد ہیں۔ اولئك الاحزاب سے اگلی امتیں مراد ہیں۔ جن پر اللہ کا عذاب اترا۔ فواق کا معنی پھرنا، لوٹنا۔ عجل لنا قطنا میں قط سے عذاب مراد ہے۔ اتخذناهم سخريا ہم نے ان کو ٹھٹھے میں گھیر لیا تھا۔ اتراب جوڑ والے اور



ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اید کا معنی عبادت کی قوت۔ الا بصار اللہ کے کاموں کو غور سے دیکھنے والے۔ حب الخیر عن ذکر ربی میں عن من کے معنی میں ہے۔ طفق مسحا گھوڑوں کے پاؤں اور ایال پر محبت سے ہاتھ پھیرنا شروع کیا۔ یا بقول بعض تلوار سے ان کو کاٹنے لگے (قولہ وطفق مسحا بالسوق والاعناق ای یمسح اعراف الخیل وعراقیبھا حبالھا الاصفاد کے معنی زنجیریں۔

قولہ "القِطّ" پرچہ کاغذ کا ٹکڑا یہاں نیکیوں کا پرچہ مراد ہے۔

قولہ "فی عزۃ أی معازین" سرکشی کرنے والے۔

قولہ "البصر فی أمر اللہ" اللہ تعالیٰ کے کاموں کو غور سے دیکھنے والے۔

قولہ "حُبُّ الخیر عن ذکر ربی" میں عَنْ مِنْ کے معنیٰ میں ہے ورنہ عَنْ تو تجاوز کے لیے آتا ہے۔

قولہ "فطفق مسْحاً" گھوڑوں کے پاؤں اور ایال پر محبت سے ہاتھ پھیرنے لگے۔

قولہ "الأصفاد" بمعنی زنجیریں۔

۱۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ)

"اور مجھے ایسی سلطنت دے کہ میرے بعد کسی کو میسر نہ ہو، بیشک تو بہت بڑا دینے والا ہے۔"

باب آیت (وَهَبْ لِي مُلْكًا) کی تفسیر

۴۸۰۸: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ وَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ (رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي) قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهُ خَاسِئًا.

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے روح بن عبادہ اور محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گزشتہ رات ایک سرکش جن اچانک میرے پاس آیا، یا اسی طرح کا کلمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تاکہ میری نماز خراب کرے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دے دی اور میں نے سوچا کہ اسے مسجد کے ستون سے باندھ دوں تاکہ صبح کے وقت تم سب لوگ بھی اسے دیکھ سکو۔ پھر مجھ کو اپنے بھائی سلیمان کی دعا یاد آگئی کہ اے میرے رب! مجھے ایسی سلطنت دے کہ میرے بعد کسی کو میسر نہ ہو۔

روح نے کہا کہ آنحضرت نے اس جن کو ذلت کے ساتھ بھگا دیا۔

۲۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ)

"اور نہ میں تکلف کرنے والوں سے ہوں۔"

باب: آیت (وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ) کی تفسیر

۴۸۰۹: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ اللهُ أَعْلَمُ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنِ الدُّخَانِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا قُرَيْشًا إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَبْطَئُوا عَلَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَحَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْجُلُودَ حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ دُخَانًا مِنَ الْجُوعِ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ) يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ فَدَعَوْا (رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ أَنَّى لَهُمُ الذِّكْرَى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ أَفَيُكْشَفُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) قَالَ فَكُشِفَ ثُمَّ عَادُوا فِي كُفْرِهِمْ فَأَخَذَهُمُ اللهُ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ اللهُ تَعَالَى (يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ).



ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے کہ ہم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا اے لوگو! جس شخص کو کسی چیز کا علم ہو تو وہ اسے بیان کرے اگر علم نہ ہو تو کہے کہ اللہ ہی کو زیادہ علم ہے کیونکہ یہ بھی علم ہی ہے کہ جو چیز نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ اللہ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کہہ دیا تھا کہ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس قرآن یا تبلیغ وحی پر کوئی اجرت نہیں چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنے والا ہوں اور میں دخان (دھوئیں) کے بارے میں بتاؤں گا (جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے تاخیر کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں بددعا کی اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی سی قحط سالی کے ذریعہ میری مدد کر۔ چنانچہ قحط پڑا اور اتنا زبردست کہ ہر چیز ختم ہو گئی اور لوگ مردار اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے یہ حال تھا کہ آسمان کی طرف دھواں ہی دھواں نظر آتا۔ اسی کے بارے میں اللہ



تعالیٰ نے فرمایا کہ پس انتظار کرو اس دن کا جب آسمان کھلا ہوا دھواں لائے گا جو لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ دردناک عذاب ہے۔ بیان کیا کہ پھر قریش دعا کرنے لگے کہ اے ہمارے رب! اس عذاب کو ہم سے ہٹا لے تو ہم ایمان لائیں گے لیکن وہ نصیحت سننے والے کہاں ہیں ان کے پاس تو رسول صاف معجزات و دلائل کے ساتھ آچکا اور وہ اس سے منہ موڑ چکے ہیں اور کہہ چکے ہیں کہ اسے تو سکھایا جارہا ہے، یہ مجنون ہے، بے شک ہم تھوڑے دنوں کے لئے ان سے عذاب ہٹالیں گے یقیناً تم پھر کفر ہی کی طرف لوٹ جاؤ گے کیا قیامت میں بھی عذاب ہٹایا جائے گا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر یہ عذاب تو ان سے دور کر دیا گیا لیکن جب وہ دوبارہ کفر میں مبتلا ہو گئے تو جنگ بدر میں اللہ نے انہیں پکڑا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہے کہ جس دن ہم سخت پکڑ کریں گے، بلاشبہ ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

سورة الزمر

سورہ زمر کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ:(أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ) يُجَرُّ عَلَى وَجْهِهِ فِي النَّارِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى:(أَفَمَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ) (غَيْرَ ذِي عِوَجٍ) لَبْسٍ (وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ) مَثَلٌ لِآلِهَتِهِمُ الْبَاطِلِ وَالإِلَهِ الْحَقِّ (وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ) بِالْأَوْثَانِ، خَوَّلْنَا: أَعْطَيْنَا(وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ) الْقُرْآنُ(وَصَدَّقَ بِهِ) الْمُؤْمِنُ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ: هَذَا الَّذِي أَعْطَيْتَنِي عَمِلْتُ بِمَا فِيهِ وَقَالَ غَيْرُهُ: (مُتَشَاكِسُونَ الرَّجُلُ الشَّكِسُ:الْعَسِرُ لَا يَرْضَى بِالإِنْصَافِ (وَرَجُلًا سِلْمًا) وَيُقَالُ:(سَالِمًا) صَالِحًا(اشْمَأَزَّتْ) نَفَرَتْ(بِمَفَازَتِهِمْ)مِنَ الْفَوْزِ(حَافِّينَ) أَطَافُوا بِهِ مُطِيفِينَ: بِحِفَافَيْهِ بِجَوَانِبِهِ (مُتَشَابِهًا) لَيْسَ مِنَ الِاشْتِبَاهِ وَلَكِنْ يُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا فِي التَّصْدِيقِ.

مجاہد نے کہا یتقی بوجهه سے یہ مراد ہے کہ منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹا جائے گا جیسے اس آیت میں فرمایا افمن یلقی فی النار خیر الایة ذی عوج کے معنیٰ شبہ والا۔ ورجلا سلما لرجل یہ ایک مثال ہے مشرکین کے معبودان باطلہ کی اور معبود برحق کی۔ ویخوفونك بالذین من دونه میں من دونہ سے مراد بت ہیں (یعنی مشرکین اپنے جھوٹے معبودوں سے تجھ کو ڈراتے ہیں) خولنا کے معنیٰ ہم نے دیا والذی جاء بالصدق سے قرآن مراد ہے اور صدق سے مسلمان مراد ہے جو قیامت کے دن پروردگار کے سامنے آکر عرض کرے گا یہی قرآن ہے جو تو نے دنیا میں مجھ کو عنایت فرمایا تھا میں نے اس پر عمل کیا۔ متشاکسون شکس سے نکلا ہے شکس بد مزاج تکراری آدمی کو کہتے ہیں جو انصاف کی بات پسند نہ کرے۔ سلما اور سالما اچھے پورے آدمی کو کہتے ہیں اشمأزت ... معنیٰ نفرت کرتے ہیں۔ چڑتے ہیں۔ بمفازتهم فوز سے نکلا ہے مراد کامیابی ہے۔ حافین کے

معنی گرد اگرد اس کے چاروں طرف۔ متشابها اشتباہ سے نہیں بلکہ تشابہ سے نکلا ہے یعنی اس کی ایک آیت دوسری آیت کی تائید وتصدیق کرتی ہے۔

قولہ "أفمن يتقي بوجهه" سے مراد ہے کہ جو منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹا جائے گا، اور یہی مراد ہے اس آیت کریمہ سے۔ «أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ» قولہ "ذي عوج یعنی شبہ والا۔

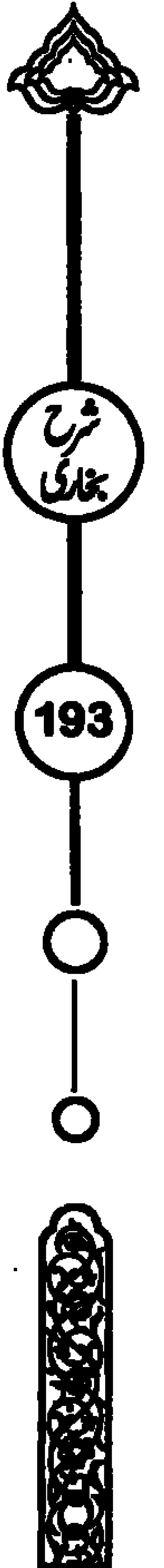
قولہ "سلما لرجل" یہ مشرکوں کے خود ساختہ معبودوں کی مثال اور معبود برحق کی مثال ہے کہ ایک غلام دو آدمیوں کا مشترکہ ہو، اسے نہ یہ کھانا دے اور نہ وہ دے، ہر ایک سمجھے گا کہ دوسرا کھلا دے گا تو ایسا غلام بھوکا ہی رہے گا، لیکن وہ غلام جو ایک آدمی کا ہی ہو تو اسے یقین سے معلوم ہو گا کہ اسے میں نے ہی کھلانا ہے، یہ بھوکا نہیں رہے گا۔

قولہ "سالما أي صالحا" یعنی اچھا آدمی۔

١-بَابُ قَوْلِهِ (عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ)

باب: آیت (قل یا عبادی الذین... الا یة) کی تفسیر

"آپ کہہ دو کہ اے میرے بندو! جو اپنے نفسوں پر زیادتیاں کر چکے ہو، اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو، بیشک اللہ سارے گناہ بخش دے گا، بیشک وہ بہت ہی بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔"



٤٨١٠: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ يَعْلَى إِنَّ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوا قَدْ قَتَلُوا وَأَكْثَرُوا وَزَنَوْا وَأَكْثَرُوا فَأَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُو إِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ) وَنَزَلَتْ (قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ)

مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، ان سے یعلیٰ بن مسلم نے بیان کیا، انہیں سعید بن جبیر نے خبر دی اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مشرکین میں بعض نے قتل کا گناہ کیا تھا اور کثرت سے کیا تھا۔ اسی طرح زناکاری بھی کثرت سے کرتے رہے تھے۔ پھر وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں اور جس کی طرف دعوت دیتے ہیں (یعنی اسلام) یقیناً اچھی چیز ہے، لیکن ہمیں یہ بتایئے کہ اب تک ہم نے جو گناہ کئے ہیں وہ اسلام لانے سے معاف ہوں گے یا نہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا اور کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی بھی جان کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل کرنا اللہ

نے حرام کیا ہے، ہاں مگر حق کے ساتھ،، اور یہ آیت نازل ہوئی آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو! جو اپنے نفسوں پر زیادتیاں کر چکے ہو، اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو، بے شک اللہ سارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ بے شک اللہ وہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت ہی مہربان ہے۔"

٢۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ)

"اور ان لوگوں نے اللہ کی قدر و عظمت نہ پہچانی جیسی کہ اس کی قدر و عظمت پہچانی چاہیے تھی۔"

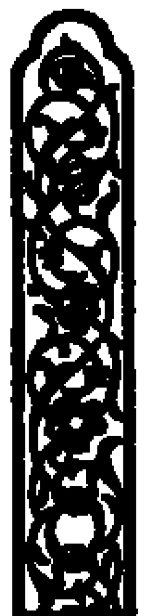
باب: آیت (وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ) کی تفسیر

٤٨١١: حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الأَحْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّا نَجِدُ: أَنَّ اللهَ يَجْعَلُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الخَلَائِقِ عَلَى إِصْبَعٍ، فَيَقُولُ أَنَا المَلِكُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الحَبْرِ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ، سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ).



ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان بن عبد الرحمان نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ علماء یہود میں سے ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد! ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اس طرح زمین کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر، پھر فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ہنس دیئے اور آپ کے سامنے کے دانت دکھائی دینے لگے۔ آپ کا یہ ہنسنا اس یہودی عالم کی تصدیق میں تھا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔ اور ان لوگوں نے اللہ کی عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہئے تھی اور حال یہ کہ ساری زمین اسی کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔ وہ ان لوگوں کے شرک سے بالکل پاک اور بلند تر ہے۔

٣۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَالأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ)



باب: آیت (وَالأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ

سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ) کی تفسیر

٤٨١٢: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَقْبِضُ اللهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمَوَاتِ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ.

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن خالد بن مسافر نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے ابو سلمہ نے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ قیامت کے دن اللہ ساری زمین کو اپنی مٹھی میں لے گا اور آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ پھر فرمائے گا، آج حکومت صرف میری ہے۔ دنیا کے بادشاہ آج کہاں ہیں؟

۴۔ بَابُ قَوْلِهِ: وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ.



إِلَّا مَنْ شَاءَ اللهُ، ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ)

"اور صور پھونکا جائے گا تو سب بیہوش ہو جائیں گے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوا اس کے جس کو اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو پھر اچانک سب کے سب دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔"

٤٨١٣: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ بَعْدَ النَّفْخَةِ الْآخِرَةِ فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى مُتَعَلِّقٌ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَذَلِكَ كَانَ أَمْ بَعْدَ النَّفْخَةِ.

شرح بخاری

مجھ سے حسن نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرحیم نے خبر دی، انہیں زکریا بن ابی زائدہ نے، انہیں عامر نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آخری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد سب سے پہلے اپنا سر اٹھانے والا میں ہوں گا لیکن اس وقت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ عرش کے ساتھ لپٹے ہوئے ہیں، اب مجھے نہیں معلوم کہ وہ پہلے ہی سے اسی طرح تھے یا دوسرے صور کے بعد (مجھ سے پہلے) اٹھ کر عرش الٰہی کو تھام لیں گے۔







٤٨١٤: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ قَالُوا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَبَيْتُ قَالَ

أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ أَبَيْتُ وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهِ فِيهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ.

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے ابو صالح سے سنا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، دونوں صوروں کے پھونکے جانے کا درمیانی عرصہ چالیس ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے پوچھا، کیا چالیس دن مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں پھر انہوں نے پوچھا چالیس سال؟ اس پر بھی انہوں نے انکار کیا۔ پھر انہوں نے پوچھا چالیس مہینے؟ اس کے متعلق بھی انہوں نے کہا کہ مجھ کو خبر نہیں اور ہر چیز فنا ہو جائے گی، سوا ریڑھ کی ہڈی کے کہ اسی سے ساری مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔

قولہ "أبيتُ" لیکن ابن مردویہ کی روایت میں ہے کہ چالیس برس کا فاصلہ ہو گا۔

قولہ "إلا عجب ذنبهِ" انسان کے جسم کی ہر چیز فنا ہو جائے گی سوائے ریڑھ کی ہڈی کے کنارے کے، اسی سے ساری مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔

یہ ہڈی بالکل چھوٹی مٹر کے دانے کی بقدر ہوتی ہے۔ اور یہ بنیادی چیز ہے کیونکہ انسان کے ڈھانچے کی بنیاد فقرات ظہر (کمر کے مہروں) پر رکھی گئی ہے۔ ان فقرات سے پسلیاں نکل کر سینے کی طرف آجاتی ہیں اور وہ فقرات اوپر تک جاتے ہیں، گویا یہ فقرات انسان کا ستون ہیں اور اس ستون کی سب سے نچلی ہڈی دراصل بنیادی چیز ہے، جیسے انسان اس دنیا میں ہے ویسے ہی قیامت کے دن ہوگا، یہ ہڈی نیچے ہی ہوگی دنیا میں بھی اس ہڈی پر بنایا گیا ہے اور قیامت کے دن بھی اسی پر جوڑا جائے گا۔



إلاّ عجب ذنبهِ سے مراد یہ ہے کہ یہ ہڈی باقی ہڈیوں کی بنسبت دیر سے بوسیدہ ہوتی ہے اور اس کے قائم رہنے کا مطلب یہ ہے کہ اسی سے انسان کو بنایا جائے گا۔ ویسے تو یہ ہڈی بھی آخر کار ختم ہو جاتی ہے۔ اگرچہ دیر سے ختم ہوتی ہے، لیکن تیار سب سے پہلے ہوگی اس کے بعد باقی بدن تیار ہو گا۔

سورة المؤمن
سورۃ المومن کی تفسیر

قال مجاهد: (حم) مَجَازُهَا مَجَازُ أَوَائِلِ السُّوَرِ، وَيُقَالُ: بَلْ هُوَ اسْمٌ لِقَوْلِ شُرَيْحِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْعَبْسِيِّ.

يُذَكِّرُنِي حاميم وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ.. فَهَلَّا تَلاَ حاميم قَبْلَ التَّقَدُّمِ

الطَّوْلِ التَّفَضُّلُ دَاخِرِينَ خَاضِعِينَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: إِلَى النَّجَاةِ الإِيمَانِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ يَعْنِي الْوَثَنَ (يُسْجَرُونَ) تُوقَدُ بِهِمُ النَّارُ (تَمْرَحُونَ) تَبْطَرُونَ وَكَانَ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يُذَكِّرُ النَّارَ، فَقَالَ رَجُلٌ لِمَ تُقَنِّطِ النَّاسَ، قَالَ: وَأَنَا أَقْدِرُ أَنْ أُقَنِّطَ النَّاسَ، وَاللهُ



عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لاَ تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ﴾ وَيَقُولُ ﴿وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ﴾ وَلَكِنَّكُمْ تُحِبُّونَ أَنْ تُبَشَّرُوا بِالْجَنَّةِ عَلَى مَسَاوِئِ أَعْمَالِكُمْ، وَإِنَّمَا بَعَثَ اللهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ لِمَنْ أَطَاعَهُ، وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ مَنْ عَصَاهُ.

مجاہد نے کہا حم کا معنیٰ اللہ کو معلوم ہے جیسے دوسری سورتوں میں جو حروف مقطعات شروع میں آئے ہیں ان کے متعلق حقیقی معانی صرف اللہ ہی کو معلوم ہیں۔ بعضوں نے کہا حم قرآن یا سورت کا نام ہے جیسے شریح ابن ابی اوفیٰ عبسی اس شعر میں کہتا ہے جبکہ نیزہ جنگ میں چلنے لگا پڑھتا ہے حم پہلے پڑھنا تھا۔ الطول کے معنیٰ احسان اور فضل کرنا۔ داخرین کے معنیٰ ذلیل وخوار ہو کر۔ حضرت مجاہد نے کہا ادعوکم الی النجاۃ سے ایمان مراد ہے۔ لیس له دعوة یعنی بت کسی کی دعا قبول نہیں کر سکتا۔ یسجرون کے معنیٰ وہ دوزخ کے ایندھن بنیں گے۔ تمرحون کے معنیٰ تم اتراتے تھے۔ اور علاء بن زیاد مشہور تابعی ومشہور زاہد لوگوں کو دوزخ سے ڈرا رہے تھے، ایک شخص کہنے لگا لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا میں لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید کیسے کر سکتا ہوں میری کیا طاقت ہے۔ اللہ پاک تو فرماتا ہے اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا (گناہ کئے) اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اس کے ساتھ اللہ یوں بھی فرماتا ہے کہ گنہگار دوزخی ہیں، مگر میں سمجھ گیا تمہارا مطلب یہ ہے کہ برے کام کرتے رہو اور جنت کی خوشخبری تم کو ملتی جائے۔ اللہ نے تو حضرت محمد ﷺ کو نیکیوں پر خوشخبری دینے والا اور نافرمانوں کے لیے دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

قولہ "حم مجازها" یعنی جیسے دیگر سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات آتے ہیں جو ان کا مفہوم ہے وہی مفہوم اس کا ہے۔ اس میں اختلاف ہے احناف کے ہاں یہ متشابہات ہیں، ان کا مفہوم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، بعض کہتے ہیں یہ متشابہات نہیں ہیں بلکہ ہر شخص جانتا ہے کہ ح، م، الف، لام، میم کیا ہے۔ عموماً جس سورت کے شروع میں جو حروف مقطعات آتے ہیں اس سورت میں ان حروف کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔

قولہ "لقول شريح بن أبي أوفى، يُذَكّرني حم" یعنی وہ مجھے حٰم یاد دلاتا ہے جبکہ نیزہ چلنے لگا ہے۔ لڑائی میں آنے سے پہلے اس نے حامیم کیوں نہ پڑھی۔

اصل میں شریح، جنگ جمل میں حضرت علی کا طرفدار تھا، اور محمد بن طلحہ اپنے والد طلحہ بن عبید اللہ کے ساتھ حضرت عائشہ کے لشکر میں تھے۔ شریح اور محمد بن طلحہ کا مقابلہ ہو گیا جب دونوں طرف سے ہتھیار چلنے لگے تو محمد بن طلحہ نے یہ آیت پڑھی قُلْ لاَ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى اس آیت کے پڑھنے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ میں نبی اکرم ﷺ کا قرابتدار اور رشتہ دار ہوں، اس لیے مجھے نہ مارا جائے، اس وقت شریح نے کہا کہ یہ مجھے اب حم کی یہ آیت یاد دلاتا ہے جبکہ میں نے نیزہ اٹھایا ہوا ہے، اسے چاہیے تھا کہ لڑائی میں آنے سے پہلے حم پڑھتا، اور لڑائی میں نہ آتا لیکن شریح نے محمد بن طلحہ کو مار ڈالا، بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی نے اس دن اپنے لشکر کا شعار حم مقرر کیا تھا

تو محمد بن طلحہ نے حم کہکر یہ بتلایا کہ میں بھی حضرت علی کا طرفدار ہوں، اصل میں محمد بن طلحہ آنا نہیں چاہتا تھا اپنے والد کی وجہ سے آگیا تھا۔

قولہ "الطول التفضل" یعنی احسان کرنا۔

قولہ "ليس له دعوة" یعنی بت کسی کی دعا کو قبول نہیں کر سکتا۔

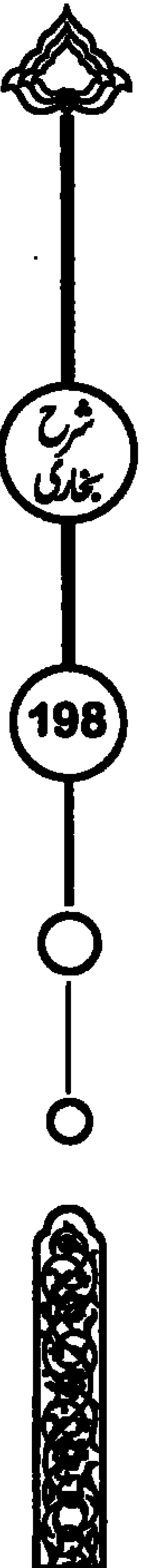
قولہ "لم تقنط الناس" ایک آدمی نے کہا آپ لوگوں کو کیوں ناامید کرتے ہو کبھی اچھی بات بھی سنایا کریں، اس نے کہا قرآن میں مسرفین کے متعلق یہی کہا گیا ہے۔ وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ (1) میں اس کے علاوہ کیا سناؤں۔

٤٨١٥: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوَى ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيدًا فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ﴿أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾.

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے اوزاعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے محمد بن ابراہیم تیمی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، آپ نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ سخت معاملہ مشرکین نے کیا کیا تھا؟ حضرت عبداللہ نے بیان کیا کہ آنحضرت کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اس نے آپ کا شانہ مبارک پکڑ کر آپ کی گردن میں اپنا کپڑا لپیٹ دیا اور اس کپڑے سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ گھونٹنے لگا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور انہوں نے اس بد بخت کا مونڈھا پکڑ کر اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا کیا اور کہا کہ کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے رب کے پاس سے اپنی سچائی کے لئے روشن دلائل بھی ساتھ لایا ہے۔

سُورَةُ حم السَّجْدَةِ

سورہ حم کی تفسیر



(1) المومن: ۴۰

وَقَالَ طَاوُسٌ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا) أَعْطِيَا، (قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ) أَعْطَيْنَا وَقَالَ الْمِنْهَالُ: عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي أَجِدُ فِي الْقُرْآنِ أَشْيَاءَ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ، قَالَ: (فَلاَ أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلاَ يَتَسَاءَلُونَ) (وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ) (وَلاَ يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا) (وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ) فَقَدْ كَتَمُوا فِي هَذِهِ الآيَةِ؟ وَقَالَ: (أَمِ السَّمَاءُ بَنَاهَا- إِلَى قَوْلِهِ: دَحَاهَا) فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَاءِ قَبْلَ خَلْقِ الأَرْضِ، ثُمَّ قَالَ: (أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ- إِلَى قَوْلِهِ: طَائِعِينَ) فَذَكَرَ فِي هَذِهِ خَلْقَ الأَرْضِ قَبْلَ خَلْقِ السَّمَاءِ؟ وَقَالَ: (وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا عَزِيزًا حَكِيمًا سَمِيعًا بَصِيرًا) فَكَأَنَّهُ كَانَ ثُمَّ مَضَى؟ فَقَالَ: (فَلاَ أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ) فِي النَّفْخَةِ الأُولَى، ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ: فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ فَلاَ أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ عِنْدَ ذَلِكَ وَلاَ يَتَسَاءَلُونَ، ثُمَّ فِي النَّفْخَةِ الآخِرَةِ، (أَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ) وَأَمَّا قَوْلُهُ: (مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ) (وَلاَ يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا) فَإِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ لِأَهْلِ الإِخْلاَصِ ذُنُوبَهُمْ، وَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: تَعَالَوْا نَقُولُ لَمْ نَكُنْ مُشْرِكِينَ، فَخُتِمَ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ، فَتَنْطِقُ أَيْدِيهِمْ، فَعِنْدَ ذَلِكَ عُرِفَ أَنَّ اللَّهَ لاَ يُكْتَمُ حَدِيثًا، وَعِنْدَهُ: (يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا) الآيَةَ، وَخَلَقَ الأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَاءَ، ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ، ثُمَّ دَحَا الأَرْضَ، وَدَحْوُهَا: أَنْ أَخْرَجَ مِنْهَا الْمَاءَ وَالْمَرْعَى، وَخَلَقَ الْجِبَالَ وَالْجِمَالَ وَالآكَامَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ: (دَحَاهَا) وَقَوْلُهُ: (خَلَقَ الأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ) فَجُعِلَتِ الأَرْضُ وَمَا فِيهَا مِنْ شَيْءٍ فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ، وَخُلِقَتِ السَّمَوَاتُ فِي يَوْمَيْنِ، (وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا) سَمَّى نَفْسَهُ ذَلِكَ، وَذَلِكَ قَوْلُهُ، أَيْ لَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا إِلَّا أَصَابَ بِهِ الَّذِي أَرَادَ، فَلاَ يَخْتَلِفْ عَلَيْكَ الْقُرْآنُ، فَإِنَّ كُلًّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنِ الْمِنْهَالِ بِهَذَا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ) مَحْسُوبٍ أَقْوَاتَهَا أَرْزَاقَهَا فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا مِمَّا أَمَرَ بِهِ نَحِسَاتٍ مَشَائِيمَ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ قَرَنَّاهُمْ بِهِمْ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلاَئِكَةُ عِنْدَ الْمَوْتِ اهْتَزَّتْ بِالنَّبَاتِ وَرَبَتْ ارْتَفَعَتْ مِنْ أَكْمَامِهَا حِينَ تَطْلُعُ لَيَقُولَنَّ هَذَا لِي أَيْ بِعَمَلِي أَنَا مَحْقُوقٌ بِهَذَا وَقَالَ غَيْرُهُ: سَوَاءً لِلسَّائِلِينَ قَدَّرَهَا سَوَاءً فَهَدَيْنَاهُمْ دَلَلْنَاهُمْ عَلَى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، كَقَوْلِهِ: (وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ) وَكَقَوْلِهِ:





هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ وَالهُدَى الَّذِي هُوَ الإِرْشَادُ بِمَنْزِلَةِ أَصْعَدْنَاهُ وَمِنْ ذَلِكَ قَوْلُهُ: أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ يُوزَعُونَ يُكَفُّونَ مِنْ أَكْمَامِهَا قِشْرُ الكُفُرَّى هِيَ الكُمُّ وَقَالَ غَيْرُهُ وَيُقَالُ لِلْعِنَبِ إِذَا خَرَجَ أَيْضًا كَافُورٌ وَكُفُرَّى، وَلِيٌّ حَمِيمٌ القَرِيبُ (مِنْ مَحِيصٍ) حَاصَ عَنْهُ أَيْ حَادَ. مِرْيَةٍ وَمُرْيَةٍ وَاحِدٌ. أَيْ امْتِرَاءٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ) هِيَ وَعِيدٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ) الصَّبْرُ عِنْدَ الغَضَبِ وَالعَفْوُ عِنْدَ الإِسَاءَةِ. فَإِذَا فَعَلُوهُ عَصَمَهُمُ اللهُ، وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ (كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ).

طاؤس نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ائتیا طوعا کا معنی خوشی سے اطاعت قبول کرو۔ اتینا طائعین ہم نے خوشی خوشی اطاعت قبول کی۔ اعطینا ہم نے خوشی سے دیا۔ اور منہال بن عمرو اسدی نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہنے لگا میں تو قرآن میں ایک کے ایک خلاف چند باتیں پاتا ہوں۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا) بیان کرو۔ وہ کہنے لگا ایک آیت میں تو یوں ہے فلا انساب بینھم قیامت کے دن ان کے درمیان کوئی رشتہ ناطہ باقی نہیں رہے گا اور نہ وہ باہم ایک دوسرے سے کچھ پوچھیں گے۔ دوسری آیت میں یوں ہے واقبل بعضھم علی بعض اور قیامت کے دن ان میں بعض بعض کی طرف متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے پوچھیں گے (اس طرح دونوں آیتوں کے بیان مختلف ہیں) ایک آیت میں یوں ہے ولا یکتمون اللہ حدیثا (وہ اللہ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے) دوسری آیت میں ہے قیامت کے دن مشرکین کہیں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین ہم اپنے رب اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں ہم مشرک نہیں تھے۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنا مشرک ہونا چھپائیں گے (اس طرح ان دونوں آیتوں کے بیان مختلف ہیں (ایک جگہ ءانتم اشد خلقا ام السماء بناھا آخر تک۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ آسمان زمین سے پہلے پیدا ہوا۔ پھر سورہ حم سجدہ میں فرمایا انکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین اس سے نکلتا ہے کہ زمین آسمان سے پہلے پیدا ہوئی ہے (اس طرح دونوں میں اختلاف ہے) اور فرمایا وکان اللہ غفورا رحیما (اللہ بخشنے والا مہربان تھا) عزیزا حکیما سمعیا بصیرا ان کے معانی سے نکلتا ہے کہ اللہ ان صفات سے زمانہ ماضی میں موصوف تھا اب نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب میں کہا کہ یہ جو فرمایا فلا انساب بینھم (اس دن کوئی ناطہ رشتہ باقی نہ رہے گا) یہ اس وقت کا ذکر ہے جب پہلا صور پھونکا جائے گا اور آسمان وزمین والے سب بے ہوش ہو جائیں گے اس وقت رشتہ ناطہ کچھ باقی نہ رہے گا، نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے (دہشت کے مارے سب نفسی نفسی پکاریں گے) پھر یہ جو دوسری آیت میں ہے واقبل بعضھم (ایک دوسرے کے سامنے آ کر پوچھ تاچھ کریں گے) یہ



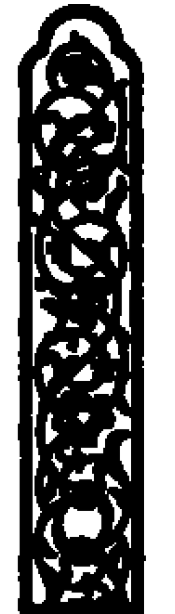
شرح بخاری



دوسری دفعہ صور پھونکے جانے کے بعد کا حال ہے (جب میدان محشر میں سب دوبارہ زندہ ہوں گے اور کسی قدر ہوش ٹھکانے آئے گا) اور یہ جو مشرکین کا قول نقل کیا ہے واللہ ربنا ما کنا مشرکین (ہمارے رب کی قسم ہم مشرک نہ تھے) اور دوسری جگہ فرمایا ولا یکتمون اللہ حدیثا اللہ سے وہ کوئی بات نہ چھپا سکیں گے تو بات یہ ہے کہ اللہ پاک قیامت کے دن خالص توحید والوں کے گناہ بخش دے گا اور مشرکین آپس میں صلاح ومشورہ کریں گے کہ چلو ہم بھی چل کر دربار الٰہی میں کہیں کہ ہم مشرک نہ تھے۔ پھر اللہ پاک ان کے منہ پر مہر لگادے گا اور ان کے ہاتھ پاؤں بولنا شروع کر دیں گے۔ اس وقت ان کو معلوم ہوجائے گا کہ اللہ سے کوئی بات چھپ نہیں سکتی اور اسی وقت کافر یہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ دنیا میں مسلمان ہوتے (اس طرح یہ دونوں آیتیں مختلف نہیں ہیں) اور یہ جو فرمایا کہ زمین کو دو دن میں پیدا کیا اس کا مطلب یہ کہ اسے پھیلایا نہیں (صرف اس کا مادہ پیدا کیا) پھر آسمان کو پیدا کیا اور دو دن میں اس کو برابر کیا (ان کے طبقات مرتب کئے) اس کے بعد زمین کو پھیلایا اور اس کا پھیلانا یہ ہے کہ اس میں سے پانی نکالا گھاس چارہ پیدا کیا۔ پہاڑ، جانور، اونٹ وغیرہ ٹیلے جو جوان کے بیچ میں ہیں وہ سب پیدا کئے۔ یہ سب دو دن میں کیا۔ دحاھا کا مطلب یہ ہے کہ زمین دو دن میں پیدا ہوئی جیسے فرمایا خلق الارض فی یومین تو زمین مع اپنی سب چیزوں کے چار دن میں بنی اور آسمان دو دن میں بنے (اس طرح یہ اعتراض رفع ہوا) اب رہا یہ فرمانا کہ کان اللہ غفورا رحیما میں کان کا مطلب ہے کہ اللہ پاک میں یہ صفات ازل سے ہیں اور یہ اس کے نام ہیں (غفور، رحیم، عزیز، حکیم سمیع، بصیر وغیرہ) کیونکہ خداوند کریم جو چاہتا ہے وہ حاصل کر لیتا ہے (حاصل یہ ہے کہ صفات سب قدیم ہیں گو ان کے تعلقات حادث ہوں جیسے سمع اللہ کا قدیم سے تھا مگر تعلق سمع کا اس وقت سے ہوا جب سے آوازیں پیدا ہوئیں۔ اسی طرح اور صفات میں بھی کہیں گے) اب تو قرآن میں کوئی اختلاف نہیں رہا۔ اختلاف کیسے ہوگا۔ قرآن مجید اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اس کے کلام میں اختلاف نہیں ہوسکتا۔ امام بخاری نے کہا مجھ سے یوسف بن عدی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن عمرو نے، انہوں نے زید بن ابی انیسہ سے، انہوں نے منہال سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (یہی روایت جو ادھر گزری ہے) مجاہد نے کہا ممنون کا معنی حساب ہے۔ اقواتھا یعنی بارش کا اندازہ مقرر کیا کہ ہر ملک میں کتنی بارش مناسب ہے یا اس کا معنی ہے غذائیں اس کی۔ فی کل سماء امرھا یعنی جو حکم (اور انتظام کرنا تھا) وہ ہر آسمان سے متعلق (فرشتوں کو) بتلا دیا۔ نحسات منحوس، نامبارک وقیضنا لھم قرناء کا معنی ہم نے کافروں کے ساتھ شیطان کو لگا دیا تتنزل علیھم الملائکۃ یعنی موت کے وقت ان پر فرشتے اترتے ہیں۔ اھتزت یعنی سبزی سے لہلہانے لگتی ہے۔ وربت پھول جاتی ہے، ابھر آتی ہے۔ مجاہد کے سوا اوروں نے کہا من اکمامھا یعنی جب پھل گابھوں سے نکلتے ہیں۔ لیقولن ھذا لی یعنی یہ میرا







حق ہے، میرے نیک کاموں کا بدلہ ہے۔ سواء للسائلین سب مانگنے والوں کے لئے اس کو یکساں رکھا۔ فهدیناهم سے یہ مراد ہے کہ ہم نے ان کو اچھا برا دکھلایا، بتلا دیا جیسے دوسری جگہ فرمایا وهدیناه النجدین (سورۂ بلد میں اور سورۂ دہر میں) فرمایا انا هدیناه السبیل لیکن ہدایت کا وہ معنی سیدھے اور سچے راستے پر لگا دینا، وہ تو اصعاد (یا اسعاد) کے معنی میں ہے (سورہ انعام) اولئك الذین هدی الله میں یہی معنی مراد ہیں۔ یوزعون روکے جائیں گے۔ من اکمامها میں کم کہتے ہیں گابھا کے چھلکے کو (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے) اوروں نے کہا انگور جب نکلتے ہیں تو اس کو بھی کافور اور کفری کہتے ہیں۔ ولي حمیم قریبی دوست۔ من محیص حاص سے نکلا ہے حاص کے معنی نکل بھاگا الگ ہو گیا۔ مِریة بکسر میم اور مُریة بضم میم (دونوں قرائتیں ہیں) دونوں کا ایک ہی معنی شک وشبہ کے ہیں اور مجاہد نے کہا اعملوا ما شئتم میں وعید ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ادفع بالتی هي احسن سے یہ مراد ہے کہ غصے کے وقت صبر کر لو اور برائی کو معاف کر دو جب لوگ ایسے اخلاق اختیار کریں گے تو اللہ ان کو ہر آفت سے بچائے رکھے گا اور ان کے دشمن بھی عاجز ہو کر ان کے دلی دوست بن جائیں گے۔

قولہ "إئتیا طوعاً" بکسر الهمزة جِیئَا کے معنی میں ہے۔ ورنہ «أعطیا» جو معنی کیا گیا ہے یہ تو اتیا کا معنی ہے جو اٰتیٰ یُؤتِیْ سے ہے۔ اور أعْطِیا سے مراد یہ ہے کہ جو تمہارا فریضہ ہے اسے ادا کرو، قرآن کریم میں ہے فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ یعنی جس نے اپنے فریضے کو ادا کیا اور تقویٰ کی زندگی گزاری۔

قولہ "ثم دحا الأرض" یعنی زمین کا مادہ پہلے پیدا کیا اور اس کا دحو اور پھیلاؤ بعد میں ہوا۔



قولہ "ولم یُرد شیئاً إلاّ أصاب" یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات ازلی ابدی ہیں۔

قولہ "اهتزّت" وہ لہلاتی ہے۔

قولہ "ربَت" ابھرتی ہے۔

قولہ "هذا لی أی بعملی" یعنی مجھے یہ اپنے عمل اور کوشش سے ملا ہے، جبکہ قارون نے بعلمی کہا تھا کہ مجھے فن کا علم تھا اس لیے یہ سب کچھ ملا ہے۔

قولہ "بمنزلة أصعدناه" یعنی اسے اوپر کے مرتبے میں لے گئے۔ یہ ارشاد کے قائم مقام ہے۔ گویا صُعُود معنوی مراد ہے اور اگر أسْعَدْنَاهُ" سین کے ساتھ ہو تو واضح ہی ہے۔

قولہ "یوزعون" یہاں «وزع» بمعنی کف ہے یعنی روکنے کے معنی میں ہے۔ کبھی تقسیم کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔

قولہ "الکُفُرّیٰ" خوشے کو کہتے ہیں صاحب الفیہ نے الف مقصورہ کی مثال الکُفُرّیٰ سے دی ہے۔



١۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا

أَبۡصَارُكُمۡ وَلَا جُلُودُكُمۡ وَلَكِنۡ ظَنَنۡتُمۡ أَنَّ اللهَ لَا يَعۡلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعۡمَلُونَ)

"اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا ہی نہیں سکتے تھے کہ تمہارے خلاف تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری جلدیں گواہی دیں گی، بلکہ تمہیں تو یہ خیال تھا کہ اللہ کو بہت سی ان چیزوں کی خبر ہی نہیں ہے جنہیں تم کرتے رہے۔"

باب: آیت (وَمَا كُنۡتُمۡ تَسۡتَتِرُونَ) الخ کی تفسیر

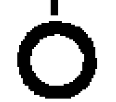
٤٨١٦: حَدَّثَنَا الصَّلۡتُ بۡنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بۡنُ زُرَيۡعٍ عَنۡ رَوۡحِ بۡنِ الۡقَاسِمِ عَنۡ مَنۡصُورٍ عَنۡ مُجَاهِدٍ عَنۡ أَبِي مَعۡمَرٍ عَنِ ابۡنِ مَسۡعُودٍ وَمَا كُنۡتُمۡ تَسۡتَتِرُونَ أَنۡ يَشۡهَدَ عَلَيۡكُمۡ سَمۡعُكُمۡ وَلَا أَبۡصَارُكُمُ الۡآيَةَ قَالَ كَانَ رَجُلَانِ مِنۡ قُرَيۡشٍ وَخَتَنٌ لَهُمَا مِنۡ ثَقِيفٍ أَوۡ رَجُلَانِ مِنۡ ثَقِيفٍ وَخَتَنٌ لَهُمَا مِنۡ قُرَيۡشٍ فِي بَيۡتٍ فَقَالَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ أَتُرَوۡنَ أَنَّ اللهَ يَسۡمَعُ حَدِيثَنَا قَالَ بَعۡضُهُمۡ يَسۡمَعُ بَعۡضَهُ وَقَالَ بَعۡضُهُمۡ لَئِنۡ كَانَ يَسۡمَعُ بَعۡضَهُ لَقَدۡ يَسۡمَعُ كُلَّهُ فَأُنۡزِلَتۡ (وَمَا كُنۡتُمۡ تَسۡتَتِرُونَ أَنۡ يَشۡهَدَ عَلَيۡكُمۡ سَمۡعُكُمۡ وَلَا أَبۡصَارُكُمۡ) الۡآيَةَ.



ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے روح بن قاسم نے، ان سے مجاہد نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیت اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان گواہی دیں گے الخ کے متعلق کہا کہ قریش کے دو آدمی اور بیوی کی طرف سے ان کے قبیلہ ثقیب کا کوئی رشتہ دار یا ثقیف کے دو افراد تھے اور بیوی کی طرف قریش کا کوئی رشتہ دار، یہ خانہ کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے بعض نے کہا کہ کیا تمہارا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری باتیں سنتا ہوگا ایک نے کہا کہ بعض باتیں سنتا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ اگر بعض باتیں سن سکتا ہے تو سب سنتا ہوگا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا ہی نہیں سکتے کہ تمہارے خلاف تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں گواہی دیں گی آخر آیت تک۔



٢- بَابُ قَوۡلِهِ (وَذَلِكُمۡ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنۡتُمۡ بِرَبِّكُمۡ أَرۡدَاكُمۡ فَأَصۡبَحۡتُمۡ مِنَ الۡخَاسِرِينَ)



اور یہ تمہارا گمان ہے آخر آیت تک۔



باب: آیت (وَذَلِكُمۡ ظَنُّكُمۡ... الایة) کی تفسیر

٤٨١٧: حَدَّثَنَا الۡحُمَيۡدِيُّ حَدَّثَنَا سُفۡيَانُ حَدَّثَنَا مَنۡصُورٌ عَنۡ مُجَاهِدٍ عَنۡ أَبِي مَعۡمَرٍ

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ أَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ كَثِيرَةٌ شَحْمُ بُطُونِهِمْ قَلِيلَةٌ فِقْهُ قُلُوبِهِمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتُرَوْنَ أَنَّ اللهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ قَالَ الْآخَرُ يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ﴾ الْآيَةَ وَكَانَ سُفْيَانُ يُحَدِّثُنَا بِهَذَا فَيَقُولُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ أَوْ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ أَوْ حُمَيْدٌ أَحَدُهُمْ أَوْ اثْنَانِ مِنْهُمْ ثُمَّ ثَبَتَ عَلَى مَنْصُورٍ وَتَرَكَ ذَلِكَ مِرَارًا غَيْرَ مَرَّةٍ وَاحِدَةٍ.

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے مجاہد نے بیان کیا، ان سے ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خانہ کعبہ کے پاس دو قریشی اور ایک ثقفی یا ایک قریشی اور دو ثقفی مرد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے پیٹ بہت موٹے تھے لیکن عقل سے کورے۔ ایک نے ان میں سے کہا، تمہارا کیا خیال ہے کیا اللہ ہماری باتوں کو سن رہا ہے؟ دوسرے نے کہا اگر ہم زور سے بولیں تو سنتا ہے لیکن آہستہ بولیں تو نہیں سنتا۔ تیسرے نے کہا اگر اللہ زور سے بولنے پر سن سکتا ہے تو آہستہ بولنے پہ بھی ضرور سنتا ہوگا۔ اس پر یہ آیت اتری کہ اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا ہی نہیں سکتے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے گواہی دیں گے آخر آیت تک۔ سفیان ہم سے یہ حدیث بیان کرتے تھے اور کہا کہ ہم سے منصور نے یا ابن نجیح نے یا حمید نے ان میں سے کسی ایک نے یا کسی دو نے یہ حدیث بیان کی، پھر آپ منصور ہی کا ذکر کرتے تھے اور دوسروں کا ذکر ایک سے زیادہ مرتبہ نہیں کیا۔

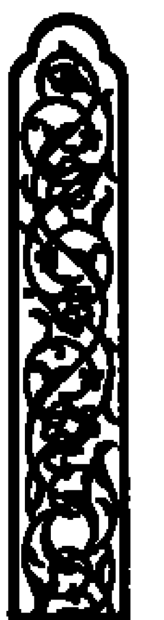


٤٨١٧،٠١: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بِنَحْوِهِ.

ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے منصور نے بیان کیا، ان سے مجاہد نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پہلی حدیث کی طرح بیان کیا۔



سُورَةُ حم عسق
سورہ حم کی تفسیر



وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَقِيمًا: الَّتِي لَا تَلِدُ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا الْقُرْآنُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ نَسْلٌ بَعْدَ نَسْلٍ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ لَا خُصُومَةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ذَلِيلٍ وَقَالَ غَيْرُهُ: فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَى ظَهْرِهِ يَتَحَرَّكْنَ وَلَا يَجْرِينَ فِي

الْبَحْرِ شَرَعُوا ابْتَدَعُوا.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عقیما کے معنی بانجھ منقول ہیں روحا من امرنا میں روح سے قرآن مجید مراد ہے۔ اور مجاہد نے کہا یذراکم فیه کا مطلب یہ ہے ایک نسل کے بعد دوسری نسل پھیلاتا رہے گا لا حجة بيننا یعنی اب ہم میں اور تم میں کوئی جھگڑا نہیں رہا طرف خفی کمزور نگاہ سے دزدیدہ نظر سے اوروں نے کہا فیظللن رواکد کا مطلب یہ ہے کہ اپنے مقام پر موجوں کے تھپیڑوں سے ہلتی رہیں نہ آگے بڑھیں نہ پیچھے ہٹیں شرعوا نیا دین نکالا۔

یہ سورۃ الشوریٰ کی تفسیر ہے، چونکہ اس میں مسلمانوں کے اجتماعی مسائل باہمی مشورہ سے حل کرنے کی تاکید کی گئی ہے، اس لیے اسے شوریٰ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

قولہ "یذرءکم" یعنی ایک نسل کے بعد دوسری نسل پھیلاتا رہے گا۔

قولہ "من طرفٍ خفيٍ" کمزور نگاہ سے یا دزیدہ نظر سے۔

قولہ "شرعُوا" انہوں نے نیا دین نکالا۔

قولہ "فیظللن رواکد" یعنی اپنی جگہ پر موجوں کے تھپیڑوں سے ہلتی رہیں لیکن نہ آگے بڑھیں اور نہ پیچھے ہٹیں۔



١- بَابُ قَوْلِهِ (إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى)

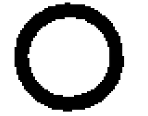
"قرابتداری کی محبت کے سوا میں تم سے اور کچھ نہیں چاہتا۔"

باب: آیت (إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى) کی تفسیر

شرح بخاری

٤٨١٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ طَاوُسًا، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ (إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى) فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: قُرْبَى آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: عَجِلْتَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ، إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ، فَقَالَ: «إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ»

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے، ان سے عبدالملک بن میسرہ نے بیان کیا کہ میں نے طاؤس سے سنا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد سوا رشتہ داری کی محبت کے متعلق پوچھا گیا تو سعید بن جبیر نے فرمایا کہ آل محمد ﷺ کی قرابتداری مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ تم نے جلد بازی کی۔ قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں جس میں آنحضرت ﷺ کی قرابت داری نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس قرابت داری کی وجہ سے صلہ رحمی کا معاملہ کرو جو میرے اور تمہارے درمیان میں موجود ہے۔







قولہ "إلا المودة في القربى" یہ مستثنیٰ منقطع ہے یعنی میں تم سے اجرت کا سوال نہیں کرتا، صرف ہمارے ساتھ اپنی

قرابت کا لحاظ کرو، اور صلہ رحمی کرو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ ہے کہ اس آیت میں قرابت سے مراد تمام قریش ہیں صرف بنو ہاشم مراد نہیں ہیں۔

سورة حم الزخرف

سورۃ حم زخرف کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿عَلَى أُمَّةٍ﴾ عَلَى إِمَامٍ. ﴿وَقِيلِهِ يَا رَبِّ﴾: تَفْسِيرُهُ أَيَحْسِبُونَ أَنَّا لاَ نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ، وَلاَ نَسْمَعُ قِيلَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وَلَوْلاَ أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً﴾ لَوْلاَ أَنْ جَعَلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ كُفَّارًا، لَجَعَلْتُ لِبُيُوتِ الكُفَّارِ ﴿سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ﴾ مِنْ فِضَّةٍ، وَهِيَ دَرَجٌ، وَسُرُرَ فِضَّةٍ ﴿مُقْرِنِينَ﴾ مُطِيقِينَ، ﴿آسَفُونَا﴾ أَسْخَطُونَا، ﴿يَعْشُ﴾ يَعْمَى وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ﴾ أَيْ تُكَذِّبُونَ بِالقُرْآنِ، ثُمَّ لاَ تُعَاقَبُونَ عَلَيْهِ؟ ﴿وَمَضَى مَثَلُ الأَوَّلِينَ﴾ سُنَّةُ الأَوَّلِينَ ﴿وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ﴾ يَعْنِي الإِبِلَ وَالخَيْلَ وَالبِغَالَ وَالحَمِيرَ. ﴿يَنْشَأُ فِي الحِلْيَةِ﴾: الجَوَارِي، جَعَلْتُمُوهُنَّ لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا، فَكَيْفَ تَحْكُمُونَ؟ ﴿لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ﴾ يَعْنُونَ الأَوْثَانَ، يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ﴾ أَيِ الأَوْثَانُ، إِنَّهُمْ لاَ يَعْلَمُونَ، ﴿فِي عَقِبِهِ﴾ وَلَدِهِ، ﴿مُقْتَرِنِينَ﴾ يَمْشُونَ مَعًا، ﴿سَلَفًا﴾ قَوْمُ فِرْعَوْنَ سَلَفًا لِكُفَّارِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَمَثَلًا﴾ عِبْرَةً ﴿يَصِدُّونَ﴾ يَضِجُّونَ ﴿مُبْرِمُونَ﴾ مُجْمِعُونَ، ﴿أَوَّلُ العَابِدِينَ﴾ أَوَّلُ المُؤْمِنِينَ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ﴾ العَرَبُ تَقُولُ: نَحْنُ مِنْكَ البَرَاءُ وَالخَلاَءُ، وَالوَاحِدُ وَالِاثْنَانِ وَالجَمِيعُ، مِنَ المُذَكَّرِ وَالمُؤَنَّثِ، يُقَالُ فِيهِ: بَرَاءٌ، لِأَنَّهُ مَصْدَرٌ، وَلَوْ قَالَ: بَرِيءٌ لَقِيلَ فِي الِاثْنَيْنِ: بَرِيئَانِ، وَفِي الجَمِيعِ: بَرِيئُونَ وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّنِي بَرِيءٌ بِاليَاءِ، وَالزُّخْرُفُ: الذَّهَبُ ﴿مَلاَئِكَةً يَخْلُفُونَ﴾: يَخْلُفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.



مجاہد نے کہا کہ علی امة کے معنی ایک امام پر (یا ایک ملت پر یا ایک دین پر) وقیلہ یا رب کا معنی ہے، کیا کافر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی آہستہ باتیں اور ان کی کانا پھوسی اور ان کی گفتگو نہیں سنتے (یہ تفسیر اس قرات پر ہے جب وقیلہ بہ نصب لام پڑھا جائے۔ اس حالت میں وسرھم ونجواھم پر عطف ہوگا اور مشہور قرات وقیلہ بکسر لام ہے۔ اس صورت میں یہ الساعة پر عطف ہوگا یعنی خدا تعالیٰ ان کی گفتگو بھی جانتا ہے اور سنتا ہے) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ولولا ان یکون الناس امة واحدة کا مطلب یہ ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگوں کو کافر ہی بناڈالتا تو میں کافروں کے گھروں میں چاندی کی چھتیں اور چاندی کی سیڑھیاں کر دیتا معارج کے معنی سیڑھیاں تخت وغیرہ۔ مقرنین، زور والے۔ آسفونا، ہم کو غصہ دلایا۔ یعش، اندھا بن جائے۔ مجاہد نے کہا،



افنضرب عنکم الذکر کا مطلب یہ ہے کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم قرآن کو جھٹلاتے رہو گے اور ہم تم پر عذاب نہیں اتاریں گے (تم کو ضرور عذاب ہوگا) ومضی مثل الاولین، اگلوں کے قصے کہانیاں چل پڑیں۔ وما کنا له مقرنین، یعنی اونٹ گھوڑے، خچر اور گدھوں پر ہمارا زور اور قابو نہ چل سکتا تھا۔ ینشو فی الحلیة سے بیٹیاں مراد ہیں، یعنی تم نے بیٹی ذات کو اللہ کی اولاد ٹھہرایا، واہ واہ کیا اچھا حکم لگاتے ہو۔ لو شاء الرحمن ما عبدناهم، میں هم کی ضمیر بتوں کی طرف پھرتی ہے کیونکہ آگے فرمایا، مالهم بذالك من علم یعنی بتوں کو جن کو یہ پوجتے ہیں کچھ بھی علم نہیں ہے وہ تو بالکل بے جان ہیں فی عقبه، اس کی اولاد میں۔ مقرنین ساتھ ساتھ چلتے ہوئے۔ سلفا سے مراد فرعون کی قوم ہے۔ وہ لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں جو کافر ہیں ان کے پیشوا یعنی اگلے لوگ تھے۔ ومثلا للاخرین یعنی پچھلوں کی عبرت اور مثال۔ یصدون چلانے لگے، شور وغل کرنے لگے۔ مبرمون ٹھاننے والے، قرار دینے والے، اول العابدین سب سے پہلے ایمان لانے والا انني براء مما تعبدون عرب لوگ کہتے ہیں ہم تم سے براء ہیں، ہم تم سے خلا ہیں (یعنی بیزار ہیں۔ الگ ہیں، کچھ غرض واسطہ تم سے نہیں رکھتے) واحد، تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث سب میں براء کا لفظ بولا جاتا ہے کیونکہ براء مصدر ہے۔ اور اگر بری پڑھا جائے جیسے ابن مسعود کی قرات ہے تب تو تثنیہ میں بریئان اور جمع میں بریؤن کہنا چاہئے۔ الزخرف کے معنی سونا۔ ملائکة یخلفون یعنی فرشتے جو ایک کے پیچھے ایک آتے رہتے ہیں۔

قولہ "علی أمةٍ" امت سے مراد امام یا ملت یا دین ہے۔

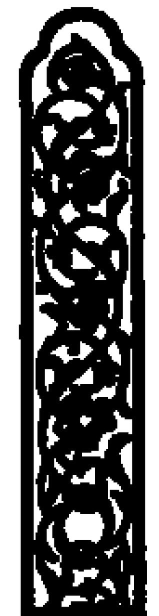
قولہ "وقِيْلَه" قِيْلَ کو منصوب پڑھا جائے تو یہ اپنے ما قبل «سِرَّهُمْ ونجواهُمْ پر معطوف ہوگا، أي أَيَحْسَبُوْنَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ» کیا کفار یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی آہستہ باتیں اور ان کی کانا پھوسی اور ان کی گفتگو نہیں سنتے۔ اور وقِيْلِه مجرور ہو تو واؤ قسمیہ ہوگی، دونوں قراءتیں ہیں واؤ قسمیہ ہو تو معنیٰ یہ ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ کے اس قول «يَارَبِّ إِنَّ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُوْنَ» کی قسم۔



قولہ "أمة واحدةً" اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ کفر اختیار کرلیں گے تو میں کافروں کے گھروں کی چھتیں اور سڑھیاں چاندی کی بنادیتا۔

قولہ "يَعْشُ، عشِيَ يعْشیٰ کا معنی اندھا ہونا ہے اور عَشَا يَعْشُوْ ہو تو اس کا معنیٰ آنکھوں کا چندھا ہونا ہے۔ یعنی آگ یا روشنی دیکھ کر آنکھیں بند کر لینا، مراد یہ ہے کہ جس کی آنکھیں رحمٰن کے ذکر سے چندھیا جاتی ہیں۔

قولہ "أفنضربُ عنکم الذکر" یعنی کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم قرآن کو جھٹلاتے رہو گے پھر بھی سزا نہیں دیئے جاؤ گے کیا ہم قرآن مجید کو تم سے پھیر دیں گے۔



زمخشری نے کہا ہے یہاں ذکر کو اونٹ سے تشبیہ دی گئی ہے، تو جس طرح اونٹ کو مار مار کر راستے سے دوسری طرف پھیر لیا جاتا ہے اسی طرح کیا ہم قرآن کو مار کر ادھر پھیر لیں گے؟ اور تمہارا یہ خیال ہے کہ قرآن نہیں اترے گا اس لیے کہ وہ اس کو پسند نہیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی اور قرآن لے آ۔ لیکن اس کے بعد آنے والے لفظ

صَفحا سے معلوم ہوتا ہے کہ نَضرِبُ بمعنیٰ نَصرِفُ ہے۔

قولہ "يُنَشَّؤُ فی الحلية" اس سے مراد لڑکیاں ہیں جو زیور میں نشوونما پاتی ہیں، شروع سے ہی عورتوں کی فطرت ہے کہ اپنی جاذبیت کے لیے زیور پہنتی ہیں۔ جن کی یہ حقیقت ہے انہیں تم اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بناتے ہو۔

قولہ "مالهم بذلك من علمٍ" اس کا یہ معنیٰ کیا ہے کہ بتوں کو کوئی علم نہیں، حالانکہ معنیٰ یہ ہے کہ یہ جو کہتے ہیں کہ بُت سمجھتے ہیں اس کا علم ان کو نہیں ہے۔ یعنی یہ «لا يعلمون» ہیں۔ یہ انہیں «يعلمون» بناتے ہیں اس چیز کا انہیں علم نہیں ہے۔ پہلے کہا ہے لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ اور یہاں فرمایا «مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ» یعنی یہ اٹکل کی باتیں ہیں انہیں اس چیز کا علم نہیں ہے یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھتا ہے معلوم ہوتا ہے اسے ہمارا کام پسند ہے، اس لیے ہم کر رہے ہیں۔ یہ اس آیت کا مفہوم ہے۔ «ما لهم بذلك من علم» یعنی ان کافروں کو جو «مَا عَبَدْنَا» کہہ رہے ہیں ان کو کوئی علم نہیں جبکہ یہاں «أوثان» معنیٰ کر دیا ہے کہ ان بتوں کو کوئی علم نہیں۔ دراصل وہ فرشتوں کی عبادت کرتے تھے اور ان کے نام کے بُت بنائے ہوئے تھے، آہستہ آہستہ ان بتوں کی عبادت شروع ہو گئی وہ بت تو کچھ نہیں جانتے۔

قولہ "سلفاً لكفار أمة محمدٍ" اس سے مراد قوم فرعون ہے۔ وہ نبی کریم علیہ السلام کی امت کے کافروں کے لیے پیشوا اور نمونہ ہیں۔

قولہ "يخلف بعضهم بعضاً" جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں، ملائکہ سے مراد یہاں وہ جن ہیں جو ملائکہ کی قسم ہیں، ان کی تو اولاد ہوتی ہے۔ لہٰذا ان میں «يخلف بعضهم بعضاً» ہو سکتا ہے۔

قولہ "أوّل العابدين" اگر رحمٰن تعالیٰ کی اولاد ہوتی تو میں پہلا مومن ہوں، میں اسے مانتا لیکن میں اسے تسلیم نہیں کرتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی اولاد نہیں ہے۔

قولہ "لا خراطيم لها" یعنی اکواب وہ کوزے جن کی ٹونٹیاں نہ ہوں۔

قولہ "أم الكتاب" جملۃ الکتاب یعنی اصل کتاب۔ یعنی جس میں اجمالی طور پر ہر چیز کا بیان ہے مراد لوح محفوظ ہے۔

قولہ "أنا اول العابدين" سب سے پہلے میں اس کا انکار کرنے والا ہوں۔ یہ اس کا دوسرا معنیٰ کیا ہے اور یہ عَبِدَ يَعْبَدُ بمعنیٰ جحد ہے اور اگر عَبَدَ يَعْبُدُ ہو تو بمعنیٰ عبادت کرنا ہوتا ہے یہ دونوں لغات ہیں۔ یہاں عَبِدَ بکسر الباء سے لیا ہے۔

قولہ "جزءً عِدلاً" یعنی شریک

١۔ بَابُ قَوْلِهِ: (وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ)

جہنمی کہیں گے اے داروغہ جہنم! تمہارا رب ہمیں موت دیدے، وہ کہے گا تم اسی حال میں پڑے رہو۔

باب: آیت (وَنَادَوْا يَا مَالِكُ) کی تفسیر

٤٨١٩: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ وَقَالَ قَتَادَةُ مَثَلًا لِلْآخِرِينَ عِظَةً لِمَنْ بَعْدَهُمْ وَقَالَ غَيْرُهُ مُقْرِنِينَ ضَابِطِينَ يُقَالُ فُلَانٌ مُقْرِنٌ لِفُلَانٍ ضَابِطٌ لَهُ وَالْأَكْوَابُ الْأَبَارِيقُ الَّتِي لَا خَرَاطِيمَ لَهَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ أَيْ مَا كَانَ فَأَنَا أَوَّلُ الْآنِفِينَ وَهُمَا لُغَتَانِ رَجُلٌ عَابِدٌ وَعَبِدٌ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ وَيُقَالُ أَوَّلُ الْعَابِدِينَ الْجَاحِدِينَ مِنْ عَبِدَ يَعْبَدُ وَقَالَ قَتَادَةُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ جُمْلَةِ الْكِتَابِ أَصْلِ الْكِتَابِ.

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے عطاء نے، ان سے صفوان بن یعلیٰ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو منبر پر یہ آیت پڑھتے سنا، اور یہ لوگ پکاریں گے کہ اے مالک! تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کردے۔ اور قتادہ نے کہا مثلا للاخرین یعنی پچھلوں کے لئے نصیحت۔ دوسرے نے کہا مقرنین کا معنی قابو میں رکھنے والے۔ عرب لوگ کہتے ہیں فلانا فلانے کا مقرن ہے یعنی اس پر اختیار رکھتا ہے (اس کو قابو میں لایا ہے) اکواب وہ کوزے جن میں ٹونٹی نہ ہو (بلکہ منہ کھلا ہوا ہو جہاں سے آدمی چاہے پیئے۔ ان کان للرحمن ولد کا معنی یہ ہے کہ اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ (اس صورت میں ان نافیہ ہے) عابدین سے آنفین مراد ہے۔ یعنی سب سے پہلے میں اس سے عار کرتا ہوں۔ اس میں دو لغت ہیں عابد وعبد اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس کو وقال الرسول یا رب پڑھا ہے۔ اول العابدین کے معنی سب سے پہلا انکار کرنے والا یعنی اگر خدا کی اولاد ثابت کرتے ہو تو میں اس کا سب سے پہلا انکاری ہوں۔ اس صورت میں عابدین باب عبد یعبد سے آئے گا اور قتادہ نے کہا فی ام الکتاب کا معنی یہ ہے کہ مجموعی کتاب اور اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ میں)



سُورَةُ حم الدُّخَانِ

سورہ حم الدخان کی تفسیر





وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (رَهْوًا) طَرِيقًا يَابِسًا، وَيُقَالُ: (رَهْوًا) سَاكِنًا (عَلَى عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ) عَلَى مَنْ بَيْنَ ظَهْرَيْهِ (وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ) أَنْكَحْنَاهُمْ حُورًا عِينًا يَحَارُ فِيهَا الطَّرْفُ (فَاعْتِلُوهُ): ادْفَعُوهُ وَيُقَالُ أَنْ (تَرْجُمُونِ) الْقَتْلُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (كَالْمُهْلِ) أَسْوَدُ كَمُهْلِ الزَّيْتِ وَقَالَ غَيْرُهُ: (تُبَّعٍ) مُلُوكُ الْيَمَنِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يُسَمَّى تُبَّعًا، لِأَنَّهُ يَتْبَعُ صَاحِبَهُ، وَالظِّلُّ يُسَمَّى تُبَّعًا لِأَنَّهُ يَتْبَعُ الشَّمْسَ.



مجاہد نے کہا رھوا کا معنی سوکھا راستہ۔ علی العلمین سے مراد ان کے زمانے کے لوگ ہیں۔ فاعتلوہ کے معنی ان

کو دھکیل دو۔ وزوجناھم بحور عین کا مطلب ہم نے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا جوڑا ملا دیا ہے جن کا جمال دیکھنے سے آنکھوں کو حیرت ہوتی ہے۔ ترجمون مجھ کو قتل کرو۔ رھوا تھما ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کالمھل یعنی کالا تلچھٹ کی طرح اوروں نے کہا تبع سے یمن کے بادشاہ مراد ہیں۔ ان کو تبع اس لئے کہا جاتا تھا کہ ایک کے بعد ایک بادشاہ ہوتا اور سایہ کو بھی تبع کہتے ہیں کیونکہ وہ سورج کے ساتھ رہتا ہے۔

قولہ "رَھْواً" خشک راستہ یا تھما ہوا۔

قولہ "علی من بین ظھریہ" یعنی علی العالمین سے مراد اس زمانے کے لوگ ہیں۔ انہیں اس وقت کے لوگوں پر فضیلت دی۔

قولہ "یحارُ فیھا الطرف" ان کا حسن وجمال دیکھ کر آنکھیں حیران رہ جائیں گی، یہ حُور کا اشتقاق بعید ہے۔

قولہ "کالمُھل" سیاہ تیل کے تلچھٹ کی مثل، زیتون کی جو میل نیچے بیٹھ چکی ہوتی ہے اسے تلچھٹ کہتے ہیں۔

۱۔ باب (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ)

پس آپ انتظار کریں اس دن کا جب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو

باب: آیت (يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ) کی تفسیر



۴۸۲۰: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ مَضَى خَمْسٌ الدُّخَانُ وَالرُّومُ وَالْقَمَرُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ

ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ (قیامت کی) پانچ علامتیں گزر چکی ہیں الدخان (دھواں) الروم (غلبہ روم) القمر (چاند کا ٹکڑے ہونا) البطشۃ (پکڑ) اور اللزام (ہلاکت اور قید)

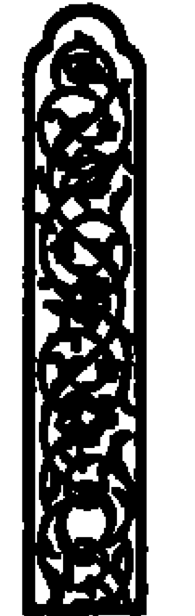
شرح بخاری

۲۔ بَابُ قَوْلِهِ (يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ)

ان سب لوگوں پر چھا جائے گا، یہ ایک عذاب دردناک ہو گا

باب: آیت (يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ) کی تفسیر

۴۸۲۱: حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: إِنَّمَا كَانَ هَذَا، لِأَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ، فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَجَهْدٌ حَتَّى أَكَلُوا العِظَامَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الجَهْدِ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ. يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ) قَالَ: فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ: اسْتَسْقِ اللهَ لِمُضَرَ، فَإِنَّهَا قَدْ هَلَكَتْ، قَالَ: «لِمُضَرَ؟ إِنَّكَ لَجَرِيءٌ» فَاسْتَسْقَى لَهُمْ



فَسُقُوا، فَنَزَلَتْ:﴿إِنَّكُمْ عَائِدُونَ﴾ فَلَمَّا أَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ عَادُوا إِلَى حَالِهِمْ حِينَ أَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ﴾ قَالَ: يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ.

ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ (قحط) اس لئے پڑا تھا کہ قریش جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کرنے کی بجائے شرک پر جمے رہے تو آپ نے ان کے لئے ایسے قحط کی بد دعا کی جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔ چنانچہ قحط کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگ ہڈیاں تک کھانے لگے۔ لوگ آسمان کی طرف نظر اٹھاتے لیکن بھوک اور فاقہ کی شدت کی وجہ سے دھویں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تو آپ انتظار کریں اس روز کا جب آسمان کی طرف نظر آنے والا دھواں پیدا ہو جو لوگوں پر چھا جائے۔ یہ ایک دردناک عذاب ہوگا۔ بیان کیا کہ پھر ایک صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! قبیلہ مضر کے لئے بارش کی دعا کیجئے کہ وہ برباد ہو چکے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا، مضر کے حق میں دعا کرنے کے لئے کہتے ہو، تم بڑے جری ہو، آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی اور بارش ہوئی۔ اس پر آیت انکم عائدون نازل ہوئی (یعنی اگرچہ تم نے ایمان کا وعدہ کیا ہے لیکن تم کفر کی طرف پھر لوٹ جاؤ گے) چنانچہ جب پھر ان میں خوشحالی ہوئی تو شرک کی طرف لوٹ گئے (اور اپنے ایمان کے وعدے کو بھلا دیا) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے (اس روز) ہم پورا بدلہ لیں گے۔ بیان کیا اس آیت سے مراد بدر کی لڑائی ہے۔



٣۔ بَابُ قَوْلِهِ: رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ

"اے ہمارے پروردگار! ہم سے اس عذاب کو دور کر دے ہم ضرور ایمان لے آئیں گے"

باب: آیت (رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ) کی تفسیر

٤٨٢٢: حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللهِ، فَقَالَ: إِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ تَقُولَ لِمَا لاَ تَعْلَمُ اللهُ أَعْلَمُ، إِنَّ اللهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ إِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا غَلَبُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ، قَالَ: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ أَكَلُوا فِيهَا الْعِظَامَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجَهْدِ، حَتَّى جَعَلَ أَحَدُهُمْ يَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوعِ، قَالُوا: ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ﴾ فَقِيلَ لَهُ: إِنْ كَشَفْنَا



عَنْهُمْ عَادُوا، فَدَعَا رَبَّهُ فَكَشَفَ عَنْهُمْ فَعَادُوا، فَانْتَقَمَ اللهُ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ﴾إِلَى قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿إِنَّا مُنْتَقِمُونَ﴾.

ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بھی علم ہی ہے کہ تمہیں اگر کوئی بات معلوم نہیں ہے تو اس کے متعلق یوں کہہ دو کہ اللہ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ اپنی قوم سے کہہ دیں کہ میں تم سے کسی اجرت کا طالب نہیں ہوں اور نہ میں بناوٹی باتیں کرتا ہوں جب قریش حضور اکرم کو تکلیف پہنچانے اور آپ کے ساتھ معاندانہ روش میں برابر بڑھتے ہی رہے تو آپ نے ان کے لئے بد دعا کی کہ اے اللہ! ان کے خلاف میری مدد ایسے قحط کے ذریعہ کر جیسا کہ یوسف کے زمانہ میں پڑا تھا۔ چنانچہ قحط پڑا اور بھوک کی شدت کا یہ حال ہوا کہ لوگ ہڈیاں اور مردار کھانے لگ گئے۔ لوگ آسمان کی طرف دیکھتے تھے لیکن فاقہ کی وجہ سے دھویں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا۔ آخر انہوں نے کہا کہ اے ہمارے پروردگار! ہم سے اس عذاب کو دور کر، ہم ضرور ایمان لے آئیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے کہہ دیا تھا کہ اگر ہم نے یہ عذاب دور کر دیا تو پھر بھی تم اپنی پہلی حالت پر لوٹ آؤ گے۔ آنحضرت نے ان کے حق میں دعا کی اور یہ عذاب ان سے ہٹ گیا لیکن وہ پھر بھی کفر و شرک پر ہی جمے رہے، اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے بدر کی لڑائی میں لیا۔ یہی واقعہ آیت یوم تاتی السماء بدخان مبین آخر تک میں بیان ہوا ہے۔



۴۔ بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَنَّى لَهُمُ الذِّكْرَى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ﴾

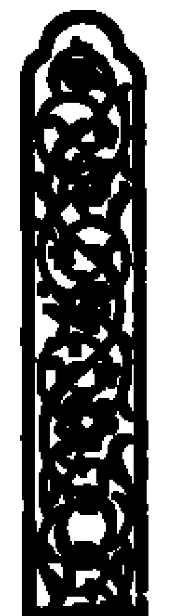
ان کو کب اس سے نصیحت ہوتی ہے حالانکہ ان کے پاس پیغمبر کھلے ہوئے دلائل کے ساتھ آچکا ہے

باب: آیت ﴿أَنَّى لَهُمُ الذِّكْرَى﴾ کی تفسیر

الذِّكْرُ وَالذِّكْرَى وَاحِدٌ.

الذکر اور الذکری دونوں کے ایک ہی معنی ہیں، یعنی نصیحت اور یاد دہانی وغیرہ۔

٤٨٢٣: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَعَا قُرَيْشًا كَذَّبُوهُ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ» فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ، يَعْنِي كُلَّ شَيْءٍ، حَتَّى كَانُوا يَأْكُلُونَ الْمَيْتَةَ، فَكَانَ يَقُومُ أَحَدُهُمْ فَكَانَ يَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ مِثْلَ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ وَالْجُوعِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ، يَغْشَى النَّاسَ هَذَا



عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ﴾، قَالَ عَبْدُ اللهِ أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: وَالْبَطْشَةُ الْكُبْرَى يَوْمَ بَدْرٍ.

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کے ساتھ سرکشی کی۔ آنحضرت نے ان کے لئے بددعا کی کہ اے اللہ! میری ان کے خلاف یوسف جیسے قحط کے ذریعہ مدد فرما۔ چنانچہ قحط پڑا اور ہر چیز ختم ہوگئی۔ لوگ مردار کھانے لگے۔ کوئی شخص کھڑا ہوکر آسمان کی طرف دیکھتا تو بھوک اور فاقہ کی وجہ سے آسمان اور اس کے درمیان دھواں ہی دھواں نظر آتا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت شروع کی تو آپ انتظار کریں اس روز کا جب آسمان کی طرف سے نظر آنے والا ایک دھواں پیدا ہو جو لوگوں پر چھا جائے۔ یہ ایک دردناک عذاب ہوگا۔ بے شک ہم چندے اس عذاب کو ہٹالیں گے اور تم بھی اپنی پہلی حالت پر لوٹ آؤ گے۔ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا، کیا قیامت کے عذاب سے بھی وہ بچ سکیں گے۔ فرمایا کہ سخت پکڑ بدر کی لڑائی میں ہوئی تھی۔



٥- بَابُ قَوْلِهِ ﴿ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ، وَقَالُوا: مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ﴾

"پھر بھی یہی لوگ سرتابی کرتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ یہ سکھایا ہوا دیوانہ ہے"

باب: آیت ﴿ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ، وَقَالُوا: مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ﴾ کی تفسیر

٤٨٢٤: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، وَمَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: إِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى قُرَيْشًا اسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ» فَأَخَذَتْهُمُ السَّنَةُ حَتَّى حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ، حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُودَ. فَقَالَ أَحَدُهُمْ: حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ، وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ، فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ، فَقَالَ: أَيْ مُحَمَّدُ، إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا، فَادْعُ اللهَ أَنْ يَكْشِفَ عَنْهُمْ، فَدَعَا، ثُمَّ قَالَ: تَعُودُونَ بَعْدَ هَذَا فِي حَدِيثِ مَنْصُورٍ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ﴾ إِلَى ﴿عَائِدُونَ﴾ أَيُكْشَفُ عَنْهُمْ عَذَابُ الآخِرَةِ؟ فَقَدْ مَضَى: الدُّخَانُ، وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ، وَقَالَ أَحَدُهُمْ: الْقَمَرُ، وَقَالَ الآخَرُ: وَالرُّومُ.

ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان اور منصور نے،



انہیں ابوالضحیٰ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا اور آپ نے فرمایا، کہہ دو کہ میں تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں اور نہ میں بناوٹی باتیں کرنے والوں میں سے ہوں۔ پھر جب آپ نے دیکھا کہ قریش عناد سے باز نہیں آتے تو آپ نے ان کے لئے بددعا کی کہ اے اللہ! ان کے خلاف میری مدد ایسے قحط سے کر جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔ قحط پڑا اور ہر چیز ختم ہو گئی۔ لوگ ہڈیاں اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے (سلیمان اور منصور) راویان حدیث میں سے ایک نے بیان کیا کہ وہ چمڑے اور مردار کھانے پر مجبور ہو گئے اور زمین سے دھواں سا نکلنے لگا۔ آخر ابوسفیان آئے اور کہا کہ اے محمد ﷺ! آپ کی قوم ہلاک ہو چکی، اللہ سے دعا کیجئے کہ ان سے قحط کو دور کر دے۔ آنحضرت نے دعا فرمائی اور قحط ختم ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد وہ پھر کفر کی طرف لوٹ گئے۔ منصور کی روایت میں ہے کہ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی تو آپ اس روز کا انتظار کریں جب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو۔ عائدون تک کیا آخرت کا عذاب بھی ان سے دور ہو سکے گا؟ دھواں اور سخت پکڑ اور ہلاکت گزر چکے۔ بعض نے چاند اور بعض نے غلبہ روم کا بھی ذکر کیا ہے۔ کہ یہ بھی گزر چکا ہے۔

٦۔ بَابُ قَوْلِهِ (يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ)

اس دن کو یاد کرو جب کہ ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے، ہم بلاشک اس دن پورا پورا بدلہ لیں گے

باب: آیت (يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى) کی تفسیر

٤٨٢٥: حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: «خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ: اللِّزَامُ، وَالرُّومُ، وَالبَطْشَةُ، وَالقَمَرُ، وَالدُّخَانُ.

ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پانچ (قرآن مجید کی پیشین گوئیاں) گزر چکی ہیں لزام (بدر کی لڑائی کی ہلاکت) الروم (غلبہ روم) البطشة (سخت پکڑ) القمر (چاند کے ٹکڑے ہونا) اور الدخان دھواں، شدت فاقہ کی وجہ سے۔

سُورَةُ حم الجَاثِيَةِ:

سورۃ جاثیہ کی تفسیر

مُسْتَوْفِزِينَ عَلَى الرُّكَبِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (نَسْتَنْسِخُ) نَكْتُبُ. (نَنْسَاكُمْ) نَتْرُكُكُمْ.

"جاثیہ یعنی خوف کے وجہ سے اہل محشر دوزانو ہوں گے۔ مجاہد نے کہا کہ نستنسخ بمعنی نکتب ہے یعنی ہم لکھ لیتے ہیں۔ ننساکم ای نترککم ہم تم کو بھلا دیں گے یعنی چھوڑ دیں گے۔"

قولہ "جاثیة" یعنی اہل محشر خوف کی وجہ سے دوزانوں ہوں گے۔ ان میں نشست مکمل نہیں ہوگی۔ گھٹنوں پر پاؤں

کے بل بیٹھنے کو اِستِیْفَاز کہتے ہیں۔

۱۔باب:(وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ)الآيَةَ)

اور ہم کو تو صرف زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے۔"

باب: آیت (وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ) کی تفسیر

٤٨٢٦: حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ المُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِي الأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ میں رات اور دن کو ادلتا بدلتا رہتا ہوں۔



سُورَةُ الأَحْقَافِ

سورۃ الاحقاف کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (تُفِيضُونَ) تَقُولُونَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَثَرَةٍ وَأُثْرَةٍ وَأَثَارَةٍ: بَقِيَّةٌ مِنْ عِلْمٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ) لَسْتُ بِأَوَّلِ الرُّسُلِ وَقَالَ غَيْرُهُ: (أَرَأَيْتُمْ) هَذِهِ الأَلِفُ إِنَّمَا هِيَ تَوَعُّدٌ، إِنْ صَحَّ مَا تَدَّعُونَ لاَ يَسْتَحِقُّ أَنْ يُعْبَدَ، وَلَيْسَ قَوْلُهُ: (أَرَأَيْتُمْ) بِرُؤْيَةِ العَيْنِ، إِنَّمَا هُوَ: أَتَعْلَمُونَ أَبَلَغَكُمْ أَنَّ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ خَلَقُوا شَيْئًا؟.

مجاہد نے کہا تفیضون کا معنی جو تم زبان سے نکالتے ہو، کہتے ہو، بعضوں نے کہا اثرة اور اثرة (بضم ھمزہ) اور اثارة (تینوں قرات ہیں) ان کا معنی باقی ماندہ علم ہے۔ (حدیث پر اسی سے اثر کا لفظ بولا گیا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باقی ماندہ علم ہے) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بدعا من الرسل کا یہ معنی ہے کہ میں ہی کچھ پہلا پیغمبر دنیا میں نہیں آیا۔ اوروں نے کہا (ارایتم ماتدعون من دون اللہ) میں ہمزہ زجر و توبیخ کے لئے ہے۔ یعنی اگر تمہارا دعویٰ صحیح ہو تو یہ چیزیں جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو بتاؤ انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے (یہ سورت مکی ہے اور اس میں ۳۵ آیات اور چار رکوع ہیں۔) احقاف قوم عاد کی زمین کا نام تھا جہاں حضرت ہود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ احقاف حقف کی جمع ہے۔ مطلق ریت کے پہاڑ کو کہتے ہیں۔ اس قوم پر بادل کے ساتھ تیز ہوا کا عذاب آیا تھا جس سے سب ہلاک ہو گئے۔



قولہ "أثرة "(بفتح الھمزة) اور « أُثرة » اور « أَثَارَة » ان سب کا معنیٰ بقیہ علم یعنی باقیماندہ علم ہے۔ یعنی کتاب کی آیت پیش کرو یا حدیث پیش کرو۔

قولہ "أرأیتم " یہ استفہام انکاری کی صورت ہے، اور ہمزہ ڈانٹ کے لیے آیا ہے، اس میں رؤیت عین مراد نہیں ہے بلکہ اس رؤیت کا تعلق دل سے ہے جو کہ جاننے کے معنیٰ میں ہے، یعنی کیا تم جانتے ہو یا تمہیں یا بات پہنچی ہے کہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا (اپنی حاجات کے لیے) پکارتے ہو کیا انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے؟

(۱) بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللهَ وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ﴾

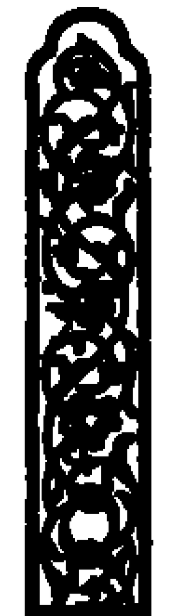
اور جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ افسوس ہے تم پر، کیا تم مجھے یہ خبر دیتے ہو کہ میں قبر سے پھر دوبارہ نکالا جاؤں گا، مجھ سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں اور وہ دونوں والدین اللہ سے فریاد کر رہے ہیں (اور اس اولاد سے کہہ رہے ہیں) ارے تیری کم بختی تو ایمان لا بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ تو اس پر وہ کہتا کیا ہے کہ یہ بس اگلوں کے ڈھکوسلے ہیں

باب: آیت (وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ الا یة) کی تفسیر

٤٨٢٧: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، قَالَ: كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةُ فَخَطَبَ، فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ لِكَيْ يُبَايَعَ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا، فَقَالَ: خُذُوهُ فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا، فَقَالَ مَرْوَانُ: إِنَّ هَذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ فِيهِ ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي﴾ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الحِجَابِ: مَا أَنْزَلَ اللهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ القُرْآنِ إِلَّا أَنَّ اللهَ أَنْزَلَ عُذْرِي.



ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے یوسف بن ماہک نے بیان کیا کہ مروان کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حجاز کا امیر (گورنر) بنایا تھا۔ اس نے ایک موقع پر خطبہ دیا اور خطبہ میں یزید بن معاویہ کا بار بار ذکر کیا، تاکہ اس کے والد (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کے بعد اس سے لوگ بیعت کریں۔ اس پر عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اعتراضاً کچھ فرمایا۔ مروان نے کہا اسے پکڑ لو۔ عبد الرحمن اپنی بہن حضرت عائشہ کے گھر میں چلے گئے تو وہ لوگ پکڑ نہیں سکے۔ اس پر مروان بولا کہ اسی شخص کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ اور جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تف ہے تم پر کیا تم مجھے خبر دیتے ہو اس پر عائشہ نے کہا کہ ہمارے (آل ابی بکر کے) بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی آیت نازل نہیں کی۔ تہمت سے میری برات ضرور نازل کی تھی۔"



قولہ "ما أنزل الله فينا شيئاً" فِينا » سے مراد آل ابی بکر ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں داخل نہیں ہیں۔
حضرت عائشہ صدیقہ کا مطلب یہ تھا کہ ہم آل ابی بکر کے بارہ میں میرے علاوہ کوئی آیت نازل نہیں ہوئی، ورنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں تو متعدد آیات نازل ہوئی ہیں، جبکہ آل ابی بکر میں سے متعدد آیات صرف میری براءت کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں۔

یہاں رافضہ کہہ دیتے ہیں کہ «ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ[1]» آیت حضرت ابو بکر کے بارہ میں نہیں ہے کیونکہ حضرت عائشہ نے ما أنزل الله فينا شيئاً من القُرآن کہہ کر اس کی نفی کی ہے۔ حالانکہ حضرت عائشہ کی نفی آل ابی بکر سے متعلق ہے۔ جس پر انہوں نے «فِينَا» کہکر راہنمائی کی ہے حضرت عائشہ کی نفی کا تعلق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے۔

٢- بَابُ قَوْلِهِ: (فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا: هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ)

پھر جب ان لوگوں نے بادل کو اپنی وادیوں کے اوپر آتے دیکھا تو بولے کہ واہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا، نہیں بلکہ یہ تو وہ ہے جس کی تم جلدی مچایا کرتے تھے، یعنی ایک آندھی جس میں دردناک عذاب ہے۔



باب: آیت (فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا ..... الاية) کی تفسیر

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (عَارِضٌ) السَّحَابُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آیت میں عارض سے مراد بادل ہے۔

٤٨٢٨: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا عَمْرٌو، أَنَّ أَبَا النَّضْرِ، حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ.

ہم سے احمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، انہیں عمرو نے خبر دی، ان سے ابوالنضر نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن یسار نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کبھی اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آجائے بلکہ آپ تبسم فرمایا کرتے تھے، بیان کیا کہ جب بھی آپ بادل یا ہوا دیکھتے تو (گھبراہٹ اور اللہ کا خوف) آپ کے چہرہ مبارک سے پہچان لیا جاتا۔

٤٨٢٩: قَالَتْ: وَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عُرِفَ فِي وَجْهِهِ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الغَيْمَ فَرِحُوا رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ المَطَرُ، وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عُرِفَ فِي



[1] التوبة: ٤٠

وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنِي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ؟ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيحِ، وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ الْعَذَابَ، فَقَالُوا: هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا»

ام المومنین حضرت عائشہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! جب لوگ بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ اس سے بارش برسے گی لیکن اس کے برخلاف آپ کو میں دیکھتی ہوں کہ آپ بادل دیکھتے ہیں تو ناگواری کا اثر آپ کے چہرہ پر نمایاں ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! کیا ضمانت ہے کہ اس میں عذاب نہ ہو۔ ایک قوم (عاد) پر ہوا کا عذاب آیا تھا۔ انہوں نے جب عذاب دیکھا تو بولے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔

سُورَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سورۃ محمد ﷺ کی تفسیر

أَوْزَارَهَا: آثَامَهَا، حَتَّى لاَ يَبْقَى إِلَّا مُسْلِمٌ عَرَّفَهَا بَيَّنَهَا وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا) وَلِيُّهُمْ. فَإِذَا عَزَمَ الأَمْرُ أَيْ جَدَّ الأَمْرُ. فَلاَ تَهِنُوا لاَ تَضْعُفُوا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَضْغَانَهُمْ حَسَدَهُمْ. آسِنٍ مُتَغَيِّرٍ.

اوزارھا اپنے گناہ دھر دے یہاں تک کہ مسلمان کے سوا کوئی باقی نہ رہے (اکثر لوگوں نے اوزارھا کے معنی ہتھیاروں کے کئے ہیں) عرفھا اس کو بیان کر دے گا، بتلا دے گا۔ (ہر ایک بہشتی اپنا گھر پہچان لے گا)

مجاہد نے کہا مولی الذین امنوا اس مولیٰ سے ولی یعنی کارساز مراد ہے۔ عزم الامر جب لڑائی کا ارادہ پکا ہو جائے۔ فلا تھنوا سستی نہ کرو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اضغانھم کے معنی ان کا حسد کینہ۔ آسن سڑا ہوا پانی جس کا رنگ یا بو یا مزہ بدل جائے۔

قولہ "أوزارھا" ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا یعنی لڑائی اپنے گناہ رکھ دے۔ مراد یہ ہے کہ سب لوگ مسلمان ہو جائیں۔

قولہ "فلا تھنوا" ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ اس آیت کریمہ میں تدعُوا کا عطف تَهِنُوا پر ہے۔ أیْ لاَ تَهِنُوا وَلاَ تَدْعُوا یعنی نہ تم سستی کرو اور نہ تم صلح کی طرف بلاؤ حالانکہ تم بلند ہو، ابوالکلام آزاد اور ان کی تقلید میں مودودی صاحب نے الٹ ہی معنیٰ کر دیا ہے، کہ تم سستی نہ کرو اور تم صلح کی طرف بلاتے رہو حالانکہ تم غالب ہو۔ جبکہ مراد یہ ہے کہ تم بلند ہو تو تمہیں ان کو صلح کی دعوت دینے کی ضرورت نہیں ہے، ہاں اگر وہ صلح کی دعوت دیں تو قبول کر لو جیسا کہ دوسرے مقام میں آتا ہے۔ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ[1]

[1] الأنفال: ٦١

۱۔ بَاب: (وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ)

تم ناطہ رشتہ توڑ ڈالو گے۔

باب: آیت (وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ) کی تفسیر

۴۸۳۰: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَلَقَ اللهُ الخَلْقَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ، فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ لَهُ: مَهْ، قَالَتْ: هَذَا مَقَامُ العَائِذِ بِكَ مِنَ القَطِيعَةِ، قَالَ: أَلاَ تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ، قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ، قَالَ: فَذَاكِ » قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: (فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ).

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا انھوں نے کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے معاویہ بن ابی مزرد نے بیان کیا ان سے سعید بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی جب وہ اس کی پیدائش سے فارغ ہوا تو رحم نے کھڑے ہوں کر رحم کرنے والے اللہ کے دامن میں پناہ لی اللہ تعالی نے اس سے فرمایا تجھے یہ پسند نہیں جو تجھ کو جوڑے میں اسے جوڑوں جو تجھے توڑے میں اسے توڑوں۔ رحم نے عرض کیا ہاں میرے رب اللہ تعالی نے فرمایا پھر ایسا ہی ہوگا حضرت ابو ہریرہ نے کہا اگر تمہارا جی چاہیے تو یہ آیت پڑھ لو اگر تم کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم لوگ دین میں فساد مچادو گے اور آپس میں قطع تعلق کر لو گے۔



قولہ "فهل عسيتم إن توليتم أن تُفسِدوا في الأرض" "تو (اے منافقو) اگر تم (پیغمبر ﷺ کا کہنا) نہ مانو، تو تم سے یہی توقع ہے کہ تم زمین میں فساد مچاؤ گے اور رشتے ناطے توڑو گے۔ گویا «تَوَلَّيتم» اعراض کرنے کے معنی میں ہے بعض نے تَوَلَّيتم سے ولایت مراد لیکر یہ معنی بھی کیا ہے، بلاریب قریب ہے اگر تمہیں حکومت مل جائے کہ تم زمین میں فساد برپا کرو گے اور اپنے رشتوں کو توڑو گے۔

۴۸۳۱: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي أَبُو الحُبَابِ سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهَذَا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: (فَهَلْ عَسَيْتُمْ)

ہم سے ابرہیم بن حمزہ نے بیان کیا کہا کہ ہم کو حاتم نے بیان ان سے معاویہ نے بیان کیا ان سے ان کے چچا ابو الحباب سعید بن یسار نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سابقہ حدیث کی طرح۔ پھر (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) رسول اللہ نے فرمایا اگر تمہارا جی چاہیے تو آیت اگر تم کنارہ کش رہو پڑھ لو



۴۸۳۲: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي المُزَرِّدِ بِهَذَا،

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: (فَهَلْ عَسَيْتُمْ)

ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا ان کو عبداللہ نے خبر دی انہیں معاویہ بن مزرد نے خبر دی سابقہ حدیث کی طرح اور یہ کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) رسول اللہ نے فرمایا اگر تمہارا جی چاہیے تو آیت اگر تم کنارہ کش رہو پڑھ لو۔

سورة الفتح
سورۂ فتح کی تفسیر

قال مجاهد، بوراً هالكين (سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمُ السَّحْنَةُ) وَقَالَ مَنْصُورٌ: عَنْ مُجَاهِدٍ، التَّوَاضُعُ شَطْأَهُ فِرَاخَهُ. فاستَغْلَظَ غَلُظَ. سُوقِهِ السَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرَةِ وَيُقَالُ دَائِرَةُ السَّوْءِ كَقَوْلِكَ: رَجُلُ السَّوْءِ، وَدَائِرَةُ السُّوءِ: العَذَابُ تُعَزِّرُوهُ تَنْصُرُوهُ شَطْأَهُ شَطْءُ السُّنْبُلِ، تُنْبِتُ الحَبَّةُ عَشْرًا، أَوْ ثَمَانِيًا، وَسَبْعًا، فَيَقْوَى بَعْضُهُ بِبَعْضٍ، فَذَاكَ قَوْلُهُ تَعَالَى (فَآزَرَهُ) قَوَّاهُ وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً لَمْ تَقُمْ عَلَى سَاقٍ، وَهُوَ مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ خَرَجَ وَحْدَهُ ثُمَّ قَوَّاهُ بِأَصْحَابِهِ، كَمَا قَوَّى الحَبَّةَ بِمَا يَنْبُتُ مِنْهَا.



مجاہد نے کہا بورا کے معنی ہلاک ہونے والوں کے ہیں، مجاہد نے یہ بھی کہا کہ سیماھم فی وجوھھم کا مطلب یہ ہے کہ ان کے منہ پر سجدوں کی وجہ سے نرمی اور خوشنمائی ہوتی ہے اور منصور نے مجاہد سے نقل کیا سیما سے مراد تواضع اور عاجزی ہے۔ اخرج شطاہ اس نے اپنا خوشہ نکالا۔ فاستغلظ پس وہ موٹا ہو گیا۔ سوق درخت کی نلی جس پر درخت کھڑا رہتا ہے اس کی جڑ۔ دائرۃ السوء جیسے کہتے ہیں رجل السوء، دائرۃ السوء سے مراد عذاب ہے۔ یعزروہ اس کی مدد کریں۔ شطاہ سے بال کا پٹھا مراد ہے۔ ایک دانہ دس یا آٹھ یا سات بالیں اگاتا ہے اور ایک دوسرے سے سہارا ملتا ہے۔ فآزرہ سے یہی مراد ہے، یعنی اس کو زور دیا، اگر ایک ہی بالی ہوتی تو وہ ایک نلی پر کھڑی نہ رہ سکتی۔ یہ ایک مثال اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمائی ہے۔ جب آپ کو رسالت ملی آپ بالکل تنہا بے یار و مددگار تھے۔ پھر اللہ پاک نے آپ کے اصحاب سے آپ کو طاقت دی جیسے دانے کو بالیوں سے طاقت ملتی ہے۔

شرح بخاری

220



قولہ "سیماھم فی وُجوھم" بخاری نے اسے «سَحْنة» سے تعبیر کیا ہے، اور السخنة سے مراد ہے هَيْأةُ البدن صِحتاً وهُزَالاً صحت اور ضعف کے اعتبار سے انسانی بدن کی ہیأت کو سحنة کہتے ہیں۔





جیسے چہرے کا مرجھایا ہونا، جو شخص کسی وجہ سے رات کو بیدار رہے تو اس کا چہرہ مرجھا جاتا ہے۔ منصور نے مجاہد سے اس کا معنیٰ «تواضع» نقل کیا ہے، کہ جو لوگ متواضع ہوتے ہیں اور دیگر لوگوں کی طرح زبان دراز اور منہ پھٹ نہیں ہوتے ان کے چہرے سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ عاجزی وانکساری والا ہے۔

قولہ "شطئه أي فراخه" ایک انگوری کے ساتھ دوسری یا تیسری نکلنے والی کو نپل کو فراخ کہتے ہیں۔

قولہ "السَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرَةِ" اس سے مراد درخت یا پودے کا تنا ہے۔

قولہ "شطئه.شَطْءُ السُّنْبُلِ" یعنی شَطْءُ کا معنی فراخ بھی ہے اور سُنْبُلُ بھی۔

١۔باب (إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا)

بیشک ہم نے تجھ کو کھلی ہوئی فتح دی ہے

باب:آیت (إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا) کی تفسیر

٤٨٣٣:حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَعُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا، فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ: ثَكِلَتْ أُمُّ عُمَرَ، نَزَرْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، كُلَّ ذَلِكَ لاَ يُجِيبُكَ، قَالَ عُمَرُ: فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ النَّاسِ، وَخَشِيتُ أَنْ يُنْزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ،



فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي، فَقُلْتُ: لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ، فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: «لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَرَأَ: إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا»

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ان کے والد نے کہ رسول کریم ﷺ ایک سفر میں جا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ رات کا وقت تھا حضرت عمر بن خطاب نے سوال کیا لیکن حضور اکرم ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر انہوں نے سوال کیا اور اس مرتبہ بھی آپ نے جواب نہیں دیا، تیسری مرتبہ بھی انہوں نے سوال کیا لیکن آپ نے جواب نہیں دیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، عمر کی ماں اسے روئے، آنحضرت ﷺ سے تم نے تین مرتبہ سوال میں اصرار کیا، لیکن آنحضرت ﷺ نے تمہیں کسی مرتبہ جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی اور لوگوں سے آگے بڑھ گیا۔ مجھے خوف تھا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن مجید کی کوئی آیت نہ نازل ہو جائے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک پکارنے والے کی آواز میں نے سنی جو مجھے ہی پکار رہا تھا۔ میں نے کہا کہ مجھے تو خوف تھا ہی کہ میرے بارے میں کوئی آیت نہ نازل ہو جائے۔ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا، آنحضرت نے فرمایا: مجھ پر آج رات ایک سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے اس ساری کائنات سے زیادہ عزیز



ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے پھر آپ نے سورۂ فتح کی تلاوت فرمائی۔

٤٨٣٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾ قَالَ: الحُدَيْبِيَةُ.

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے قتادہ سے سنا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سورۂ فتح صلح حدیبیہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

٤٨٣٥: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: «قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، سُورَةَ الفَتْحِ فَرَجَّعَ فِيهَا»، قَالَ مُعَاوِيَةُ: لَوْ شِئْتُ أَنْ أَحْكِيَ لَكُمْ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَفَعَلْتُ.

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ بن قرہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن سورۂ فتح خوب خوش الحانی سے پڑھی۔ معاویہ بن قرہ نے کہا کہ اگر میں چاہوں کہ تمہارے سامنے آنحضرت کی اس موقع پر طرز قرات کی نقل کروں تو کر سکتا ہوں۔

قولہ "لو شئت أن أحكي لكم" یعنی میں بھی ویسے ہی ترجیع کے ساتھ قراءت کر سکتا ہوں، لیکن میں ترجیع سے پڑھوں تو لوگ جمع ہو جائیں گے کہ یہ کیسے پڑھ رہا ہے، ورنہ میں تکرار سے پڑھتا جیسے آپ پڑھتے تھے۔

٢- بَابُ قَوْلِهِ ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا﴾

تاکہ اللہ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دے اور آپ پر احسانات کی تکمیل کر دے اور آپ کو سیدھے راستہ پر لے چلے

باب: آیت (لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ) کی تفسیر

٤٨٣٦: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الفَضْلِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا زِيَادٌ هُوَ ابْنُ عِلاَقَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ المُغِيرَةَ، يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ: غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ: «أَفَلاَ أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا»

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، انہیں ابن عیینہ نے خبر دی، ان سے زیاد نے بیان کیا اور انہوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں رات بھر کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں سوج گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کر دی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا، کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

قولہ "غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر" اس سے مراد یہ ہے کہ مشرکین اور کفار آپ پر جو عیب لگاتے تھے اور آپ کو ساحر یا مجنون کہتے تھے وہ سارے عیب اب دور ہو گئے ہیں، کیونکہ عیب لگانے والے اور مجنون کہنے والے صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ سے صلح کرنے کے لیے آ گئے ہیں، اور آپ کو عقلمند سمجھ کر صلح کرنے کے لیے آئے ہیں، ورنہ مجنون اور دیوانے سے کون صلح کرنے کے لیے آتا ہے، گویا آپ سے صلح کرکے عیب لگانے والے مان گئے ہیں کہ آپ ساحر یا کاہن یا مجنون نہیں ہیں، آپ سے یہ عیب دور کرنے کے لیے یہ کامیابی اور فتح اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہے، ان کا آپ سے صلح کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ میں وہ عیوب نہیں ہیں۔

بعض نے یہ معنیٰ کیا ہے کہ آپ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر ان کی ہر بات اور ہر شرط تسلیم کر لی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام ذنب معاف کر دیئے ہیں۔ اگرچہ نبی اکرم ﷺ غلطیوں سے پاک تھے، مگر ذنب سے یہاں مراد یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے تواضع اور کسر نفسی کی بنا پر خطاوار سمجھتے تھے، یہ آیت اتار کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطمئن کر دیا کہ وہ تمام غلطیاں جو آپ اپنی جگہ غلطیاں سمجھتے ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ نے معاف کر دی ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ اس ذنب سے مراد غلطیوں کا پہلا اثر ہے جو آپ میں آیا تھا، اس کا معاف ہونا مراد ہے، کیونکہ آباء واجداد کی غلطیوں کا اثر بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے۔ وَخَطِیَٔ آدَمُ فَخَطِئَتْ ذُرِّیَّتُهُ، وَنَسِیَ فَنَسِیَتْ ذُرِّیَّتُهُ[1] گویا یہ چیزیں موروثی ہوتی ہیں وہ موروثی چیزیں اللہ تعالیٰ نے اس امر عظیم کی وجہ سے معاف کر دی ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ انبیاء کرام کے ذنب سے مراد فکری خطائیں ہیں، اور فکری خطاء انبیاء سے بھی ہو جاتی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ایک بات سوچتا ہے۔ اور سوچنے میں غلطی ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعونی کو تنبیہ کرنے کے لیے مکا رسید کیا تھا کہ وہ آئندہ کسی کمزور شخص کو تنگ نہ کرے، لیکن وہ زور سے بے جا لگنے کی وجہ سے مر ہی گیا، حالانکہ ان کا اسے جان سے مارنے کا ارادہ نہیں تھا، یہ فکری خطاء تھی جو ان سے سرزد ہو گئی تھی۔

اسی طرح آدم علیہ السلام کے پاس شیطان آکر قسمیں اٹھانے لگ گیا، کہ میں تمہارا بڑا خیر خواہ ہوں، اگر تم اس پودے کا دانہ کھالو گے جس سے روکا گیا ہے تو تم میں ملکوتی صفات پیدا ہو جائیں گی، اور فرشتوں کی طرح آپ ہمیشہ یہیں رہو گے۔ اور کہا کہ اللہ نے تمہیں اس پودے سے اس لیے روکا ہے تاکہ تم یہاں ہمیشہ نہ رہ سکو، گویا اس پودے کا پھل کھانا آب حیات کی طرح ہے۔ آدم علیہ السلام بھی اس کی قسموں کا اعتبار کرتے ہوئے سوچنے لگے کہ شاید اللہ تعالیٰ نے ہماری صحت کی حفاظت کے لیے اس پودے کا پھل کھانے سے روکا ہوگا، ویسے حرام نہیں ہے جیسا کہ کوئی حکیم یا ڈاکٹر مریض کو بعض چیزیں کھانے، پینے سے روک دیتے ہیں تو وہ حرام نہیں ہو جاتیں، صرف صحت کے لیے مضر ہوتی ہیں اس لیے ان سے روکا جاتا ہے، انہوں نے سمجھا کہ اس پودے کا پھل کھانے سے جب اتنا بڑا فائدہ ہے کہ

---

[1] مسند ابی یعلی ن: ۶۴۳۷

ہمیشہ یہاں رہیں گے تو اسے کھانا چاہیے۔ جسمانی تکلیف ہی ہو جائے گی اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ بھی ان کی فکری خطا تھی جو ان سے سرزد ہو گئی تھی۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے بھی نرم مزاج ہونے کی وجہ سے اساریٰ بدر سے فدیہ لے کر انہیں رہا کرنا اختیار کر لیا، اور انہیں قتل کرنا پسند نہ کیا، کیونکہ آپ میں ملکہ ترحم زیادہ تھا۔

اور رحمت کی وجہ سے آپ نے انہیں چھوڑ دینا اختیار کر لیا، جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ کی گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ[1]

کسی نبی کے لیے لائق نہیں کہ اس کے پاس قیدی آئیں، یہاں تک کہ وہ زمین میں (کافروں کا) خون بہائے تم لوگ دنیا کے سامان کا ارادہ رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ (تمہارے لیے) آخرت کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا پہلے موجود نہ ہوتا تو جو (فدیہ) تم نے وصول کیا ہے اس کی وجہ سے تمہیں بڑا عذاب پہنچتا، لہذا ذنب سے ایسی فکری خطائیں مراد ہیں۔ جذباتی غلطیاں انبیاء کرام سے نہیں ہوتیں کہ غصہ نکالنے کے لیے کسی کو قصداً مار دیں، کیونکہ جذبات پر ان کا کنٹرول ہوتا ہے۔ اگرچہ فکری خطائیں انبیاء سے ہو جاتی ہیں لیکن فکری خطاؤں پر نتائج تو مرتب ہو جاتے ہیں اور تنبیہ ہو جاتی ہے، جیسا کہ کوئی شخص چلنے سے پہلے دیکھے نہیں اور پھسل کر گر پڑے تو گرنے سے لاپرواہی کی سزا تو مل جائے گی اور چوٹ لگ جائے گی۔ اگرچہ قصداً نہیں گرا، اسی طرح فکری غلطی پر بھی تنبیہ ہو جاتی ہے، تا کہ آئندہ ایسی خطا سرزد نہ ہو۔

٤٨٣٧: حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ عَبْدِ العَزِيزِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ، عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ، سَمِعَ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: «أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا»، فَلَمَّا كَثُرَ لَحْمُهُ صَلَّى جَالِسًا، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ.

ہم سے حسن بن عبد العزیز نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن یحییٰ نے بیان کیا، انہیں حیوہ نے خبر دی، انہیں ابو الاسود نے، انہوں نے عروہ سے سنا اور انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ نبی کریم ﷺ رات کی نماز میں اتنا طویل قیام کرتے کہ آپ کے قدم پھٹ جاتے۔ حضرت عائشہ نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ اتنی زیادہ مشقت کیوں اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دی ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا پھر میں شکر گزار بندہ بننا پسند نہ کروں۔ عمر کے آخری حصہ میں (جب

---

[1] الانفال: ٦٧، ٦٨

شرح بخاری

طویل قیام دشوار ہو گیا تو) آپ بیٹھ کر رات کی نماز پڑھتے اور جب رکوع کا وقت آتا تو کھڑے ہو جاتے (اور تقریباً تیس یا چالیس آیتیں اور پڑھتے) پھر رکوع کرتے۔

٣۔ بَابُ قَوْلِهِ (إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا)

باب: آیت (إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا) کی تفسیر

٤٨٣٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ هِلاَلِ بْنِ أَبِي هِلاَلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ هَذِهِ الآيَةَ الَّتِي فِي القُرْآنِ: (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا) قَالَ فِي التَّوْرَاةِ: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ، أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي، سَمَّيْتُكَ المُتَوَكِّلَ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلاَ غَلِيظٍ، وَلاَ سَخَّابٍ بِالأَسْوَاقِ، وَلاَ يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ المِلَّةَ العَوْجَاءَ، بِأَنْ يَقُولُوا: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَيَفْتَحَ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا، وَآذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا.



ہم سے عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے ہلال بن ابی ہلال نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہ یہ آیت جو قرآن میں ہے اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔" تو آنحضرت ﷺ کے متعلق یہی اللہ تعالیٰ نے توریت میں بھی فرمایا تھا اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ان پڑھوں (عربوں) کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ میرے بندے ہیں اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل: کہا، آپ نہ بد خو ہیں اور نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور کرنے والے اور نہ وہ برائی کا بدلہ برائی سے دیں گے بلکہ معافی اور درگزر سے کام لیں گے اور اللہ ان کی روح اس وقت تک قبض نہیں کرے گا جب تک کہ وہ کج قوم (عربی) کو سیدھا نہ کر لیں یعنی جب تک وہ ان سے لاالہ الا اللہ کا اقرار نہ کرا لیں پس اس کلمہ توحید کے ذریعہ وہ اندھی آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو کھول دیں گے



قولہ "قال فی التوراۃ یا أیھا النبی" لفظ تورات "کا اطلاق انجیل سے پہلی کتابوں پر بھی ہو جاتا ہے کیونکہ تورات کا معنیٰ کتاب ہے۔ آج کل بائیبل سے متعلق کہتے ہیں کہ ایک عہد قدیم ہے اور ایک عہد جدید، عہد قدیم تمام پہلی کتابوں کو کہتے ہیں، یسعیا نبی کے صحیفہ کے اکیالیسویں باب میں اس قسم کے الفاظ پائے جاتے ہیں جو اس حدیث میں آئے ہیں۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص نے فی التوراۃ کہہ کر اس طرف ہی اشارہ کیا ہو گا۔ بعض چکڑالوی اعتراض کر دیتے ہیں کہ بخاری میں تورات کا لفظ آیا ہے اور تورات میں یہ لفظ نہیں ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری میں نبی

اکرم ﷺ سے تو یہ مروی نہیں ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے اور عبداللہ بن عمرو بن عاص کو جنگ یرموک میں کچھ کتابیں ملی تھیں۔ وہ اونٹ پر لاد لائے تھے اور وہ لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے، ان سے انہوں نے یہ باتیں نقل کی ہیں، اگر یہ بات غلط بھی ہو تو یہ عبداللہ بن عمرو کی غلطی نہیں ہے، پہلی کتابوں کو وہ ویسے ہی نقل کر دیتے تھے جیسے لکھا ہوتا تھا اگرچہ ان میں غلطیاں ہوں۔

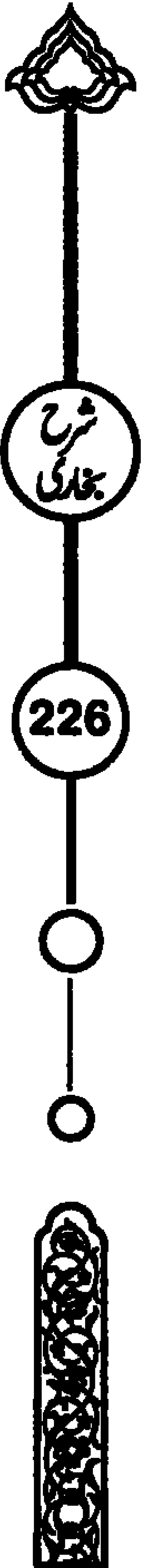
قولہ "حرزاً للأمیین" اور ان پڑھوں (عرب قوم) کی حفاظت کرنے والا آپ بدخو اور سخت دل نہیں ہیں۔

۴۔ بَابُ قَوْلِهِ (هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ)

وہ اللہ وہی تو ہے جس نے اہل ایمان کے دلوں میں سکینت (سکون و اطمینان) پیدا کیا

باب: آیت (هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ ...الاية) کی تفسیر

٤٨٣٩: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَفَرَسٌ لَهُ مَرْبُوطٌ فِي الدَّارِ، فَجَعَلَ يَنْفِرُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ فَنَظَرَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، وَجَعَلَ يَنْفِرُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ».



ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی (حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ رات میں سورۃ کہف) پڑھ رہے تھے۔ ان کا ایک گھوڑا جو گھر میں بندھا ہوا تھا بدکنے لگا تو وہ صحابی نکلے انہوں نے کوئی خاص چیز نہیں دیکھی وہ گھوڑا پھر بھی بدک رہا تھا۔ صبح کے وقت وہ صحابی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ چیز (جس سے گھوڑا بدکا تھا) سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی۔

قولہ "تلك السكينة" قرآن پڑھتے ہوئے جو روشنی دیکھی گئی تھی اس کا نام سکینت رکھا ہے، سکینت در اصل سکون قلب کا نام ہے۔ قراءۃ قرآن کے وقت جو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان کی وجہ سے سکون پیدا ہوتا ہے۔ اس کا نام سکینت ہے جو دل میں پیدا ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ [1] اس صحابی نے قرآن پڑھتے ہوئے جو بادل اور روشنی دیکھی تھی وہ در اصل فرشتے ہی تھے، اس لیے آپ نے فرمایا تو قرآن پڑھتا رہتا تو فرشتے برقرار رہتے، اور دوسرے لوگ بھی فرشتوں کو دیکھ لیتے۔

۵۔ بَابُ قَوْلِهِ (إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ)

وہ وقت یاد کرو جب کہ وہ درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے)

[1] الفتح: ۴

باب: آیت (إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ) کی تفسیر

٤٨٤٠: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ كُنَّا يَوْمَ الحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ.

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر لشکر میں ہم (مسلمان) ایک ہزار چار سو تھے۔

٤٨٤١: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ المُزَنِيِّ، إِنِّي مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ، نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الخَذْفِ.

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شبابہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، انہوں نے عقبہ بن صہبان سے سنا اور انہوں نے عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ میں درخت کے نیچے بیعت میں موجود تھا، رسول اللہ ﷺ نے دو انگلیوں کے درمیان کنکری لیکر پھینکنے سے منع فرمایا۔


نبی اکرم ﷺ نے کنکریاں پھینکنے سے منع کیا ہے اور یہ اس لیے ہے تا کہ کسی کی آنکھ نہ پھوڑ دے۔

٤٨٤٢: وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُغَفَّلٍ المُزَنِيَّ فِي البَوْلِ فِي المُغْتَسَلِ، يَأْخُذُ مِنْهُ الوَسْوَاسُ.

اور عقبہ بن صہبان نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے غسل خانہ میں پیشاب کرنے کے متعلق سنا۔ یعنی یہ کہ آپ نے اس سے منع فرمایا۔

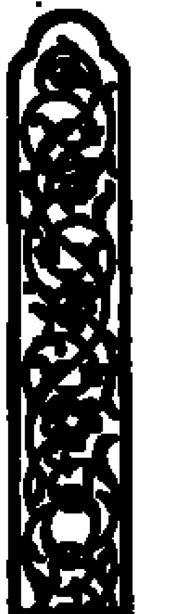
شرح بخاری

یعنی آپ نے غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے منع کیا ہے، امام بخاری اس حدیث کو عقبہ بن صہبان کے حضرت عبداللہ بن مغفل سے سماع کو ثابت کرنے کے لیے لائے ہیں، جیسا کہ اس سے پہلی حدیث کو «مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجرةَ» کی وجہ سے لائے ہیں، کیونکہ ترجمہ باب بھی اصحاب شجرہ سے متعلق ہے۔

٤٨٤٣: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، «وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ».




مجھ سے محمد بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے ثابت بن ضحاک نے اور وہ (صلح حدیبیہ کے دن) درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں شامل تھے۔



٤٨٤٤: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْلَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ سِيَاهٍ،

عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا وَائِلٍ أَسْأَلُهُ، فَقَالَ: كُنَّا بِصِفِّينَ فَقَالَ رَجُلٌ: أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللهِ؟ فَقَالَ عَلِيٌّ: نَعَمْ، فَقَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ: اتَّهِمُوا أَنْفُسَكُمْ فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ الحُدَيْبِيَةِ يَعْنِي الصُّلْحَ الَّذِي كَانَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالمُشْرِكِينَ وَلَوْ نَرَى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا، فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ: أَلَسْنَا عَلَى الحَقِّ وَهُمْ عَلَى البَاطِلِ؟ أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الجَنَّةِ، وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ؟ قَالَ: «بَلَى» قَالَ: فَفِيمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا وَنَرْجِعُ، وَلَمَّا يَحْكُمِ اللهُ بَيْنَنَا، فَقَالَ: «يَا ابْنَ الخَطَّابِ إِنِّي رَسُولُ اللهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللهُ أَبَدًا» فَرَجَعَ مُتَغَيِّظًا فَلَمْ يَصْبِرْ حَتَّى جَاءَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَسْنَا عَلَى الحَقِّ وَهُمْ عَلَى البَاطِلِ؟ قَالَ: يَا ابْنَ الخَطَّابِ إِنَّهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللهُ أَبَدًا، فَنَزَلَتْ سُورَةُ الفَتْحِ.

ہم سے احمد بن اسحاق سلمی نے بیان کیا، کہا ہم سے یعلیٰ نے، کہا ہم سے عبدالعزیز بن سیاہ نے، ان سے حبیب بن ثابت نے، کہ میں ابو وائل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک مسئلہ پوچھنے کے لئے (خوارج کے متعلق) گیا، انہوں نے فرمایا کہ ہم مقام صفین میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے (جہاں علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ ہوئی تھی) ایک شخص نے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے اگر کوئی شخص کتاب اللہ کی طرف صلح کے لئے بلائے؟ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ لیکن خوارج نے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف علی کے ساتھ تھے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس پر سہل بن حنیف نے فرمایا تم پہلے اپنا جائزہ لو۔ ہم لوگ حدیبیہ کے موقع پر موجود تھے آپ کی مراد اس صلح سے تھی جو مقام حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان ہوئی تھی اور جنگ کا موقع آتا تو ہم اس سے پیچھے ہٹنے والے نہیں تھے۔ (لیکن صلح کی بات چلی تو ہم نے اس میں بھی صبر وثبات کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا) اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ اور کیا کفار باطل پر نہیں ہیں؟ کیا ہمارے مقتولین جنت میں نہیں جائیں گے اور کیا ان کے مقتولین دوزخ میں نہیں جائیں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں! عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر ہم اپنے دین کے بارے میں ذلت کا مظاہرہ کیوں کریں (یعنی دب کر صلح کیوں کریں) اور کیوں واپس جائیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم فرمایا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس آ گئے ان کو غصہ آ رہا تھا، صبر نہیں آیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا، اے ابو بکر! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ ابو بکر نے بھی وہی جواب دیا کہ اے ابن خطاب! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور اللہ انہیں ہر گز ضائع نہیں کرے گا۔ پھر سورۃ الفتح نازل ہوئی۔





قولہ "اتَّهِمُوا أنفسکم" یعنی اپنی جانوں کو (اپنی رائے کو) متہم قرار دو یہ نہ سمجھو کہ جو ہم نے سمجھا ہے وہ ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات ٹھیک ہو جو شخص اجتہاد کرتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ میں حق پر ہوں، حالانکہ وہ غلطی پر بھی ہو سکتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات درست تھی جبکہ انہوں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے، تو مخالفت کرنے والوں نے کہا دیکھیں، اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف سے بلایا جاتا ہے، لیکن یہ قبول نہیں کرتے اور جب وہ قبول کرنے کے لیے آمادہ ہوئے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف ہو گئے اور کہا ان الحکم إلاّ للہ ① حاکم تو صرف اللہ ہی ہو سکتا ہے۔

سورة الحجرات

سورۃ الحجرات کی تفسیر

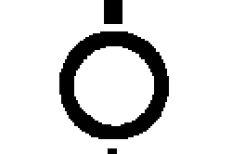
وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لاَ تُقَدِّمُوا لاَ تَفْتَاتُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ عَلَى لِسَانِهِ امْتَحَنَ أَخْلَصَ وَلاَ تَنَابَزُوا يُدْعَى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الإِسْلاَمِ يَلِتْكُمْ يَنْقُصْكُمْ أَلَتْنَا: نَقَصْنَا.

مجاہد نے کہا لا تقدموا کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بڑھ کر باتیں نہ کرو۔ (بلکہ ادب سے قال اللہ وقال الرسول سنا کرو) یہاں تک کہ جو حکم اللہ کو دینا ہے وہ اپنے رسول کی زبان سے تم کو پہنچائے۔ امتحن کا معنی خالص کیا۔ پرکھ لیا۔ لا تنابزوا بالالقاب کا معنی یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد پھر اس کو کافر، یہودی یا عیسائی کہہ کر نہ پکارو۔ لا یلتکم تمہارا ثواب کچھ کم نہیں کرے گا سورۃ طور میں وما التنا اس لئے ہے کہ ہم نے ان کے عمل کا ثواب کچھ کم نہیں کیا۔



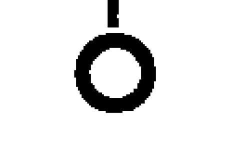
قولہ "لا تقدموا، لا تفتاتوا" یعنی اللہ تعالیٰ کے رسول سے سبقت نہ کیا کرو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دینا ہے وہ اپنے رسول کے ذریعہ تمہیں پہنچائے۔

قولہ "ولا تنابزوا" نَبَزَ بمعنی لقب ہے، یعنی کسی کو مسلمان ہونے کے بعد بھی کفر کے ساتھ پکارنا۔ اس کے بعد ارشاد ہے بِئْسَ الاسم الفسُوقُ بعد الإيمانِ یعنی کسی کو مسلمان ہونے کے بعد فاسق کہنا بڑی بات ہے، یا مراد یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد ایسی حرکت نہ کرو جس سے فاسق بن جاؤ، اور کسی کا الٹ نام لینا بھی درست نہیں ہے جبکہ وہ اسے برا سمجھے۔



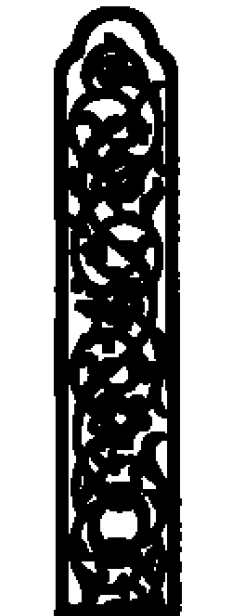
۱۔ بَابُ قَوْلِهِ (لاَ تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ) الآيَةَ

اے ایمان والو! نبی کی آواز سے اپنی آوازوں کو اونچا نہ کیا کرو



باب: سورۃ الحجرات کی تفسیر آیت (لاَ تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمُ الآية) کی تفسیر

تَشْعُرُونَ تَعْلَمُونَ وَمِنْهُ الشَّاعِرُ



① الأنعام: ۵۷

تَشْعُرُونَ کے معنی ہیں: تم جانتے ہو۔ اسی سے لفظ شاعر ماخوذ ہے، یعنی جاننے والا۔

٤٨٤٥: حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: كَادَ الْخَيِّرَانِ أَنْ يَهْلِكَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، رَفَعَا أَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ عَلَيْهِ رَكْبُ بَنِي تَمِيمٍ، فَأَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ، وَأَشَارَ الْآخَرُ بِرَجُلٍ آخَرَ قَالَ نَافِعٌ لَا أَحْفَظُ اسْمَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ: مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي، قَالَ: مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فِي ذَلِكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ﴾ الْآيَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: فَمَا كَانَ عُمَرُ يُسْمِعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ عَنْ أَبِيهِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ.

ہم سے یسرہ بن صفوان بن جمیل لخمی نے بیان کیا، کہا ہم سے نافع بن عمر نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ قریب تھا کہ دو سب سے بہتر افراد تباہ ہو جائیں یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ان دونوں حضرات نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی آواز بلند کر دی تھی۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب بنی تمیم کے سوار آئے تھے (اور آنحضرت ﷺ سے انہوں نے درخواست کی کہ ہمارا کوئی امیر بنا دیں) ان میں سے ایک (عمر رضی اللہ عنہ) نے مجاشع کے اقرع بن حابس کے انتخاب کے لئے کہا تھا اور دوسرے (ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے ایک دوسرے کا نام پیش کیا تھا۔ نافع نے کہا کہ ان کا نام مجھے یاد نہیں۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کا ارادہ مجھ سے اختلاف کرنا ہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا ارادہ آپ سے اختلاف کرنا نہیں ہے۔ اس پر ان دونوں کی آواز بلند ہو گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو الخ۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سامنے اتنی آہستہ آہستہ بات کرتے کہ آپ صاف سن بھی نہ سکتے تھے اور دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا۔ انہوں نے اپنے نانا یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق اس سلسلے میں کوئی چیز بیان نہیں کی۔



٤٨٤٦: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، قَالَ: أَنْبَأَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ، فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ، مُنَكِّسًا رَأْسَهُ، فَقَالَ لَهُ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: شَرٌّ، كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ مُوسَى: فَرَجَعَ







إِلَيْهِ الْمَرَّةَ الآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ، فَقَالَ: «اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ: إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَلَكِنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ».

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عون نے خبر دی، کہا کہ مجھے موسیٰ بن انس نے خبر دی، اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے لئے ان کی خبر لاتا ہوں۔ پھر وہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے یہاں آئے۔ دیکھا کہ وہ گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں پوچھا کیا حال ہے؟ کہا کہ برا حال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کے مقابلہ میں بلند آواز سے بولا کرتا تھا اب سارے نیک عمل اکارت ہوئے اور اہل دوزخ میں قرار دے دیا گیا ہوں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے جو کچھ کہا تھا اس کی اطلاع آپ کو دی۔ حضرت موسیٰ بن انس نے بیان کیا کہ وہ شخص اب دوبارہ ان کے لئے ایک عظیم بشارت لے کر ان کے پاس آئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ان کے پاس جاؤ اور کہو کہ تم اہل دوزخ میں سے نہیں ہو بلکہ تم اہل جنت میں سے ہو۔

۲۔ بَابُ قَوْلِهِ (إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لاَ يَعْقِلُونَ)



بیشک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارا کرتے ہیں ان میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے۔

باب: آیت (إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ) کی تفسیر

٤٨٤٧: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ: أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدٍ، وَقَالَ عُمَرُ: بَلْ أَمِّرِ الأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا أَرَدْتَ إِلَى، أَوْ إِلَّا خِلاَفِي، فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَرَدْتُ خِلاَفَكَ، فَتَمَارَيَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِي ذَلِكَ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَرَسُولِهِ) حَتَّى انْقَضَتِ الآيَةُ.

ہم سے حسن بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حجاج نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، انہیں ابن ابی ملیکہ نے خبر دی اور انہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ قبیلہ بنی تمیم کے سواروں کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کا امیر آپ قعقاع بن معبد کو بنادیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ اقرع بن حابس کو امیر بنائیں۔ حضرت ابوبکر نے اس پر کہا کہ مقصد تو صرف میری مخالفت ہی کرنا ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں نے آپ کے خلاف کرنے کی غرض سے یہ نہیں کہا ہے۔ اس پر دونوں میں بحث چلی گئی اور آواز بھی بلند ہو گئی۔ اسی کے متعلق یہ



آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول سے پہلے کسی کام میں جلدی مت کیا کرو۔ آخر آیت تک۔

قولہ "ینادونك" یہاں نداء کا معنیٰ وہ نہیں ہے جو علم نحو میں مراد لیا جاتا ہے، لغت میں نداء کا معنیٰ کسی کو کسی مشکل کے وقت پکارنا، تا کہ اس سے مقصد حل ہو جائے، علم نحو میں "نداء" سے مراد وہ اسم ہے جس پر حرف ندا داخل ہو تو وہ منادیٰ کہلاتا ہے، وہ معنیٰ یہاں قرآن کریم میں مراد نہیں ہے۔ اس لیے نماز میں «التحيات» پڑھتے ہوئے جو «السلام عليك أيها النبيُّ» آتا ہے وہ اس معنیٰ کے لحاظ سے نداء میں داخل نہیں ہے، کیونکہ وہ سلام کے لیے کہا جاتا ہے۔ ورنہ اس سے مدد چاہنا یا مشکل کے حل کے لیے پکارنا مقصود نہیں ہوتا۔

قولہ "ما أردت إلى" ما استفہامیہ ہو تو یہ معنیٰ ہوگا میرے خلاف تو کیا ارادہ کرتا ہے؟

سُورَةُ ق

سورۃ ق کی تفسیر



﴿رَجْعٌ﴾ بَعِيدٌ رَدٌّ ﴿فُرُوجٍ﴾ فُتُوقٍ، وَاحِدُهَا فَرْجٌ ﴿وَرِيدِ﴾ فِي حَلْقِهِ، وَالحَبْلُ: حَبْلُ العَاتِقِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَا تَنْقُصُ الأَرْضُ﴾ مِنْ عِظَامِهِمْ ﴿تَبْصِرَةً﴾ بَصِيرَةً ﴿حَبَّ الحَصِيدِ﴾ الحِنْطَةُ ﴿بَاسِقَاتٍ﴾ الطِّوَالُ ﴿أَفَعَيِينَا﴾ أَفَأَعْيَا عَلَيْنَا، حِينَ أَنْشَأَكُمْ وَأَنْشَأَ خَلْقَكُمْ ﴿وَقَالَ قَرِينُهُ﴾ الشَّيْطَانُ الَّذِي قُيِّضَ لَهُ ﴿فَنَقَّبُوا﴾ ضَرَبُوا ﴿أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ﴾ لاَ يُحَدِّثُ نَفْسَهُ بِغَيْرِهِ ﴿رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ رَصَدٌ ﴿سَائِقٌ وَشَهِيدٌ﴾ المَلَكَانِ: كَاتِبٌ وَشَهِيدٌ، شَهِيدٌ شَاهِدٌ بِالقلب، ﴿مِنْ لُغُوبٍ﴾ النَّصَبُ وَقَالَ غَيْرُهُ: نَضِيدٌ الكُفُرَّى مَادَامَ فِي أَكْمَامِهِ، وَمَعْنَاهُ: مَنْضُودٌ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ، فَإِذَا خَرَجَ مِنْ أَكْمَامِهِ فَلَيْسَ بِنَضِيدٍ فِي إِدْبَارِ النُّجُومِ وَأَدْبَارِ السُّجُودِ كَانَ عَاصِمٌ يَفْتَحُ الَّتِي فِي ق وَيَكْسِرُ الَّتِي فِي الطُّورِ وَيُكْسَرَانِ جَمِيعًا وَيُنْصَبَانِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَوْمَ الخُرُوجِ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ القُبُورِ

رجع بعید یعنی دنیا کی طرف پھر جانا دور از قیاس ہے۔ فروج کے معنی سوراخ روزن، فرج کی جمع ہے۔ ورید حلق کی رگ۔ اور حبل مونڈھے کی رگ۔ مجاہد نے کہا ماتنقص الا رض منهم سے ان کی ہڈیاں مراد ہیں جن کو زمین کھا جاتی ہے۔ تبصرة کے معنی راہ دکھانا۔ حب الحصید گیہوں کے دانے۔ باسقات لمبی لمبی۔ افعیینا کیا ہم اس سے عاجز ہو گئے ہیں۔ ق ال قرینه میں قرین سے شیطان مراد ہے جو ہر آدمی کے ساتھ لگا ہوا ہے فنقبوا فی البلاد یعنی شہروں میں پھرے دورہ کیا۔ او القی السمع کا یہ مطلب ہے کہ دل میں دوسرا کچھ خیال نہ کرے کان لگا کر سنے افعیینا بالخلق الا ول یعنی جب تم کو شروع میں پیدا کیا تو کیا اس کے بعد ہم عاجز بن گئے اب دوبارہ پیدا نہیں کر سکتے؟ سائق اور شہید دو فرشتے ہیں ایک لکھنے والا دوسرا گواہ۔ شہید سے مراد یہ ہے کہ دل



لگا کر سنے۔ لغوب تھکن۔ مجاہد کے سوا اوروں نے کہا نضید وہ گابھا ہے، جب تک وہ پتوں کے غلاف میں چھپا رہے۔ نضید اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ تہ بہ تہ ہوتا ہے جب درخت کا گابھا غلاف سے نکل آئے تو پھر اس کو نضید نہیں کہیں گے۔ ادبار النجوم (جو سورۃ طور میں ہے) اور ادبار السجود جو اس سورت میں ہے۔ تو عاصم سورۃ ق میں (ادبار کو) بر فتحہ الف اور سورۃ طور میں بہ کسرہ الف پڑھتے ہیں۔ بعضوں نے دونوں جگہ بہ کسرہ الف پڑھا ہے بعضوں نے دونوں جگہ بر فتح الف پڑھا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یوم الخروج سے وہ دن مراد ہے جس دن قبروں سے نکلیں گے۔

قولہ "رجعٌ بعیدٌ، ردٌّ" یعنی دنیا کی طرف واپسی بعید ہے۔ اگر یہ کافروں کا مقولہ ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ قیامت کے دن واپس لوٹنا بہت بعید ہے، اگر یہ اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہو تو معنٰی یہ ہو گا، یہ جو باتیں کرتے ہیں یہ بعید از عقل ہیں۔

قولہ "من حبل الورید" حلق کی دو رگیں ہیں جنہیں ورید کہتے ہیں یعنی ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں، یہ ایک محاورہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے۔ کندھے کی رگ کو بھی کہہ دیتے ہیں یہ اس کا دوسرا معنٰی ہے۔

قولہ "من عظامهم" یعنی زمین کی مٹی جو ان کی ہڈیاں کھا کر کم کرتی ہے وہ بھی کتاب میں لکھا ہے کہ کتنی کھائے گی اور کتنی مدت میں کھائے گی۔

قولہ "فنقبوا" وہ شہروں میں چلے پھرے۔

قولہ "ألقى السمع" کان لگا کر سنے دل میں دوسرا خیال نہ لائے۔

قولہ "كان عاصمٌ" إدبار النجوم سورہ طور میں ہے اور «أدبار السجود» سورۃ ق میں ہے۔ عاصم قاری سورۃ ق میں أدبار السجود کو فتحہ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے، اور سورۃ طور میں إدبار النجوم کو کسرہ سے پڑھتے تھے، بعض نے دونوں جگہ کسرہ اور بعض نے دونوں جگہ فتحہ پڑھا ہے۔

١- بَابُ قَوْلِهِ: (وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ)

اور وہ جہنم کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟

باب: آیت (وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ) کی تفسیر

٤٨٤٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُلْقَى فِي النَّارِ وَتَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ، حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ، فَتَقُولُ قَطْ قَطْ.

ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے حرمی نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں دوزخیوں کو ڈالا جائے گا اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ رب العزت اپنا قدم اس پر رکھے گا اور وہ کہے گی کہ بس بس۔

قولہ "فتقول قط قط" تو جہنم بس بس کہے گی ایک روایت میں قد بھی آتا ہے حافظ عنائت اللہ نے کہا ہے کہ جو قدم سب سے آخر میں رکھا جائے گا اس "قدم" سے مراد قادیانی کذاب ہے، اسے جب دوزخ میں رکھا جائے گا تو دوزخ سے آواز آئے گی۔ قَدْنِيْ قَدْنِيْ، اب قادیانی آگیا ہے۔ تو وہ بھر جائے گی حافظ نے قدم کا معنیٰ شیطان اور اس کی ذریت کیا ہے جس سے وہ بھر جائے گی بعض قدم کا معنیٰ پاؤں بھی کرتے ہیں اور قدم ڈالنا کنایہ ہے ذلیل کرنے سے کیونکہ کسی چیز پر قدم رکھنا اس کو ذلیل کرنا ہوتا ہے، دوزخ پر بھی اللہ تعالیٰ قدم رکھ کر اسے ذلیل کر دیں گے، اس سے وہ سکڑ جائے گی اور بھر جائے گی۔

حالانکہ "قدم" کا حقیقی معنیٰ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم مبارک رکھیں گے تو وہ بھر جائے گی، لیکن قدم سے مراد وہ نہیں ہے جیسے انسان کا پاؤں ہوتا ہے، تشبیہ نہیں دی جائے گی، جیسا کہ اس سے قبل گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجہ، عین، ید اس کی صفات ہیں، لیکن یہ جارحہ کے معنیٰ میں نہیں ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کی صفت مانا جائے گا، اللہ تعالیٰ کا ید لحم و شحم سے مبرا ہے۔ اسی طرح حَیَاۃ سے بھی منزہ ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات میں ایک حقیقت ہے جسے ید کہا جاتا ہے ایسے ہی اس کا قدم بھی ایک حقیقت ہے جارحہ نہیں ہے۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت ہے۔ اگرچہ یہ صفت انفعال ہے اور اللہ تعالیٰ انفعال سے منزہ ہے، حالانکہ انفعال تب آتا ہے جب کہ اس کا تحقق انسان میں ہوتا ہے، ویسے رحمت انفعال نہیں ہے۔ اسی طرح ابصار انسان میں انفعال ہے، کیونکہ شکلوں کے انطباع کو ابصار کہتے ہیں اور انطباع انفعال ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بنسبت ادراک الوان واشکال کو بصر کہتے ہیں، یہاں اللہ تعالیٰ کی صفت کو ادراک کا معنیٰ مراد لے کر انفعال سے مبرا کر دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت سمع میں معنیٰ ادراک اصوات کا کیا گیا ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت میں شان من شئون اللہ مراد ہے، جس کا تقاضہ افاضہ یا ارادہ افاضہ ہے۔ اسی طرح صفت قدم بھی حقیقت من الحقائق ہے جو لحم و شحم اور حیاۃ سے مبرا ہے، یہ بھی نہیں کہ یہ الفاظ مہمل ہوں جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ پتہ نہیں یہ کیا ہیں، بعض تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ید سے مراد نعمت اور احسان ہے، حالانکہ ایسی تاویلیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان صفات کو اپنے حقیقی معنیٰ پر محمول کرنا چاہیے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قدم بھی حقیقت ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے مخلوق سے تشبیہ بھی نہیں دی جائے گی۔

٤٨٤٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ الْحِمْيَرِيُّ سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يُوقِفُهُ أَبُو سُفْيَانَ يُقَالُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ فَيَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدَمَهُ عَلَيْهَا فَتَقُولُ قَطْ قَطْ.

ہم سے محمد بن موسیٰ قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو سفیان حمیری سعید بن یحییٰ بن مہدی نے بیان کیا، ان سے عوف نے، ان سے محمد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے

ابو سفیان حمیری اکثر اس حدیث کو موقوفاً ذکر کرتے تھے کہ جہنم سے پوچھا جائے گا تو بھر بھی گئی؟ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ پھر اللہ تبارک تعالیٰ اپنا قدم اس پر رکھے گا اور کہے گی کہ بس بس۔

٤٨٥٠: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالمُتَجَبِّرِينَ، وَقَالَتِ الجَنَّةُ: مَا لِي لاَ يَدْخُلُنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ، قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَقَالَ لِلنَّارِ: إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِلْؤُهَا، فَأَمَّا النَّارُ: فَلاَ تَمْتَلِئُ حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ فَتَقُولُ: قَطْ قَطْ، فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، وَلاَ يَظْلِمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا، وَأَمَّا الجَنَّةُ: فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا.

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت اور دوزخ نے بحث کی، دوزخ نے کہا میں متکبروں اور ظالموں کے لئے خاص کی گئی ہوں۔ جنت نے کہا مجھے کیا ہوا کہ میرے اندر صرف کمزور اور کم رتبہ والے لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت سے کہا کہ تو میری رحمت ہے، تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں جس پر چاہوں رحم کروں اور دوزخ سے کہا کہ تو عذاب ہے تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں عذاب دوں۔ جنت اور دوزخ دونوں بھریں گی۔ دوزخ تو اس پر وقت تک نہیں بھرے گی جب تک اللہ رب العزت اپنا قدم اس نہیں رکھ دے گا۔ اس وقت وہ بولے گی کہ بس بس بس! اور اس وقت بھر جائے گی اور اس کا بعض حصہ بعض دوسرے حصے سے لپٹ جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور جنت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا۔



قولہ "وأما الجنة فإن الله عزوجل ينشئ لها خلقا" اللہ تعالیٰ جنت کے لیے نئی مخلوق پیدا کریں گے اور انہیں بغیر کسی عمل کے جنت میں داخل کریں گے۔ لیکن جہنم کو بھرنے کے لیے اس پر قدم رکھیں گے کوئی مخلوق پیدا کر کے جہنم میں نہیں ڈالے گا۔ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا [1] اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ لیکن فضل واحسان جس پر چاہے کر سکتا ہے۔

٤٨٥١: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ



[1] سورة الكهف: ٤٩

وَسَلَّمَ، فَنَظَرَ إِلَى القَمَرِ لَيْلَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ، فَقَالَ: «إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا لاَ تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لاَ تُغْلَبُوا عَلَى صَلاَةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا، فَافْعَلُوا». ثُمَّ قَرَأَ (وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الغُرُوبِ)

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے جریر نے، ان سے اسمٰعیل نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے چودہویں رات تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف دیکھا اور پھر فرمایا کہ یقیناً تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اس کی رؤیت میں تم دھکم پیل نہیں کرو گے (بلکہ بڑے اطمینان سے ایک دوسرے کو دھکا دیئے بغیر دیکھو گے) اس لئے اگر تمہارے لئے ممکن ہو تو سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے نماز نہ چھوڑو۔ پھر آپ نے آیت اور اپنے رب کی حمد وتسبیح کرتے رہئے آفتاب نکلنے سے پہلے اور چھپنے سے پہلے کی تلاوت کی۔

٤٨٥٢: حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «أَمَرَهُ أَنْ يُسَبِّحَ فِي أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا». يَعْنِي قَوْلَهُ: (وَإِدْبَارَ السُّجُودِ).



ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے ورقہ نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نجیح نے، ان سے مجاہد نے بیان کیا، کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں تمام نمازوں کے بعد تسبیح پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ آپ کا مقصد اللہ تعالیٰ کا ارشاد وادبار السجود کی تشریح کرنا تھا۔

سُورَةُ وَالذَّارِيَاتِ

سورۃ الذاریات کی تفسیر

قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: (الذَّارِيَاتُ) الرِّيَاحُ وَقَالَ غَيْرُهُ: تَذْرُوهُ تُفَرِّقُهُ (وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلاَ تُبْصِرُونَ) تَأْكُلُ وَتَشْرَبُ فِي مَدْخَلٍ وَاحِدٍ، وَيَخْرُجُ مِنْ مَوْضِعَيْنِ (فَرَاغَ) فَرَجَعَ (فَصَكَّتْ) فَجَمَعَتْ أَصَابِعَهَا، فَضَرَبَتْ بِهِ جَبْهَتَهَا، (وَالرَّمِيمُ) نَبَاتُ الأَرْضِ إِذَا يَبِسَ وَدِيسَ (لَمُوسِعُونَ) أَيْ لَذُو سَعَةٍ، وَكَذَلِكَ (عَلَى المُوسِعِ قَدَرُهُ) يَعْنِي القَوِيَّ خَلَقْنَا (زَوْجَيْنِ) الذَّكَرَ وَالأُنْثَى، وَاخْتِلاَفُ الأَلْوَانِ، حُلْوٌ وَحَامِضٌ، فَهُمَا زَوْجَانِ (فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ) مَعْنَاهُ مِنَ اللَّهِ إِلَيْهِ وَمَا خَلَقْتُ الجِنَّ وَالإِنْسَ (إِلَّا لِيَعْبُدُونِ) مَا خَلَقْتُ أَهْلَ السَّعَادَةِ مِنْ أَهْلِ الفَرِيقَيْنِ إِلَّا لِيُوَحِّدُونِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ خَلَقَهُمْ لِيَفْعَلُوا، فَفَعَلَ بَعْضٌ وَتَرَكَ بَعْضٌ، وَلَيْسَ فِيهِ حُجَّةٌ لِأَهْلِ القَدَرِ، وَالذَّنُوبُ الدَّلْوُ العَظِيمُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (صَرَّةٍ) صَيْحَةٍ (ذَنُوبًا) سَبِيلًا، (العَقِيمُ) الَّتِي



لَا تَلِدُ وَلَا تُلْقِحُ شَيْئًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (وَالْحُبُكُ) اسْتِوَاؤُهَا وَحُسْنُهَا (فِي غَمْرَةٍ) فِي ضَلَالَتِهِمْ يَتَمَادَوْنَ وَقَالَ غَيْرُهُ: (تَوَاصَوْا) تَوَاطَئُوا، وَقَالَ: (مُسَوَّمَةً) مُعَلَّمَةً، مِنَ السِّيمَا (قُتِلَ الإِنْسَانُ) لُعِنَ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الذاریات سے مراد ہوائیں ہیں۔ ان کے غیر نے کہا کہ تذروہ کا معنی یہ ہے کہ اس کو بکھیر دے (یہ لفظ سورۃ کہف میں ہے) الریاح کی مناسبت سے یہاں لایا گیا۔ وفی انفسکم افلا تبصرون یعنی خود تمہاری ذات میں نشانیاں ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ کھانا پینا ایک راستے منہ سے ہوتا ہے لیکن وہ فضلہ بن کر دوسرے راستوں سے نکلتا ہے۔ فراغ لوٹ آیا (یا چپکے سے) چلا آیا، فصکت یعنی مٹھی باندھ کر اپنے ماتھے پر ہاتھ کو مارا۔ الرمیم زمین کی گھاس جب خشک ہو جائے اور روندی جائے۔ لموسعون کے معنی ہم نے اس کو کشادہ اور وسیع کیا ہے۔ (اور سورۃ بقرہ میں جو ہے) علی الموسع قدرہ یہاں موسع کے معنی زور اور طاقت والا ہے۔ زوجین یعنی نر و مادہ یا الگ الگ رنگ یا الگ الگ مزے کی جیسے میٹھی کھٹی یہ دو قسمیں ہیں۔ ففروا الی اللہ یعنی اللہ کی معصیت سے اس کی اطاعت کی طرف بھاگ کر آؤ۔ الا لیعبدون یعنی جن وانس میں جتنی بھی نیک روحیں ہیں انہیں میں نے صرف اپنی توحید کے لئے پیدا کیا۔ بعضوں نے کہا جنوں اور آدمیوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا تو اسی مقصد سے کیا تھا کہ وہ اللہ کی توحید کو مانیں لیکن کچھ نے مانا اور کچھ نے نہیں مانا۔ معتزلہ کے لئے اس آیت میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ الذّنوب کے معنی بڑے ڈول کے ہیں۔ حضرت مجاہد نے فرمایا کہ ذَنوبا بمعنی راستہ ہے۔ حضرت مجاہد نے کہا کہ صرۃ کے معنی چیخنا۔ ذَنوبا کے معنی راستہ اور طریق کے ہیں العقیم کے معنی جس کو بچہ نہ پیدا ہو بانجھ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ الحبک سے آسمان کا خوبصورت برابر ہونا مراد ہے۔ فی غمرۃ یعنی اپنی گمراہی میں پڑے اوقات گزارتے ہیں۔ اوروں نے کہا تواصوا کا معنی یہ ہے کہ یہ بھی ان کے موافق کہنے لگے۔ مسومۃ نشان کئے گئے۔ یہ سیما سے نکلا ہے جس کے معنی نشانی کے ہیں۔ قتل الخراصون یعنی جھوٹے لعنت کئے گئے

قولہ "تذروہ" یہ لفظ سورۃ کہف کا ہے جسے "الذاریات" کی مناسبت سے یہاں ذکر کیا گیا ہے۔

قولہ "تأکل وتشرب" خود تمہاری ذات میں معرفت باری تعالیٰ کی نشانیاں موجود ہیں کیا تم بصیرت سے کام نہیں لیتے۔ کہ انسان کھاتا پیتا منہ کے راستے سے ہے لیکن ان دونوں کا مخرج ایک نہیں دو ہیں[1]۔

---

[1] وجود باری تعالیٰ پر بہت سے عقلی دلائل ہیں جن پر غور کرنے والا توحید باری تعالیٰ کی نعمت سے فیض یاب ہو سکتا ہے دیکھیں ایک ہی وقت میں اربوں انسان روئے زمین پر بسنے والے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی کی شکل دوسرے سے ملنے نہیں دی، ہر ایک کی شکل وصورت میں دوسروں سے فرق رکھا ہے اور لوگوں کی لغات اور بولیوں کا مختلف ہونا پھر پیدا ہونے والے بچے کا بغیر پڑھنے لکھنے کے اپنی مادری زبان سیکھ لینا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی علامت ہے، اسی طرح دودھ دینے والے جانوروں کے پیٹ میں خون، گوبر اور دودھ پیدا ہوتا ہے، لیکن کوئی چیز دوسری سے مکس نہیں ہوتی ایسے ہی بے شمار پھلوں اور

قولہ "الرمیم" زمین کی گھاس جو خشک ہو جائے اور روندی جائے۔

قولہ "إلا لیعبدون" یعنی جنوں اور انسانوں کی نیک روحوں کو میں نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ تمام جنوں اور انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید الوہیت اور اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، لیکن ان میں سے بعض نے اسے مانا اور بعض نے نہیں مانا۔

اس آیت سے معتزلہ نے استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے پھر بعض نے کفر کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ کفر اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے نہیں ہے۔ اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ اس جگہ جن وانس سے نیک افراد مراد ہیں، ان کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے جبکہ وہ جن وانس جو کفر اختیار کرنے والے ہیں وہ اس لیے نہیں بنائے گئے اس کے بعد دوسرا جواب دیا گیا ہے کہ ان سب کو پیدا تو اپنی عبادت کے لیے کیا ہے، لیکن ان میں سے بعض نے عبادت کے مقصد کو پورا کیا اور بعض نے نہیں کیا، لہذا اس آیت میں تقدیر کے منکر معتزلہ کی دلیل نہیں بنتی۔ کیونکہ اہل سنت اس بات کے قائل ہیں کہ ہر کام کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ حتیٰ کہ مومنوں کا ایمان اور کافروں کا کفر بھی اسی کے ہاتھ میں ہے، کفر وایمان دونوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، اہل کفر کا توحید کو قبول نہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سے روگردانی کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے خلق سے ہے۔

قولہ "ذات الحبك" یعنی آسمان کا برابر اور پدڑ ہونا اور ستاروں کی وجہ سے خوبصورت ہونا۔

سُورَةُ وَالطُّورِ

سورۃ طور کی تفسیر

وَ قَالَ قَتَادَةُ (مَسْطُورٍ) مَكْتُوبٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (الطُّورُ) الْجَبَلُ بِالسُّرْيَانِيَّةِ، (رَقٍّ مَنْشُورٍ) صَحِيفَةٍ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ سَمَاءٌ، الْمَسْجُورِ الْمُوقَدِ وَقَالَ الْحَسَنُ: تُسْجَرُ حَتَّى يَذْهَبَ مَاؤُهَا فَلاَ يَبْقَى فِيهَا قَطْرَةٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (أَلَتْنَاهُمْ) نَقَصْنَا وَ قَالَ غَيْرُهُ: (تَمُورُ) تَدُورُ. (أَحْلاَمُهُمْ) «الْعُقُولُ» وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (الْبَرُّ) «اللَّطِيفُ». (كِسْفًا): «قِطْعًا»، (الْمَنُونُ) «الْمَوْتُ» وَقَالَ غَيْرُهُ: (يَتَنَازَعُونَ) «يَتَعَاطَوْنَ»

قتادہ نے کہا مسطور بمعنی مکتوب یعنی لکھی ہوئی ہے۔ مجاہد نے کہا الطور سریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں رق منشور یعنی صحیفہ کھلا ہوا ورق۔ السقف المرفوع یعنی آسمان۔ المسجور یعنی گرم کیا گیا۔ حسن بصری نے کہا مسجور سے مراد یہ ہے کہ سمندر میں ایک دن طغیانی آکر اس کا سارا پانی سوکھ جائے گا اور اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے گا۔ مجاہد نے کہا کہ التناھم کے معنی گھٹایا کم کیا۔ مجاہد کے علاوہ دوسروں نے کہا کہ تمور گھومے گا احلامھم کے معنی ان کی عقلیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا البر کے معنی مہربان۔ کسفا

سبزیوں کے ذائقوں کا مختلف ہونا، حالانکہ سب کے سب زمین کی مٹی سے پیدا ہوتے ہیں اور سب کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے، اسی طرح حلال جانوروں کے گوشت کے ذائقوں اور لذتوں کا مختلف ہونا اس کی قدرت کی علامت ہے۔

کے معنی ٹکڑے۔ المنون کے معنی موت۔ اوروں نے کہا یتنازعون کا معنی ایک دوسرے سے جھپٹ لیں گے۔

قولہ "رقٍّ منشور" کھلا ہوا صحیفہ۔

قولہ "المسجور" تنور کو ایندھن سے بھر کر جلا دینا۔

قولہ "وقال الحسن" حسن بصری نے کہا مسجور سے مراد یہ ہے کہ سمندر بھڑکایا جائے گا کہ اس میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں رہے گا، ہوا اور دھواں بن کر اڑ جائے گا۔

قولہ "یتنازعون" وہ دل لگی کرتے ہوئے چھینا جھپٹی کریں گے۔

٤٨٥٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي، فَقَالَ: «طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ» فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ البَيْتِ، يَقْرَأُ: بِالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ.

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں محمد بن عبدالرحمن بن نوفل نے، انہیں عروہ نے، انہیں زینب بنت ابی سلمہ نے اور ان سے ام المومنین حضرت ام سلمہ نے بیان کیا کہ (حج کے موقع پر) میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میں بیمار ہوں آپ نے فرمایا کہ پھر سواری پر بیٹھ کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کرے چنانچہ میں نے طواف کیا اور آنحضرت ﷺ اس وقت خانہ کعبہ کے پہلو میں نماز پڑھتے ہوئے سورۃ والطور و کتاب مسطور کی تلاوت کر رہے تھے۔



٤٨٥٤: حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثُونِي عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي المَغْرِبِ بِالطُّورِ، فَلَمَّا بَلَغَ هَذِهِ الآيَةَ: (أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الخَالِقُونَ، أَمْ خَلَقُوا السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ بَلْ لاَ يُوقِنُونَ، أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ المُسَيْطِرُونَ) قَالَ: كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ، قَالَ سُفْيَانُ: فَأَمَّا أَنَا، فَإِنَّمَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقْرَأُ فِي المَغْرِبِ بِالطُّورِ وَلَمْ أَسْمَعْهُ زَادَ الَّذِي قَالُوا لِي.

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے اصحاب نے زہری کے واسطہ سے بیان کیا، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ مغرب کی نماز میں سورۃ والطور پڑھ رہے تھے۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے کیا یہ لوگ بغیر کسی کے پیدا کئے پیدا ہو گئے یا یہ خود (اپنے) خالق ہیں؟ یا انہوں



نے آسمان اور زمین کو پیدا کر لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ان میں یقین ہی نہیں۔ کیا ان لوگوں کے پاس آپ کے پروردگار کے خزانے ہیں یا یہ لوگ حاکم ہیں۔ تو میرا دل اڑنے لگا۔ حضرت سفیان نے بیان کیا لیکن میں نے زہری سے سنا ہے وہ محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت کرتے تھے، ان سے ان کے والد (حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز مغرب میں سورۃ والطور پڑھتے سنا (سفیان نے کہا کہ) میرے ساتھیوں نے اس کے بعد جو اضافہ کیا ہے وہ میں نے زہری سے نہیں سنا۔

قولہ "کاد قلبي أن يطير" کیونکہ قرآن کریم نے یہ بڑی زبردست دلیل پیش کی ہے۔ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ. أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بَلْ لَا يُوقِنُونَ[1] یعنی دو ہی صورتیں ہیں کیا انہوں نے خود اپنے آپ کو پیدا کیا ہے یا بغیر بنانے والے کے ہی بن گئے ہیں، جبکہ یہ دونوں صورتیں نہیں ہو سکتی ہیں تو ماننا ہو گا کہ ان کا بنانے والا خالق سبحانہ وتعالیٰ ہے، یہ سن کر جبیر بن مطعم کا دل بے قرار ہو گیا۔

سورۃ والنجم
سورۃ النجم کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿ذُو مِرَّةٍ﴾ ذُو قُوَّةٍ ﴿قَابَ قَوْسَيْنِ﴾ حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ ﴿ضِيزَى﴾ عَوْجَاءُ ﴿وَأَكْدَى﴾ قَطَعَ عَطَاءَهُ ﴿رَبُّ الشِّعْرَى﴾ هُوَ مِرْزَمُ الْجَوْزَاءِ ﴿الَّذِي وَفَّى﴾ وَفَّى مَا فُرِضَ عَلَيْهِ ﴿أَزِفَتِ الْآزِفَةُ﴾ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ﴿سَامِدُونَ﴾ الْبَرْطَمَةُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ: يَتَغَنَّوْنَ بِالْحِمْيَرِيَّةِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ ﴿أَفَتُمَارُونَهُ﴾ أَفَتُجَادِلُونَهُ، وَمَنْ قَرَأَ: ﴿أَفَتَمْرُونَهُ﴾ يَعْنِي أَفَتَجْحَدُونَهُ وَقَالَ: ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ﴾ بَصَرُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَمَا طَغَى﴾ وَمَا جَاوَزَ مَا رَأَى، ﴿فَتَمَارَوْا﴾ كَذَّبُوا وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿إِذَا هَوَى﴾ غَابَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿أَغْنَى وَأَقْنَى﴾ أَعْطَى فَأَرْضَى.



مجاہد نے کہا کہ ذومرة کے معنی زور دار زبردست (یعنی جبرئیل) قاب قوسین یعنی کمان کے دونوں کنارے جہاں پر چلہ لگا رہتا ہے۔ ضیزیٰ کے معنی ٹیڑھی غلط تقسیم۔ واکدیٰ اور دینا موقوف کر دیا۔ الشعریٰ وہ ستارہ ہے جسے مرزم الجوزاء، بھی کہتے ہیں۔ الذی وفی یعنی اللہ نے جو ان پر فرض کیا تھا وہ بجالائے۔ ازفت الازفة قیامت قریب آگئی۔ سامدون کے معنی کھیل کرتے ہو۔ برطمه ایک کھیل کا نام ہے۔ حضرت عکرمہ نے کہا حمیری زبان میں گانے کے معنی میں ہے اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا کہ افتمارونه کا معنی کیا تم اس سے جھگڑتے ہو۔ بعضوں نے یوں پڑھا ہے افتمرونه یعنی کیا تم اس کام کا انکار کرتے ہو۔ مازاغ البصر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک مراد ہے۔ وما طغی یعنی جتنا حکم تھا اتنا ہی دیکھا (اس سے زیادہ نہیں بڑھے) فتماروا سورۃ قمر میں ہے یعنی جھٹلایا۔ (حضرت امام حسن بصری نے کہا اذا هوی یعنی غائب ہوا اور ڈوب

---
[1] سورۃ الطور: ۳۵، ۳۶

گیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اغنٰی و اقنی کا معنی یہ ہے کہ دیا اور راضی کیا۔

قولہ "قاب قوسین" اس وقت ان لوگوں کا یہ عرف تھا کہ جب ایک دوسرے سے معاہدہ کرتے تھے تو دو کمانوں کو جوڑ کر رکھ دیتے تھے اور یہ اس بات کی علامت ہوتی تھی کہ ہم آپس میں معاہد ہیں، اب ہمارے ہتھیار اکٹھے چلیں گے، اس آیت سے مراد یہ ہے کہ وہ (فرشتہ) دو کمانوں کے برابر یا اس سے کم فاصلے پر ہو گیا۔

قولہ "ضیزیٰ" یعنی ٹیڑھی اور غلط تقسیم۔

قولہ "أکدی" یعنی اس نے دینا موقوف کر دیا۔

قولہ "الشعریٰ" یہ ایک ستارہ ہے جسے مِرْزَمُ الجَوْزَاء کہتے ہیں۔ بعض لوگ اس کی عبادت کیا کرتے تھے۔

قولہ "سامدون" اس سے مراد "برطمه" کھیل ہے یعنی تم کھیل کود میں مشغول ہو، اور حمیری زبان میں سَامِدُوْنَ سے مراد گانے گانا ہے۔

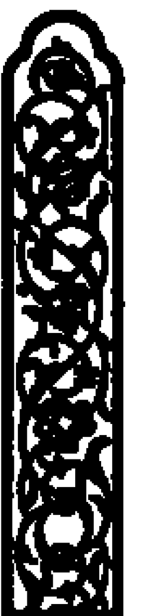
قولہ "ما طغیٰ" حد سے تجاوز نہیں کیا، بلکہ جتنا حکم تھا اتنا ہی دیکھا ہے۔

(۱) باب

٤٨٥٥: حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: يَا أُمَّتَاهْ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ قَفَّ شَعَرِي مِمَّا قُلْتَ، أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلاَثٍ، مَنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ: ﴿لاَ تُدْرِكُهُ الأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الخَبِيرُ﴾ ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾، وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ: ﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ الآيَةَ وَلَكِنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فِي صُورَتِهِ مَرَّتَيْنِ.



ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے وکیع نے، ان سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے، ان سے عامر نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا اے ایمان والوں کی ماں! کیا حضرت محمد ﷺ نے معراج کی رات میں اپنے رب کو دیکھا تھا؟ حضرت عائشہ نے کہا تم نے ایسی بات کہی کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے کیا تم ان تین باتوں سے بھی ناواقف ہو؟ جو شخص بھی تم میں سے یہ تین باتیں بیان کرے وہ جھوٹا ہے جو شخص یہ کہتا ہو کہ حضرت محمد ﷺ نے شب معراج میں اپنے رب کو دیکھا تھا وہ جھوٹا ہے۔ پھر انہوں نے آیت لا تدرکه الابصار سے لے کر من وراء حجاب تک کی تلاوت کی اور کہا کہ کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ سے بات کرے سوا اس کے کہ وحی کے ذریعہ ہو یا پھر پردے کے پیچھے



سے ہو اور جو شخص تم سے کہے کہ آنحضرت ﷺ آنے والے کل کی بات جانتے تھے وہ بھی جھوٹا ہے۔ اس کے لئے انہوں نے آیت وتدری نفس ماذا تکسب غدا یعنی اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا۔ کی تلاوت فرمائی۔ اور جو شخص تم میں سے کہے کہ آنحضرت ﷺ نے تبلیغ دین میں کوئی بات چھپائی تھی وہ بھی جھوٹا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی یاایھا الرسول بلغ ماانزل الیك من ربك یعنی اے رسول! پہنچا دیجئے وہ سب کچھ جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اتارا گیا ہے۔ ہاں آنحضرت ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا تھا۔

قولہ "ھل رأی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ربہ" حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے لیکن اس سے مراد دل سے دیکھنا ہے، اور حضرت عائشہ صدیقہ نے آنکھوں سے دیکھنے کی نفی کی ہے، مسلم کی روایت میں آتا ہے کہ دو دفعہ دل سے دیکھا ہے، ہو سکتا ہے کہ دل پر ایسی کیفیت طاری ہوئی ہو جس کے ساتھ دل سے دیکھنا آنکھوں سے دیکھنے کی طرح ہو گیا ہو، ہاں آپ نے آنکھوں سے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: (فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى)

"اتنا فاصلہ رہ گیا تھا جتنا کمان سے چلہ (یعنی تانت) میں ہوتا ہے۔"



باب: آیت (فَكَانَ قَابَ) الخ کی تفسیر

حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اتنا فاصلہ رہ گیا تھا جتنا کمان سے چلہ (تانت) تک ہوتا ہے۔

٤٨٥٦: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ زِرًّا عَنْ عَبْدِ اللهِ (فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى) قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ.

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، ان سے عبدالوحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زر بن حبیش سے سنا اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیت فکان قاب قوسین او ادنی یعنی صرف دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا تھا بلکہ اور بھی کم۔ پھر اللہ نے اپنے بندہ پر وحی نازل کی جو کچھ بھی نازل کیا کے متعلق بیان کیا کہ ہم سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل کو ان کی اصل صورت میں دیکھا تھا ان کے چھ سو پر تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ: (فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى)

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو بھی وحی کی۔



باب: آیت (فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى) کی تفسیر

٤٨٥٧: حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ زِرًّا عَنْ قَوْلِهِ

تَعَالَى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

ہم سے طلق بن غنام نے بیان کیا، ان سے زائدہ بن قدامہ کوفی نے بیان کیا، ان سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا کہ میں نے زر بن حبیش سے اس آیت کے بارے میں پوچھا فکان قاب قوسین الخ یعنی سو دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اور بھی کم۔ پھر اللہ نے اپنے بندے پر وحی کی جو کچھ بھی نازل کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل کو دیکھا تھا جن کے چھ سو پر تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ: (لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى)

تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔

باب: آیت (لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى) کی تفسیر

٤٨٥٨: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى قَالَ رَأَى رَفْرَفًا أَخْضَرَ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ



ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیت لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ یعنی آپ نے اپنے رب کی عظیم نشانیاں دیکھیں کے متعلق بتلایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفرف (سبز فرش) کو دیکھا جس نے آسمان کے کناروں کو ڈھانپ لیا تھا۔

قولہ "رأى رفرفا أخضر" رَفْرَف، غلیچے کو کہتے ہیں یہاں مراد جبرائیل علیہ السلام کے پر ہیں، ہو سکتا ہے کہ اس کے پر غلیچے کی طرح ہوں۔

٢۔ بَابُ قَوْلِهِ (أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى)

بھلا تم نے لات اور عزیٰ کو بھی دیکھا ہے

باب: آیت (أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى) کی تفسیر

٤٨٥٩: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ اللَّاتَ وَالْعُزَّى كَانَ اللَّاتُ رَجُلًا يَلُتُّ سَوِيقَ الْحَاجِّ.



ہم سے مسلم بن ابراہیم فراہیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاشہب جعفر بن حیان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابوالجوزاء نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لات اور عزیٰ کے حال میں

کہا کہ لات ایک شخص کو کہتے تھے وہ حاجیوں کے لئے ستو گھولتا تھا۔

یہ مشہور بات ہے کہ انہوں نے لات کا لفظ اللہ سے بنایا تھا۔ اور اس پر تاء تانیث ہے۔ جس کا معنٰی ان کے ہاں «الرّبّ» ہوا اور عُزی عزیز سے اور مَناۃ منّان سے بنایا تھا۔

قولہ "کان اللات رجلا" یہ لتَّ یَلُتُّ سے ہے اس لیے "لات" کو بعض نے تا کی تشدید سے پڑھا ہے، اور بعض نے کثرت استعمال کی وجہ سے تا کی تخفیف سے پڑھا ہے، اس آدمی کا نام عمرو بن لحی تھا یا حرمہ بن غنم تھا، یہ ستو اور گھی ملا کر ایک پتھر کے پاس حاجیوں کو کھلایا کرتا تھا، جب مر گیا تو اس پتھر کا نام لات رکھ دیا جہاں یہ کھلاتا، پلاتا تھا تا کہ اس کی یاد تازہ رہے، اور اس کی پرستش شروع کر دی۔

٤٨٦٠: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انھوں نے کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہوں نے کہا ہمیں زہری نے، انہیں حمید بن عبدالرحمن نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھائے اور کہے کہ قسم ہے لات اور عزیٰ کی تو اسے تجدید ایمان کے لئے کہنا چاہئے (لا الہ الا اللہ) اور جو شخص اپنے ساتھی سے یہ کہے کہ آؤ جوا کھیلیں تو اسے صدقہ دینا چاہئے۔



شرح بخاری

قولہ "فلیقل لا إله إلاَّ الله" عربوں میں جو شخص نیا مسلمان ہوتا، اور یہ کلمہ (واللات والعزی) پہلے سے ان کی عادت بنا ہوتا تھا اور زبان پر چڑھا ہوا تھا، اور مسلمان ہونے کے بعد غلطی سے زبان پر جاری ہو جاتا تو اس کے کفارہ کے لیے لا إله إلاَّ الله پڑھنے کا حکم دیا گیا، تا کہ اس کی غلطی کی تلافی ہو جائے۔

٣- بَابُ قَوْلِهِ (وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى)

اور تیسرے بت منات کے (حالات بھی سنو)۔

باب: آیت (وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى) کی تفسیر

٤٨٦١: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَتْ إِنَّمَا كَانَ مَنْ أَهَلَّ بِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَطَافَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ قَالَ سُفْيَانُ مَنَاةُ بِالْمُشَلَّلِ مِنْ قُدَيْدٍ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ



نَزَلَتْ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوا هُمْ وَغَسَّانُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ مِثْلَهُ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ لِمَنَاةَ وَمَنَاةُ صَنَمٌ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كُنَّا لَا نَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَعْظِيمًا لِمَنَاةَ نَحْوَهُ

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ میں نے عروہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ منات بت کے نام پر احرام باندھتے جو مقام مشلل میں تھا، وہ صفا اور مروہ کے درمیان (حج وعمرہ میں) سعی نہیں کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے ان کے درمیان طواف کیا اور مسلمانوں نے بھی طواف کیا۔ سفیان نے کہا کہ مناۃ مقام قدید پر مشلل میں تھا اور عبدالرحمن بن خالد نے بیان کیا کہ ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ نے کہا کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ اسلام سے پہلے انصار اور غسان کے لوگ منات کے نام پر احرام باندھتے تھے، پہلی حدیث کی طرح۔ اور معمر نے زہری سے بیان کیا، ان سے عروہ نے، ان سے حضرت عائشہ نے کہ قبیلہ انصار کے کچھ لوگ منات کے نام کا احرام باندھتے تھے۔ منات ایک بت تھا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان رکھا ہوا تھا (اسلام لانے کے بعد) ان لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! ہم منات کی تعظیم کے لئے صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہیں کیا کرتے تھے۔



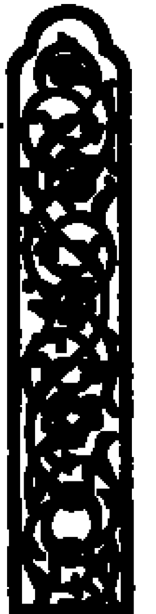
۴۔ بَابُ قَوْلِهِ (فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا)

پس خاص اللہ کے لیے سجدہ کرو اور خاص اسی کی عبادت کرو۔

باب: آیت (فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا) کی تفسیر

۴۸۶۲: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ عُلَيَّةَ ابْنَ عَبَّاسٍ.

ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا، ان سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سورۃ والنجم میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے اور تمام مشرکوں اور جنات وانسانوں نے بھی سجدہ کیا۔ عبدالوارث کے ساتھ اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے بھی ایوب سے روایت کیا اور اسمٰعیل



بن علیہ نے اپنی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

قولہ "والجن والإنس" حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر بتایا ہے کہ اس وقت جنوں نے بھی سجدہ کیا ورنہ جن نظر تو نہیں آتے۔

٤٨٦٣: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنِي أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَوَّلُ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ فِيهَا سَجْدَةٌ وَالنَّجْمِ قَالَ فَسَجَدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدَ مَنْ خَلْفَهُ إِلَّا رَجُلًا رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَسَجَدَ عَلَيْهِ فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ قُتِلَ كَافِرًا وَهُوَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ.

ہم سے نصر بن علی نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو احمد زبیری نے خبر دی، کہا ہم کو اسرائیل نے خبر دی، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی سجدہ والی سورت سورۃ النجم ہے۔ بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی تلاوت کے بعد) سجدہ کیا اور جتنے لوگ آپ کے پیچھے تھے سب ہی نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا، سوا ایک شخص کے، میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی ہتھیلی میں مٹی اٹھائی اور اسی پر سجدہ کر لیا۔ بعد میں (بدر کی لڑائی میں) میں نے اسے دیکھا کہ کفر کی حالت میں وہ قتل کیا ہوا پڑا ہے۔ وہ شخص امیہ بن خلف تھا۔

سُورَةُ (اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ)

سورۃ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ: (مُسْتَمِرٌّ) ذَاهِبٌ مُزْدَجَرٌ مُتَنَاهٍ وَازْدُجِرَ (فَاسْتُطِيرَ جُنُونًا) دُسُرٍ أَضْلَاعُ السَّفِينَةِ (لِمَنْ كَانَ كُفِرَ) يَقُولُ: كُفِرَ لَهُ جَزَاءً مِنَ اللهِ مُحْتَضَرٌ يَحْضُرُونَ الْمَاءَ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ: (مُهْطِعِينَ) النَّسَلَانُ: الْخَبَبُ السِّرَاعُ وَقَالَ غَيْرُهُ: (فَتَعَاطَى) فَعَاطَهَا بِيَدِهِ فَعَقَرَهَا (الْمُحْتَظِرِ) كَحِظَارٍ مِنَ الشَّجَرِ مُحْتَرِقٍ (ازْدُجِرَ) افْتُعِلَ مِنْ زَجَرْتُ (كُفِرَ) فَعَلْنَا بِهِ وَبِهِمْ مَا فَعَلْنَا جَزَاءً لِمَا صُنِعَ بِنُوحٍ وَأَصْحَابِهِ (مُسْتَقِرٌّ) عَذَابٌ حَقٌّ يُقَالُ: الْأَشَرُ الْمَرَحُ وَالتَّجَبُّرُ.

مجاہد نے کہا مستمر کا معنی جانے والا۔ باطل ہونے والا۔ مزدجر بے انتہا جھڑکنے والے تنبیہ کرنے والے۔ وازدجر دیوانہ بنایا گیا (یا جھڑکا گیا) دسر کشتی کے تختے یا کیلیں یا رسیاں۔ جزاء لمن کان کفر یعنی یہ عذاب اللہ کی طرف سے بدلہ تھا اس شخص کا جس کی انہوں نے ناقدری کی تھی یعنی نوح کی کل شرب محتضر یعنی ہر فریق اپنی باری پر پانی پینے کو آئے مھطعین الی الداع سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یعنی ڈرتے ہوئے عربی زبان میں دوڑنے کو نسلان، خبب، سراع کہتے ہیں۔ اوروں نے کہا کہ فتعاطی یعنی ہاتھ چلایا اس کو زخمی کیا

کھشیم المحتضر کا معنی جیسے ٹوٹی جلی ہوئی باڑ۔ وازدجر ماضی مجہول کا صیغہ ہے باب افتعال سے اس کا مجرد زجرت ہے۔ جزاءلمن کان کفر یعنی ہم نے نوح اور ان کی قوم والوں کے ساتھ جو سلوک کیا یہ اس کا بدلہ تھا جو نوح اور ان کے ایماندار ساتھ والوں کے ساتھ کافروں کی طرف سے کیا گیا تھا۔ مستقر جما رہنے والا عذاب اشر کا معنی ہے اترانا، غرور کرنا۔

قولہ "مزدجر مُتناہ" یعنی بے انتہاء جھڑکنے والا۔

قولہ "وازدجر" دیوانہ بنایا گیا، یا جھڑکا گیا۔ یعنی جنون سے اڑایا گیا اس صورت میں ان کا قول ہو گا۔

قولہ "دُسُر" کشتی کے تختے یعنی کشتی کے دائیں بائیں لکڑیوں کو اضلاع کہا ہے۔

قولہ "جزاءً لمن کان کفُر" یہ عذاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس شخص کا بدلہ تھا جس کی بے قدری کی گئی، مراد اس سے نوح علیہ السلام ہیں۔

قولہ "مُحتَضر" یعنی ہر فریق اپنی باری پر پانی پینے کے لیے آئے۔

قولہ "المحتظر" لکڑیوں کی جلی ہوئی باڑ۔ اس طرح وہ عذاب کی وجہ سے ہو گئے تھے۔

قولہ "الأشِر" اترانا اور غرور کرنا۔



١- بَابُ قَولِهِ: (وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا)

باب: آیت (وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا) کی تفسیر

٤٨٦٤: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةً دُونَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوا.

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ اور سفیان نے اور ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا اس کے پیچھے چلا گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی موقع پر ہم سے فرمایا تھا کہ گواہ رہنا۔

٤٨٦٥: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فَقَالَ لَنَا اشْهَدُوا اشْهَدُوا.

ہم سے علی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن ابی نجیح نے خبر دی، انہیں مجاہد نے، انہیں ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ چاند پھٹ گیا تھا اور اس وقت ہم بھی نبی

کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ چنانچہ اس کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ آنحضرت ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ لوگو گواہ رہنا۔ گواہ رہنا۔

٤٨٦٦: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے بکر نے بیان کیا، ان سے جعفر نے، ان سے عراک بن مالک نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ گیا تھا۔

٤٨٦٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ.

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے حضرت قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مکہ والوں نے نبی کریم ﷺ سے معجزہ دکھانے کو کہا تو آنحضرت ﷺ نے انہیں چاند کے پھٹ جانے کا معجزہ دکھایا۔



٤٨٦٨: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَيْنِ.

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس نے بیان کیا کہ چاند دو ٹکڑوں میں پھٹ گیا تھا۔

٢ - بَابُ قَوْلِهِ (تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِمَنْ كَانَ كُفِرَ وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ)

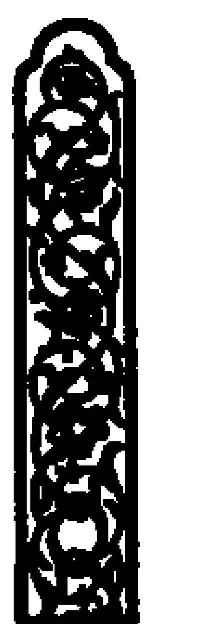
باب: آیت (تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا ...الآية) کی تفسیر

قَالَ قَتَادَةُ: أَبْقَى اللهُ سَفِينَةَ نُوحٍ حَتَّى أَدْرَكَهَا أَوَائِلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ

حضرت قتادہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو باقی رکھا یہاں تک کہ اس امت کے پہلے بزرگوں نے اسے جودی پہاڑ پر دیکھ لیا۔

قولہ "أبقى الله سفينة نوح" یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو باقی رکھا یہاں تک کہ اس امت کے پہلے بزرگوں نے اسے (جودی پہاڑ پر) دیکھا۔ اب کہہ رہے ہیں کہ روس میں ہے حالانکہ وہ جزیرہ میں تھی۔

٤٨٦٩: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ.



ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فھل من مدکر پڑھا کرتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ (وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ)

باب: آیت (وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ) کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ: «يَسَّرْنَا: هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ»

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ یَسَّرْنَا کے معنی ہیں: ہم نے اس کی قراءت کو آسان کر دیا ہے۔

٤٨٧٠: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّه كَانَ يَقْرَأُ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ.

ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فھل من مدکر پڑھا کرتے تھے۔ (سو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟)



بَابُ قَوْلِهِ (أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ)

(وہ ہلاک شدہ کافر) گویا اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے تھے سو دیکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا۔

باب: آیت (أَعْجَازُ نَخْلٍ) کی تفسیر

شرح بخاری

٤٨٧١: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا سَأَلَ الْأَسْوَدَ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ أَوْ مُذَّكِرٍ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ يَقْرَؤُهَا فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ قَالَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهَا (فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ) دَالًا.

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے انہوں نے ایک شخص کو اسود سے پوچھتے سنا کہ سورۃ قمر میں آیت فھل من مدکر ہے یا مذکر؟ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فھل من مدکر پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فھل من مدکر پڑھتے سنا ہے۔ (دال مہملہ سے)

٣۔ بَابُ قَوْلِهِ (فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ، وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ)



سو وہ (ثمود) ایسے ہو گئے جیسے کانٹوں کی باڑ جو چکنا چور ہو گئی ہو اور ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے، کیا کوئی ہے قرآن مجید سے نصیحت حاصل کرنے والا؟ جو قرآن مجید سے نصیحت حاصل کرے

(۳) باب: آیت (فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ... الاية) کی تفسیر

۴۸۷۲: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ الْآيَةَ.

ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو ہمارے والد عثمان نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں ابی اسحاق نے، انہیں اسود نے اور انہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فھل من مدکر پڑھا، الآیۃ (دال مہملہ سے)

۴۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ)

اور صبح سویرے ہی ان پر عذاب دائمی آ پہنچا اور ان سے کہا گیا کہ پس میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو۔

(۴) باب: آیت (وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ) کی تفسیر

۴۸۷۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ



ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فھل من مدکر (دال مہملہ سے) پڑھا تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ (وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ)

اور ہم تمہارے جیسے لوگوں کو ہلاک کر چکے ہیں سو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

باب: آیت (وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ... الاية) کی تفسیر

۴۸۷۴: حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فَهَلْ مِنْ مُذَّكِرٍ) فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ)



ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو وکیع نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابواسحاق نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے فھل من مذکر پڑھا تو آپ نے فرمایا کہ فھل من مدکر (یعنی دال مہملہ سے پڑھو)



۵۔ بَابُ قَوْلِهِ: (سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ)

کافروں کی عنقریب ساری جماعت شکست کھائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے



باب: آیت (سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ ...الاية) کی تفسیر

٤٨٧٥: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ وُهَيْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُمَّ إِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ بَابُ قَوْلِهِ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ يَعْنِي مِنَ الْمَرَارَةِ.

ہم سے محمد بن عبداللہ بن حوشب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن یحییٰ ذہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے عفان بن مسلم نے بیان کیا، ان سے وہیب نے کہا ہم سے خالد حذاء نے ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ آپ بدر کی لڑائی کے دن ایک خیمے میں تھے اور یہ دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد اور وعدہ نصرت کا واسطہ دیتا ہوں۔ اے اللہ! تیری مرضی ہے اگر تو چاہے (ان تھوڑے سے مسلمانوں کو بھی ہلاک کردے) پھر آج کے بعد تیری عبادت باقی نہیں رہے گی۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا بس یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اپنے رب سے بہت ہی الحاح وزاری سے دعا کرلی ہے۔ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہنے ہوئے چل پھر رہے تھے اور آپ خیمہ سے نکلے تو زبان مبارک پر یہ آیت تھی سو عنقریب (کافروں کی) جماعت شکست کھائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔



قولہ "وھو یثب" آپ زرہ پہنے چل پھر رہے تھے اور یہ کیفیت دعاء قبول ہونے کی خوشی میں تھی۔

٦۔ بَابُ قَوْلِهِ (بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ)

بلکہ ان کا اصل وعدہ تو قیامت کے دن کا ہے اور قیامت بڑی سخت اور تلخ ترین چیز ہے۔

باب: آیت (بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ ... الاية) کی تفسیر

٤٨٧٦: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهَكَ قَالَ إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَإِنِّي لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ (بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ).



ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں ابن جریج نے خبر

دی، کہا کہ مجھے یوسف بن ماہک نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت عائشہ ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جس وقت آیت لیکن ان کا اصل وعدہ تو قیامت کے دن کا ہے اور قیامت بڑی سخت اور تلخ چیز ہے حضرت محمد ﷺ پر مکہ میں نازل ہوئی تو میں بچی تھی اور کھیلا کرتی تھی۔

٤٨٧٧: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ أَبَدًا فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ وَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ (سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ).

مجھ سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے، کہا ان سے خالد بن مہران حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ جبکہ آپ بدر کی لڑائی کے موقع پر میدان میں ایک خیمے میں یہ دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد اور وعدہ نصرت کا واسطہ دیتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو چاہے کہ (مسلمانوں کو فنا کر دے) تو آج کے بعد پھر کبھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔ اور اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر عرض کیا بس یا رسول اللہ! آپ اپنے رب سے خوب الحاح وزاری کے ساتھ دعا کر چکے ہیں۔ آنحضرت اس وقت زرہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ باہر تشریف لائے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ آیت تھی سیھزم الجمع ویولون الدبر یعنی عنقریب کافروں کی یہ جماعت ہار جائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ لیکن ان کا اصل وعدہ تو قیامت کے دن کا ہے اور قیامت بڑی سخت اور بہت ہی کڑوی چیز ہے۔



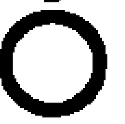
سُورَةُ الرَّحْمَنِ
سورۃ الرحمٰن کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (بِحُسْبَانٍ) كَحُسْبَانِ الرَّحَى وَقَالَ غَيْرُهُ: (وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ) يُرِيدُ لِسَانَ الْمِيزَانِ، وَالْعَصْفُ: بَقْلُ الزَّرْعِ إِذَا قُطِعَ مِنْهُ شَيْءٌ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَ فَذَلِكَ الْعَصْفُ وَالرَّيْحَانُ رِزْقُهُ، (وَالْحَبُّ) الَّذِي يُؤْكَلُ مِنْهُ، وَالرَّيْحَانُ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الرِّزْقُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: (وَالْعَصْفُ) يُرِيدُ: الْمَأْكُولَ مِنَ الْحَبِّ، وَالرَّيْحَانُ: النَّضِيجُ الَّذِي لَمْ يُؤْكَلْ وَقَالَ غَيْرُهُ: «الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ» وَقَالَ الضَّحَّاكُ: الْعَصْفُ: التِّبْنُ وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ: الْعَصْفُ أَوَّلُ مَا يَنْبُتُ، تُسَمِّيهِ النَّبَطُ: هَبُورًا « وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ، وَالرَّيْحَانُ: الرِّزْقُ، وَالْمَارِجُ: اللَّهَبُ الْأَصْفَرُ وَالْأَخْضَرُ الَّذِي يَعْلُو النَّارَ إِذَا أُوقِدَتْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَنْ مُجَاهِدٍ، (رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ)



لِلشَّمْسِ: فِي الشِّتَاءِ مَشْرِقٌ، وَمَشْرِقٌ فِي الصَّيْفِ ﴿وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾ مَغْرِبُهَا فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ. ﴿لَا يَبْغِيَانِ﴾ لَا يَخْتَلِطَانِ. ﴿الْمُنْشَآتُ﴾ مَا رُفِعَ قِلْعُهُ مِنَ السُّفُنِ، فَأَمَّا مَا لَمْ يُرْفَعْ قَلْعُهُ فَلَيْسَ بِمُنْشَأَةٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿كَالْفَخَّارِ﴾ كَمَا يُصْنَعُ الْفَخَّارُ. الشُّوَاظُ: لَهَبٌ مِنْ نَارٍ ﴿وَنُحَاسٌ﴾ النُّحَاسُ الصُّفْرُ يُصَبُّ عَلَى رُءُوسِهِمْ، فَيُعَذَّبُونَ بِهِ ﴿خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ﴾ يَهُمُّ بِالْمَعْصِيَةِ فَيَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فَيَتْرُكُهَا». ﴿مُدْهَامَّتَانِ﴾ سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّيِّ. ﴿صَلْصَالٍ﴾ طِينٌ خُلِطَ بِرَمْلٍ فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ، وَيُقَالُ: مُنْتِنٌ، يُرِيدُونَ بِهِ: صَلَّ، يُقَالُ: صَلْصَالٌ كَمَا يُقَالُ: صَرَّ الْبَابُ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ وَصَرْصَرَ، مِثْلُ: كَبْكَبْتُهُ يَعْنِي كَبَبْتُهُ ﴿فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ﴾ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَيْسَ الرُّمَّانُ وَالنَّخْلُ بِالْفَاكِهَةِ، وَأَمَّا الْعَرَبُ فَإِنَّهَا تَعُدُّهَا فَاكِهَةً، كَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ فَأَمَرَهُمْ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى كُلِّ الصَّلَوَاتِ، ثُمَّ أَعَادَ الْعَصْرَ تَشْدِيدًا لَهَا، كَمَا أُعِيدَ النَّخْلُ وَالرُّمَّانُ، وَمِثْلُهَا: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ ثُمَّ قَالَ: ﴿وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ﴾ وَقَدْ ذَكَرَهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَوَّلِ قَوْلِهِ: ﴿مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿أَفْنَانٍ﴾ أَغْصَانٍ ﴿وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ﴾ مَا يُجْتَنَى قَرِيبٌ وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ﴾ نِعَمِهِ وَقَالَ قَتَادَةُ: ﴿رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ يَعْنِي الْجِنَّ وَالْإِنْسَ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ يَغْفِرُ ذَنْبًا، وَيَكْشِفُ كَرْبًا، وَيَرْفَعُ قَوْمًا، وَيَضَعُ آخَرِينَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿بَرْزَخٌ﴾ حَاجِزٌ الْأَنَامُ: الْخَلْقُ. ﴿نَضَّاخَتَانِ﴾ فَيَّاضَتَانِ ﴿ذُو الْجَلَالِ﴾ ذُو الْعَظَمَةِ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿مَارِجٌ﴾ خَالِصٌ مِنَ النَّارِ، يُقَالُ: مَرَجَ الْأَمِيرُ رَعِيَّتَهُ إِذَا خَلَّاهُمْ يَعْدُو بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَيُقَالُ: مَرَجَ أَمْرُ النَّاسِ ﴿مَرِيجٍ﴾ مُلْتَبِسٌ. ﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ﴾ اخْتَلَطَ الْبَحْرَانِ مِنْ مَرَجْتَ دَابَّتَكَ تَرَكْتَهَا. ﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ﴾ سَنُحَاسِبُكُمْ، لَا يَشْغَلُهُ شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ، وَهُوَ مَعْرُوفٌ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ، يُقَالُ: لَأَتَفَرَّغَنَّ لَكَ، وَمَا بِهِ شُغْلٌ، يَقُولُ: لَآخُذَنَّكَ عَلَى غِرَّتِكَ.







مجاہد نے کہا بحسبان یعنی چکی کی طرح گھوم رہے ہیں۔ اوروں نے کہا واقیموا الوزن کا معنی یہ ہے کہ ترازو کی ڈنڈی سیدھی رکھو (یعنی برابر تولو) عصف کہتے ہیں کھیتی کی اس پیداوار (سبزے) کو جس کو پکنے سے پہلے کاٹ لیں یہ تو عصف کے معنی ہوئے اور یہاں ریحان سے کھیتی کے پتے اور دانے جن کو کھاتے ہیں مراد ہیں۔ اور ریحان عربوں کی زبان میں روزی کو کہتے ہیں بعضوں نے کہا خوشبو دار سبزے کو بعضوں نے کہا عصف وہ دانہ

جن کو کھاتے ہیں اور ریحان وہ پکا غلہ جس کو کچا نہیں کھاتے۔ اوروں نے کہا عصف گیہوں کے پتے ہیں۔ ضحاک نے کہا عصف بھوسا جو جانور کھاتے ہیں ابو مالک غفاری (تابعی) نے کہا عصف کھیتی کا وہ سبزہ جو پہلے پہل اُگتا ہے کسان لوگ اس کو ھبور کہتے ہیں۔ مجاہد نے کہا عصف گیہوں کا پتا اور ریحان روزی۔ مارج آگ کی لپٹ (کو) زرد یا سبز جو آگ روشن کرنے پر اوپر چڑھتی ہے بعضوں نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ رب المشرقین ورب المغربین میں مشرقین سے جاڑے اور گرمی کی مشرق اور مغربین سے جاڑے اور گرمی کی مغرب مراد ہے۔ لا یبغیان مل نہیں جاتے۔ المنشآت وہ کشتیاں جن کا بادبان اوپر اٹھایا گیا ہو (وہی دور سے پہاڑ کی طرح معلوم ہوتی ہیں) اور جن کشتیوں کا بادبان نہ چڑھایا جائے ان کو منشآت نہیں کہیں گے۔ حضرت مجاہد نے کہا کالفخار یعنی جیسا ٹھیکرا بنایا جاتا ہے۔ الشواظ آگ کا شعلہ جس میں دھواں ہو۔ النحاس پیتل جو گلا کر دوزخیوں کے سر پر ڈالا جائے گا ان کو اسی سے عذاب دیا جائے گا۔ خاف مقام ربہ کا یہ مطلب ہے کہ کوئی آدمی گناہ کرنے کا قصد کرے پھر اپنے پروردگار کو یاد کر کے اس سے باز آجائے۔ مدھامتان بہت شادابی کی وجہ سے کالے یا سبز ہو رہے ہوں گے۔ صلصال وہ گارا کیچڑ جس میں ریت ملائی جائے وہ ٹھیکری کی طرح کھنکھنانے لگے۔ بعضوں نے کہا کہ صلصال بدبودار کیچڑ جیسے کہتے ہیں صل اللحم یعنی گوشت بدبودار ہو گیا سڑ گیا جیسے صر الباب دروازے نے بند کرتے وقت آواز دی اور صرصر الباب اور کبکبتہ کو کبکبتہ کہتے ہیں۔ فاکھۃ ونخل ورمان یعنی وہاں میوہ ہوگا اور کھجور اور انار اس آیت سے بعضوں نے (حضرت امام ابو حنیفہ نے) یہ نکالا ہے کہ کھجور اور انار میوہ نہیں ہیں۔ عرب لوگ تو ان دونوں کو میووں میں شمار کرتے ہیں اب رہا نخل اور رمان کا عطف فاکھۃ پر تو ایسا ہے جیسے دوسری آیت میں فرمایا۔ حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی تو پہلے سب نمازوں کی محافظت کا حکم دیا صلوۃ وسطی بھی ان میں آگئی پھر صلوۃ وسطیٰ کو عطف کر کے دوبارہ بیان کر دینا اس سے غرض یہ ہے کہ اس کا اور زیادہ خیال رکھ، ایسے ہی یہاں بھی نخل و رمان فاکھۃ میں آگئے تھے مگر ان کی عمدگی کی وجہ سے دوبارہ ان کا ذکر کیا جیسے اس آیت میں فرمایا الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض پھر اس کے بعد فرمایا وکثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب حالانکہ یہ دونوں من فی السموات ومن فی الارض میں آگئے اوروں نے (مجاہد یا ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے سوا) کہا افنان کا معنی شاخیں ڈالیاں ہیں۔ وجنا الجنتین دان یعنی دونوں باغوں کا میوہ قریب ہوگا اور حسن بصری نے کہا فبای الاء یعنی اس کی کون کون سی نعمتوں کو اور قتادہ نے کہا ربکما میں جن اور انسان کی طرف خطاب ہے اور ابو درداء نے کہا کل یوم ھو فی شان کا یہ مطلب ہے کسی کا گناہ بخشتا ہے، کسی کی تکلیف دور کرتا ہے، کسی قوم کو بڑھاتا ہے کسی قوم کو گھٹاتا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا برزخ سے آڑ مراد ہے انام خلق نضاختان خیر اور برکت سے یہاں رہتے ہیں۔ ذوالجلال بزرگی والا اوروں نے کہا۔ مارج خالص انگارا (جس میں دھواں نہ ہو) عرب لوگ کہتے ہیں مرج الامیر رعیتہ یعنی حاکم نے اپنی رعیت کا خیال چھوڑ دیا یا ایک کو دوسرا ستا رہا ہے۔ لفظ مریج جو سورہ ق میں ہے۔

اس کا معنی گڈمڈ ملا ہوا۔ مرج البحرین یعنی دونوں دریا مل گئے ہیں یہ مرجت دابتک سے نکلا ہے یعنی تو نے اپنا جانور چھوڑ دیا سَنَفْرُغُ لَکُمْ اس طرح رہ کر ہم عنقریب تمہارا خاتمہ کریں گے یہاں فراغت کا معنی نہیں کیونکہ اللہ پاک کو کوئی چیز دوسری چیز کی طرف خیال کرنے سے باز نہیں رکھ سکتی ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے جو سب لوگوں میں مشہور ہے کوئی شخص بیکار ہوتا ہے اس کو فرصت ہوتی ہے لیکن ڈرانے کے لئے دوسرے سے کہتا ہے، اچھا میں تیرے لئے فراغت کروں گا یعنی وہ خوف جب ٹل جائے گا تو تجھ کو سزا دوں گا۔

قولہ "بحُسْبان" یعنی سورج اور چاند چکی کی طرح گھوم رہے ہیں، اور دیکھنے میں ایسے ہی معلوم ہوتے ہیں سورج مشرق کی جانب سے چڑھ کر دوسری جانب غروب ہو جاتا ہے، ایسے ہی چاند کی حرکت ہے، گویا ان دونوں کی گردش چکی کی طرح ہوتی ہے، حسبان سے یہی مراد ہے۔

قولہ "وأقیموا الوزن" یعنی ترازو کی ڈنڈی سیدھی رکھ کر تولو۔

قولہ "والعصف" کھیتی کی وہ پیداوار (سبزہ) جس کو پکنے سے پہلے کاٹ لیا جائے، یہ عصف کا معنیٰ ہے۔ اور ریْحان کلام عرب میں رزق اور وہ دانے جو کھائے جاتے ہیں، جیسے گندم اور چاول کے دانے۔

بعض نے کہا ہے عصف سے مراد کھائے جانے والے دانے، اور ریْحان سے مراد وہ پکا غلہ جسے کچا نہیں کھاتے، دیگر علماء نے کہا ہے عصف سے مراد گیہوں کے پتے ہیں۔

اور ضحاک نے کہا ہے عصف بھوسے کو کہتے ہیں جو جانور کھاتے ہیں۔

ابو مالک غفاری (تابعی) نے کہا ہے، عصف کھیتی اور وہ سبزہ جو پہلے پہل اگتا ہے، جسے کسان ھبور کہتے ہیں۔

قولہ "المعارج" آگ کے زرد اور سبز شعلے جو آگ جلاتے وقت اس سے نکلتے ہیں۔

قولہ "رب المشرقَین" ایک مشرق سیال میں اور ایک مشرق ہاڑ میں، ان دو کا لحاظ کرتے ہوئے مشرقَین کہا ہے۔ ورنہ سورج کا ہر روز مشرق ہوتا ہے، اس لیے دوسرے مقام میں رب المشارق کہا ہے۔

قولہ "ورب المغربَین" یہ بھی سردی اور گرمی کے مغرب کا لحاظ کرتے ہوئے تثنیہ لایا گیا ہے۔

قولہ "لا یبغیان" دونوں آپس میں خلط ملط نہیں ہوتے۔

قولہ "المنشئات" بادبانی کشتیوں کو کہتے ہیں، جن کا بادبان اوپر اٹھایا گیا ہو۔ اور جن کا بادبان اوپر نہ اٹھایا گیا ہو ان کشتیوں کو المنشئات نہیں کہتے۔

قولہ "کالفخّار" جیسے ٹھیکرے بنائے جاتے ہیں۔

قولہ "الشواظ" آگ کا شعلہ۔

قولہ "النحاس" وہ پیتل جو پگھلا کر دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا۔

قولہ "خاف مقام ربہ" اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص معصیت کا ارادہ کرتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے بعد اپنی معصیت کو چھوڑ دیتا ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر قائم سمجھتا ہے۔ یا یہ یاد کر کے معصیت کو چھوڑ دیتا

ہے کہ میں نے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے، یہ دونوں معنے کرتے ہیں۔

قولہ "مُدھَامَّتان" زیادہ سیرابی کی وجہ سے سیاہ نظر آئیں گے۔

قولہ "صلْصَال" وہ گارا جس میں ریت ملی ہوئی ہو اور وہ ٹھیکری کی طرح کھنکھنانے لگے، بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد بدبودار کیچڑ ہے۔ یہ صلّ سے ہے جس کا معنیٰ بدبودار ہے۔ صلّ اور صلصل کا معنیٰ سڑ جانا ہے جیسے صَرَّ اور صَرْصَرَ کا معنیٰ بند کرنا ہے، اور کبْکبْتُ اور کببْتُ کا معنیٰ ایک ہے۔

قولہ "فیهما فاكهة ونخلٌ ورمان" اس سے بعض نے کہا ہے کہ کھجور اور انار فاکھۃ میں داخل نہیں ہے۔

یہ امام ابو حنیفہ کا استدلال ہے کیونکہ اس آیت میں نخل ورمان کا فاکھۃ پر عطف ڈالا گیا ہے اور معطوف علیہ اور معطوف مغائر ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کے نزدیک جو شخص قسم اٹھائے کہ میں فاکھۃ نہیں کھاؤں گا، تو وہ کھجور اور انار کھانے سے حانث نہیں ہوگا، کیونکہ اس نے فاکھۃ نہ کھانے کی قسم اٹھائی ہے اور تفکُّہ بمعنیٰ تلذّذ ہے۔ اور کھجور میں صرف تلذذ نہیں بلکہ اس میں غذائیت بھی ہوتی ہے، بر خلاف آم وغیرہ کے ان سے مقصود تلذذ ہوتا ہے۔ ان میں غذائیت نہیں ہے، لہٰذا فاکھۃ میں کھجوریں نہیں آئیں گی، کیونکہ ان کا فاکھۃ پر عطف ڈالا گیا ہے۔

امام بخاری اس استدلال کا جواب دے رہے ہیں کہ یہاں عطف مغایرت کے لیے نہیں ہے۔ بلکہ یہ تخصیص بعد تَعْمِیم ہے جیسا کہ حافِظُوا علی الصَّلَوَاتِ والصلاۃ الوسطی میں بھی مغایرت نہیں بلکہ تخصیص بعد تعمیم ہے، کیونکہ صلاۃ وسطیٰ کوئی الگ نماز نہیں بلکہ «الصلوات» میں داخل ہے، اسے تاکید کے لیے دوبارہ ذکر کر دیا ہے، اسی طرح نخل اور رُمان بھی فاکھۃ میں داخل ہیں۔ اور انہیں حرف عطف کے ساتھ دوبارہ ذکر کر دیا گیا ہے۔

ایسے ہی ارشاد باری تعالیٰ ہے أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ کے بعد فرمایا وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ حالانکہ یہ بھی مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ میں داخل ہیں، تکوینی صورت میں تو سب کے سب اللہ تعالیٰ کے سامنے سر بسجود ہیں۔ لیکن شرعی لحاظ سے صرف مسلمان ہی سر بسجود ہیں، اسلام لانے کی وجہ سے ان کا ذکر خاص طور پر کر دیا گیا ہے۔

قولہ "وجنا الجنتین دان" جنتی جب پھل کی طرف ہاتھ کرے گا تو وہ شاخ نیچے ہو جائے گی۔

قولہ "فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ" حسن بصری نے کہا ہے کہ آلاء سے مراد نعمتیں ہیں۔ بعض نے اس کا معنیٰ قدرت اور بعض نے دلائل قدرت معنیٰ کیا ہے۔

جن آیات میں جہنم اور اس کے عذاب کا ذکر ہے، ان میں بھی فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا آیا ہے، کیونکہ جہنمیوں کو عذاب کرنا اہل ایمان کے لیے نعمت ہے، نبی اکرم ﷺ نے جب سورۃ الرحمٰن کو جنوں پر پڑھا تھا تو وہ ان آیات کے جواب میں لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ[1] کہتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ «آلاء» بمعنی نعمت ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے جواب میں من نعمك کہا ہے جو نعمت کی جمع ہے۔ لہٰذا فَبِأَيِّ آلَاءِ میں بھی آلَاءِ کا

[1] سنن ترمذی: ۳۲۹۱ (حسن)

معنیٰ نعمت ہے۔ قدرت کا معنیٰ نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے۔

قولہ "سنفرغ لکم" "نَفۡرُغُ نحاسِبُ کے معنیٰ میں ہے، یہاں نَفۡرُغُ فراغت کے معنیٰ میں نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز ایسا مشغول نہیں کر سکتی کہ وہ کوئی اور کام نہ کر سکتا ہو، یہ ایک محاورہ ہے جس کو اس محاورہ کا علم ہو وہی اس کے مفہوم کو سمجھ سکتا ہے۔

شاہ ولی اللہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ دار جزاء کے لیے اس جہان سے الگ اسباب کا مسئلہ پیدا کرے گا، اس جہان کا سورج اس سے الگ ہو گا، اور اس میں مؤثرات اعمال ہوں گے۔ اس دنیا کے جہان میں سورج کے سامنے نیک اور بد کی کوئی تمیز نہیں ہے اس میں بد کو سورج کی گرمی اثر کرتی ہے تو نیک کو بھی کرتی ہے۔ لیکن دار جزاء میں ایک ہی مقام میں بد کو گرمی جلائے گی اور نیک کو سردی محسوس ہو گی، بد پسینے میں ڈوب رہا ہو گا، اور نیک کا جسم پسینے سے خشک ہو گا۔ وہاں مؤثرات کا اثر عمل کی بنا پر ہو گا، لہٰذا اعمال کی جزاء اس جہان میں نہیں مل سکتی، جزاء کا دن معین ہے۔ اِنَّ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ كَانَ مِيقَاتًا[1] یہاں اگرچہ بعض وقت انسان کو سزا مل جاتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جو سلسلہ اسباب کا رکھا ہے اس کے مؤثرات وعوامل اس جہان میں نہیں ہیں۔ لہٰذا لوگوں کی مجازات کے لیے اس جہان کا ہونا ضروری ہے گویا اس جہان میں اللہ تعالیٰ نے جو سلسلہ اسباب کا قائم کیا ہے اس کے اثرات اس جہان میں ہو رہے ہیں، اور جب دوسرا جہان آئے گا تو اِس جہان کا سلسلہ اسباب اٹھا دیا جائے گا تو گویا اللہ تعالیٰ اس جہان کے سلسلہ اسباب سے فارغ ہو جائے گا۔ سَنَفۡرُغُ لَكُمۡ أَيُّهَ الثَّقَلَانِ سے یہ مراد ہے۔



قولہ "حورٌ مقصورات" حُور کے سیاہ اور سفید دونوں معانی ہوتے ہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی آنکھ کا سیاہ حصہ انتہائی سیاہ اور سفید حصہ انتہائی سفید ہو گا، اور ان کا تعلق اپنے خاوندوں سے ہو گا۔ ان کے علاوہ کسی کو نہیں چاہیں گی۔

١۔ بَابُ قَوۡلِهِ: (وَمِنۡ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ)

اور ان باغوں کے علاوہ دو اور باغ بھی ہیں

باب: آیت (وَمِنۡ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ... الآية) کی تفسیر

٤٨٧٨: حَدَّثَنَا عَبۡدُ اللهِ بۡنُ أَبِي الۡأَسۡوَدِ حَدَّثَنَا عَبۡدُ الۡعَزِيزِ بۡنُ عَبۡدِ الصَّمَدِ الۡعَمِّيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عِمۡرَانَ الۡجَوۡنِيُّ عَنۡ أَبِي بَكۡرِ بۡنِ عَبۡدِ اللهِ بۡنِ قَيۡسٍ عَنۡ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنۡ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنۡ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيۡنَ الۡقَوۡمِ وَبَيۡنَ أَنۡ يَنۡظُرُوا إِلَى رَبِّهِمۡ إِلَّا رِدَاءُ الۡكِبۡرِ عَلَى وَجۡهِهِ فِي جَنَّةِ عَدۡنٍ

ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن عبدالصمد العمی نے بیان کیا، کہا ہم

[1] سورۃ النباء: ١٧

سے ابو عمران الجونی نے بیان کیا، ان سے ابو بکر بن عبداللہ بن قیس نے اور ان سے ان کے والد (عبداللہ بن قیس ابو موسیٰ اشعری) نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جنت میں) دو باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں چاندی کی ہوں گی اور دو دوسرے باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں سونے کے ہوں گے اور جنت عدن سے جنتیوں کے اپنے رب کے دیدار میں کوئی چیز سوائے کبریائی کی چادر کے جو اس کے چہرے پر ہوگی، حائل نہ ہوگی۔

٢ ـ بَابُ قَوْلِهِ (حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ)

باب: آیت (حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ) کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْحُورُ: السُّودُ الْحَدَقِ «وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مَقْصُورَاتٌ: مَحْبُوسَاتٌ، قُصِرَ طَرْفُهُنَّ وَأَنْفُسُهُنَّ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ، (قَاصِرَاتٌ) لَا يَبْغِينَ غَيْرَ أَزْوَاجِهِنَّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حور کے معنی ہیں: سیاہ پتلی والی۔ امام مجاہد نے کہا: مَقْصُورٰتٌ کے معنی ہیں: ان کی نگاہ اور ذات اپنے شوہروں پر رکی ہوئی ہوگی۔ قاصرات کے معنی ہیں: وہ اپنے خاوندوں کے علاوہ کسی دوسرے کی خواہش مند نہیں ہوں گی۔



٤٨٧٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ خَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُّونَ مِيلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ مَا يَرَوْنَ الْآخَرِينَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ.

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبدالعزیز بن عبدالصمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عمران جونی نے بیان کیا، ان سے ابو بکر بن عبداللہ بن قیس نے اور ان سے ان کے والد نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں کھوکھلے موتی کا خیمہ ہوگا، اس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی اور اس کے ہر کنارے پر مسلمان کی ایک بیوی ہوگی ایک کنارے والی دوسرے کنارے والی کو نہ دیکھ سکے گی۔

٤٨٨٠: وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ كَذَا آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ.

اور مومن ان کے پاس باری باری جائیں گے اور دو باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں چاندی کی ہوں گی اور ایسے بھی دو باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں سونے کی ہوں گی۔ جنت عدن والوں کے اللہ پاک کے دیدار میں صرف ایک جلال کی چادر حائل ہوگی جو اس کے (مبارک) چہرے پر ہوگی۔



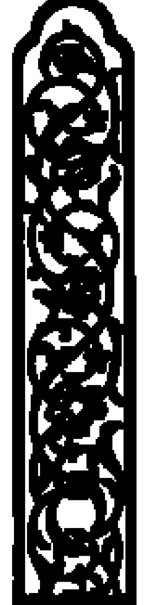
سُورَةُ الْوَاقِعَةِ

سورۃ الواقعہ کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿رُجَّتْ﴾ زُلْزِلَتْ ﴿بُسَّتْ﴾ فُتَّتْ وَلُتَّتْ كَمَا يُلَتُّ السَّوِيقُ المَخْضُودُ: المُوقَرُ حَمْلًا، وَيُقَالُ أَيْضًا: لاَ شَوْكَ لَهُ ﴿مَنْضُودٍ﴾ المَوْزُ، وَالعُرُبُ المُحَبَّبَاتُ إِلَى أَزْوَاجِهِنَّ ﴿ثُلَّةٌ﴾ اُمة ﴿يَحْمُومٍ﴾ دُخَانٌ أَسْوَدُ ﴿يُصِرُّونَ﴾ يُدِيمُونَ ﴿الهِيمُ﴾ الإِبِلُ الظِّمَاءُ ﴿لَمُغْرَمُونَ﴾ لَملزمُونَ مَدِينِينَ مُحَاسَبِينَ ﴿رَوْحٌ﴾ جَنَّةٌ وَرَخَاءٌ ﴿وَرَيْحَانٌ﴾ الرَّيْحَانُ الرِّزْقُ، ﴿وَنُنْشِئَكُمْ فِيمَا لاَ تَعْلَمُونَ﴾: فِي أَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿تَفَكَّهُونَ﴾ تَعْجَبُونَ ﴿عُرُبًا﴾ مُثَقَّلَةً، وَاحِدُهَا عَرُوبٌ، مِثْلُ صَبُورٍ وَصُبُرٍ، يُسَمِّيهَا أَهْلُ مَكَّةَ العَرِبَةَ، وَأَهْلُ المَدِينَةِ الغَنِجَةَ، وَأَهْلُ العِرَاقِ الشَّكِلَةَ، وَقَالَ فِي ﴿خَافِضَةٌ﴾ لِقَوْمٍ إِلَى النَّارِ، ﴿وَرَافِعَةٌ﴾ إِلَى الجَنَّةِ، ﴿مَوْضُونَةٍ﴾ مَنْسُوجَةٍ، وَمِنْهُ: وَضِينُ النَّاقَةِ وَالكُوبُ: لاَ آذَانَ لَهُ وَلاَ عُرْوَةَ وَالأَبَارِيقُ: ذَوَاتُ الآذَانِ وَالعُرَى، ﴿مَسْكُوبٍ﴾ جَارٍ، ﴿وَفُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ﴾ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ﴿مُتْرَفِينَ﴾ مُمَتَّعِينَ ﴿مَا تُمْنُونَ﴾ مِنَ النُّطَفِ يَعْنِي هِيَ النُّطْفَةُ فِي أَرْحَامِ النِّسَاءِ، ﴿لِلْمُقْوِينَ﴾ لِلْمُسَافِرِينَ، وَالقِيُّ القَفْرُ، بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ بِمُحْكَمِ القُرْآنِ، وَيُقَالُ: بِمَسْقِطِ النُّجُومِ إِذَا سَقَطْنَ، وَمَوَاقِعُ وَمَوْقِعٌ وَاحِدٌ ﴿مُدْهِنُونَ﴾ مُكَذِّبُونَ مِثْلُ ﴿لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ﴾ ﴿فَسَلاَمٌ لَكَ﴾ أَيْ مُسَلَّمٌ لَكَ: ﴿إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ اليَمِينِ﴾، وَأُلْغِيَتْ إِنَّ وَهُوَ مَعْنَاهَا، كَمَا تَقُولُ: أَنْتَ مُصَدَّقٌ، مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيلٍ، إِذَا كَانَ قَدْ قَالَ: إِنِّي مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيلٍ، وَقَدْ يَكُونُ كَالدُّعَاءِ لَهُ، كَقَوْلِكَ فَسَقْيًا مِنَ الرِّجَالِ، إِنْ رَفَعْتَ السَّلاَمَ فَهُوَ مِنَ الدُّعَاءِ ﴿تُورُونَ﴾ تَسْتَخْرِجُونَ أَوْرَيْتُ: أَوْقَدْتُ ﴿لَغْوًا﴾ بَاطِلًا ﴿تَأْثِيمًا﴾ كَذِبًا.



مجاہد نے کہا رجت کا معنی ہلائی جائے گی۔ بست چور چور کئے جائیں گے اور ستو کی طرح لت پت کر دیئے جائیں گے۔ المخضود بوجھ لدے ہوئے یا جن میں کانٹا نہ ہو۔ منضود موز (کیلا) عربا اپنے خاوند کی پیاری بیوی۔ ثلة امت گروہ۔ یحموم کالا دھواں۔ یصرون ہٹ دھرمی کرتے ہمیشہ کرتے تھے۔ الھیم پیاسے اونٹ۔ لمغرمون ٹوٹے میں آ گئے ڈنڈ ہوا۔ روح آرام اور راحت۔ ریحان رزق، روزی وننشئکم فیما لا تعلمون یعنی جس صورت میں ہم چاہیں تم کو پیدا کریں۔ حضرت مجاہد کے سوا اوروں نے کہا۔ تفکھون کا معنی تعجبون تعجب کرتے جائیں۔ عربا مثقلة (یعنی ضمہ کے ساتھ) عروب کی جمع جیسے صبور کی جمع صبر آتی ہے (عروب خوبصورت پیاری عورت) مکہ والے ایسی عورت کو عربة کہتے ہیں۔ اور مدینہ والے غنجة اور عراق والے شکله کہتے ہیں۔ خافضة ایک قوم کو نیچا دکھانے والی یعنی دوزخ میں لے جانے والی۔ رافعة ایک قوم کو بلند کرنے والی یعنی بہشت میں لے جانے والی۔ موضونة سونے سے بنے ہوئے اسی سے نکلا ہے وضین الناقة یعنی اونٹنی کا زیر بند (تنگ) کوب آبخورہ جس میں ٹونٹی اور کنڈہ نہ ہو (اکواب جمع ہے) ابریق وہ کوزہ جس میں ٹونٹی کنڈہ ہو۔



اباریق اس کی جمع ہے۔ مسکوب بہتا ہوا (جاری) وفرش مرفوعة اونچے بچھونے یعنی ایک کے اوپر ایک تلے اوپر بچھائے گئے۔ مترفین کا معنی آسودہ آرام پرور لوگ۔ ماتمنون نطفہ جو عورتوں کے رحموں میں ڈالتے ہو۔ متاعا للمقوین مسافروں کے فائدے کے لئے یہ قی سے نکلا ہے قی کہتے ہیں بے آب وگیا میدان کو۔ بمواقع النجوم سے قرآن کی محکم آیتیں مراد ہیں بعضوں نے کہا تارے ڈوبنے کے مقامات، مواقع جمع ہے، اس کا واحد موقع دونوں کا (جب مضاف ہوں) ایک ہی معنی ہے۔ مدھنون جھٹلانے والے جیسے اس آیت میں ہے ودوالو تدھن فیدھنون فسلام لك من اصحاب الیمین کا یہ معنی ہے مسلم لك انك من اصحاب الیمین یعنی یہ بات مان لی گئی ہے کہ تو داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے تو ان کا لفظ گرادیا گیا مگر اس کا معنی قائم رکھا گیا اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی کہے میں اب تھوڑی دیر میں سفر کرنے والا ہوں اور تو اس سے کہے انت مصدق مسافر عن قلیل یہاں بھی ان محذوف ہے یعنی انت مصدق انك مسافر عن قلیل کبھی سلام کا لفظ بطور دعا کے مستعمل ہوتا ہے اگر مرفوع ہو جیسے فسقیا نصب کے ساتھ دعا کے معنوں میں آتا ہے یعنی اللہ تجھ کو سیراب کرے۔ تورون سلگاتے ہو آگ نکالتے ہو اور یت سے یعنی میں نے سلگایا۔ لغو، باطل، جھوٹ۔ تاثیما جھوٹ غلط۔

قولہ "بُسَّتْ" أی لُتَّتْ، پہاڑ چور چور کر دیئے جائیں گے، اور ستو کی طرح لت پت کر دیئے جائیں گے کیونکہ زمین سے جو پانی نکلے گا وہ زمین میں خلط ملط ہو جائے گا۔

قولہ "وطلح منضود" اور تہ برتہ کیلے ہوں گے۔

قولہ "العُرب" یعنی اپنے خاوندوں کی پیاریاں ہوں گی۔

قولہ "الهِيمُ الإبِلُ الظِمَاءُ" یہ ظَمْان کی جمع ہے یعنی پینے والے بیمار پیاسے اونٹ کی طرح۔

قولہ "وننشِئكُم أی فی أیّ خلقٍ نشاءُ" اور تمہیں ایسی شکل میں بنا دیں جسے تم نہیں جانتے۔ اور جہنمی لوگ مختلف شکلوں میں ہوں گے، کوئی بندروں کی شکل میں کوئی خنزیر کی شکل میں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا[1]

قولہ "مَوْضُونَةٍ" ومنه وضِيْنِ الناقة، گھوڑے کی کاٹھی کے نیچے تارو کو «وَضِيْن» کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی بُنا ہوا ہوتا ہے۔

قولہ "اکواب وأباریق" مراد اس سے وہ آب خورے ہیں جن کی ٹونٹیاں اور دستے نہ ہوں، آج کل انہیں گلاس کہتے ہیں، اور أباریق وہ آب خورے جن کی ٹونٹی اور دستہ ہو۔

قولہ "بمواقع النجوم" ستارے غروب ہونے کے مقامات بعض نے کہا کہ اس سے مراد قرآن کریم کے حصے ہیں، مختلف اوقات میں اترنے والی آیات کو نجوم (قسطوں) سے تعبیر کیا ہے، اور مراد اس سے محکم قرآن ہے۔

اور بعض نے مسقط نجوم معنیٰ کیا ہے یعنی تاروں کے گرنے کی جگہ، ان لوگوں نے اٹھائیس منازل کا حساب لگایا۔

---

[1] سورة النباء:۱۸

کسی منزل کا نام سعد اور کسی کا نحس نام رکھا، جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو کہتے ہیں کہ اس وقت ستارہ کس منزل میں تھا، سعد میں یا نحس میں، اس کے مطابق اس کی قسمت پر حکم لگاتے تھے مواقع اور موقع جب مضاف ہوں تو دونوں کا معنیٰ ایک ہے۔

قولہ "فسلام لك" اس کا معنیٰ مسلم لك أنك من أصحاب اليمين فرشتے کہتے ہیں تیرے لیے یہ بات تسلیم کرلی گئی ہے کہ تو اصحاب الیمین سے ہے، اس میں لفظ "إنَّ" کو حذف کر دیا گیا ہے اور اس کا معنیٰ باقی ہے إنَّ گرا تو کاف بھی گر گیا اس کی مثال جیسے کہا جائے إنّي مسافِرٌ عن قليلٍ میں عنقریب سفر کرنے والا ہوں، اور اس سے کہا جائے أنتَ مصدَّقٌ مسافِرٌ عن قليلٍ یہاں بھی "إنَّ" محذوف ہے اصل میں عبارت یوں ہے أنت مصدَّقٌ انك مسافر عن قليلٍ کبھی سلام کا لفظ "دعاء" کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ یعنی تجھ پر سلام ہو کیونکہ تو اصحاب الیمین سے ہے۔

١۔ بَابُ قَوْلِهِ: (وَظِلٍّ مَمْدُودٍ)

اور جنت کے درختوں کا بہت ہی لمبا سایہ ہوگا۔

باب: آیت (وَظِلٍّ مَمْدُودٍ.... الاية) کی تفسیر

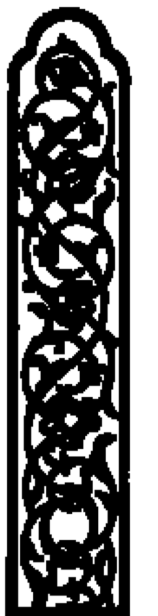
٤٨٨١: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَظِلٍّ مَمْدُودٍ.



ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ کہتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک درخت طویل ہوگا (اتنا بڑا کہ) سوار اس کے سایہ میں سو سال تک چلے گا اور پھر بھی اس کا سایہ ختم نہ ہوگا اگر تمہارا جی چاہے تو اس آیت وظل ممدود کی قرات کرلو۔

قولہ "وظلٍ ممدُود" اس سائے کی کیفیت وہاں جا کر معلوم ہو جائے گی۔

اور یہ ضروری نہیں ہے کہ سایہ ہو تب ہی "ظِل" کا لفظ بولا جائے، بلکہ « وظلٍ ممدود » کہنا ایک محاورہ بھی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے فلاں شخص فلاں کے زیر سایہ ہے یعنی اس کی پرورش میں ہے، ایسے ہی کہا جاتا ہے، فلاں آسمان کے سائے میں ہے۔ یعنی اسے کوئی چھت میسر نہیں ہے۔



سورة الحديد

سورۃ حدید کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ) مُعَمَّرِينَ فِيهِ (مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ) مِنَ

الضَّلَالَةِ إِلَى الهُدَى فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ) (وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ) جُنَّةٌ وَسِلَاحٌ (مَوْلَاكُمْ) أَوْلَى بِكُمْ. (لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الكِتَابِ) لِيَعْلَمَ أَهْلُ الكِتَابِ، يُقَالُ: الظَّاهِرُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا. وَالبَاطِنُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (أَنْظِرُونَا): انْتَظِرُونَا.

مجاہد نے کہا جعلکم مستخلفین فیه یعنی جس نے زمین میں تم کو بسایا (جانشین کیا، آباد کیا) من الظلمات الي النور یعنی گمراہی سے ہدایت کی طرف ومنافع للناس یعنی تم لوہے سے ڈھال اور ہتھیار وغیرہ بناتے ہو۔ مولا کم یعنی آگ تمہارے لئے زیادہ سزاوار ہے۔ لئلا یعلم تاکہ اہل کتاب جان لیں (لا زائد ہے) الظاھر علم کی رو سے۔ الباطن علم کی رو سے انظرونا (بفتح ہمزہ وکسرہ ظاء ایک قرات ہے) یعنی ہمارا انتظار کرو۔

قولہ "مُعَمَّرِينَ" یعنی تمہیں زمین میں بسایا، آباد کیا۔ ایک دوسرے کا جانشین بنایا۔

قولہ "جُنَّةٌ وَسِلَاحٌ" یعنی تم لوہے سے ڈھالیں اور ہتھیار بناتے ہو۔

قولہ "مَوْلَاكُمْ أي أَوْلى بكُم" یعنی جہنم کی آگ تمہارے زیادہ لائق ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان مَأْوَاكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ کی تفسیر میں لائے ہیں۔

قولہ "انظُرُونَا" اگر یہ لفظ مفعول کی طرف متعدی ہو جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ہے تو اس کا معنیٰ انتظار کرنا ہوتا ہے، اور اگر اس کا صلہ إلي ہو تو دیکھنے کے معنیٰ میں ہوتا ہے جیسا کہ « أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ » میں إِلَى آیا ہے، اور اگر دیکھنے کا معنیٰ ہو لیکن اس کے بعد إِلَى نہ ہو تو إِلَى محذوف ہوتا ہے، اور اگر اس کے بعد فِي آجائے تو غور وفکر کرنے کے معنیٰ میں ہوتا ہے جیسے أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ میں فِي صلہ آیا ہے۔



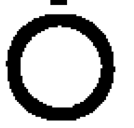
سورة المجادلة

سورۃ المجادلہ کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (يُحَادُّونَ) يُشَاقُّونَ اللهَ، (كُبِتُوا) أُخْزُوا، مِنَ الخِزْيِ، (اسْتَحْوَذَ) غَلَبَ.

مجاہد نے کہا یحادون اللہ کا معنیٰ اللہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ کبتوا ذلیل کئے گئے۔ استحوذ غالب ہو گیا۔

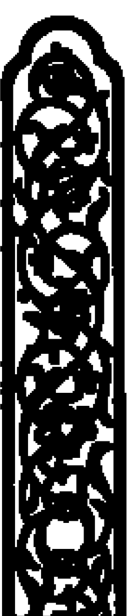
سورۃ الحشر



١۔ بَابٌ (الجَلَاءُ الإِخْرَاجُ مِنْ أَرْضٍ إِلَى أَرْضٍ)

باب لفظ الجلاء کے معنی ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف نکال دینا جسے جلاوطنی کہتے ہیں۔





٤٨٨٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُورَةُ التَّوْبَةِ قَالَ التَّوْبَةُ

هِيَ الْفَاضِحَةُ مَا زَالَتْ تَنْزِلُ وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ حَتَّى ظَنُّوا أَنَّهَا لَمْ تُبْقِ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا ذُكِرَ فِيهَا قَالَ قُلْتُ سُورَةُ الْأَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ قَالَ قُلْتُ سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ نَزَلَتْ فِي بَنِي النَّضِيرِ.

ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بشر جعفر نے خبر دی، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سورۃ التوبہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا یہ سورۃ توبہ کی ہے یا فضیحت کرنے والی ہے اس سورت میں برابر یہی اترتا رہا بعضے لوگ ایسے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں یہاں تک کہ لوگوں کو گمان ہوا یہ سورت کسی کا کچھ بھی نہیں چھوڑے گی بلکہ سب کے بھید کھول دے گی۔ بیان کیا کہ میں نے سورۃ الانفال کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ یہ جنگ بدر کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ بیان کیا کہ میں نے سورۃ الحشر کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ قبیلہ بنو نضیر کے یہود کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

٤٨٨٣: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْ سُورَةُ النَّضِيرِ.

ہم سے حسن بن مدرک نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو عوانہ نے خبر دی، انہیں حضرت ابو بشر (جعفر بن ابی) نے اور ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورۃ الحشر کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا بلکہ اسے سورۃ النضیر کہا کرو۔



٢۔ بَابُ قَوْلِهِ (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ)

جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹے۔

باب: آیت (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ... الایة) کی تفسیر

نَخْلَةٍ مَا لَمْ تَكُنْ عَجْوَةً أَوْ بَرْنِيَّةً

اس آیت کریمہ میں لینة کے معنی نخلة ہیں، یعنی کھجور کا وہ درخت جو عجوہ یا برنی نہ ہو۔

٤٨٨٤: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ.



ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے کھجوروں کے درخت جلا دیئے تھے اور

انہیں کاٹ ڈالا تھا۔ یہ درخت مقام بویرہ میں تھے پھر اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹے یا انہیں ان کی جڑوں پر قائم رہنے دیا سو یہ دونوں اللہ ہی کے حکم کے موافق ہیں اور تاکہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔

٣۔ بَابُ قَوْلِهِ (مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ)

اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے بطور فے دلوایا۔

باب: آیت (مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ...الآية) کی تفسیر

٤٨٨٥: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَتِهِ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کئی مرتبہ عمرو بن دینار سے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے مالک بن اوس بن حدثان نے اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی نضیر کے اموال کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر لڑائی کے دیا تھا۔ مسلمانوں نے اس کے لئے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ ان اموال کا خرچ کرنا خاص طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھا۔ چنانچہ آپ اس میں سے ازواج مطہرات کا سالانہ خرچ دیتے تھے اور جو باقی بچتا تھا اس سے سامان جنگ اور گھوڑوں کے لئے خرچ کرتے تھے تاکہ اللہ رب العزت کے راستہ میں جہاد کے موقع پر کام آئیں۔



٤۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ)

اے مسلمانو! اور رسول تمہیں جو کچھ دیں اسے لے لیا کرو اور جس سے آپ روکیں اس سے رک جایا کرو۔

باب: آیت (وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ..... الآية) کی تفسیر

٤٨٨٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ أَمَا قَرَأْتِ (وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا) قَالَتْ بَلَى

قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ نَهَى عَنْهُ قَالَتْ فَإِنِّي أَرَى أَهْلَكَ يَفْعَلُونَهُ قَالَ فَاذْهَبِي فَانْظُرِي فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا فَقَالَ لَوْ كَانَتْ كَذٰلِكَ مَا جَامَعْتُهَا.

ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے گود وانے والیوں اور گودنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور حسن کے لئے آگے کے دانتوں میں کشادگی کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کہ یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں۔ عبداللہ بن مسعود کا یہ کلام قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت کو معلوم ہوا جو ام یعقوب کے نام سے معروف تھی وہ آئی اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس طرح کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے؟ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا آخر کیوں نہ میں انہیں لعنت کروں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور جو کتاب اللہ کے حکم کے مطابق ملعون ہے۔ اس عورت نے کہا کہ قرآن مجید تو میں نے بھی پڑھا ہے لیکن آپ جو کچھ کہتے ہیں میں نے تو اس میں کہیں یہ بات نہیں دیکھی۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم نے بغور پڑھا ہوتا تو تمہیں ضرور مل جاتا کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جو کچھ دیں لے لیا کرو اور جس سے تمہیں روک دیں، رک جایا کرو۔ اس نے کہا کہ پڑھی ہے عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں سے روکا ہے۔ اس پر عورت نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کی بیوی بھی ایسا کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا جاؤ اور دیکھ لو۔ وہ عورت گئی اور اس نے دیکھا لیکن اس طرح کی ان کے یہاں کوئی معیوب چیز اسے نہیں ملی۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ اگر میری بیوی اسی طرح کرتی تو بھلا وہ میرے ساتھ رہ سکتی تھی؟ ہر گز نہیں۔

قولہ "المغیرات خلق اللہ" شیطان نے بھی کہا تھا وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ کہ میں انہیں تغییر خلق اللہ کا حکم دونگا، حضرت عبداللہ بن مسعود نے سورۃ النساء کی یہ آیت جواب میں پیش نہیں کی۔ کیونکہ اس کے پیش کرنے پر وہ عورت کہہ سکتی تھی کہ تم مرد حضرات بھی ناخن تراش کر اور لبیں کاٹ کر تغییر خلق اللہ کرتے ہو، اس لیے انہوں نے اس کے جواب میں سورۃ الحشر کی آیت کریمہ پیش کی۔ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ حالانکہ ناخن تراشنا اور لبیں کاٹنا تغییر نہیں ہے۔ بلکہ تحسین خلق اللہ ہے ان کا شریعت نے حکم دیا ہے۔

٤٨٨٧: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيثَ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَ حَدِيثِ مَنْصُورٍ.

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن مہدی نے بیان کیا، ان سے سفیان

ثوری نے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمن بن عابس سے منصور بن معتمر کی حدیث کا ذکر کیا جو وہ ابراہیم سے بیان کرتے تھے کہ ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے قدرتی بالوں کے ساتھ مصنوعی بال لگانے والیوں پر لعنت بھیجی تھی، عبدالرحمن بن عابس نے کہا کہ میں نے بھی ام یعقوب نامی ایک عورت سے سنا تھا وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ منصور کی حدیث کے مثل بیان کرتی تھی۔

٥ ـ بَابُ قَوْلِهِ (وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالإِيمَانَ)

اور ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار السلام اور ایمان میں ان سے پہلے ہی ٹھکانا پکڑے ہوئے ہیں، آیت میں انصار مراد ہیں۔

باب: آیت (وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالإِيمَانَ... الاية) کی تفسیر

٤٨٨٨: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أُوصِي الْخَلِيفَةَ بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَأُوصِي الْخَلِيفَةَ بِالْأَنْصَارِ الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُهَاجِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَعْفُوَ عَنْ مُسِيئِهِمْ.

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بکر نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (زخمی ہونے کے بعد انتقال سے پہلے) فرمایا تھا میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کا حق پہچانے اور میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جو دار السلام اور ایمان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے ہی سے قرار پکڑے ہوئے ہیں یہ کہ ان میں جو نیکوکار ہیں ان کی عزت کرے اور ان کے غلطی کرنے والوں سے در گزر کرے۔

٦ ـ بَابُ قَوْلِهِ (وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ)

اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں آخر آیت تک۔

باب: آیت (وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ... الاية) کی تفسیر

الخَصَاصَةُ: الفَاقَةُ، المُفْلِحُونَ الفَائِزُونَ بِالخُلُودِ، وَالفَلَاحُ: البَقَاءُ، حَيَّ عَلَى الفَلَاحِ: عَجِّلْ وَقَالَ الحَسَنُ: حَاجَةً حَسَدًا.

یعنی اور اپنے سے دوسروں کو مقدم رکھتے ہیں آخرت آیت تک۔ الخصاصة کے معنی فاقہ کے ہیں۔ المفلحون ہمیشہ کامیاب رہنے والے۔ الفلاح باقی رہنا۔ حی علی الفلاح بقا کی طرف جلد آؤ یعنی اس کام کی طرف جس

سے حیات ابدی حاصل ہو اور امام حسن بصری نے کہا لا یجدون فی صدورھم حاجۃ میں حاجت سے حسد مراد ہے۔

٤٨٨٩: حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَصَابَنِي الْجَهْدُ فَأَرْسَلَ إِلَى نِسَائِهِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُهُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ يَرْحَمُهُ اللهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ ضَيْفُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَّخِرِيهِ شَيْئًا قَالَتْ وَاللهِ مَا عِنْدِي إِلَّا قُوتُ الصِّبْيَةِ قَالَ فَإِذَا أَرَادَ الصِّبْيَةُ الْعَشَاءَ فَنَوِّمِيهِمْ وَتَعَالَيْ فَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَنَطْوِي بُطُونَنَا اللَّيْلَةَ فَفَعَلَتْ ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ عَجِبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ ضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ.



مجھ سے یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن غزوان نے بیان کیا، ان سے ابو حازم اشجعی نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب خود (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میں فاقہ سے ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں ازواج مطہرات کے پاس بھیجا (کہ وہ آپ کی دعوت کریں) لیکن ان کے پاس کوئی چیز کھانے کی نہیں تھی۔ آپ نے فرمایا کیا کوئی شخص ایسا نہیں جو آج رات اس مہمان کی میزبانی کرے؟ اللہ اس پر رحم کرے گا۔ اس پر ایک انصاری صحابی (ابو طلحہ) کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! یہ آج میرے مہمان ہیں پھر وہ انہیں اپنے ساتھ گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں، کوئی چیز ان سے بچا کے نہ رکھنا۔ بیوی نے کہا اللہ کی قسم میرے پاس اس وقت بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ انصاری صحابی نے کہا اگر بچے کھانا مانگیں تو انہیں سلا دو اور آؤ یہ چراغ بھی بجھا دو، آج رات ہم بھوکے ہی رہ لیں گے۔ بیوی نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ انصاری صحابی صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں (انصاری صحابی) اور ان کی بیوی (کے عمل) کو پسند فرمایا۔ یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ مسکرایا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ویو ثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ یعنی اور اپنے سے دوسروں کو مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود فاقہ میں ہی ہوں۔



قولہ "لقد عجب اللہ أو ضحك من فلان وفلانة «أبو علی سینا» متکلمین کو کہتا ہے کہ کیا وہ لوگ اس وقت ارسطو کی منطق پڑھے ہوئے تھے؟ ان لفظوں سے وہی معنیٰ مراد ہے جو ان کا ظاہر معنیٰ ہے۔ باقی یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ میں تعجب یا ضحک کا پایا جانا محال ہے، تو کہتا ہے کہ نبیوں نے ان لوگوں کو وہی معنیٰ بتایا ہے جو وہ سمجھ سکتے تھے اگرچہ یہ معنیٰ غلط ہے، یہ اہل تجہیل سے ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ نبیوں کو خود بھی پتہ نہیں تھا کہ اس سے کیا مراد ہے کہتا ہے، نبیوں کو پتہ تھا لیکن انہوں نے اپنے وقت کے لوگوں کو جاہل بنایا ہے۔

کیونکہ انہیں غلط چیز بتائی گئی ہے اس لیے کہ وہ لوگ غلط کو ہی سمجھ سکتے تھے۔

وہ متکلمین پر اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تم ان الفاظ کی تاویلیں کیوں کرتے ہو جو ان کے دماغ میں آئی نہیں ہیں، ان کے وہی معانی ہیں جو ظاہر ہیں، ویسے یہ معانی غلط ہیں۔ ان کو ایسے ہی بتانا چاہیے تھا کیونکہ اس کے بغیر وہ سمجھ نہیں سکتے تھے، جبکہ اہل اسلام کے نزدیک یہ گمراہ فرقوں کی باتیں ہیں[1]۔

سورة (الممتحنة)

سورۃ الممتحنہ کی تفسیر

بَابُ (لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ)

---

[1] ابن ابی العز دمشقی نے کہا ہے وحی کے بارہ میں گمراہ فرقوں کے مختلف حربے ہیں، ایک حربہ اہل تبدیل کا ہے اور دوسرا اہل تجہیل کا ہے، اور اہل تبدیل کی دو قسمیں ہیں، ایک اہل وہم و تخییل دوسری قسم اہل تحریف و تاویل۔ اہل الوہم والتخییل وہ لوگ ہیں جن کا کہنا ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ، یوم آخرت جنت، دوزخ کے بارہ میں جو باتیں بتائی ہیں وہ حقیقت کے خلاف ہے، ان کی باتیں وہم اور تخیل سے زیادہ کچھ نہیں ہیں، مثال کے طور پر انہوں نے اپنے وہم سے یہ کہہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ایسے ہی مرنے والوں کا اٹھایا جانا، اور ان کا نعمتوں یا عذاب کا سامنا کرنا سب ان کا وہم و خیال ہے، اور حقیقت کے خلاف ہیں، انہوں نے لوگوں کی مصلحت کے لیے ایسی جھوٹی باتیں کہی ہیں، ابن سینا جیسے فلاسفہ نے اسی کو بنیاد بنایا ہے۔

اہل تحریف و تاویل: یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ انبیاء کی باتیں حقیقت اور نفس الامر پر مبنی نہیں ہیں، حقائق تو ہمارے پاس ہیں، جنہیں ہم نے اپنی عقل سے پالیا ہے، لہٰذا یہ لوگ انبیاء کرام کی باتوں کی تاویلیں کر کے اپنے خود ساختہ نظریات کے مطابق بنانے کی کوشش کرتے ہیں، چونکہ ان کے خود ساختہ نظریات یقینی نہیں ہوتے اس لیے کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو یا وہ ہو، ان کے پاس امکانات اور احتمالات کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

اہل تجہیل: یہ لوگ وہ ہیں جو انبیاء اکرام اور ان کے متبعین کو جاہل قرار دیتے ہیں، کہ یہ سب آیات صفات کی حقیقت سے بے خبر تھے، اور یہ لوگ یہاں تک کہتے ہیں کہ بعض نصوص کی تاویل کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، جبرائیل علیہ السلام، حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلکہ تمام انبیاء ان کی تاویل سے بے علم تھے، صحابہ کرام اور تابعین بھی ان سے ناواقف تھے حالانکہ ان کی یہ باتیں گمراہ کن اور انہیں جہنم رسید کرنے والی ہیں۔ (شرح العقیدۃ الطحاویہ ص ۴۴۴)

«میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ»

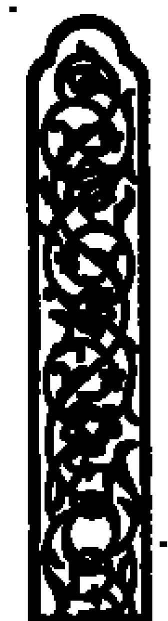
باب: آیت (لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي... الاية) کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لَا تُعَذِّبْنَا بِأَيْدِيهِمْ، فَيَقُولُونَ: لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ عَلَى الحَقِّ مَا أَصَابَهُمْ هَذَا بِعِصَمِ الكَوَافِرِ أُمِرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِ نِسَائِهِمْ كُنَّ كَوَافِرَ بِمَكَّةَ

مجاہد نے کہا لا تجعلنا فتنة للذين كفروا کا معنی یہ ہے کہ کافروں کے ہاتھوں سے ہم کو تکلیف نہ پہنچا، وہ یوں کہنے لگیں کہ اگر ان مسلمانوں کا دین سچا ہوتا تو یہ ہمارے ہاتھ سے مغلوب کیوں ہوتے ایسی تکلیفیں کیوں اٹھاتے۔ بعصم الكوافر سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو یہ حکم ہوا کہ ان کافر عورتوں کو چھوڑ دیں جو مکہ میں بحالت کفر رہ گئیں ہیں۔

٤٨٩٠: حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي الحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ أَبِي رَافِعٍ، كَاتِبَ عَلِيٍّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالمِقْدَادَ، فَقَالَ: «انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ، فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا» فَذَهَبْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ، فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ، فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الكِتَابَ، فَقَالَتْ: مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ، فَقُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ، فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ المُشْرِكِينَ مِمَّنْ بِمَكَّةَ، يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا هَذَا يَا حَاطِبُ؟» قَالَ: لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مِنْ قُرَيْشٍ، وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ المُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ، أَنْ أَصْطَنِعَ إِلَيْهِمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي، وَمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ كُفْرًا، وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ» فَقَالَ عُمَرُ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَقَالَ: إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ؟ لَعَلَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ « قَالَ عَمْرٌو: وَنَزَلَتْ فِيهِ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ) قَالَ: «لَا أَدْرِي الآيَةَ فِي الحَدِيثِ أَوْ قَوْلُ عَمْرٍو»، حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: قِيلَ لِسُفْيَانَ: فِي هَذَا فَنَزَلَتْ (لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ) الآيَةَ،





قَالَ سُفْيَانُ: هَذَا فِي حَدِيثِ النَّاسِ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو، مَا تَرَكْتُ مِنْهُ حَرْفًا وَمَا أُرَى أَحَدًا حَفِظَهُ غَيْرِي.

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حسن بن محمد بن علی نے بیان کیا، انہوں نے علی کے کاتب عبید اللہ بن ابی رافع سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے علی سے سنا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، حضرت زبیر اور مقداد کو روانہ کیا اور فرمایا کہ چلے جاؤ اور جب مقام خاخ کے باغ پر پہنچ جاؤ گے (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا) تو وہاں تمہیں ہودج میں ایک عورت ملے گی، اس کے ساتھ ایک خط ہو گا، وہ خط تم اس سے لے لینا۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے ہمارے گھوڑے ہمیں تیز رفتاری کے ساتھ لے جا رہے تھے۔ آخر جب ہم اس باغ پر پہنچے تو واقعی وہاں ہم نے ہودج میں اس عورت کو پالیا ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال دے ورنہ ہم تیرا سارا کپڑا اتار کر تلاشی لیں گے۔ آخر اس نے اپنی چوٹی سے خط نکالا ہم لوگ وہ خط لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس خط میں لکھا ہوا تھا کہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین کے چند آدمیوں کی طرف جو مکہ میں تھے اس خط میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کی تیاری کا ذکر لکھا تھا (کہ آنحضرت ﷺ ایک بڑی فوج لے کر آتے ہیں تم اپنا بچاؤ کر لو) حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا حاطب! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے معاملہ میں جلدی نہ فرمائیں میں قریش کے ساتھ بطور حلیف (زمانہ قیام مکہ میں) رہا کرتا تھا لیکن ان کے قبیلہ وخاندان سے میرا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس کے برخلاف آپ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں ان کی قریش میں رشتہ داریاں ہیں اور ان کی رعایت سے قریش مکہ میں رہ جانے والے ان کے اہل وعیال اور مال کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ جبکہ ان سے میرا کوئی نسبی تعلق نہیں ہے تو اس موقع پر ان پر ایک احسان کر دوں اور اس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ داروں کی مکہ میں حفاظت کریں۔ یا رسول اللہ! میں نے یہ عمل کفر یا اپنے دین سے پھر جانے کی وجہ سے نہیں کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یقیناً انہوں نے تم سے سچی بات کہہ دی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ بولے کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں۔ آپ نے فرمایا یہ بدر کی جنگ میں ہمارے ساتھ موجود تھے۔ تمہیں کیا معلوم، اللہ تعالیٰ بدر والوں کے تمام حالات سے واقف تھا اور اس کے باوجود ان کے متعلق فرما دیا کہ جو جی چاہے کرو کہ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ عمرو بن دینار نے کہا کہ حاطب بن ابی بلتعہ ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء اے ایمان والو! تم میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بنالینا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ مجھے اس کا علم نہیں کہ اس آیت کا ذکر حدیث میں داخل ہے یا یہ عمرو بن دینار کا قول ہے۔ ہم

سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ سے حاطب بن ابی بلتعہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا آیت لا تتخذوا عدوی انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی؟ سفیان نے کہا کہ لوگوں کی روایت میں تو یونہی ہے لیکن میں نے عمرو سے حدیث یاد کی اس میں سے ایک حرف بھی میں نے نہیں چھوڑا اور میں نہیں سمجھتا کہ میرے سوا اور کسی نے اس حدیث کو عمرو سے خوب یاد رکھا ہو۔

قولہ "أن أصطنع إليهم يدًا" یعنی جبکہ کفار قریش سے میری رشتہ داری نہیں ہے تو ان پر ایک احسان کر دوں تاکہ ان سے میرا اہل وعیال محفوظ رہے، ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو غلبہ دے گا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بالکل سادہ آدمی تھا، اور اس کا مطلب یہ تھا کہ فتح یا شکست وغیرہ میں اسباب کا کوئی دخل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے، نبی کریم علیہ السلام کو فتح حاصل ہو ہی جائے گی، میرے کفار مکہ کو بتانے سے آپ کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اور مختصر سا خط لکھ کر اہل مکہ کی طرف بھیج دیا، جس میں اس نے یہ لکھا تھا۔ إنَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم يأتيكم بجيش يَسِيْل كالسَّيْل، ولو أنه جاءَ وَحْدَه لنصرهُ الله فخذوا حذركم۔

۲۔ بَابُ قَوْلِهِ (إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ)

جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں ہجرت کر کے آئیں



باب: قولہ (إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ) کی تفسیر

٤٨٩١: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهَذِهِ الآيَةِ بِقَوْلِ اللهِ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ) إِلَى قَوْلِهِ (غَفُورٌ رَحِيمٌ) قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ، قَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «قَدْ بَايَعْتُكِ» كَلَامًا، وَلَا وَاللهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ، مَا يُبَايِعُهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ: «قَدْ بَايَعْتُكِ عَلَى ذَلِكِ» تَابَعَهُ يُونُسُ، وَمَعْمَرٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، وَعَمْرَةَ.

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب کے بھتیجے نے اپنے چچا محمد بن مسلم سے، انہیں عروہ نے خبر دی اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ان مومن عورتوں کا امتحان لیا کرتے تھے جو ہجرت کر کے مدینہ آتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ یا ایھا النبی اذا جاءك المومنات الخ یعنی اے نبی کریم! جب آپ سے مسلمان عورتیں بیعت کرنے کے لئے



آئیں۔ ارشاد غفور رحیم تک۔ حضرت عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ نے کہا چنانچہ جو عورت اس شرط (آیت میں مذکور یعنی ایمان وغیرہ) کا اقرار کر لیتی آنحضرت ﷺ اس سے زبانی طور پر فرماتے کہ میں نے تمہاری بیعت قبول کر لی اور ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم آنحضرت ﷺ کے ہاتھ نے کسی عورت کا ہاتھ بیعت لیتے وقت کبھی نہیں چھوا صرف آپ ان سے زبانی بیعت لیتے تھے کہ آیت میں مذکورہ باتوں پر قائم رہنا۔ اس روایت کی متابعت یونس، معمر اور عبدالرحمن بن اسحاق نے زہری سے کی اور اسحاق بن راشد نے زہری سے بیان کیا کہ ان سے عروہ اور عمرہ بنت عبدالرحمن نے کہا۔

٣۔ بَابُ قَوْلِهِ (إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ)

(اے رسول!) جب ایمان والی عورتیں آپ کے پاس آئیں تا کہ وہ آپ سے بیعت کریں۔

باب: آیت (إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ ... الاية) کی تفسیر

٤٨٩٢: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ يَدَهَا فَقَالَتْ أَسْعَدَتْنِي فُلَانَةُ أُرِيدُ أَنْ أَجْزِيَهَا فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ فَبَايَعَهَا.



ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے، کہا ہم سے ایوب نے، ان سے حفصہ بنت سیرین نے اور ان سے ام عطیہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپ نے ہمارے سامنے اس آیت کی تلاوت کی ان لا یشرکن باللہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی اور ہمیں نوحہ (یعنی میت پر زور زور سے رونا پیٹنا) کرنے سے منع فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کی اس ممانعت پر ایک عورت (خود ام عطیہ) نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور عرض کیا کہ فلاں عورت نے نوحہ میں میری مدد کی تھی، میں چاہتی ہوں کہ اس کا بدلہ چکا آؤں آنحضرت ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا چنانچہ وہ گئیں اور پھر دوبارہ آکر آنحضرت ﷺ سے بیعت کی۔

قولہ "فما قال لها النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیئا" نبی اکرم ﷺ نے اسے ڈانٹا بھی نہیں، تا کہ کہیں اسلام ہی نہ چھوڑ دے اور جانے کو بھی نہیں کہا، تا کہ اسے اجازت نہ سمجھ لیا جائے، بلکہ آپ نے خَیْرُ الخَیْرَین کا لحاظ رکھا ہے۔

٤٨٩٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ الزُّبَيْرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ قَالَ إِنَّمَا هُوَ شَرْطٌ شَرَطَهُ اللهُ لِلنِّسَاءِ



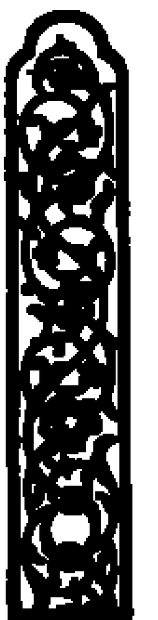
ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے زبیر سے سنا، انہوں نے عکرمہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد لا یعصینك فی معروف یعنی اور بھلی باتوں (اور اچھے کاموں میں) آپ کی نافرمانی نہ کریں گی۔ کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یہ بھی ایک شرط تھی جسے اللہ تعالیٰ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کے وقت) عورتوں کے لئے ضروری قرار دیا تھا۔

٤٨٩٤: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَاهُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَسْرِقُوا وَقَرَأَ آيَةَ النِّسَاءِ وَأَكْثَرُ لَفْظِ سُفْيَانَ قَرَأَ الْآيَةَ (فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْهَا شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَسَتَرَهُ اللهُ فَهُوَ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ) تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فِي الْآيَةِ.

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوادریس نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو گے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ چوری کرو گے۔ آپ نے سورۃ النساء کی آیتیں پڑھیں۔ سفیان نے اس حدیث میں اکثریوں کہا کہ آپ نے یہ آیت پڑھی۔ پھر تم میں سے جو شخص اس شرط کو پورا کرے گا تو اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو کوئی ان میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی کر بیٹھا اور اس پر اسے سزا بھی مل گئی تو سزا اس کے لئے کفارہ بن جائے گی لیکن کسی نے اپنے کسی عہد کے خلاف کیا اور اللہ نے اسے چھپا لیا تو وہ اللہ کے حوالے ہے اللہ چاہے تو اسے اس پر عذاب دے اور اگر چاہے معاف کر دے، سفیان کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرزاق نے بھی معمر سے روایت کیا انہوں نے زہری سے اور یوں ہی کہا آیت پڑھی۔



٤٨٩٥: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ شَهِدْتُ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدُ فَنَزَلَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ مَعَ بِلَالٍ فَقَالَ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ



يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ حَتَّى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ أَنْتُنَّ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ لَا يَدْرِي الْحَسَنُ مَنْ هِيَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ وَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ.

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہارون بن معروف نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہ مجھے ابن جریج نے خبر دی، انہیں حسن بن مسلم نے خبر دی، انہیں طاؤس نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عیدالفطر کی نماز پڑھی ہے۔ ان تمام بزرگوں نے نماز خطبہ سے پہلے پڑھی تھی اور خطبہ بعد میں دیا تھا (ایک مرتبہ خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد) نبی کریم ﷺ اترے گویا اب بھی میں آنحضرت ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، جب آپ لوگوں کو اپنے ہاتھ کے اشارے سے بٹھا رہے تھے پھر آپ صف چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور عورتوں کے پاس تشریف لائے۔ بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی یا ایها النبی اذا جاءك المومنات الخ یعنی اے نبی! جب مومن عورتیں آپ کے پاس آئیں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ نہ کسی کو شریک کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ بہتان لگائیں گی جسے اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیں آپ نے پوری آیت آخر تک پڑھی۔ جب آپ آیت پڑھ چکے تو فرمایا تم ان شرائط پر قائم رہنے کا وعدہ کرتی ہو؟ ان میں سے ایک عورت نے جواب دیا ہاں یارسول اللہ! ان کے سوا اور کسی عورت نے (شرم کی وجہ سے) کوئی بات نہیں کہی۔ حسن کو اس عورت کا نام معلوم نہیں تھا بیان کیا کہ پھر عورتوں نے صدقہ دینا شروع کیا اور بلال نے اپنا کپڑا پھیلا لیا۔ عورتیں بلال کے کپڑے میں چھلے اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔



سُورَةُ الصَّفِّ

سورۃ الصف کی تفسیر

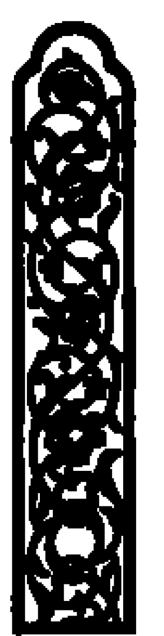
وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللهِ﴾ مَنْ يَتَّبِعُنِي إِلَى اللهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿مَرْصُوصٌ﴾ مُلْصَقٌ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ وَقَالَ يَحْيَى: بِالرَّصَاصِ.



مجاہد نے کہا من انصاری الی اللہ کا معنی یہ ہے کہ میرے ساتھ ہو کر کون اللہ کی طرف جاتا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مرصوص خوب مضبوطی سے ملا ہوا، جڑا ہوا، یحیی بن زیاد نے کہا سیسہ ملا کر جڑا ہوا۔



١۔ بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى (مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ)



حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا

باب: آیت (مِنۢ بَعۡدِي اسۡمُهٗۤ أَحۡمَدُ) کی تفسیر

٤٨٩٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ لِي أَسْمَاءً، أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا المَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللهُ بِيَ الكُفْرَ، وَأَنَا الحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا العَاقِبُ».

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اور ان سے زہری نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن جبیر بن مطعم نے خبر دی اور ان سے ان کے والد جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماحی ہوں کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کو حشر میں میرے بعد جمع کرے گا اور میں عاقب ہوں۔ یعنی سب پیغمبروں کے بعد دنیا میں آنے والا ہوں۔

سُورَةُ الجُمُعَةِ

سورۃ جمعہ کی تفسیر



١۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ)

اور دوسرے پیغمبروں کے لیے بھی ان میں سے (آپ کو بھیجا) جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے ہیں

باب: آیت (وَآخَرِينَ مِنْهُمْ...الاية) کی تفسیر

وقرا عمر فامضوا إلى ذكر الله.

عمر نے فامضوا إلى ذكر الله پڑھا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف چلو۔

٤٨٩٧: حَدَّثَنِي عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ أَبِي الغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الجُمُعَةِ: (وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ) قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلَاثًا، وَفِينَا سَلْمَانُ الفَارِسِيُّ، وَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ: «لَوْ كَانَ الإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هَؤُلَاءِ» [1].







[1] قولہ "لناله رجال من هؤلاء" اس حدیث میں ذکر ہونے والے رجال سے مراد امام بخاری، امام ترمذی جیسے محدثین ہیں، جو کہ اصل میں فارسی تھے اور حضرت سلمان فارسی سے نسبت رکھتے تھے، امام ابو حنیفہؒ اس سے مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ اصل میں فارسی نہیں تھے، بلکہ ان کا تعلق "کابل" سے تھا، اور کابل بلاد ھند میں داخل تھا اس لیے وہ اس حدیث کے مصداق نہیں بنتے۔ (تیسیر الباری ۴/۷۰۲)

مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلیمان بن ہلال نے بیان کیا، ان سے ثور نے، ان سے ابو الغیث سالم نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۃ الجمعہ کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ وآخرین منهم لما یلحقوا بهم الایة اور دوسروں کے لئے بھی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے ہیں (آنحضرت ﷺ ہادی اور معلم ہیں) بیان کیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ دوسرے کون لوگ ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر یہی سوال تین مرتبہ کیا۔ مجلس میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے آنحضرت ﷺ نے ان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر ایمان ثریا پر بھی ہو گا تب بھی ان لوگوں (یعنی فارس والوں) میں سے اس تک پہنچ جائیں گے یا یوں فرمایا کہ ایک آدمی ان لوگوں میں سے اس تک پہنچ جائے گا۔

٤٨٩٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ أَخْبَرَنِي ثَوْرٌ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ.

ہم سے عبدالعزیز بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا، انہیں ثور نے اور ان سے ابو الغیث نے انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور انہیں نبی کریم ﷺ نے کہ ان کی قوم کے کچھ لوگ اسے پالیں گے۔



٤٨٩٩: حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ وَعَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلَتْ عِيرٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَثَارَ النَّاسُ إِلَّا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَأَنْزَلَ اللهُ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا.

مجھ سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے حصین نے بیان کیا، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ابو سفیان نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ جمعہ کے دن سامان تجارت لئے ہوئے اونٹ آئے ہم اس وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے انہیں دیکھ کر سوائے بارہ آدمی کے سب لوگ ادھر ہی دوڑ پڑے۔ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی واذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا الایۃ یعنی اور بعض لوگوں نے جب کبھی ایک سودے یا تماشے کی چیز کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑے ہوئے پھیل گئے۔

سُورَةُ الْمُنَافِقِينَ
سورۃ المنافقین کی تفسیر

١- بَابُ قَوْلِهِ: (إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا: نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللهِ) إِلَى لَكَاذِبُونَ)



جب منافق آپ کے پاس آتے تو کہتے ہیں کہ بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں «لَكَاذِبُونَ» تک۔

باب: سورۃ المنافقین کی تفسیر آیت (قَالُوا: نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ... الاية) کی تفسیر

٤٩٠٠: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: كُنْتُ فِي غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ، يَقُولُ: لاَ تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ، وَلَئِنْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي أَوْ لِعُمَرَ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَانِي فَحَدَّثْتُهُ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ، فَحَلَفُوا مَا قَالُوا، فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهُ، فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ، فَجَلَسْتُ فِي البَيْتِ، فَقَالَ لِي عَمِّي: مَا أَرَدْتَ إِلَى أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {إِذَا جَاءَكَ المُنَافِقُونَ} فَبَعَثَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ».



ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا، ان سے اسحاق نے اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک غزوہ (تبوک) میں تھا اور میں نے (منافقوں کے سردار) عبداللہ بن ابی کو یہ کہتے سنا کہ جو لوگ (مہاجرین) رسول کے پاس جمع ہیں ان پر خرچ نہ کرو تاکہ وہ خود ہی رسول اللہ سے جدا ہو جائیں گے۔ اس نے یہ بھی کہا اب اگر ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والوں کو نکال باہر کرے گا۔ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا (سعد بن عبادہ انصاری) سے کیا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ (راوی کو شک تھا) انہوں نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا میں نے تمام باتیں آپ کو سنا دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا۔ (انہوں نے قسم کھالی کہا کہ انہوں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کہی تھی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو جھوٹا سمجھا اور عبداللہ کو سچا سمجھا۔ مجھے اس کا اتنا صدمہ ہوا کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ پھر میں گھر میں بیٹھ رہا۔ میرے چچا نے کہا کہ میرا خیال نہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری تکذیب کریں گے اور تم پر ناراض ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی۔ جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوایا اور اس سورت کی تلاوت کی اور فرمایا کہ اے زید! اللہ تعالیٰ نے تم کو سچا کر دیا ہے۔





٢۔ بَابُ قَوْلِهِ (اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً)

ان لوگوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔

باب: آیت (اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً ... الاية) کی تفسیر

جنة أی يَجْتَنُّونَ بِهَا

(یعنی ان کے ذریعے سے وہ اپنے کفر و نفاق کی) پردہ پوشی کرتے ہیں۔

٤٩٠١: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُولَ يَقُولُ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا وَقَالَ أَيْضًا لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَ عَمِّي لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا فَصَدَّقَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّبَنِي فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي بَيْتِي فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ إِلَى قَوْلِهِ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ إِلَى قَوْلِهِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهَا عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ.



ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ان سے ابو اسحاق سبیعی نے بیان کیا اور ان سے زید بن ارقم ﷛ نے بیان کیا کہ میں اپنے چچا (سعد بن عبادہ یا عبداللہ بن رواحہ ﷛) کے ساتھ تھا میں نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کو کہتے سنا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں ان پر خرچ مت کرو تاکہ وہ ان کے پاس سے بھاگ جائیں۔ یہ بھی کہا کہ اگر اب ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلیلوں کو نکال کر باہر کر دے گا۔ میں نے اس کی یہ بات چچا سے آکر کہی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا انہوں نے قسم کھالی کہ ایسی کوئی بات انہوں نے نہیں کہی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے بھی ان کو سچا جانا اور مجھ کو جھوٹا سمجھا۔ مجھے اس اتنا صدمہ پہنچا کہ ایسا کبھی نہیں پہنچا ہوگا پھر میں گھر کے اندر بیٹھ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله الي قوله لا تنفقوا على من عند رسول الله اور آیت ليخرجن الاعز منها الاذل تو آنحضرت ﷺ نے مجھے بلوایا اور میرے سامنے اس سورت کی تلاوت کی پھر فرمایا، اللہ نے تمہارے بیان کو سچا کر دیا ہے۔

٢۔ بَابُ قَوْلِهِ (ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ)



یہ اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ ظاہر میں ایمان لے آئے پھر دلوں میں کافر ہو گئے سو ان کے دلوں میں مہر لگا دی گئی پس اب یہ نہیں سمجھتے۔

باب: آیت (ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ) کی تفسیر

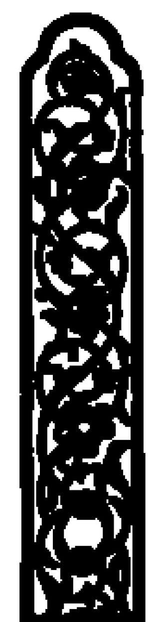
۴۹۰۲: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ وَقَالَ أَيْضًا لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ أَخْبَرْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَامَنِي الْأَنْصَارُ وَحَلَفَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ مَا قَالَ ذَٰلِكَ فَرَجَعْتُ إِلَى الْمَنْزِلِ فَنِمْتُ فَدَعَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ إِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ وَنَزَلَ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا الْآيَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن کعب قرظی سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں ان پر خرچ نہ کرو یہ بھی کہا کہ اب اگر ہم مدینہ واپس گئے تو ہم سے عزت والا ذلیلوں کو نکال باہر کرے گا تو میں نے یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی۔ اس پر انصار نے مجھے ملامت کی اور عبداللہ بن ابی نے قسم کھالی کہ اس نے یہ بات نہیں کہی تھی پھر میں گھر واپس آ گیا اور سو گیا۔ اس کے بعد مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب فرمایا اور میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق میں آیت نازل کر دی ہے اور یہ آیت اتری ہے هم الذين يقولون لا تنفقوا على من عند رسول الله آخر تک اور ابن ابی زائدہ نے اعمش سے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے ابن ابی لیلیٰ نے اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کیا۔



۳۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ)

اے نبی! تو ان کو دیکھتا ہے تو تجھے ان کے جسم حیران کرتے ہیں، جب وہ باتیں کرتے ہیں تو تو ان کی بات سنتا ہے گویا وہ بہت بڑی لکڑی کے کھمبے ہیں جن کے ساتھ لوگ تکیہ لگاتے ہیں، ہر ایک زور دار آواز کو اپنے ہی برخلاف جانتے ہیں پس تم اے نبی! ان دشمنوں سے بچتے رہو، ان پر اللہ کی مار ہو کہاں کو بہکے جاتے ہیں۔

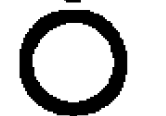


باب: آیت (وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ....) کی تفسیر

۴۹۰۳: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ لِأَصْحَابِهِ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ وَقَالَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ فَسَأَلَهُ فَاجْتَهَدَ يَمِينَهُ مَا فَعَلَ قَالُوا كَذَبَ زَيْدٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوا شِدَّةٌ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقِي فِي إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَقَوْلُهُ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ قَالَ كَانُوا رِجَالًا أَجْمَلَ شَيْءٍ.

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر (غزوۂ تبوک یا بنی مصطلق) میں تھے جس میں لوگوں پر بڑے تنگ اوقات آئے تھے۔ عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ کے پاس جمع ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو تاکہ وہ ان کے پاس سے منتشر ہو جائیں اس نے یہ بھی کہا کہ اگر ہم اب مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلیلوں کو نکال باہر کرے گا میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی اس گفتگو کی اطلاع دی تو آپ نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کو بلا کر پوچھا۔ اس نے بڑی قسمیں کھا کر کہا کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹ بولا ہے۔ لوگوں کی اس طرح کی باتوں سے میں بڑا رنجیدہ ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق فرمائی اور یہ آیت نازل ہوئی اذا جاءک المنافقون الخ یعنی جب آپ کے پاس منافق آئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا تاکہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں لیکن انہوں نے اپنے سر پھیر لئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد خشب مسندۃ گویا وہ بہت بڑے لکڑی کے کھمبے ہیں (ان کے متعلق اس لئے کہا گیا کہ) وہ بڑے خوبصورت اور ڈیل ڈول معقول مگر دل میں منافق تھے۔





۴۔ بَابُ قَوْلِهِ: (وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے لیے استغفار فرمادیں تو وہ اپنا سر پھیر لیتے ہیں اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ تکبر کرتے ہوئے وہ کس قدر بے رخی برت رہے ہیں۔

باب: آیت (وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ...) کی تفسیر

حَرَّكُوا، اسْتَهْزَءُوا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقْرَأُ بِالتَّخْفِيفِ مِنْ لَوَيْتُ

اپنے سر ہنسی اور مذاق کے طور پر ہلانے لگتے ہیں، یعنی نبی ﷺ سے استہزا کرتے ہیں۔ لووا کو واو کی تخفیف کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے جو لویت سے ماخوذ ہے، یعنی سر جوڑ لیتے ہیں۔

٤٩٠٤: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُولَ يَقُولُ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا وَلَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَ عَمِّي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِي فَحَدَّثْتُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا وَكَذَّبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهُمْ فَأَصَابَنِي غَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي بَيْتِي وَقَالَ عَمِّي مَا أَرَدْتَ إِلَى أَنْ كَذَّبَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللّٰهِ وَأَرْسَلَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهَا وَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ.



ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا میں نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کو کہتے سنا کہ جو لوگ رسول (ﷺ) کے پاس ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو تا کہ وہ منتشر ہو جائیں اور اگر اب ہم مدینہ واپس لوٹیں گے تو ہم میں سے جو عزت والے ہیں ان ذلیلوں کو نکال باہر کر دیں گے۔ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا سے کیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا جب آنحضرت ﷺ نے ان ہی کی تصدیق کر دی تو مجھے اس کا اتنا افسوس ہوا کہ پہلے کبھی کسی بات پر نہ ہوا ہوگا، میں غم سے اپنے گھر میں بیٹھ گیا۔ میرے چچا نے کہا کہ تمہارا کیا ایسا خیال تھا کہ آنحضرت ﷺ نے تمہیں جھٹلایا اور تم پر خفا ہوئے ہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اذا جاءك المنافقون الاية جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے بلوا کر اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق نازل کر دی ہے۔

۵۔ بَابُ قَوْلِهِ (سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ، لَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ، إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ)



ان کے لیے برابر ہے خواہ آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اللہ تعالیٰ انہیں کسی حال میں نہیں بخشے گا، بیشک

اللہ تعالیٰ ایسے نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

باب: آیت (بَابُ قَوْلِهِ {سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ، لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ... الاية}) کی تفسیر

٤٩٠٥: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا فِي غَزَاةٍ - قَالَ سُفْيَانُ: مَرَّةً فِي جَيْشٍ - فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ المُهَاجِرِينَ، رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ، فَقَالَ الأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ، وَقَالَ المُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَسَمِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «مَا بَالُ دَعْوَى الجَاهِلِيَّةِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ المُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ، فَقَالَ: «دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ» فَسَمِعَ بِذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ، فَقَالَ: فَعَلُوهَا، أَمَا وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى المَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا المُنَافِقِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «دَعْهُ، لاَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ» وَكَانَتِ الأَنْصَارُ أَكْثَرَ مِنَ المُهَاجِرِينَ حِينَ قَدِمُوا المَدِينَةَ، ثُمَّ إِنَّ المُهَاجِرِينَ كَثُرُوا بَعْدُ، قَالَ سُفْيَانُ: فَحَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو، قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرًا: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.



ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا اور انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم ایک غزوہ (تبوک) میں تھے۔ سفیان نے ایک مرتبہ (بجائے غزوہ کے) جیش (لشکر) کا لفظ کہا۔ مہاجرین میں سے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کو لات ماردی۔ انصاری نے کہا کہ یا للانصار یعنی اے انصاریو! دوڑو اور مہاجر نے کہا یا للمہاجرین یعنی اے مہاجرین! دوڑو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے سنا اور فرمایا کیا قصہ ہے؟ یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یارسول اللہ! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو لات سے مار دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح جاہلیت کی پکار کو چھوڑ دو کہ یہ نہایت ناپاک باتیں ہیں۔ عبداللہ بن ابی نے بھی یہ بات سنی تو کہا اچھا اب یہاں تک نوبت پہنچ گئی۔ خدا کی قسم! جب ہم مدینہ لوٹیں گے تو ہم سے عزت والا ذلیلوں کو نکال کر باہر کردے گا۔ اس کی خبر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کو ختم کردوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کرادیتے ہیں۔ جب مہاجرین مدینہ منورہ میں آئے تو انصار کی تعداد سے ان کی تعداد کم تھی۔ لیکن بعد میں ان مہاجرین کی تعداد زیادہ





ہو گئی تھی۔ سفیان نے بیان کیا کہ میں نے حدیث عمرو بن دینار سے یاد کی، عمرو نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

قولہ "فکسع رجلٌ" ایک مہاجر نے ایک انصاری کو لات ماردی، یہ غزوہ تبوک تھا اس موقع پر لات مارنے والا جہجاہ بن قیس تھا۔ اور جس کو مارا تھا وہ سنان بن وبرہ جہنی تھا۔

٦۔ بَابُ قَوْلِهِ (هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ: لاَ تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا. يَنْفَضُّوا: يَتَفَرَّقُوا وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لاَ يَفْقَهُونَ)

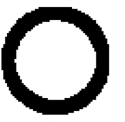
یہی لوگ تو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو رہے ہیں، ان پر خرچ مت کرو، یہاں تک کہ (بھوکے رہ کر) وہ آپ ہی خود تتر بتر ہو جائیں حالانکہ اللہ ہی کے قبضے میں آسمان اور زمین کے خزانے ہیں لیکن منافقین یہ نہیں سمجھتے۔

باب: آیت (هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ: لاَ تُنْفِقُوا الآية) کی تفسیر



٤٩٠٦: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ حَزِنْتُ عَلَى مَنْ أُصِيبَ بِالْحَرَّةِ فَكَتَبَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَبَلَغَهُ شِدَّةُ حُزْنِي يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلأَنْصَارِ وَلأَبْنَاءِ الأَنْصَارِ وَشَكَّ ابْنُ الْفَضْلِ فِي أَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الأَنْصَارِ فَسَأَلَ أَنَسًا بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَقَالَ هُوَ الَّذِي يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الَّذِي أَوْفَى اللَّهُ لَهُ بِأُذُنِهِ.

ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن فضل نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کا بیان نقل کیا کہ مقام حرہ میں جو لوگ شہید کر دیئے گئے تھے ان پر مجھے بڑا رنج ہوا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو میرے غم کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے مجھے لکھا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرمارہے تھے کہ اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور ان کے بیٹوں کی بھی مغفرت فرما۔ حضرت عبداللہ بن فضل کو اس میں شک تھا کہ آپ نے انصار کے بیٹوں کے بیٹوں کا بھی ذکر کیا تھا یا نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کی مجلس کے حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہی وہ ہیں جن کے سننے کی اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی تھی۔



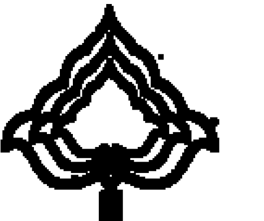


٧۔ بَابُ قَوْلِهِ (يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ)

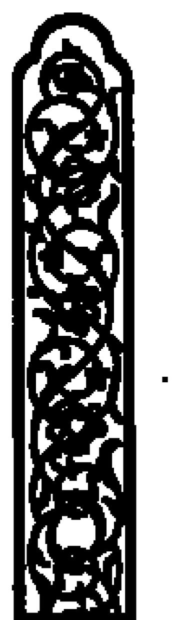
(منافقوں نے کہا کہ) اگر ہم اب مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلیلوں کو نکال کر باہر کر دے گا، حالانکہ عزت تو بس اللہ ہی کے لیے اور اس کے پیغمبر کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے البتہ منافقین علم نہیں رکھتے۔

باب: آیت (يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ .... الاية) کی تفسیر

٤٩٠٧: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ كُنَّا فِي غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ فَسَمَّعَهَا اللهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا هَذَا فَقَالُوا كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ قَالَ جَابِرٌ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُونَ بَعْدُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ أَوَقَدْ فَعَلُوا وَاللهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ».



ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے یاد کی، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ ہم ایک غزوہ میں تھے، اچانک مہاجرین کے ایک آدمی نے انصاری کے ایک آدمی کو مار دیا۔ انصار نے کہا اے انصاریو! دوڑو اور مہاجر نے کہا اے مہاجرین! دوڑو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو مار دیا ہے۔ اس پر انصاری نے کہا کہ اے انصاریو! دوڑو اور مہاجر نے کہا کہ اے مہاجرین! دوڑو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح پکارنا چھوڑ دو کہ یہ نہایت ناپاک باتیں ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو شروع میں انصار کی تعداد زیادہ تھی لیکن بعد میں مہاجرین زیادہ ہو گئے تھے۔ عبداللہ بن ابی نے کہا اچھا اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی



ہے، اللہ کی قسم! مدینہ واپس ہوکر عزت والے ذلیلوں کو باہر نکال دیں گے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! اجازت ہو تو اس منافق کی گردن اڑادوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ورنہ لوگ یوں کہیں گے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کرانے لگے ہیں۔

سُورَةُ التَّغَابُنِ

سورۃ التغابن کی تفسیر

وَقَالَ عَلْقَمَةُ: عَنْ عَبْدِ اللهِ، ﴿وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللهِ يَهْدِ قَلْبَهُ﴾ هُوَ الَّذِي إِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ رَضِيَ وَعَرَفَ أَنَّهَا مِنَ اللهِ.

علقمہ نے عبداللہ سے یہ نقل کیا کہ آیت ومن یومن باللہ اور جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا ہے اللہ اس کے دل کو نور ہدایت سے روشن کر دیتا ہے، مراد وہ شخص ہے کہ اگر اس پر کوئی مصیبت آپڑے تو اس پر بھی وہ راضی رہتا ہے بلکہ سمجھتا ہے کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

سُورَةُ الطَّلَاقِ

سورۃ الطلاق کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَبَالَ أَمْرِهَا جَزَاءَ أَمْرِهَا.

مجاہد نے کہا کہ وبال امرھا ای جزاء امرھا یعنی اس کے گناہ کا وبال جو سزا کی شکل میں ہے اسے بھگتنا ہو گا، وہ مراد ہے۔

٤٩٠٨: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ ﴿لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ كَمَا أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ﴾.

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو سالم نے خبر دی اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے اپنی بیوی آمنہ بنت غفار کو جبکہ وہ حائضہ تھیں طلاق دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ اس پر بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ ان سے (اپنی بیوی سے) رجوع کر لیں اور اپنے نکاح میں رکھیں یہاں تک کہ وہ ماہواری سے پاک ہو جائے پھر ماہواری آئے اور پھر وہ اس سے پاک ہو، اب اگر وہ طلاق دینا مناسب سمجھیں تو اس کی پاکی (طہر) کے زمانہ میں ان کے

ساتھ ہم بستری سے پہلے طلاق دے سکتے ہیں بس یہی وہ وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے (مردوں کو) حکم دیا ہے۔ کہ اس میں یعنی حالت طہر میں طلاق دیں۔

۲۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ، وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا)

سو حمل والیوں کی عدت ان کے بچے کا پیدا ہو جانا ہے اور جو کوئی اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا کر دے گا۔

باب: آیت (وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ) کی تفسیر

وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ وَاحِدُهَا: ذَاتُ حَمْلٍ.

وَأُولَاتُ لْأَحْمَالِ کا مفرد ذات حمل ہے، یعنی حمل والی۔

٤٩٠٩: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ أَفْتِنِي فِي امْرَأَةٍ وَلَدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آخِرُ الْأَجَلَيْنِ قُلْتُ أَنَا (وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ فَأَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غُلَامَهُ كُرَيْبًا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا فَقَالَتْ قُتِلَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ وَهِيَ حُبْلَى فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَخُطِبَتْ فَأَنْكَحَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُو السَّنَابِلِ فِيمَنْ خَطَبَهَا.



ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا مجھے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آنے والے نے پوچھا کہ آپ مجھے اس عورت کے متعلق مسئلہ بتایئے جس نے اپنے شوہر کی وفات کے چار مہینے بعد بچہ جنا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جس کا خاوند فوت ہو وہ عدت کی دو مدتوں میں جو مدت لمبی ہو اس کی رعایت کرے (ابو سلمہ نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کیا کہ (قرآن مجید میں تو ان کی عدت کا یہ حکم ہے) حمل والیوں کی عدت ان کے حمل کا پیدا ہو جانا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی اس مسئلہ میں اپنے بھتیجے کے ساتھ ہوں۔ ان کی مراد ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے تھی آخر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کریب کو ام المؤمنین ام سلمہ کی خدمت میں بھیجا یہی مسئلہ پوچھنے کے لئے۔ ام المؤمنین نے بتایا کہ سبیعہ اسلمیہ کے شوہر (سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ) شہید کر دیئے گئے تھے وہ اس وقت حاملہ تھیں شوہر کی موت کے چالیس دن بعد ان کے یہاں بچہ پیدا ہوا پھر ان کے پاس نکاح کا پیغام پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح کر دیا۔ ابو السنابل بھی ان کے پاس پیغام نکاح

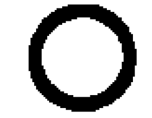


بھیجنے والوں میں سے تھے۔

٤٩١٠: وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى وَكَانَ أَصْحَابُهُ يُعَظِّمُونَهُ فَذَكَرُوا لَهُ فَذَكَرَ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ فَحَدَّثْتُ بِحَدِيثِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ فَغَمَزَ لِي بَعْضُ أَصْحَابِهِ قَالَ مُحَمَّدٌ فَفَطِنْتُ لَهُ فَقُلْتُ إِنِّي إِذًا لَجَرِيءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ فِي نَاحِيَةِ الْكُوفَةِ فَاسْتَحْيَا وَقَالَ لَكِنْ عَمُّهُ لَمْ يَقُلْ ذَاكَ فَلَقِيتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ فَسَأَلْتُهُ فَذَهَبَ يُحَدِّثُنِي حَدِيثَ سُبَيْعَةَ فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فِيهَا شَيْئًا فَقَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيظَ وَلَا تَجْعَلُونَ عَلَيْهَا الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الطُّولَى (وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ).

اور سلیمان بن حرب اور ابو النعمان نے بیان کیا، کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے اور ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ میں ایک مجلس میں جس میں عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ بھی تھے موجود تھا۔ ان کے شاگرد ان کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ میں نے وہاں سبیعہ بنت الحارث کا عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے بیان کیا کہ اس پر ان کے شاگرد نے زبان اور آنکھوں کے اشارے سے ہونٹ کاٹ کر مجھے تنبیہ کی۔ محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ میں سمجھ گیا اور کہا کہ عبد اللہ بن عتبہ کوفہ میں ابھی زندہ موجود ہیں۔ اگر میں ان کی طرف بھی جھوٹ نسبت کرتا ہوں تو بڑی جرات کی بات ہوگی مجھے تنبیہ کرنے والے صاحب اس پر شرمندہ ہوگئے اور عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا لیکن ان کے چچا تو یہ بات نہیں کرتے تھے (ابن سیرین نے بیان کیا کہ) پھر میں ابو عطیہ مالک بن عامر سے ملا اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا وہ بھی سبیعہ والی حدیث بیان کرنے لگے لیکن میں نے ان سے کہا آپ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اس سلسلہ میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے تو انہوں نے کہا کیا تم اس پر (جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور وہ حاملہ ہو۔ عدت کی مدت کو طول دے کر) سختی کرنا چاہتے ہو اور رخصت وسہولت دینے کے لئے تیار نہیں، بات یہ ہے کہ چھوٹی سورۃ نساء یعنی (سورۃ الطلاق) بڑی سورۃ النساء کے بعد نازل ہوئی ہے اور کہا اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن الایۃ اور حمل والیوں کی عدت ان کے حمل کا پیدا ہو جانا ہے۔







سُورَةُ التَّحْرِيمِ
سورۃ التحریم کی تفسیر



اس سورت میں بعد میں کفارہ قسم کا ذکر ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال کی تحریم قسم ہے اس کا کفارہ دینا

چاہیے، لیکن بعض علماء نے کہا ہے کہ آپ نے قسم اٹھائی تھی، اس لیے کفارہ دیا تھا تحریم حلال میں کفارہ نہیں ہے کیونکہ حلال کو حرام کرنا درست نہیں ہے۔

١۔ بَابٌ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ)

اے نبی! جس چیز کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے اسے آپ اپنے لیے کیوں حرام قرار دے رہے ہیں، محض اپنی بیویوں کی خوشی حاصل کرنے کے لیے حالانکہ یہ آپ کے لیے زیبا نہیں ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑی ہی رحمت کرنے والا ہے۔

٤٩١١: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ. حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى، عَنِ ابْنِ حَكِيمٍ هُوَ يَعْلَى بْنُ حَكِيمٍ الثَّقَفِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: فِي الْحَرَامِ يُكَفِّرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ إِسْوَةٌ حَسَنَةٌ)

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے ابن حکیم نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس نے کہا کہ اگر کسی نے اپنے اوپر کوئی حلال چیز حرام کر لی تو اس کا کفارہ دینا ہوگا۔ ابن عباس نے کہا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنی بے شک تمہارے لئے تمہارے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

٤٩١٢: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَمْكُثُ عِنْدَهَا فَوَاطَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ عَلَى أَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقُلْ لَهُ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ قَالَ (لَا وَلَكِنِّي كُنْتُ أَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَلَنْ أَعُودَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرِي بِذَلِكَ أَحَدًا)

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، انہیں عطاء نے، انہیں عبید بن عمیر اور ان سے عائشہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پیتے اور وہاں ٹھہرتے تھے پھر میں نے اور حفصہ نے ایسے کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی آنحضرت ﷺ (زینب کے یہاں سے شہد پی کر آنے کے بعد) داخل ہوں تو وہ کہے کہ کیا آپ نے مغافیر کھائی ہے۔ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو منصوبہ بندی کے تحت یہی کہا گیا، آنحضرت بدبو کو بہت ناپسند کرتے تھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا میں نے مغافیر نہیں کھائی ہے البتہ زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا تھا لیکن اب اسے بھی ہر گز نہیں پیوں گا۔ میں

شرح بخاری

نے اس کی قسم کھائی ہے لیکن تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔

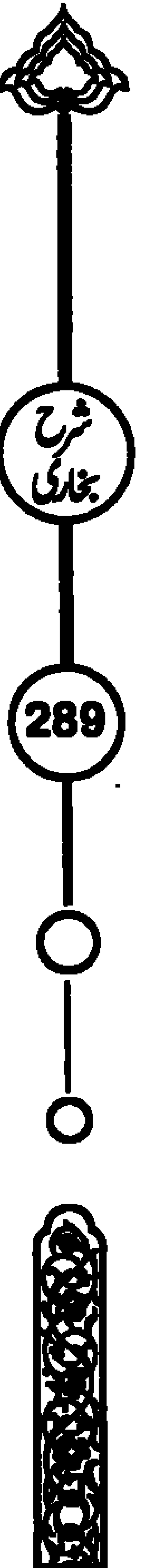
قولہ "أكلت مغافير" کیا آپ نے مغافیر کھائی ہے، یہ مغفور کی جمع ہے۔ ایک قسم کا گوند جو بعض درختوں سے نکلتا ہے ہمارے ہاں اسے "گگثر" کہتے ہیں۔

قولہ "عند زینب بنت جحش" بعض روایات میں عِنْدَ حَفصَة بھی آتا ہے قرآن کریم میں جمع کا صیغہ آیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ اگر دو واقعہ ہوں تو تین ازواج مطہرات اس سے مراد ہو سکتی ہیں۔ راجح یہ ہے کہ ایک واقعہ ہے اور تثنیہ کے لیے جمع کا صیغہ آسکتا ہے کیونکہ دوسری آیت میں تثنیہ کا صیغہ آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا[1]

٢۔ بَابُ قَوْلِهِ (تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ قَدْ فَرَضَ اللهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ)

اے نبی! آپ اپنی بیویوں کی خوشی حاصل کرنا چاہتے ہیں اللہ نے تمہارے لیے قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے۔

باب: آیت (تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ .... الاية) کی تفسیر



٤٩١٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّهُ قَالَ مَكَثْتُ سَنَةً أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَسْأَلَهُ هَيْبَةً لَهُ حَتَّى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ فَلَمَّا رَجَعْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلَ إِلَى الْأَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ قَالَ فَوَقَفْتُ لَهُ حَتَّى فَرَغَ ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَزْوَاجِهِ فَقَالَ تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ قَالَ فَقُلْتُ وَاللهِ إِنْ كُنْتُ لَأُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ هَذَا مُنْذُ سَنَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ هَيْبَةً لَكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ مَا ظَنَنْتَ أَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَاسْأَلْنِي فَإِنْ كَانَ لِي عِلْمٌ خَبَّرْتُكَ بِهِ قَالَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ وَاللهِ إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أَمْرًا حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا فِي أَمْرٍ أَتَأَمَّرُهُ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتِي لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقُلْتُ لَهَا مَا لَكِ وَلِمَا هَا هُنَا وَفِيمَ تَكَلُّفُكِ فِي أَمْرٍ أُرِيدُهُ فَقَالَتْ لِي عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ مَا تُرِيدُ أَنْ تُرَاجَعَ أَنْتَ وَإِنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ مَكَانَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَقَالَ لَهَا يَا بُنَيَّةُ إِنَّكِ لَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَاللهِ إِنَّا لَنُرَاجِعُهُ فَقُلْتُ

[1] سورة التحريم: ٤

تَعْلَمِينَ أَنِّي أُحَذِّرُكِ عُقُوبَةَ اللهِ وَغَضَبَ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّةُ لَا يَغُرَّنَّكِ هَذِهِ الَّتِي أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا يُرِيدُ عَائِشَةَ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِي مِنْهَا فَكَلَّمْتُهَا فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ دَخَلْتَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَبْتَغِيَ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ فَأَخَذَتْنِي وَاللهِ أَخْذًا كَسَرَتْنِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَجِدُ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا وَكَانَ لِي صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غِبْتُ أَتَانِي بِالْخَبَرِ وَإِذَا غَابَ كُنْتُ أَنَا آتِيهِ بِالْخَبَرِ وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوكِ غَسَّانَ ذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَسِيرَ إِلَيْنَا فَقَدِ امْتَلَأَتْ صُدُورُنَا مِنْهُ فَإِذَا صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ فَقَالَ افْتَحْ افْتَحْ فَقُلْتُ جَاءَ الْغَسَّانِيُّ فَقَالَ بَلْ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ اعْتَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْوَاجَهُ فَقُلْتُ رَغَمَ أَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ فَأَخَذْتُ ثَوْبِي فَأَخْرُجُ حَتَّى جِئْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ يَرْقَى عَلَيْهَا بِعَجَلَةٍ وَغُلَامٌ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَدُ عَلَى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ لَهُ قُلْ هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ لِي قَالَ عُمَرُ فَقَصَصْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثَ فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيثَ أُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ لَعَلَى حَصِيرٍ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ وَتَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ وَإِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَصْبُوبًا وَعِنْدَ رَأْسِهِ أَهَبٌ مُعَلَّقَةٌ فَرَأَيْتُ أَثَرَ الْحَصِيرِ فِي جَنْبِهِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَا يُبْكِيكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ كِسْرَى وَقَيْصَرَ فِيمَا هُمَا فِيهِ وَأَنْتَ رَسُولُ اللهِ فَقَالَ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ.

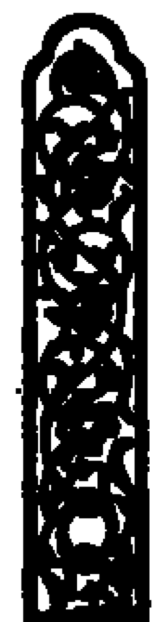


ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے عبید بن حنین نے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے کہا ایک آیت کے متعلق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھنے کے لئے ایک سال تک میں تردد میں رہا، ان کا اتنا ڈر غالب تھا کہ میں ان سے نہ پوچھ سکا۔ آخر وہ حج کے لئے گئے تو میں بھی ان کے ساتھ ہولیا، واپسی میں جب ہم راستہ میں تھے تو رفع حاجت کے لئے وہ پیلو کے درخت کے پاس گئے۔ بیان کیا کہ میں ان کے انتظار میں کھڑا رہا جب وہ فارغ ہو کر آئے تو پھر میں ان کے ساتھ چلا اس وقت میں نے عرض کیا۔ امیر المؤمنین! امہات المؤمنین میں وہ کون دو عورتیں تھیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے متفقہ منصوبہ بنایا تھا؟ انہوں نے بتلایا کہ حفصہ اور عائشہ تھیں۔ میں نے عرض کیا اللہ کی قسم میں یہ سوال آپ



سے کرنے کے لئے ایک سال سے ارادہ کر رہا تھا لیکن آپ کے رعب کی وجہ سے پوچھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا نہ کیا کرو جس مسئلہ کے متعلق تمہارا خیال ہو کہ میرے پاس اس سلسلے میں کوئی علم ہے تو اسے پوچھ لیا کرو، اگر میرے پاس اس کا کوئی علم ہوگا تو تمہیں بتادیا کروں گا۔ بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! جاہلیت میں ہماری نظر میں عورتوں کی کوئی عزت نہ تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وہ احکام نازل کئے جو نازل کرنے تھے اور ان کے حقوق مقرر کئے جو مقرر کرنے تھے۔ بتلایا کہ ایک دن میں سوچ رہا تھا کہ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ بہتر ہے اگر تم اس معاملہ کو فلاں فلاں طرح کرو، میں نے کہا تمہارا اس میں کیا کام۔ معاملہ مجھ سے متعلق ہے تم اس میں دخل دینے والے کون ہوتی ہو؟ میری بیوی نے اس پر کہا خطاب کے بیٹے! تمہارے اس طرز عمل پر حیرت ہے تم اپنی باتوں کا جواب برداشت نہیں کر سکتے تمہاری لڑکی (حفصہ) تو رسول اللہ ﷺ کو بھی جواب دے دیتی ہیں ایک دن تو اس نے آنحضرت ﷺ کو غصہ بھی کر دیا تھا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر اوڑھ کر حضرت حفصہ کے گھر پہنچے اور فرمایا بیٹی! کیا تم رسول اللہ ﷺ کی باتوں کا جواب دے دیتی ہو یہاں تک کہ ایک دن تم نے آنحضرت کو دن بھر ناراض بھی رکھا ہے۔ حضرت حفصہ نے عرض کیا ہاں اللہ کی قسم! ہم آنحضور ﷺ کو کبھی جواب دے دیتے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں نے کہا جان لو میں تمہیں اللہ کی سزا اور اس کے رسول کی سزا (ناراضگی) سے ڈراتا ہوں۔ بیٹی! اس عورت کی وجہ سے دھوکا میں نہ آجانا جس نے حضور اکرم کی محبت حاصل کرلی ہے۔ ان کا اشارہ حضرت عائشہ کی طرف تھا کہا کہ پھر میں وہاں سے نکل کر ام المؤمنین حضرت ام سلمہ کے پاس آیا کیونکہ وہ بھی میری رشتہ دار تھیں۔ میں نے ان سے بھی گفتگو کی انہوں نے کہا ابن خطاب! تعجب ہے کہ آپ ہر معاملہ میں دخل اندازی کرتے ہیں اور آپ چاہتے ہیں کہ آنحضرت اور ان کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دیں۔ اللہ کی قسم! انہوں نے میری ایسی گرفت کی کہ میرے غصہ کو ٹھنڈا کر کے رکھ دیا، میں ان کے گھر سے باہر نکل آیا۔ میرے ایک انصاری دوست تھے، جب میں آنحضرت کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو وہ مجلس کی تمام باتیں مجھ سے آکر بتایا کرتے اور جب وہ حاضر نہ ہوتے تو میں انہیں آکر بتایا کرتا تھا۔ اس زمانہ میں ہمیں غسان کے بادشاہ کی طرف سے ڈر تھا اطلاع ملی تھی کہ وہ مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کر رہا ہے، اس زمانہ میں کئی عیسائی بادشاہ ایسا غلط گھمنڈ رکھتے تھے کہ یہ مسلمان کیا ہیں ہم جب چاہیں گے ان کا صفایا کر دیں گے مگر یہ سارے خیالات غلط ثابت ہوئے اللہ نے اسلام کو غالب کیا۔ چنانچہ ہم کو ہر وقت یہی خطرہ رہتا تھا، ایک دن اچانک میرے انصاری دوست نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کھولو! کھولو! کھولو! میں نے کہا معلوم ہوتا ہے غسانی آگئے۔ انہوں نے کہا بلکہ اس سے بھی زیادہ اہم معاملہ پیش آگیا ہے، وہ یہ کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ میں نے کہا حفصہ اور عائشہ کی ناک غبار آلود ہو۔ چنانچہ میں





نے اپنا کپڑا پہنا اور باہر نکل آیا۔ میں جب پہنچا تو حضور اکرم ﷺ اپنے بالاخانہ میں تشریف رکھتے تھے جس پر سیڑھی سے چڑھا جاتا تھا۔ آنحضرت کا ایک حبشی غلام (رباح) سیڑھی کے سرے پر موجود تھا، میں نے کہا آنحضرت سے عرض کرو کہ عمر بن خطاب آیا ہے اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ میں نے آنحضرت کی خدمت میں پہنچ کر اپنا سارا واقعہ سنایا۔ جب میں حضرت ام سلمہ کی گفتگو پر پہنچا تو آپ کو ہنسی آگئی۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کھجور کی ایک چٹائی پر تشریف رکھتے تھے آپ کے جسم مبارک اور اس چٹائی کے درمیان کوئی اور چیز نہیں تھی آپ کے سر کے نیچے ایک چمڑے کا تکیہ تھا۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ پاؤں کی طرف کیکر کے پتوں کا ڈھیر تھا اور سر کی طرف مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ میں نے چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر دیکھے تو رو پڑا۔ آپ نے فرمایا، کس بات پر رونے لگے ہو میں نے عرض کی یارسول اللہ! قیصر وکسریٰ کو دنیا کا ہر طرح کا آرام مل رہا ہے آپ اللہ کے رسول ہیں (آپ پھر ایسی تنگ زندگی گزارتے ہیں) آنحضرت نے فرمایا کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ ان کے حصہ میں دنیا ہے اور ہمارے حصہ میں آخرت ہے۔

قولہ "أعجبها حُسنُها حبّ رسول الله" لفظ حبُّ اگر مرفوع ہو تو حُسنُها سے بدل بن جائے گا۔ اور اگر منصوب ہو تو مفعول لہ ہو گا۔

٣۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ)

اور جب نبی نے ایک بات اپنی بیوی سے فرمادی پھر جب آپ کی بیوی نے وہ بات کسی اور بیوی کو بتادی اور اللہ تعالیٰ نے نبی کو اس کی خبر دی تو نبی نے اس کا کچھ حصہ بتلادیا اور کچھ سے اعراض فرمایا، پھر جب نبی نے اس بیوی کو وہ بات بتلادی تو وہ کہنے لگیں کہ آپ کو کس نے اس کی خبر دی ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے علم رکھنے والے اور خبر رکھنے والے اللہ نے خبر دی ہے۔

باب: آیت ((وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا)) کی تفسیر

فِيهِ عَائِشَةُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

اس باب میں حضرت عائشہ کی نبی ﷺ سے مروی حدیث ہے۔

٤٩١٤: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا

عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَتْمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ.

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، کہا میں نے عبید بن حنین سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک بات پوچھنے کا ارادہ کیا اور عرض کیا امیر المؤمنین! وہ کون دو عورتیں تھیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ستانے کے لئے منصوبہ بنایا تھا؟ ابھی میں نے اپنی بات پوری بھی نہیں کی تھی کہ انہوں نے کہا وہ عائشہ اور حفصہ تھیں۔

قولہ "إذ" فعل محذوف کا مفعول بہ ہے اور وہ فعل اذکر ہے۔

قولہ "إلى بعض أزواجه" سے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما مراد ہے۔

قولہ "حديثا" اس سے مراد تحریم عسل یا تحریم ماریہ ہے۔

قولہ "فلما نبأت به" یعنی حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ کو بتادیا اور سمجھا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بعض نسخوں میں اس ترجمہ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم درج ہے، اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ بعض وقت امام بخاری کسی کام کے در پیش ہونے کی وجہ سے لکھنا چھوڑ دیتے تھے، اس کے بعد دوبارہ جب لکھنا شروع کرتے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرتے تھے۔



۴۔ بَابُ قَوْلِهِ (إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا)

اے دونوں بیویو! اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کر لوگی تو بہتر ہے تمہارے دل اس (غلط بات کی) طرف جھک گئے ہیں۔

باب: آیت (إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا) کی تفسیر

صَغَوْتُ وَأَصْغَيْتُ: مِلْتُ لِتَصْغَى لِتَمِيلَ (وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ، وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ) عَوْنٌ تَظَاهَرُونَ تَعَاوَنُونَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ) أَوْصُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَأَدِّبُوهُمْ.

عرب لوگ کہتے ہیں صغوت وأصغيت یعنی میں جھک پڑا (لتصغى) جو سورہ انعام میں ہے جس کا معنی جھک جائیں وان تظاهرا عليه الاية یعنی اگر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلہ میں تم روز نیا منصوبہ بناتی رہیں تو اس کا مددگار تو اللہ ہے اور جبریل ہیں اور نیک مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے بھی مددگار ہیں۔ ظہیر کا معنی مددگار۔ تظاهرون ایک کی ایک مدد کرتے ہو۔ مجاہد نے کہا آیت قوا انفسکم واهلیکم کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اللہ کا ڈر اختیار کرنے کی نصیحت کرو اور انہیں ادب سکھاؤ۔



٤٩١٥: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ كُنْتُ أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ

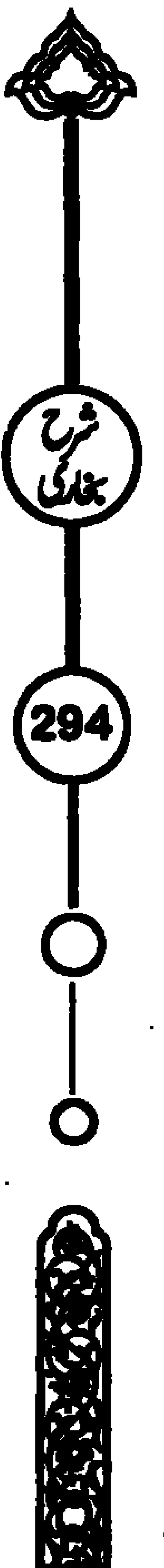
اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَكَثْتُ سَنَةً فَلَمْ أَجِدْ لَهُ مَوْضِعًا حَتَّى خَرَجْتُ مَعَهُ حَاجًا فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرَانَ ذَهَبَ عُمَرُ لِحَاجَتِهِ فَقَالَ أَدْرِكْنِي بِالْوَضُوءِ فَأَدْرَكْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ فَجَعَلْتُ أَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَرَأَيْتُ مَوْضِعًا فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَمَا أَتْمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ.

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبید بن حنین سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے حضرت ابن عباس سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان عورتوں کے متعلق سوال کرنا چاہا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر زور کیا تھا۔ ایک سال اسی فکر میں رہا اور مجھے کوئی موقع نہیں ملتا تھا آخر ان کے ساتھ حج کے لئے نکلا (واپسی میں) جب ہم مقام ظہران میں تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رفع حاجت کے لئے گئے۔ پھر کہا کہ میرے لئے وضو کا پانی لاؤ، میں ایک برتن میں پانی لایا اور ان کو وضو کرانے لگا اسوقت مجھ کو موقع ملا۔ میں نے عرض کیا امیر المؤمنین! وہ عورتیں کون تھیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل ایسا کیا تھا؟ ابھی میں نے اپنی بات پوری نہ کی تھی انہوں نے کہا کہ وہ عائشہ اور حفصہ تھیں۔

قولہ "فإن الله هو مولاه وجبريل وصالح المؤمنين والملائكة بعد ذلك ظهير"

یہاں شیعہ کہلانے والے کہتے ہیں کہ بہت بڑی سازش تیار کی گئی ہوگی جس کی وجہ سے فرشتے اور سب مومن جمع ہوئے اس کا جواب یہ ہے کہ ان سب کے جمع ہونے کے باوجود کچھ بھی نہ بنا، تمہارے بقول سازش تو پھر بھی ہوگئی، تو سب کے جمع ہونے کا فائدہ کیا ہوا؟ کوئی سازش نہیں، شہد کا واقعہ پیش آیا ہے جو حدیث میں ذکر ہے۔

قولہ "وإن تظاهرا عليه" یعنی آپ کے خلاف ایک دوسری کی مدد کریں، کہ تو نے بُو آنے کا کہنا ہے اور وہ دوسری کو کہے کہ جب تیرے پاس نبی کریم علیہ السلام آئیں تو تُو نے بھی یہی کہنا ہے۔



٥۔ بَابُ قَوْلِهِ (عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا)

اور اگر نبی تمہیں طلاق دیدے تو اس کا پروردگار تمہارے بدلے انہیں تم سے بہتر بیویاں دیدے گا، وہ اسلام لانے والیاں، پختہ ایمان والیاں، فرمانبرداری کرنے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، روزہ رکھنے والیاں، بیوہ بھی ہوں گی اور کنواریاں بھی ہوں گی۔

باب: آیت (عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ... الاية) کی تفسیر

٤٩١٦: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ.

ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیرت دلانے کے لئے جمع ہوگئیں تو میں نے ان سے کہا اگر نبی طلاق دے دے تو ان کا پروردگار تمہارے بدلے میں انہیں تم سے بہتر بیویاں دے دے گا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ عسی ربه ان طلقکن آخر تک۔

یہاں بھی کہا جاتا ہے کہ دوسری عورتیں جو آئیں گی وہ بہتر ہوں گی، اور وہ مسلمات، مومنات، قانتات ہوں گی، موجودہ بیویاں بہتر نہیں ہیں، حالانکہ ان اوصاف میں جو ذکر ہوئے ہیں۔ «ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا» بھی ذکر ہوا ہے، جبکہ آپ کی ازواج مطہرات ثَيِّبَات اور وَأَبْكَار کے اوصاف سے متصف تھیں اور اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، تو اسی طرح وہ باقی اوصاف جمیلہ کے ساتھ بھی متصف تھیں بہتری جو ذکر ہوئی ہے وہ اخلاق کے لحاظ سے مراد ہے، کہ دیگر آنے والیاں آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دیں گی۔

سُورَةُ الْمُلْكِ



سورہ الملک کی تفسیر

التَّفَاوُتُ: الِاخْتِلَافُ، وَالتَّفَاوُتُ وَالتَّفَوُّتُ وَاحِدٌ، تَمَيَّزُ تَقَطَّعُ، مَنَاكِبِهَا جَوَانِبِهَا، تَدَّعُونَ وَتَدْعُونَ وَاحِدٌ، مِثْلُ تَذَّكَّرُونَ وَتَذْكُرُونَ، وَيَقْبِضْنَ يَضْرِبْنَ بِأَجْنِحَتِهِنَّ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: صَافَّاتٍ بَسْطُ أَجْنِحَتِهِنَّ، وَنُفُورٌ الْكُفُورُ.

التفاوت کا معنی اختلاف فرق تفاوت اور تفوت دونوں کا ایک معنی ہے۔ تمیز ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے مناکبہا اس کے کناروں میں تدعون (دال کی تشدید) اور تدعون (دال کے جزم کے ساتھ) دونوں کا ایک ہی معنی ہے جیسے تذکرون اور تذکرون (ذال کے جزم کے ساتھ) کا ایک ہی معنی ہے یقبضن اپنے پنکھ مارتے ہیں (یا سمیٹ لیتے ہیں) مجاہد نے کہا صافات کے معنی اپنے بازو کھولے ہوئے نفور سے کفر مراد ہے۔

اس سورت کی فضیلت کے بارہ میں سنن ابی داؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سُورَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً، تَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا حَتَّى يُغْفَرَ لَهُ: تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کریم میں تیس آیات پر مشتمل ایک سورت ہے، جو قیامت کے دن اسے پڑھنے والے کی بخشے جانے تک سفارش کرے گی، اور وہ سورت تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ ہے[1]۔

قولہ "یقبضنا" وہ اپنے پروں کو سمیٹ لیتے ہیں اور صافات سے مراد ہے وہ اپنے پروں کو کھول لیتے ہیں۔

---

[1] سنن ابی داؤد (۱۴۰۰) حسن

سُورَۃُ نٓ وَالْقَلَمِ

سورۃ ن کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَتَخَافَتُونَ يَنْتَجُونَ السِّرَارَ وَالْكَلَامَ الْخَفِيَّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَضَالُّونَ أَضْلَلْنَا مَكَانَ جَنَّتِنَا وَقَالَ غَيْرُهُ: كَالصَّرِيمِ كَالصُّبْحِ انْصَرَمَ مِنَ اللَّيْلِ، وَاللَّيْلِ انْصَرَمَ مِنَ النَّهَارِ، وَهُوَ أَيْضًا: كُلُّ رَمْلَةٍ انْصَرَمَتْ مِنْ مُعْظَمِ الرَّمْلِ، وَالصَّرِيمُ أَيْضًا: الْمَصْرُومُ مِثْلُ قَتِيلٍ وَمَقْتُولٍ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یتخافتون چپکے چپکے کانا پھوسی کرتے ہوئے۔ قتادہ نے کہا حرد کے معنی دل سے کوشش کرنا یا بخیلی یا غصہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا الضالون کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے باغ کی جگہ بھول گئے، بھٹک گئے اور آگے بڑھ گئے۔ اوروں نے کہا صریم کے معنی صبح جو رات سے کٹ کر الگ ہو جاتی ہے یا رات جو دن سے کٹ کر الگ ہو جاتی ہے۔ صریم اس ریتی کو بھی کہتے ہیں جو ریت کے بڑے بڑے ٹیلوں سے کٹ کر الگ ہو جائے۔ صریم مصروم کے معنی میں ہے جیسے قتیل مقتول کے معنوں میں ہے۔

قولہ "یَنْتَجُونَ" وہ چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہوئے۔

قولہ "حَرْدٍ" یعنی دل سے کوشش کرنا۔

قولہ "کَالصَّرِیم" یعنی صبح جو رات سے کٹ کر الگ ہو جاتی ہے یا رات جو دن سے کٹ کر الگ ہو جاتی ہے۔ اور صَرِیم اس ریت کو بھی کہتے ہیں جو ریت کے بڑے ٹیلے سے کٹ کر الگ ہو جائے، اور صریم فعیل کا وزن مصروم کے معنی میں ہے یعنی کٹی ہوئی، جیسا کہ قتیل بمعنی مقتول ہے۔

قولہ "کَالصُّبح" یعنی جس طرح صبح صاف شدہ ہوتی ہے اس طرح وہ باغ کی جگہ صاف ہو گئی۔

١۔ بَابٌ (عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ)

سخت مزاج ہے، اس کے علاوہ بدذات بھی ہیں۔

باب: آیت (عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ) کی تفسیر

٤٩١٧: حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ قَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ لَهُ زَنَمَةٌ مِثْلُ زَنَمَةِ الشَّاةِ.

ہم سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو حصین نے، ان سے مجاہد نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت عتل بعد ذالک زنیم یعنی وہ ظالم سخت مزاج ہے۔ اس کے علاوہ حرامی بھی ہے کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت قریش کے ایک شخص کے بارے

میں نازل ہوئی تھی اس کی گردن میں نشانی تھی جیسے بکری میں نشانی ہوتی ہے کہ بعض ان کا کوئی عضو بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

قولہ "عُتُلٍّ" وہ (کافر) سخت مزاج ہے اس کے علاوہ بد ذات بھی ہے، یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارہ میں ہے۔
قولہ "زنمۃ" اس کی گردن پر بکری کی نشانی کی طرح ایک نشانی تھی۔

٤٩١٨: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ)

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے عبد بن خالد سے بیان کیا، کہا کہ میں نے حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ میں تمہیں بہشتی آدمی کے متعلق نہ بتادوں۔ وہ دیکھنے میں کمزور ناتواں ہوتا ہے (لیکن اللہ کے یہاں اس کا مرتبہ یہ ہے کہ) اگر کسی بات پر اللہ کی قسم کھالے تو اللہ اسے ضرور پوری کر دیتا ہے اور کیا میں تمہیں دوزخ والوں کے متعلق نہ بتادوں ہر بدخو بھاری جسم والا اور تکبر کرنے والا۔



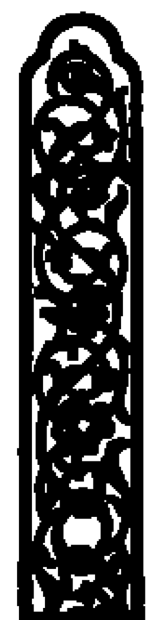
٢۔ بَاب (يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ)

یعنی وہ دن یاد کرو جب پنڈلی کھولی جائے گی۔

باب: آیت (يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ ... الاية) کی تفسیر

٤٩١٩: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ فَيَبْقَى كُلُّ مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا)

ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے خالد بن یزید نے، ان سے سعید بن ابی ہلال نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطا بن یسار اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ ہمارا رب قیامت کے دن اپنی پنڈلی کھولے گا اس وقت ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت اس کے لئے سجدہ میں گر پڑیں گے۔ صرف وہ باقی رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھاوے اور ناموری کے لئے سجدہ کرتے تھے۔ جب وہ سجدہ کرنا چاہیں گے تو ان کی پیٹھ تختہ ہو جائے گی اور وہ سجدہ کے لئے نہ مڑ سکیں گے۔



سورۃ (الحاقة)

سورۃ الحاقہ کی تفسیر

(عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ) يُرِيدُ فِيهَا الرِّضَا، (القَاضِيَةَ) المَوْتَةَ الأُولَى الَّتِي مُتُّهَا لَمْ أُحْيَ بَعْدَهَا، (مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ) أَحَدٌ يَكُونُ لِلْجَمْعِ وَلِلْوَاحِدِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (الوَتِينَ) نِيَاطُ القَلْبِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (طَغَى) كَثُرَ، وَيُقَالُ: بِالطَّاغِيَةِ بِطُغْيَانِهِمْ، وَيُقَالُ: طَغَتْ عَلَى الخُزَّانِ كَمَا طَغَى المَاءُ عَلَى قَوْمِ نُوحٍ.

عيشة راضية مرضية کے معنی میں ہے یعنی پسندیدہ عیش۔ القاضية پہلی موت یعنی کاش پہلی موت جو آئی تھی اس کے بعد میں مرا ہی رہتا پھر زندہ نہ ہوتا۔ من احد عنه حاجزین احد کا اطلاق مفرد اور جمع دونوں پر آتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وتین سے مراد جان کی رگ جس کے کٹنے سے آدمی مر جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا طغى الماء یعنی پانی بہت چڑھ گیا۔ بالطاغية اپنی سرکشی کی وجہ سے بعضوں نے کہا طاغیہ سے آندھی مراد ہے اس نے اتنا زور کیا کہ فرشتوں کے اختیار سے باہر ہو گئی جیسے پانی نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر زور کیا تھا۔

قولہ "عيشة راضية" یعنی رضا والی (پسندیدہ) زندگی۔

قولہ "القاضية" اس سے قبل یالیتها کی ضمیر پہلے آنے والی موت کی طرف راجع ہے، یعنی پہلی موت فیصلہ کن ہوتی۔ اس کے بعد میں زندہ نہ کیا جاتا۔

قولہ "الوتين" اس سے مراد رگ جان ہے جس کا تعلق دل سے ہوتا ہے اس کے کٹنے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

قولہ "طغى الماء" پانی بہت چڑھ گیا۔

قولہ "بطغيانهم" اپنی سرکشی کی وجہ سے۔

قولہ "طغت على الخزان" یہ دراصل صَرصَرٍ عاتِيَةٍ کا معنی ہے، اور طاغية طُغيان کے معنی میں ہے۔

شرح بخاری

سورۃ سأل سائل

سورۃ سال سائل کی تفسیر

الفَصِيلَةُ: أَصْغَرُ آبَائِهِ القُرْبَى، إِلَيْهِ يَنْتَمِي مَنِ انْتَمَى (لِلشَّوَى) اليَدَانِ وَالرِّجْلاَنِ وَالأَطْرَافُ، وَجِلْدَةُ الرَّأْسِ يُقَالُ لَهَا شَوَاةٌ وَمَا كَانَ غَيْرَ مَقْتَلٍ فَهُوَ شَوًى، عِزِينَ وَالعِزُونَ: الحِلَقُ وَالجَمَاعَاتُ، وَوَاحِدُهَا عِزَةٌ.

فصيلہ نزدیک کا دادا جس کی طرف آدمی کو نسبت دی جاتی ہے۔ شوى دونوں ہاتھ پاؤں، بدن کے کنارے، سر کی کھال اس کو شواۃ کہتے ہیں اور جس عضو کے کاٹنے سے آدمی مرتا نہیں ہے وہ شوى ہے۔ عزون گروہ گروہ اس کا مفرد عزۃ ہے۔

قولہ "الفصیلة" وہ قریبی آباءواجداد جن کی طرف انسان منسوب ہوتا ہے۔

قولہ "الشوٰی" دونوں ہاتھوں، دونوں پاؤں اور جسمانی اطراف اور سر کی کھال کو «شواة» کہتے ہیں۔

قولہ "غیر مقُتلٍ" یعنی جسم کے جس حصے پر مارنے سے موت واقع نہ ہو اسے "الشوٰی" کہتے ہیں۔

سُورَةُ نُوحٍ (إِنَّا أَرْسَلْنَا)

سورۃ نوح کی تفسیر

(أَطْوَارًا) طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا، يُقَالُ: عَدَا طَوْرَهُ أَيْ قَدْرَهُ، وَالْكُبَّارُ أَشَدُّ مِنَ الْكِبَارِ، وَكَذَلِكَ جُمَّالٌ وَجَمِيلٌ لِأَنَّهَا أَشَدُّ مُبَالَغَةً، وَكُبَّارٌ الْكَبِيرُ، وَكُبَارًا أَيْضًا بِالتَّخْفِيفِ، وَالْعَرَبُ تَقُولُ: رَجُلٌ حُسَّانٌ وَجُمَّالٌ وَحُسَانٌ، مُخَفَّفٌ، وَجُمَالٌ، مُخَفَّفٌ (دَيَّارًا) مِنْ دَوْرٍ، وَلَكِنَّهُ فَيْعَالٌ مِنَ الدَّوَرَانِ كَمَا قَرَأَ عُمَرُ: الْحَيُّ الْقَيَّامُ: وَهِيَ مِنْ قُمْتُ وَقَالَ غَيْرُهُ: (دَيَّارًا) أَحَدًا، (تَبَارًا) هَلَاكًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (مِدْرَارًا) يَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا، (وَقَارًا) عَظَمَةً.

اطوارا کبھی کچھ کبھی کچھ مثلاً منی پھر گوشت کا لوتھڑا عرب لوگ کہتے ہیں عدا طورہ اپنے اندازے سے بڑھ گیا۔ کبار (بتشدید باء) میں کبار سے زیادہ مبالغہ ہے یعنی بہت ہی بڑا، جیسے جمیل خوبصورت جمال بہت ہی خوبصورت غرض کبار کا معنی بڑا کبھی اس کو کبار تخفیف باء سے بھی پڑھا ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں حسان اور جمال (تشدید سے) اور حسان اور جمال (تخفیف سے) دیارا دور سے نکلا ہے۔ اس کا وزن فیعال ہے (اصل میں دیوار تھا) جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے الحی القیوم کو الحی القیام پڑھا ہے۔ یہ قمت سے نکلا ہے (تو اصل میں قیوام تھا) اوروں نے کہا دیارا احدا کے معنی میں ہے یعنی کسی کو نہ چھوڑ اتبارا ہلاکت۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مدرارا ایک کے پیچھے دوسرا یعنی لگاتار بارش۔ وقارا سے عظمت اور بڑائی مراد ہے۔

قولہ "طورا كذا وطورًا كذا" کبھی یہ نطفہ ہوتا ہے کبھی علقہ ہوتا ہے اور کبھی مضغة ہوتا ہے۔

قولہ "عَدَا طَوْرَهُ" وہ اپنے اندازے سے بڑھ گیا، یعنی اپنی حد سے بڑھ گیا۔

قولہ "وقال غيره" دَيَّارًا، أَحَدًا یعنی ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔

١۔ باب (وَدًّا وَلَا سُوَاعًا، وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ)

باب: ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کی تفسیر

٤٩٢٠: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا صَارَتِ الْأَوْثَانُ الَّتِي كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ فِي الْعَرَبِ بَعْدُ أَمَّا وَدٌّ كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ وَأَمَّا سُوَاعٌ كَانَتْ لِهُذَيْلٍ وَأَمَّا يَغُوثُ فَكَانَتْ لِمُرَادٍ ثُمَّ لِبَنِي غُطَيْفٍ بِالْجَوْفِ عِنْدَ سَبَإٍ وَأَمَّا يَعُوقُ فَكَانَتْ لِهَمْدَانَ وَأَمَّا نَسْرٌ

فَكَانَتْ لِحِمْيَرَ لِآلِ ذِي الْكَلَاعِ أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ أَنْ انْصِبُوا إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ أَنْصَابًا وَسَمُّوهَا بِأَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتَّى إِذَا هَلَكَ أُولَئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ.

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے اور عطاء نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جو بت حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں پوجے جاتے تھے بعد میں وہی عرب میں پوجے جانے لگے۔ ود دومۃ الجندل میں بنی کلب کا بت تھا۔ سواع بنی ہذیل کا۔ یغوث بنی مراد کا اور مراد کی شاخ بنی غطیف کا جو وادی جُرف میں قوم سبا کے پاس رہتے تھے یعوق بنی ہمدان کا بت تھا۔ نسر حمیر کا بت تھا جو ذوالکلاع کی آل میں سے تھے۔ یہ پانچوں حضرت نوح کی قوم کے نیک لوگوں کے نام تھے جب ان کی موت ہوگئی تو شیطان نے ان کے دل میں ڈالا کہ اپنی مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھے تھے ان کے بت قائم کر لیں اور ان بتوں کے نام اپنے نیک لوگوں کے نام پر رکھ لیں چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اس وقت ان بتوں کی پوجا نہیں ہوتی تھی لیکن جب وہ لوگ بھی مر گئے جنہوں نے بت قائم کئے تھے اور علم لوگوں میں نہ رہا تو ان کی پوجا ہونے لگی [1]۔

شرح بخاری

وُد، سواع، یغوث، یعوق اور نسر، یہ پہلے حضرت ادریس علیہ السلام کی اولاد سے انسانوں کے نام تھے، یہ نیک لوگ تھے۔ جب یہ فوت ہوگئے تو لوگوں نے ان کے فوت ہونے پر بڑا غم کیا، شیطان نے کہا غم کیوں کرتے ہو۔ اللہ کے ولی فوت نہیں ہوتے وہ زندہ ہوتے ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللهِ لَا يَمُوتُونَ اس خود ساختہ جملہ کے بارہ میں پہلے کہا جاتا تھا کہ یہ قرآن کی آیت ہے، پھر کہا گیا کہ یہ حدیث ہے، جب قرآن وحدیث میں نہ ملا تو کہا گیا کہ یہ بزرگوں کا قول ہے، لیکن بالآخر پتہ چلا کہ یہ شیطان کا قول ہے، اس نے کہا تھا کہ اولیاء اور نیک لوگ فوت نہیں ہوئے، لہذا ان کے بُت بنالو، وہ مرے نہیں، بس غائب ہوئے ہیں۔ ان کے بُت بنانے سے ان کی شکلیں سامنے آجائیں گی، اور انہوں نے ایسا ہی کیا اور ان کے ناموں پر بُت بنالئے۔ اور ان کے ناموں پر بتوں کے نام رکھ لئے، اور رفتہ رفتہ ان

[1] عطاء کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اس حدیث کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ منقطع ہے کیونکہ عطاء مذکور سے مراد عطاء خراسانی ہے جس کی حضرت ابن عباس سے لقاء ثابت نہیں ہے عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں اس حدیث کو ابن جریج سے نقل کرتے ہوئے (اخبرنی عطاء الخراسانی عن ابن عباس) ذکر کیا ہے۔ لیکن فاکہی نے حدیث مذکور محمد بن ثور عن ابن جریج عن ابن عباس، کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے خراسانی کا لفظ ذکر نہیں کیا جب کہ عبدالرزاق نے اسے ذکر کیا ہے اس حدیث کی بابت قوی گمان یہ ہے کہ یہ ابن جریج کے ہاں عطاء خراسانی اور عطاء بن ابی رباح دونوں کے حوالے سے مروی ہے عطاء بن ابی رباح سے تفسیری روایات منقول نہ ہونے سے یہ امر ممتنع نہیں، کہ اس حدیث کو کسی اور باب کے تحت نقل نہ کیا ہو یا اثناء مذاکرہ اس کا ذکر کیا ہو ورنہ امام بخاری پر یہ کیسے مخفی رہ سکتا ہے جبکہ وہ شرط اتصال کے بارہ میں نہایت سخت موقف کے حامل ہیں اور حدیث معنعن میں راوی کے اپنے مروی عنہ سے لقاء اور سماع کو ضروری قرار دیتے ہیں (توفیق الباری، ۷/۱۷۶)

کی عبادت شروع ہوگئی۔

سُورَةُ قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ
سورۂ جن کی تفسیر میں

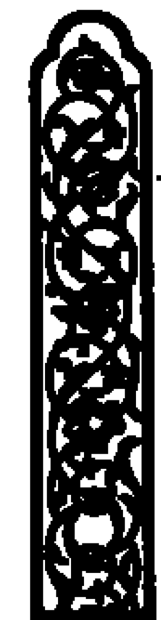
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِبَدًا أَعْوَانًا

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا لبدا کے معنی مدد گار کے ہیں۔"

٤٩٢١: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ فَقَالُوا مَا لَكُمْ فَقَالُوا حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالَ مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا مَا حَدَثَ فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَدَثَ فَانْطَلَقُوا فَضَرَبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَنْظُرُونَ مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ قَالَ فَانْطَلَقَ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلَةَ وَهُوَ عَامِدٌ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ تَسَمَّعُوا لَهُ فَقَالُوا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَهُنَالِكَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا وَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ وَإِنَّمَا أُوحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ.



ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے ساتھ سوق عکاظ (مکہ اور طائف کے درمیان ایک میدان جہاں عربوں کا مشہور میلہ لگتا تھا) کا قصد کیا اس زمانہ میں شیاطین تک آسمان کی خبروں کے چرا لینے میں رکاوٹ پیدا کردی گئی تھی اور ان پر آسمان سے آگ کے انگارے چھوڑے جاتے تھے جب وہ جن اپنی قوم کے پاس لوٹ کر آئے تو ان کی قوم نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ آسمان کی خبروں میں اور ہمارے درمیان رکاوٹ کردی گئی ہے اور ہم پر آسمان سے آگ کے انگارے برسائے گئے ہیں، انہوں نے کہا کہ آسمان کی خبروں اور تمہارے درمیان رکاوٹ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کوئی خاص بات پیش آئی ہے۔ اس لئے ساری زمین پر



مشرق ومغرب میں پھیل جاؤ اور تلاش کرو کہ کون سی بات پیش آگئی ہے۔ چنانچہ شیاطین مشرق ومغرب میں پھیل گئے تاکہ اس بات کا پتہ لگائیں کہ آسمان کی خبروں کی ان تک پہنچنے میں رکاوٹ پیدا کی گئی ہے وہ کس بڑے واقعہ کی وجہ سے ہے۔ بیان کیا کہ جو شیاطین اس کھوج میں نکلے تھے ان کا ایک گروہ وادی تہامہ کی طرف بھی آنکلا (یہ جگہ مکہ معظمہ سے ایک دن کے سفر کی راہ پر ہے) جہاں رسول کریم ﷺ منڈی عکاظ کی طرف جاتے ہوئے کھجور کے ایک باغ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ اس وقت صحابہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب شیاطین نے قرآن مجید سنا تو یہ اس کو سننے لگ گئے پھر انہوں نے کہا کہ یہی چیز ہے وہ جس کی وجہ سے تمہارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوئی ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ آئے اور ان سے کہا کہ انا سمعنا قرآنا عجبا الا یۃ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو نیکی کی راہ دکھلاتا ہے سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم اب اپنے پروردگار کو کسی کا ساجھی نہ بنائیں گے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل کی قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن الایۃ آپ کہئے کہ میرے پاس وحی آئی ہے اس بات کی کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن مجید سنا یہی جنوں کا قول آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا۔

قولہ "لِبَدًا" اس کا معنیٰ "معاون" ہے یہ جنوں کی کلام ہے کہ جب اللہ کا بندہ نماز پڑھتا اور سجدہ ریز ہوتا ہے تو آپ کے صحابہ بھی تہ بر تہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں، اور اس کی عبادت میں یہ بھی اس کے معاون بن جاتے ہیں، شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے یہ معنیٰ کیا ہے کہ اللہ کا بندہ جب اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی دعاء کو قبول کرتا ہے تو لوگ اس بندے کو پکارنا شروع کر دیتے ہیں، اس لیے اس آیت کے بعد آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا کہہ دو میں اپنے رب کو ہی پکارتا ہوں، اور میں اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں بناتا، جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیر کو اپنی حاجات کے لیے پکارنا شرک ہے۔

سُورَةُ الْمُزَّمِّلِ

سورۃ المزمل کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (وَتَبَتَّلْ) أَخْلِصْ وَقَالَ الْحَسَنُ: (أَنْكَالًا) قُيُودًا، (مُنْفَطِرٌ بِهِ) مُثْقَلَةٌ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (كَثِيبًا مَهِيلًا) الرَّمْلُ السَّائِلُ (وَبِيلًا) شَدِيدًا.

مجاہد نے کہا کہ تبتل کے معنی خالص اسی کا ہو جا اور امام حسن بصری نے فرمایا انکالا کا معنی بیڑیاں ہیں۔ منفطر بہ اس کے سبب سے بھاری ہو جائے گا بھاری ہو کر پھٹ جائے گا۔ حضرت ابن عباس نے کہا کثیبا مھیلا پھسلتی بہتی ریت۔ وبیلا کے معنی سخت کے ہیں۔

قولہ "وَتَبَتَّلْ" یعنی دیگر سب سے منقطع ہو کر ایک اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہو جا۔

قولہ "أَنكَالًا" یہ نِکْل کی جمع ہے جس کا معنیٰ بیڑیاں ہے۔

قولہ "السماء منفطر به" یعنی آسمان اس دن کی وجہ سے پھٹنے والا ہے۔ بعض نے کہا کہ بہ کی ضمیر السماء کی طرف راجع ہے، لیکن السماء مؤنث اور «به» ضمیر مذکر ہے تو اس کا جواب دیا ہے کہ السماء ھیأۃ کی وجہ سے مونث ہے، جب اس کی ھیأۃ ٹوٹ جائے گی اور مادہ ہی رہ جائے گا، تو مونث نہ رہا اس لیے ضمیر مذکر آئی ہے، زمخشری نے ایسا کہا ہے، ورنہ اکثر علماء تو دن مراد لیتے ہیں کیونکہ اس سے قبل دن کا ہی ذکر ہے۔

سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ

سورۃ المدثر کی تفسیر

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿عَسِيرٌ﴾ شَدِيدٌ، ﴿قَسْوَرَةٌ﴾ رِكْزُ النَّاسِ وَأَصْوَاتُهُمْ، وَكُلُّ شَدِيدٍ قَسْوَرَةٌ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: القَسْوَرَةُ: قَسْوَرُ الأَسَدِ، الرِّكْزُ: الصَّوْتُ ﴿مُسْتَنْفِرَةٌ﴾ نَافِرَةٌ مَذْعُورَةٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عسیر کا معنی سخت۔ قسورۃ کا معنی لوگوں کا شور وغل۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا قسورۃ شیر کو کہتے ہیں اور ہر سخت اور زور دار چیز کو قسورۃ کہتے ہیں۔ مستنفرۃ بھڑکنے والی۔

٤٩٢٢: حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ، قَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ قُلْتُ: يَقُولُونَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ ذَلِكَ، وَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِي قُلْتَ: فَقَالَ جَابِرٌ: لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ، فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي هَبَطْتُ فَنُودِيتُ، فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، وَنَظَرْتُ أَمَامِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، وَنَظَرْتُ خَلْفِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ شَيْئًا، فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ: دَثِّرُونِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا، قَالَ: فَدَثَّرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا، قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾».



ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے علی بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے پوچھا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یاایھا المدثر میں نے عرض کیا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ اقراء باسم ربك الذی خلق سب سے پہلے نازل ہوئی ابو سلمہ نے اس پر کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا اور جو بات ابھی تم نے مجھ سے کہی وہی میں نے بھی ان سے کہی تھی لیکن حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ میں تم سے وہی حدیث بیان کرتا ہوں جو ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں غار حرا میں ایک مدت کے لئے خلوت نشیں تھا۔ جب میں وہ دن



پورے کر کے پہاڑ سے اترا تو مجھے آواز دی گئی، میں نے اس آواز پر اپنے دائیں طرف دیکھا لیکن کوئی چیز نہیں دکھائی دی۔ پھر بائیں طرف دیکھا ادھر بھی کوئی چیز دکھائی نہیں دی، سامنے دیکھا ادھر بھی کوئی چیز نہیں دکھائی دی۔ پیچھے کی طرف دیکھا اور ادھر بھی کوئی چیز نہیں دکھائی دی۔ اب میں نے اپنا سر اوپر کی طرف اٹھایا تو مجھے ایک چیز دکھائی دی۔ پھر میں خدیجہ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو۔ فرمایا کہ پھر انہوں نے مجھے کپڑا اوڑھا دیا اور ٹھنڈا پانی مجھ پر بہایا۔ فرمایا کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی یا ایها المدثر قم فانذر وربك فکبر یعنی اے کپڑے میں لپٹنے والے! اٹھیے پھر لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرایئے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے۔

قولہ "قسورة" کا معنیٰ لوگوں کا شور وغل اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا قسورُ الأسد قسورہ شیر کو کہتے ہیں اور ہر سخت چیز کو قَسوَرَة کہا جاتا ہے۔

قولہ "مستنفرة" متنفر ہو کر بھڑکنے والے یعنی خوفزدہ ہو کر بھاگنے والے۔

قولہ "وصُبُّوا علی ماءٍ باردًا" کیونکہ عرب کا علاقہ گرم ہے اور گرمی کے بخار کا علاج ٹھنڈک حاصل کرنا ہے۔

٢۔ بَابُ قَوْلُهُ (قُمْ فَأَنْذِرْ)

"یعنی آپ اٹھیے پھر لوگوں کو ڈرایئے"۔

باب: آیت (قُمْ فَأَنْذِرْ) کی تفسیر

٤٩٢٣: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُ قَالَا حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ مِثْلَ حَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ.

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن مہدی نے اور ان کے غیر (ابوداؤد طیالسی) نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حرب بن شداد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں غار حرا میں تنہائی اختیار کئے ہوئے تھا۔ یہ روایت بھی عثمان بن عمر کی حدیث کی طرح ہے جو انہوں نے علی بن مبارک سے بیان کی ہے۔

٣۔ بَابُ قَوْلِهِ: (وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ)

"یعنی اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے"۔

باب: آیت (وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ) کی تفسیر

٤٩٢٤: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ أَوَّلُ فَقَالَ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَقُلْتُ أُنْبِئْتُ أَنَّهُ

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ أَوَّلُ فَقَالَ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَقُلْتُ أُنْبِئْتُ أَنَّهُ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ فَقَالَ لَا أُخْبِرُكَ إِلَّا بِمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاوَرْتُ فِي حِرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي هَبَطْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ الْوَادِيَ فَنُودِيتُ فَنَظَرْتُ أَمَامِي وَخَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُونِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا وَأُنْزِلَ عَلَيَّ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ.

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا، کہا ہم سے حرب نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابوسلمہ سے پوچھا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی؟ فرمایا کہ یاایھا المدثر میں نے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ اقرا باسم ربك الذى خلق سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ ابوسلمہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ قرآن کی کون سی آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ یاایھا المدثر (اے کپڑے میں لپٹنے والے!) میں نے ان سے یہی کہا تھا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ اقرا باسم ربک الذی خلق سب سے پہلے نازل ہوئی تھی تو انہوں نے کہا کہ میں تمہیں وہی خبر دے رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے غار حرا میں تنہائی اختیار کی جب میں وہ مدت پوری کر چکا اور نیچے اتر کر وادی کے بیچ میں پہنچا تو مجھے پکارا گیا۔ میں نے اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں دیکھا اور مجھے دکھائی دیا کہ فرشتہ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ پھر میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو اور میرے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالو اور مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یاایھا المدثر اے کپڑے میں لپٹنے والے! اٹھئے پھر لوگوں کو عذاب آخرت سے ڈرایئے اور اپنے پروردگار کی بڑائی کیجئے۔



۴۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ)

"اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھئے۔"

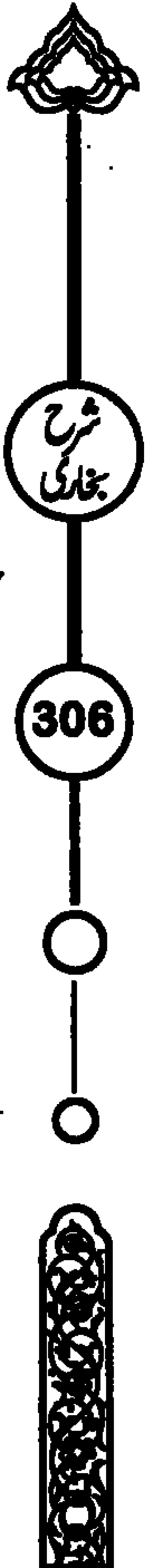
باب: آیت (وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ) کی تفسیر

٤٩٢٥: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ



جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجَئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَدَثَّرُونِي فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ إِلَى ﴿وَالرِّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ وَهِيَ الْأَوْثَانُ.

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) اور مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے خبر دی، کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی اور ان سے جابر بن عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آنحضرت ﷺ درمیان میں وحی کا سلسلہ رک جانے کا حال بیان فرمارہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی۔ میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو وہی فرشتہ نظر آیا جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا۔ وہ آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اس کے ڈر سے گھبرا گیا پھر میں گھر واپس آیا اور خدیجہ سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھادو، مجھے کپڑا اوڑھادو۔ انہوں نے مجھے کپڑا اوڑھا دیا پھر اللہ تعالیٰ نے آیت یا ایھا المدثر سے فاھجر تک نازل کی۔ یہ سورت نماز فرض کئے جانے سے پہلے نازل ہوئی تھی الرجز سے مراد بت ہے۔



٥ - بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَالرِّجْزَ فَاهْجُرْ﴾

اور بتوں سے الگ رہئے۔

باب: آیت ﴿وَالرِّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ کی تفسیر

يُقَالُ: الرِّجْزُ وَالرِّجْسُ الْعَذَابُ

کہا گیا ہے کہ الرجز اور الرجس عذاب کے ہم معنی ہیں۔

٤٩٢٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي قِبَلَ السَّمَاءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ قَاعِدٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَجِئْتُ أَهْلِي فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُونِي فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَاهْجُرْ﴾ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَالرِّجْزَ الْأَوْثَانَ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ.

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ میں نے ابوسلمہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے

حضرت جابر بن عبداللہ سے سنا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ درمیان میں وحی کے سلسلے کے رک جانے سے متعلق بیان فرمارہے تھے کہ میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی۔ اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ نظر آیا جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا۔ وہ کرسی پر آسمان اور زمین کے درمیان میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں اسے دیکھ کر اتنا ڈرا کہ زمین پر گر پڑا۔ پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھادو، مجھے کپڑا اوڑھادو! تو انہوں نے مجھے کپڑا اوڑھادیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی یا ایھا المدثر فاھجر تک ابو سلمہ نے بیان کیا کہ الرجز بت کے معنی میں ہے۔ پھر وحی گرم ہوگئی اور سلسلہ نہیں ٹوٹا۔

سُورَةِ (الْقِيَامَةِ)

١۔ بَابٌ: (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ) کی تفسیر

(یعنی قرآن کو) جلدی جلدی لینے کے لیے اس پر زبان نہ ہلایا کریں۔

(لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ سَوْفَ أَتُوبُ، سَوْفَ أَعْمَلُ، لَا وَزَرَ لَا حِصْنَ سُدًى هَمَلًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سدیٰ یعنی بے قید آزاد جو چاہے وہ کرے۔ لیفجر امامہ یعنی انسان ہمیشہ گناہ کرتا رہتا اور یہی کہتا رہتا ہے کہ جلدی توبہ کرلوں گا۔ جلدی اچھے عمل کروں گا۔ لا وزر لا حصن یعنی پناہ کے لئے کوئی قلعہ نہیں ملے گا۔

٤٩٢٧: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ وَكَانَ ثِقَةً، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ حَرَّكَ بِهِ لِسَانَهُ وَوَصَفَ سُفْيَانُ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ» فَأَنْزَلَ اللهُ: (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ).

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے بیان کیا اور موسیٰ ثقہ تھے، انہوں نے سعید بن جبیر سے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ اس پر اپنی زبان ہلایا کرتے تھے۔ سفیان نے کہا کہ اس ہلانے سے آپ کا مقصد وحی کو یاد کرنا ہوتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی، آپ جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا کریں، اس کا جمع کردینا اور اس کا پڑھوادینا، یہ ہر دو کام تو ہمارے ذمہ ہیں

قولہ "لیفجر أمامہ" یعنی انسان بدکاریاں اور گناہ کرتا جاتا ہے اور کہتا رہتا ہے کہ عنقریب توبہ کرلوں گا، اور جلدی ہی اچھے اور نیک عمل کرلوں گا۔

قولہ "لا وَزَر" أي لا حِصن یعنی پناہ کے لیے کوئی قلعہ نہیں ہو گا۔

قولہ "سُدًی" أي هَمَلاً بے کار۔

۲۔بَابُ قَوْلِهِ (إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ)

باب: آیت (إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ) کی تفسیر

٤٩٢٨: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ) قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ، فَقِيلَ لَهُ: (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ) يَخْشَى أَنْ يَنْفَلِتَ مِنْهُ، (إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ) وَقُرْآنَهُ، أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ، أَنْ تَقْرَأَهُ (فَإِذَا قَرَأْنَاهُ) يَقُولُ: أُنْزِلَ عَلَيْهِ (فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ) نُبَيِّنَهُ عَلَى لِسَانِكَ.

ہم سے عبداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے کہ انہوں نے سعید بن جبیر سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد لا تحرك به لسانك الاية یعنی آپ قرآن کو لینے کے لئے زبان نہ ہلایا کریں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو آپ اپنے ہونٹ ہلایا کرتے تھے اس لئے آپ سے کہا گیا کہ لا تحرك به لسانك الخ یعنی وحی پر اپنی زبان نہ ہلایا کریں، اس کا تمہارے دل میں جما دینا اور اس کا پڑھا دینا ہمارا کام ہے۔ جب ہم اس کو پڑھ چکیں یعنی جبریل تجھ کو سنا چکیں تو جیسا جبریل نے پڑھ کر سنایا تو بھی اس طرح پڑھ۔ پھر یہ بھی ہمارا ہی کام ہے کہ ہم تیری زبان سے اس کو پڑھوا دیں گے۔



قولہ "أن تقرأہ" یعنی قرآن کو تیرے سینے میں جمع کر دیں گے اور وہ تیری زبان پر جاری ہو جائے گا، اسے پڑھنے سے تعبیر کر دیا ہے۔

۳۔بَابُ قَوْلِهِ (فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ)

"پھر جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کریں۔"

باب: آیت (فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ) کی تفسیر



قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَرَأْنَاهُ بَيَّنَّاهُ، فَاتَّبِعْ اعْمَلْ بِهِ.



حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قرأناہ کے معنی ہیں: ہم نے اسے بیان کیا اور فَاتَّبِعْ کے معنی ہیں: آپ اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔



٤٩٢٩: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ) قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ

وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللهُ الْآيَةَ الَّتِي فِي (لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ) (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ) إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ قَالَ عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ قَالَ فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (أَوْلَى لَكَ فَأَوْلَى) تَوَعُّدٌ.

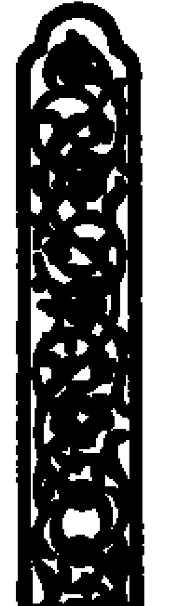
ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے حضرت ابن عباس نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد لا تحرك به لسانك الاية یعنی آپ اس کو جلدی جلدی لینے کے لیے اس پر زبان نہ ہلایا کریں، کے متعلق بتلایا کہ جب حضرت جبریل آپ پر وحی نازل کرتے تو رسول کریم ﷺ اپنی زبان اور ہونٹ ہلایا کرتے تھے اور آپ پر یہ بہت سخت گزرتا، یہ آپ کے چہرے سے بھی ظاہر ہوتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے وہ آیت نازل کی جو سورۃ لا اقسم بیوم القیامۃ میں ہے یعنی لا تحرك به لسانك الاية یعنی آپ اس کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا کریں۔ یہ تو ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھوانا، پھر جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے پیچھے یاد کرتے جایا کریں۔ یعنی جب ہم وحی نازل کریں تو آپ غور سے سنیں۔ پھر اس کا بیان کرا دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ یعنی یہ بھی ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسے آپ کی زبانی لوگوں کے سامنے بیان کرادیں۔ چنانچہ اس کے بعد جب جبریل وحی لے کر آتے تو آنحضرت ﷺ خاموش ہوجاتے اور جب چلے جاتے تو پڑھتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا۔ آیت اولیٰ لك فاولیٰ میں تہدید یعنی ڈرانا دھمکانا مراد ہے۔



سُورَةُ هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ

سورۂ دھر کی تفسیر

يُقَالُ: مَعْنَاهُ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ، وَهَلْ تَكُونُ جَحْدًا، وَتَكُونُ خَبَرًا، وَهَذَا مِنَ الْخَبَرِ، يَقُولُ: كَانَ شَيْئًا، فَلَمْ يَكُنْ مَذْكُورًا، وَذَلِكَ مِنْ حِينِ خَلَقَهُ مِنْ طِينٍ إِلَى أَنْ يُنْفَخَ فِيهِ الرُّوحُ، (أَمْشَاجٍ) الْأَخْلَاطُ، مَاءُ الْمَرْأَةِ وَمَاءُ الرَّجُلِ، الدَّمُ وَالْعَلَقَةُ، وَيُقَالُ: إِذَا خُلِطَ مَشِيجٌ كَقَوْلِكَ: خَلِيطٌ، وَمَمْشُوجٌ مِثْلُ: مَخْلُوطٍ، وَيُقَالُ: سَلَاسِلًا وَأَغْلَالًا: وَلَمْ يُجْرِ بَعْضُهُمْ، (مُسْتَطِيرًا) مُمْتَدًّا الْبَلَاءُ، وَالْقَمْطَرِيرُ: الشَّدِيدُ، يُقَالُ: يَوْمٌ قَمْطَرِيرٌ وَيَوْمٌ قُمَاطِرٌ، وَالْعَبُوسُ وَالْقَمْطَرِيرُ وَالْقُمَاطِرُ وَالْعَصِيبُ: أَشَدُّ مَا يَكُونُ مِنَ الْأَيَّامِ فِي الْبَلَاءِ وقال الحسن النضرة فى الوجه والسرور فى القلب، وقال ابن عباس الأرائك السرر وقال مقاتل السرر الحجال من الدر



والياقوت وقال البراء وذللت قطوفها يقطفون كيف شاءوا وقال مجاهد سلسبيلا حديد الجرية وقال معمر (أَسْرَهُمْ) شِدة الخَلْقِ، وَكُلُّ شَيْءٍ شَدَدْتَهُ مِنْ قَتَبٍ وَغَبِيطٍ فَهُوَ مَأْسُورٌ.

لفظ ھل اتی کا معنی آچکا۔ ھل کا لفظ کبھی تو انکار کے لئے آتا ہے، کبھی تحقیق کے لئے (قد کے معنی میں) یہاں قد ہی کے معنی میں ہے۔ یعنی ایک زمانہ انسان پر ایسا آچکا ہے کہ وہ ذکر کرنے کے قابل چیز نہ تھا، یہ وہ زمانہ ہے جب مٹی سے اس کا پتلا بنایا گیا تھا۔ اس وقت تک جب روح اس میں پھونکی گئی۔ امشاج ملی ہوئی چیزیں یعنی مرد اور عورت دونوں کی منی اور خون اور پھٹکی اور جب کوئی چیز دوسری چیز سے ملادی جائے تو کہتے ہیں مشیج جیسے خلیط یعنی ممشوج اور مخلوط بعضوں نے یوں پڑھا ہے سلاسلا واغلالا (بعضوں نے سلاسل واغلالا بغیر تنوین کے پڑھا ہے) انہوں نے سلاسلا کی تنوین جائز نہیں رکھی۔ مستطیر اس کی برائی پھیلی ہوئی۔ قمطریر سخت۔ عرب لوگ کہتے ہیں یوم قمطریر ویوم قماطر یعنی سخت مصیبت کا دن۔ عبوس اور قمطریر اور قماطر اور عصیبب ان چاروں کا معنی وہ دن جس پہ سخت مصیبت آئے اور حسن بصری نے کہا النضرۃ وہ تازگی جو چہرے پر ہوتی ہے۔ اور السرور سے مراد وہ خوشی جو دل میں ہوتی ہے۔ اور ابن عباس نے کہا ہے الأرائك سے مراد تخت ہیں، اور مقاتل نے کہا السرر سے مراد ہیرے اور جوہرات سے بنے ہوئے تخت ہیں، حضرت براء بن عازب نے کہا وذللت قطفوھا سے مراد یہ ہے کہ وہ جیسے چاہیں گے پھلوں کو توڑیں گے۔ مجاہد نے کہا سلسبیلا سے مراد وہ چشمہ ہے جس کا پانی جاری رہے۔ اور معمر بن عبیدہ نے کہا شددنا اسرھم کا معنی یہ ہے کہ ہم نے ان کی خلقت خوب مضبوط کی ہے۔ عرب لوگ جس کو تو مضبوط باندھے جیسے پالان ہودج وغیرہ اس کو ماسور کہتے ہیں۔



قولہ "ھل أتی" "قدْ أتی" کے معنٰی میں آیا ہے کبھی یہ جحد کے لیے ہوتا ہے جبکہ اس سے مراد استفہام انکاری ہو، اور کبھی خبر کے لیے آتا ہے جیسا کہ یہاں خبر کے لیے ہے اور ھل بمعنٰی قد ہے یعنی انسان پر یہ زمانہ آیا ہے۔

قولہ "کان شیئنا" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان کبھی موجود چیز تھا لیکن قابل ذکر نہ تھا اور یہ اس کے مٹی سے بنائے جانے سے لے کر روح پھونکے جانے تک کی مدت ہے۔

قولہ "أمشاج "یعنی ملا ہوا، اس سے مراد نطفہ ہے جس میں مختلف چیزوں کا اختلاط ہوتا ہے، اس نطفے میں دل، دماغ بلکہ سب چیزیں ملی ہوتی ہیں، اس کے بعد آہستہ آہستہ ان چیزوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ مرد وعورت کے پانی ملنے سے جنین بنتا ہے، اور اس میں علقہ وغیرہ کے تغیرات ہوتے رہتے ہیں، اور جب کوئی چیز دوسری چیز سے ملادی جائے تو اسے مَشِیْج کہتے ہیں اور مَشِیْج فعیل بمعنٰی مفعول ہے جیسا کہ خَلِیْط بمعنی مَخلوط ہے۔



قولہ "ولم یُجرِ بعضُھم "یعنی بعض علماء نے سَلاَسِلاَ کو مجری نہیں بنایا، یعنی منصرف نہیں بنایا بلکہ غیر مجری یعنی غیر منصرف پڑھا ہے، اور بعض نے اسے تنوین کے ساتھ پڑھا ہے، منصرف اور غیر منصرف کو مُجرىٰ اور غیر مُجرىٰ کہنا صاحب الفیہ کی اصطلاح ہے۔

قولہ "مستطیرا" یعنی اس دن کی برائی پھیلنے والی ہے، اور قَمْطَرِیرا بمعنٰی شدید (سخت)

قولہ "والعبوس" یعنی عبوس، قمطریر، قماطرا اور عصیب، ان چاروں الفاظ کا معنٰی سخت مصیبت کا دن اور عبوس تیوڑی کو کہتے ہیں، اس دن لوگوں کی تیوڑی چڑھی ہو گی لیکن چونکہ دن میں ہو گی اس لیے نسبت دن کی طرف کر دی گئی ہے۔

قولہ "وقال مقاتلٌ" "اَلسُرُرُ یعنی وہ تخت جن کے گرد پردے ہوں، گویا نماز اور اذکار سے انسان کے گرد نور محیط ہو گا، اور اس کا تمثل ایسے ہو گا گویا ڈولے میں بیٹھے ہیں اور ارد گرد نور کے پردے ہیں۔

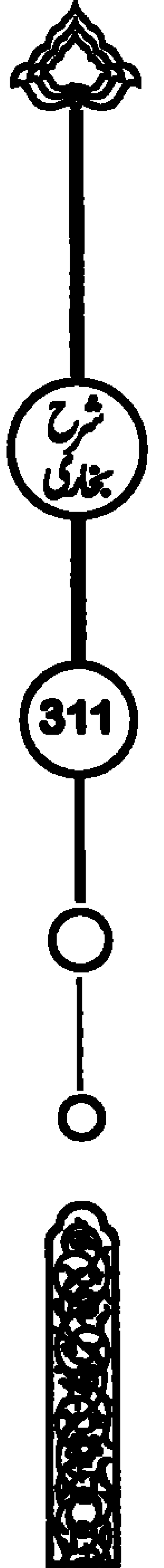
قولہ "ذللت قطوفها" اور اس کے پھل ان کے تابع کر دیئے جائیں گے، وہ جیسے چاہیں گے پھلوں کو توڑیں گے۔

قولہ "شددنا أسرهم" ہم نے ان کی خلقت مضبوط کی ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم کو اوتار سے باندھ کر سخت کیا ہے جس کی وجہ سے انسان چلتا پھرتا اور بڑے بھاری کام بھی کرتا ہے۔

قولہ "بدلنا أمثالهم" قیامت کے دن جو لوگوں کے بدن بنائے جائیں گے وہ ان بدنوں کی مثل ہوں گے، بعینہ یہی تو نہیں ہو گے۔

سُورَةُ وَالْمُرْسَلَاتِ

سورۃ المرسلات کی تفسیر



وَقَالَ مُجَاهِدٌ: جِمَالَاتٌ: حِبَالٌ ارْكَعُوا صَلُّوا لَا يَرْكَعُونَ لَا يُصَلُّونَ وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا يَنْطِقُونَ وَاللهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ فَقَالَ: إِنَّهُ ذُو أَلْوَانٍ، مَرَّةً يَنْطِقُونَ، وَمَرَّةً يُخْتَمُ عَلَيْهِمْ.

اور مجاہد نے کہا جمالات جہاز کی موٹی رسیاں۔ ارکعوا نماز پڑھو۔ لا یرکعون نماز نہیں پڑھتے۔ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا یہ قرآن مجید میں اختلاف کیا ہے ایک جگہ تو فرمایا کہ وہ بات نہ کریں گے۔ دوسری جگہ یوں ہے کہ کافر قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم (دنیا میں) مشرک نہ تھے۔ تیسری جگہ یوں ہے کہ ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے۔ انہوں نے کہا قیامت کے دن کافروں کے مختلف حالات ہوں گے۔ کبھی تو وہ بات کریں گے، کبھی ان کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔

قولہ "جمالات" موٹی رسیاں جن سے ساحل پر کشتیوں کو باندھ دیا جاتا تھا۔

قولہ "ذُو أَلْوَان" یعنی قیامت کے دن کافروں کے مختلف حالات ہوں گے۔

٤٩٣٠: حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا).

ہم سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ پر سورۃ والمرسلات نازل ہوئی تھی اور ہم اس کو آپ کے منہ سے سیکھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک سانپ نکل آیا۔ ہم لوگ اس کے مارنے کو بڑھے لیکن وہ بچ نکلا اور اپنے سوراخ میں گھس گیا۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچ گیا اور تم اس کے شر سے بچ گئے۔

٤٩٣١: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ: بِهَذَا وَعَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: مِثْلَهُ. وَتَابَعَهُ أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ. وَقَالَ حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ. قَالَ يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ. وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ.

ہم سے عبدہ بن عبد اللہ خزاعی نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن آدم نے خبر دی، انہیں اسرائیل نے، انہیں منصور نے یہی حدیث اور اسرائیل نے اس حدیث کو اعمش سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے اور یحییٰ بن آدم کے ساتھ اس حدیث کو اسود بن عامر نے اسرائیل سے روایت کیا اور حفص بن غیاث اور ابو معاویہ اور سلیمان بن قرم نے اعمش سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے اسود سے روایت کیا اور یحییٰ بن حماد (شیخ بخاری) نے کہا ہم کو ابو عوانہ نے خبر دی، انہوں نے مغیرہ بن مقسم سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے اور محمد بن اسحاق نے اس حدیث کو عبد الرحمٰن بن اسود سے روایت کیا، انہوں نے اپنے والد اسود سے، انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔



حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَتَلَقَّيْنَاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمُ اقْتُلُوهَا قَالَ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا قَالَ فَقَالَ (وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا).



ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول کریم ﷺ

کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ آپ پر سورۃ والمرسلات نازل ہوئی۔ ہم نے اسے آپ کے منہ سے یاد کر لیا۔ اس وحی سے آپ کے دہن مبارک کی تازگی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ اتنے میں ایک سانپ نکل پڑا۔ آنحضرت نے فرمایا اسے زندہ نہ چھوڑو۔ بیان کیا کہ ہم اس کی طرف بڑھے لیکن وہ نکل گیا۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا کہ تم اس کے شر سے بچ گئے اور وہ تمہارے شر سے بچ گیا۔

۲۔ بَابُ قَوْلِهِ (إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ)

وہ دوزخ بڑے بڑے محل جیسے آگ کے انگارے پھینکے گی۔

باب: آیت إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ کی تفسیر

٤٩٣٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَابِسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، (إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ) قَالَ: كُنَّا نَرْفَعُ الْخَشَبَ بِقَصَرٍ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ أَوْ أَقَلَّ، فَنَرْفَعُهُ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيهِ الْقَصَرَ.

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، کہا ہم سے عبدالرحمن بن عابس نے بیان کیا کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت انها ترمي بشرر كالقصر یعنی وہ انگارے برسائے گی جیسے بڑے محل کے متعلق پوچھا اور انہوں نے کہا کہ ہم تین تین ہاتھ کی لکڑیاں اٹھا کر رکھتے تھے۔ ایسا ہم جاڑوں کے لئے کرتے تھے (تاکہ وہ جلانے کے کام آئیں) اور ان کا نام قصر رکھتے تھے۔



قولہ "كالقصر" امام بخاری رحمہ اللہ نے اس لفظ کو قاف کے کسرہ کے ساتھ لے کر اس کا یہ معنیٰ کیا ہے کہ قِصر سے لکڑی کے شوڈے اور بڑے بڑے ٹکڑے مراد ہیں، یعنی جہنم کی آگ اتنے بڑے انگارے پھینکے گی۔

اور اگر قصر، قاف کی فتحہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنیٰ محل ہوتا ہے یعنی وہ آگ محل جیسے انگارے پھینکے گی۔

قولہ "كنا نرفع الخشب بقصر ثلاثة أذرع" یہاں «بقصر» بمعنیٰ «بقدر» ہے۔ یعنی تین تین ہاتھ کے شوڈے ہم رکھ لیتے تھے تاکہ سردیوں میں جلانے کے کام آئیں۔

۳۔ بَابُ قَوْلِهِ: (كَأَنَّهُ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ)

"گویا کہ وہ انگارے پیلے پیلے رنگ والے اونٹ ہیں۔"

باب: آیت (كَأَنَّهُ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ) کی تفسیر

٤٩٣٣: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصَرِ قَالَ كُنَّا نَعْمِدُ إِلَى الْخَشَبَةِ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ أَوْ فَوْقَ ذَلِكَ فَنَرْفَعُهُ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيهِ الْقَصَرَ كَأَنَّهُ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ حِبَالُ السُّفُنِ تُجْمَعُ حَتَّى تَكُونَ كَأَوْسَاطِ الرِّجَالِ.



ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں سفیان نے خبر دی، ان

سے عبدالرحمن بن عابس نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، آیت ترمی بشرر کالقصر کے متعلق۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تین ہاتھ یا اس سے بھی لمبی لکڑیاں اٹھاکر جاڑوں کے لئے رکھ لیتے تھے۔ ایسی لکڑیوں کو ہم قصر کہتے تھے، کانہ جمالات صفر سے مراد کشتی کی رسیاں ہیں جو جوڑ کر رکھی جائیں، وہ آدمی کی کمر برابر موٹی ہو جائیں۔

قولہ "حبال السفن تجمع" کشتیوں کے رسوں کو جمال کہا گیا ہے، جب کشتی ساحل پر آتی ہے تو اسے موٹے رسے سے باندھ دیتے تھے تاکہ وہ پیچھے نہ ہٹ جائے، متعدد رسیوں کو جب جمع کر کے ان سے رسّہ بنایا جاتا تھا تو وہ ان کی کمر کے برابر بن جاتا تھا، گویا جمالات سے مراد بڑے موٹے رسے ہیں۔

بعض نے اس کا معنٰی اونٹ کیا ہے گویا جمل کی جمع جمال ہے اور جمال کی جمع جمالات ہے۔

جمالات کے معنٰی میں اس اختلاف کی وجہ سے آیت کریمہ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ میں بعض اس کا معنٰی اونٹ کرتے ہیں، کہ سوئی کے سوراخ میں اونٹ داخل ہونے تک جنت میں نہیں جاسکیں گے، یہ تعلیق بالمحال کی صورت ہے، اور بعض نے اس آیت میں الجمل کا معنٰی موٹا رسا کیا ہے۔ انجیل میں بھی اونٹ داخل ہونے کا ذکر ہے لیکن اونٹ کا سوئی کے سوراخ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا «حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ» میں اونٹ معنٰی کرنا زیادہ موزوں نہیں ہے۔ بلکہ رسا معنٰی کرنا زیادہ مناسب ہے۔



۴۔ بَابُ قَوْلِهِ (هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ)

آج وہ دن ہے کہ اس میں یہ لوگ بول ہی نہیں سکیں گے۔

باب: آیت (هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ الاية) کی تفسیر

٤٩٣٤: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ، إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ: وَالمُرْسَلاَتِ فَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنِّي لَأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ، وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا، إِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اقْتُلُوهَا» فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا» قَالَ عُمَرُ: حَفِظْتُهُ مِنْ أَبِي فِي غَارٍ بِمِنًى.





ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ آنحضرت ﷺ پر سورۃ والمرسلات نازل ہوئی، پھر آنحضرت ﷺ نے اس کی تلاوت کی اور میں نے اسے آپ ہی کے منہ سے یاد کر لیا۔ وحی سے آپ کے منہ کی تازگی اس وقت بھی باقی تھی کہ اتنے میں غار کی طرف ایک سانپ لپکا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا



کہ اسے مار ڈالو۔ ہم اس کی طرف بڑھے لیکن وہ بھاگ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ وہ بھی تمہارے شر سے اس طرح بچ نکلا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچ گئے۔ عمر بن حفص نے کہا مجھے یہ حدیث یاد ہے، میں نے اپنے والد سے سنی تھی، انہوں نے اتنا اور بڑھایا تھا کہ وہ غار منیٰ میں تھا۔

سُورَةُ عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ

سورہ (عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ) کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ: لَا يَرْجُونَ حِسَابًا لَا يَخَافُونَهُ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا لَا يُكَلِّمُونَهُ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُمْ، صَوَابًا حَقًّا فِي الدُّنْيَا وَعَمِلَ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَهَّاجًا مُضِيئًا وَقَالَ غَيْرُهُ: غَسَّاقًا غَسَقَتْ عَيْنُهُ، وَيَغْسِقُ الْجُرْحُ: يَسِيلُ، كَأَنَّ الْغَسَاقَ وَالْغَسِيقَ وَاحِدٌ عَطَاءً حِسَابًا: جَزَاءً كَافِيًا أَعْطَانِي مَا أَحْسَبَنِي أَيْ كَفَانِي.

مجاہد نے کہا لا یرجون حسابا کا معنی یہ ہے کہ وہ اعمال کے (حساب کتاب) سے نہیں ڈرتے۔ لا یملکون منه خطابا یعنی ڈر کے مارے اس سے بات نہ کر سکیں گے مگر جب ان کو بات کرنے کی اجازت ملے گی۔ صوابا یعنی جس نے دنیا میں سچی بات کہی تھی اس پر عمل کیا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وھاجا روشن چمکتا ہوا۔ اوروں نے کہا غساقا غسقت عینه سے نکلا ہے یعنی اس کی آنکھ بہ پڑی، اسی سے ہے۔ یغسق الجرح یعنی زخم بہ رہا ہے غساق اور غسیق دونوں کا ایک ہی معنی ہے یعنی دوزخیوں کا خون پیپ۔ عطاء حسابا پورا بدلہ عرب لوگ کہتے ہیں۔ اعطانی ما حسبنی یعنی مجھ کو اتنا دیا جو کافی ہو گیا۔

شرح بخاری

قولہ "لا یرجون حسابا" یعنی وہ اپنے اعمال کے حساب سے نہیں ڈرتے۔

قولہ "صوابا" جس نے دنیا میں حق بات کہی اور اس پر عمل پیرا رہا۔

قولہ "الغساق والغسیق واحد" دوزخیوں کے زخموں سے بہنے والی پیپ۔

قولہ "عطاء حسابا" پورا بدلہ کہا جاتا ہے «أَعْطَانِي مَا أَحْسَبَنِي» اس نے مجھے اتنا دیا جو کافی ہو گیا۔

١- بَابُ قَوْلِهِ (يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا)

"جس دن کہ صور میں پھونکا جائے گا۔ پھر تم فوج در فوج چلے آؤ گے۔"

باب: آیت (يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ ـ الاية) کی تفسیر

زُمَرًا

زُمَرًا کے معنی ہیں: گروہ در گروہ۔

٤٩٣٥: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ» قَالَ: أَرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ: أَرْبَعُونَ شَهْرًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ:

أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ: «ثُمَّ يُنْزِلُ اللهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ، لَيْسَ مِنَ الإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى، إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ، وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الخَلْقُ يَوْمَ القِيَامَةِ»

ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس فاصلہ ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس دن مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں پھر شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس مہینے مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس سال مراد ہیں؟ کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برسائے گا۔ جس کی وجہ سے تمام مردے جی اٹھیں گے جیسے سبزیاں پانی سے اگ آتی ہیں۔ اس وقت انسان کا ہر حصہ گل چکا ہوگا۔ سوا ریڑھ کی ہڈی کے اور اس سے قیامت کے دن تمام مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔

اس حدیث کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔

سُورَةُ وَالنَّازِعَاتِ

سورۃ النازعات کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الآيَةَ الكُبْرَى عَصَاهُ وَيَدُهُ يُقَالُ: النَّاخِرَةُ وَالنَّخِرَةُ سَوَاءٌ، مِثْلُ الطَّامِعِ وَالطَّمِعِ، وَالبَاخِلِ وَالبَخِيلِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: النَّخِرَةُ البَالِيَةُ، وَالنَّاخِرَةُ: العَظْمُ المُجَوَّفُ الَّذِي تَمُرُّ فِيهِ الرِّيحُ فَيَنْخَرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الحَافِرَةِ الَّتِي أَمْرُنَا الأَوَّلُ إِلَى الحَيَاةِ وَقَالَ غَيْرُهُ: أَيَّانَ مُرْسَاهَا مَتَى مُنْتَهَاهَا، وَمُرْسَى السَّفِينَةِ حَيْثُ تَنْتَهِي. الطَّامَّةُ تَطِمُّ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ.

شرح بخاری 316

مجاہد نے کہا الآیۃ الکبریٰ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کا ہاتھ ہے۔ عظاما نخرۃ اور ناخرۃ دونوں طرح سے پڑھا ہے جیسے طامع اور طمع اور باخل اور بخل اور بعضوں نے کہا نخرۃ اور ناخرۃ میں فرق ہے۔ نخرۃ کہتے ہیں گلی ہوئی ہڈی کو اور ناخرۃ کھوکھلی ہڈی جس کے اندر ہوا جائے تو آواز نکلے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حافرۃ ہماری وہ حالت جو دنیا کی (زندگی) میں ہے اوروں نے کہا ایان مرساھا یعنی اس کی انتہا کہاں ہے یہ لفظ مرسیٰ السفینۃ سے نکلا ہے۔ یعنی جہاں کشتی آخر میں جا کر ٹھہرتی ہے۔

قولہ "الناخرۃ والنخرۃ سواء" دونوں کے ایک ہی معنی ہیں اور بعض نے فرق کرتے ہوئے کہا ہے کہ النَّخِرَةُ گلی ہڈی کو کہتے ہیں۔ اور «النَّاخِرَةُ» کھوکھلی ہڈی کو کہتے ہیں جس کے اندر ہوا جائے تو اس سے آواز نکلے۔

قولہ "الحافرۃ" پہلی حالت جو دنیا میں تھی۔ اصل میں اس سے مراد وہ پیسترے ہیں جن پر کوئی شخص پہلے گزرا ہو۔

اور جب واپس لوٹے تو وہی پیٹرے گھرے ہو جاتے ہیں، گویا ان پیٹروں پر واپس آنے کو حافرہ کہتے ہیں، مطلب یہ ہے کیا ہم پہلی حالت میں واپس آئیں گے۔

٤٩٣٦: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ هَكَذَا بِالْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ بُعِثْتُ وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ «الطَّامَّةُ» تَطُمُّ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ.

ہم سے احمد بن مقدام نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اپنی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کے قریب والی انگلی کے اشارے سے فرمارہے تھے کہ میں ایسے وقت میں مبعوث ہوا ہوں کہ میرے اور قیامت کے درمیان صرف ان دو کے برابر فاصلہ ہے۔

سُورَةُ عَبَسَ

سورۃ عبس کی تفسیر



(عَبَسَ) وَتَوَلَّى كَلَحَ وَأَعْرَضَ وَقَالَ غَيْرُهُ: مُطَهَّرَةٍ لَا يَمَسُّهَا إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ، وَهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَهَذَا مِثْلُ قَوْلِهِ: (فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا) جَعَلَ الْمَلَائِكَةَ وَالصُّحُفَ مُطَهَّرَةً، لِأَنَّ الصُّحُفَ يَقَعُ عَلَيْهَا التَّطْهِيرُ، فَجُعِلَ التَّطْهِيرُ لِمَنْ حَمَلَهَا أَيْضًا، سَفَرَةٍ الْمَلَائِكَةُ وَاحِدُهُمْ سَافِرٌ، سَفَرْتُ: أَصْلَحْتُ بَيْنَهُمْ، وَجُعِلَتِ الْمَلَائِكَةُ إِذَا نَزَلَتْ بِوَحْيِ اللهِ وَتَأْدِيَتِهِ كَالسَّفِيرِ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ الْقَوْمِ وَقَالَ غَيْرُهُ: تَصَدَّى تَغَافَلَ عَنْهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (لَمَّا يَقْضِ) لَا يَقْضِي أَحَدٌ مَا أُمِرَ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (تَرْهَقُهَا) تَغْشَاهَا شِدَّةٌ، (مُسْفِرَةٌ) مُشْرِقَةٌ (بِأَيْدِي سَفَرَةٍ) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَتَبَةٍ أَسْفَارًا، كُتُبًا (تَلَهَّى): تَشَاغَلَ، يُقَالُ: وَاحِدُ الْأَسْفَارِ سِفْرٌ.

عبس منہ بنایا۔ تولی منہ پھیر لیا۔ اوروں نے کہا۔ مطھرۃ دوسری جگہ فرمایا۔ لا یمسہ الا المطاھرون ان کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں یعنی فرشتے۔ تو محمول کی صفت حامل کی کردی۔ جیسے فالمدبرات امرا مدبرات سے مراد سوار ہیں (جو محمول ہیں) مجازاً ان کے حاملوں یعنی گھوڑوں کو مدبرات کہہ دیا۔ والصحف مطھرۃ یہاں اصل میں تطہیر کتابوں کی صفت ہے ان کے اٹھانے والوں یعنی فرشتوں کو بھی مطہر فرمایا۔ سفرۃ فرشتے یہ سافر کی جمع ہے عرب لوگ کہتے ہیں سفرت بین القوم یعنی اس نے قوم کے لوگوں میں صلح کرادی جو فرشتے اللہ کی وحی لے کر پیغمبروں کو پہنچاتے ہیں۔ ان کو بھی سفیر قرار دیا جو لوگوں میں ملاپ کراتے ہیں۔ بعضوں نے کہا سفرۃ کے معنی لکھنے والے اوروں نے کہا تصدیٰ کے معنی غافل ہو جاتا ہے۔ مجاہد نے کہا لما یقض ما امرہ کا معنی یہ ہے کہ



آدمی کو جس بات کا حکم دیا گیا تھا وہ اس نے پورا پورا ادا نہیں کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ترھقھا قترۃ کا معنی یہ ہے کہ اس پر سختی برس رہی ہوگی۔ مسفرۃ چمکتے ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ سفرۃ کے معنی لکھنے والے سورۃ جمعہ میں لفظ اسفارا اسی سے ہے یعنی کتابیں۔ تلھی غافل ہوتا ہے کہتے ہیں اسفارا جو کتابوں کے معنی میں ہے۔ سفر بکسر سین کی جمع ہے۔

قولہ "عَبَسَ وَتَوَلّٰی" عَبَسَ کا معنیٰ منہ بنایا اور وَتَوَلّٰی کا معنیٰ منہ پھیر لیا۔

قولہ "فَجَعِلَ التَّطْهِيرُ لِمَنْ حملها" اصل میں تطہیر صحیفوں کی صفت ہے ان کے اٹھانے والے فرشتوں کو بھی مطہر کہہ دیا، تو محمول کی صفت حامل کی کردی، اسی طرح مدبرات سے مراد سوار ہیں جو محمول ہیں، مجازاً ان کے حامل (گھوڑوں) کو مدبرات کہا گیا ہے۔

قولہ "تصدّی" اصل «تَتَصَدَّد» تھا، دوسرے دال کو یا کر کے ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یا کو الف کر دیا۔

قولہ "کلا لما یقض ما أمرہ" یعنی اب تک کوئی شخص ایسا نہیں ہوا جس نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کے پورے پورے حقوق ادا کئے ہوں۔

قولہ "ترھقُھا قترۃ" اس پر سختی چھا جائے گی۔

قولہ "أسفار" بمعنیٰ کتب یہ سفر کی جمع ہے۔

۴۹۳۷: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفَى يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ».

ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زرارہ بن اوفیٰ سے سنا، وہ سعد بن ہشام سے بیان کرتے تھے اور ان سے حضرت عائشہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ بھی ہے، مکرم اور نیک لکھنے والے (فرشتوں) جیسی ہے اور جو شخص قرآن مجید بار بار پڑھتا ہے۔ پھر بھی وہ اس کے لئے دشوار ہے تو اسے دو گنا ثواب ملے گا۔

سُورَةُ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ
سورۃ (إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ) کی تفسیر

«انْكَدَرَتْ» انْتَثَرَتْ وَقَالَ الْحَسَنُ: «سُجِّرَتْ» ذَهَبَ مَاؤُهَا فَلَا يَبْقَى قَطْرَةٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: «الْمَسْجُورُ» الْمَمْلُوءُ وَقَالَ غَيْرُهُ: «سُجِرَتْ» أَفْضَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، فَصَارَتْ بَحْرًا وَاحِدًا، «وَالْخُنَّسُ»: تَخْنِسُ فِي مُجْرَاهَا، تَرْجِعُ، وَتَكْنِسُ: تَسْتَتِرُ كَمَا

تَكْنِسُ الظِّبَاءُ، ﴿تَنَفَّسَ﴾ ارْتَفَعَ النَّهَارُ، ﴿وَالظَّنِينُ﴾ الْمُتَّهَمُ، وَالضَّنِينُ يَضَنُّ بِهِ وَقَالَ عُمَرُ: ﴿النُّفُوسُ زُوِّجَتْ﴾ يُزَوَّجُ نَظِيرَهُ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ وَالنَّارِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ﴾، ﴿عَسْعَسَ﴾ أَدْبَرَ.

انکدرت یعنی ستارے ٹوٹ جائیں گے امام حسن بصری نے کہا سجرت کا معنی یہ ہے کہ سمندر سوکھ جائیں گے، ان میں پانی کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے گا۔ مجاہد نے کہا مسجور کا معنی (جو سورۃ طور میں ہے) بھرا ہوا اوروں نے کہا سجرت کا معنی یہ ہے کہ سمندر پھوٹ کر ایک دوسرے سے ملکر ایک سمندر بن جائیں گے۔ خنس چلنے کے مقام میں پھر لوٹ کر آنے والے۔ کنس تکنس سے نکلا ہے یعنی ہرن کی طرح چھپ چھپ جاتے ہیں۔ تنفس دن چڑھ جائے۔ ظنین (ظاء معجمہ سے یہ بھی ایک قرات ہے) یعنی تہمت لگاتا ہے اور ضنین اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ کا پیغام پہنچانے میں بخیل نہیں ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا النفوس زوجت یعنی ہر آدمی کا جوڑ لگا دیا جائے گا خواہ جنتی ہو یا دوزخی پھر یہ آیت پڑھی۔ احشروا الذین ظلموا وازواجھم عسعس جب رات پیٹھ پھیر لے۔ یا جب رات کا اندھیرا آپڑے۔

قولہ "انکدرت" یعنی ستارے ٹوٹ جائیں گے۔



قولہ "سجرت" سمندر بھڑکائے جائیں گے۔

قولہ "المسجور" سورۃ طور کا لفظ ہے (بھرا ہوا) بعض نے اس کا معنی (بھڑکایا ہوا) کیا ہے۔

قولہ "فلا أقسم بالخنس" میں قسم کھاتا ہوں پلٹنے والے، چلتے رہنے والے چھپ جانے والے ستاروں کی۔

قولہ "بضنین" اس میں دو قراءات ہیں، ظا کے ساتھ، جس کا معنی متہم ہے اور ضاد کے ساتھ جس کا معنی بخیل ہے۔

قولہ "النفوس زُوِّجت" یعنی ہر شخص کو جوڑ دیا جائے گا، جنتی کو جنتی کے ساتھ اور دوزخی کو دوزخی کے ساتھ۔

قولہ "عسعس" جب رات پیٹھ پھیر لے۔

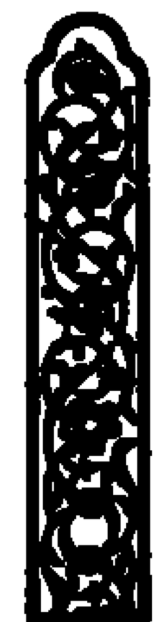
قولہ "کما تکنس الظباء" تاروں کو ہرنیوں سے تشبیہ دی ہے،

قولہ "خُنَّس" پیچھے ہٹ جانے والے۔

قولہ "کُنس" چھپ جانے والے۔

سُورَةُ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ

سورہ (إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ) کی تفسیر



وَقَالَ الرَّبِيعُ بْنُ خُثَيْمٍ: فُجِّرَتْ فَاضَتْ وَقَرَأَ الأَعْمَشُ، وَعَاصِمٌ: ﴿فَعَدَلَكَ﴾ بِالتَّخْفِيفِ وَقَرَأَهُ أَهْلُ الحِجَازِ بِالتَّشْدِيدِ وَأَرَادَ: مُعْتَدِلَ الخَلْقِ، وَمَنْ خَفَّفَ يَعْنِي فِي أَيِّ صُورَةٍ شَاءَ، إِمَّا حَسَنٌ، وَإِمَّا قَبِيحٌ، أَوْ طَوِيلٌ، أَوْ قَصِيرٌ.

ربیع بن خثیم نے کہا فجرت کے معنی بہ نکلیں اور اعمش اور عاصم نے فعدلك کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔ حجاز والوں نے فعدلك تشدید دال کے ساتھ پڑھا ہے۔ جب تشدید کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہوگا کہ اس کی خلقت بڑی مناسب اور معتدل رکھی اور تخفیف کے ساتھ پڑھو تو معنی یہ ہوگا جس صورت میں چاہا تجھے بنادیا خوبصورت یا بد صورت لمبا یا ٹھگنا چھوٹے قد والا۔

سُورَةُ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ

سورہ (وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ) کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: بَلْ رَانَ ثَبْتُ الْخَطَايَا، ثُوِّبَ جُوزِيَ وَقَالَ غَيْرُهُ: الْمُطَفِّفُ لاَ يُوَفِّي غَيْرَهُ.

اور مجاہد نے کہا کہ بل ران کا معنی یہ ہے کہ گناہ ان کے دل پر جم گیا۔ ثوب بدلہ دیئے گئے۔ اوروں نے کہا مطفف وہ ہے جو پورا ماپ تول نہ دے۔

قولہ "بل ران أي ثبت الخطايا" یعنی گناہوں کا دل پر جم جانا۔

قولہ "التسنيم" تسنیم ایک عرق ہے جو اہل جنت کی شراب پر ڈالا جائے گا۔

قولہ "المطفف" وہ شخص جو دوسروں کو پورا تول نہ دے بلکہ دغابازی کرے۔

٤٩٣٨: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ) حَتَّى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ.

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معن نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے مالک نے بیان کیا، ان سے نافع اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن لوگ دونوں جہان کے پالنے والے کے سامنے حساب دینے کے لئے کھڑے ہوں گے تو کانوں کی لو تک پسینہ میں ڈوب جائیں گے۔

سُورَةُ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

سورہ (إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ) کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ: كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ يَأْخُذُ كِتَابَهُ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ، وَسَقَ جَمَعَ مِنْ دَابَّةٍ، ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ لاَ يَرْجِعَ إِلَيْنَا.

مجاہد نے کہا کہ کتابه بشماله کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنا نامہ اعمال اپنی پیٹھ پیچھے سے لے گا وما وسق جانور وغیرہ جن چیزوں پر رات آتی ہے۔ ان لن یحور یہ کہ نہیں لوٹے گا۔

٤٩٣٩: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ

أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي يُونُسَ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ إِلَّا هَلَكَ) قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ أَلَيْسَ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا) قَالَ (ذَاكِ الْعَرْضُ يُعْرَضُونَ وَمَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ).

ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عثمان بن اسود نے بیان کیا، انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا اور انہوں نے حضرت عائشہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہ نے انہوں نے رسول کریم ﷺ سے سنا۔ ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے، ان سے ابو یونس حاتم بن ابی صغیرہ نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے قاسم نے اور ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی سے بھی قیامت کے دن حساب لے لیا گیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ فاما من اوتی کتابه بیمینه فسوف یحاسب حسابا یسیرا جس کسی کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں ملے گا سو اس سے آسان حساب لیا جائے گا آنحضرت نے فرمایا آیت میں جس حساب کا ذکر ہے وہ تو پیشی ہو گی۔ وہ صرف پیش کئے جائیں گے (اور بغیر حساب چھوٹ جائیں گے) لیکن جس سے بھی پوری طرح حساب لے لیا گیا وہ ہلاک ہو گا۔



٤٩٤٠: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ النَّضْرِ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ جَعْفَرُ بْنُ إِيَاسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ) حَالًا بَعْدَ حَالٍ قَالَ هَذَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہم سے سعید بن نضر نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشیم نے خبر دی، کہا مجھ کو ابو بشر جعفر بن ایاس نے خبر دی، ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا لترکبن طبقا عن طبق یعنی تمہیں ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے۔ بیان کیا کہ یہاں مراد نبی کریم ﷺ ہیں کہ آپ کو کامیابی رفتہ رفتہ حاصل ہو گی۔



قولہ "حالاً بعد حالٍ" تم پر حالات کی تبدیلی ہوتی رہے گی پہلے ماں کے پیٹ میں جنین ہوتا ہے، پیدا ہونے کے بعد "صبی" بچہ ہوتا ہے پھر جوان ہوتا ہے، پھر بڑھاپا آجاتا ہے، پھر موت آجاتی ہے، پھر عالم برزخ میں رہتا ہے، پھر قیامت آنے کے بعد جنت میں جائے گا یا جہنم رسید ہو گا۔

لَتَرْکَبُنَّ مفرد کے صیغہ سے بھی ایک قراءت ہے۔ اس سے مراد نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام مراد ہوں گے، یعنی آپ معراج کے لیے آسمان پر جائیں گے پھر پہلے طبقہ کے بعد دوسرے طبقہ میں پھر تیسرے طبقہ میں پہنچیں گے، یا مطلب یہ ہے کہ آپ پر حالات بدلتے رہیں گے، پہلے مکہ میں ہوں گے، پھر ہجرت کرنا، پھر مکہ فتح کرنا وغیرہ۔

سُورَةُ الْبُرُوجِ

سورہ بروج کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْأُخْدُودِ شَقٌّ فِي الْأَرْضِ. فَتَنُوا عَذَّبُوا.

مجاہد نے کہا اخدود زمین میں جو خندق کھودی جائے۔ فتنوا یعنی تکلیف دی۔

سُورَةُ الطَّارِقِ

سورہ طارق کی تفسیر



وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (ذَاتِ الرَّجْعِ) هو النجم وما آتاك ليلاً فهو طارق «النجم الثاقب» المضيئ سَحَابٌ يَرْجِعُ بِالْمَطَرِ (ذَاتِ الصَّدْعِ) تَتَصَدَّعُ، الأرض تتصدع بالنبات وقال ابن عباس لقول فصل لحق لما عليها حافظ إلا عليها حافظ.

مجاہد نے کہا ذات الرجع ابر کی صفت ہے طارق سے مراد ستارہ ہے، اور رات کو آنے والے کو بھی طارق کہتے ہیں۔ النجم الثاقب سے مراد روشن ستارہ ہے۔ (سماء سے ابر مراد ہے) یعنی بار بار برسنے والا۔ ذات الصدع بار بار اگانے والی، پھوٹنے والی، یہ زمین کی صفت ہے۔ زمین بیج اگنے کے وقت پھٹ جاتی ہے، حضرت ابن عباس نے کہا "لقول فصل" سے مراد حق بات ہے۔ "لما علیها حافظ" میں لمّا إلا کے معنیٰ میں ہے، یعنی کوئی شخص ایسا نہیں جس پر نگہبان نہ ہو۔

سُورَةُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى

سورہ اعلیٰ کی تفسیر

قال مجاهد: قدر فهدى قدَّر للإنسان الشقاء والسعادة وهدى الأنعام لمراتعها

مجاہد نے کہا قدر فهدیٰ کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے سعادت اور شقاوت کی تقدیر مقدر کر دی ہے، اور جانوروں کو ان کی چراگاہوں کا راستہ بتا دیا ہے۔

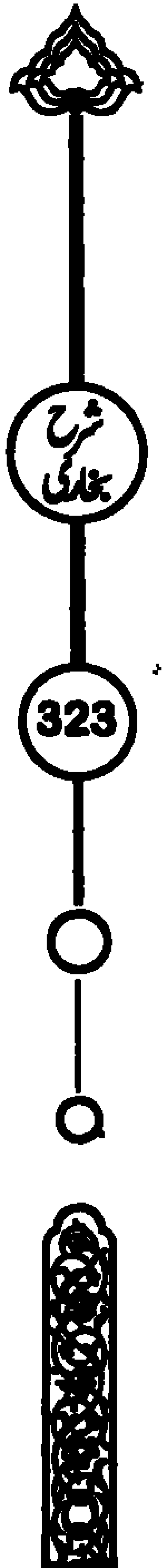
٤٩٤١: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ

اللهُ عَنْهُ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَجَعَلَا يُقْرِئَانِنَا الْقُرْآنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُولُونَ هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ فَمَا جَاءَ حَتَّى قَرَأْتُ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى) فِي سُوَرٍ مِثْلِهَا.

ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں ابواسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے (مہاجر) صحابہ میں سب سے پہلے ہمارے پاس مدینہ تشریف لانے والے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما تھے۔ مدینہ پہنچ کران بزرگوں نے ہمیں قرآن مجید پڑھانا شروع کر دیا۔ پھر عمار، بلال اور سعد رضی اللہ عنہم آئے۔ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیس صحابہ کو ساتھ لیکر آئے اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے میں نے کبھی مدینہ والوں کو اتنا خوش ہونے والا نہیں دیکھا تھا، جتنا وہ حضور اکرم ﷺ کی آمد پر خوش ہوئے تھے۔ بچیاں اور بچے بھی کہنے لگے تھے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، ہمارے ہاں تشریف لائے ہیں۔ میں نے آنحضرت ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری سے پہلے ہی سبح اسم ربك الاعلیٰ اور اس جیسی اور سورتیں پڑھ لی تھیں۔

سُورَةُ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

سورۃ الغاشیہ کی تفسیر



وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ) النَّصَارَى وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (عَيْنٍ آنِيَةٍ) بَلَغَ إِنَاهَا، وَحَانَ شُرْبُهَا، (حَمِيمٍ آنٍ) بَلَغَ إِنَاهُ (لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً) شَتْمًا، وَيُقَالُ: الضَّرِيعُ: نَبْتٌ يُقَالُ لَهُ الشِّبْرِقُ، يُسَمِّيهِ أَهْلُ الْحِجَازِ: الضَّرِيعَ إِذَا يَبِسَ، وَهُوَ سُمٌّ، (بِمُسَيْطِرٍ): بِمُسَلَّطٍ، وَيُقْرَأُ بِالصَّادِ وَالسِّينِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (إِيَابَهُمْ) مَرْجِعَهُمْ.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عاملة ناصبة سے نصاریٰ مراد ہیں مجاہد نے کہا عین آنیة یعنی گرمی کی حد کو پہنچ گیا اس کے پینے کا وقت آن پہنچا (سورۃ رحمن میں) حمیم آن کا بھی یہی معنی ہے یعنی گرمی کی حد کو پہنچ گیا۔ لا تسمع فیها لاغیة وہاں گالی گلوچ نہیں سنائی دے گی۔ الضریع ایک گھاس ہے جسے شبرق کہتے ہیں حجاز والے اس کو ضریع کہتے ہیں جب وہ سوکھ جاتی ہے یہ زہر ہے بمسیطر (سین سے) مطلقاً کڑوی بعضوں نے صاد سے پڑھا ہے۔ بمصیطر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایابهم ان کا لوٹنا۔

قولہ "عاملة ناصبه" النصاریٰ یہ دنیا سے متعلق اس کا معنیٰ ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن یہ چیز ہو گی۔

سُورَةُ وَالفَجْرِ

سورۃ الفجر کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الوَتْرُ اللهُ، ﴿إِرَمَ ذَاتِ العِمَادِ﴾ يَعْنِي القَدِيمَةَ، وَالعِمَادُ: أَهْلُ عَمُودٍ لاَ يُقِيمُونَ ﴿سَوْطَ عَذَابٍ﴾ الَّذِي عُذِّبُوا بِهِ ﴿أَكْلًا لَمًّا﴾ السَّفُّ وَ ﴿جَمًّا﴾ الكَثِيرُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ فَهُوَ شَفْعٌ، السَّمَاءُ شَفْعٌ، وَالوَتْرُ: اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ غَيْرُهُ: ﴿سَوْطَ عَذَابٍ﴾ كَلِمَةٌ تَقُولُهَا العَرَبُ لِكُلِّ نَوْعٍ مِنَ العَذَابِ يَدْخُلُ فِيهِ السَّوْطُ ﴿لَبِالمِرْصَادِ﴾ إِلَيْهِ المَصِيرُ ﴿تَحَاضُّونَ﴾ تُحَافِظُونَ، وَ تَحُضُّونَ: تَأْمُرُونَ بِإِطْعَامِهِ: ﴿المُطْمَئِنَّةُ﴾ المُصَدِّقَةُ بِالثَّوَابِ وَقَالَ الحَسَنُ: ﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ المُطْمَئِنَّةُ﴾ إِذَا أَرَادَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قَبْضَهَا اطْمَأَنَّتْ إِلَى اللهِ وَاطْمَأَنَّ اللهُ إِلَيْهَا، وَرَضِيَتْ عَنِ اللهِ وَرَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَأَمَرَ بِقَبْضِ رُوحِهَا، وَأَدْخَلَهَا اللهُ الجَنَّةَ، وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿جَابُوا﴾ نَقَبُوا، مِنْ جِيبِ القَمِيصِ: قُطِعَ لَهُ جَيْبٌ، يَجُوبُ الفَلاَةَ يَقْطَعُهَا، ﴿لَمًّا﴾ لَمَمْتُهُ أَجْمَعَ أَتَيْتُ عَلَى آخِرِهِ۔



مجاہد نے کہا وتر سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ ارم ذات العماد سے پرانی قوم عاد مراد ہے۔ عماد کے معنی خیمہ کے ہیں، یہ لوگ خانہ بدوش تھے۔ جہاں پانی چارہ پاتے وہیں خیمہ لگا کر رہ جاتے۔ سوط عذاب کا معنی یہ کہ ان کو عذاب دیا گیا۔ اکلا لما سب چیز سمیٹ کر کھا جانا۔ حبا جما بہت محبت رکھنا مجاہد نے کہا اللہ نے جس چیز کو پیدا کیا وہ (شفع) جوڑا ہے آسمان بھی زمین کا جوڑا ہے اور وتر صرف اللہ پاک ہی ہے۔ اوروں نے کہا سوط عذاب یہ عرب کا ایک محاورہ ہے جو ہر ایک قسم کے عذاب کو کہتے ہیں من جملہ ان کے ایک کوڑے کا عذاب بھی ہے۔ لبالمرصاد یعنی خدا کی طرف سب نے پھر جانا ہے۔ لا تحاضون (الف کے ساتھ جیسے مشہور قرات ہے) محافظت نہیں کرتے ہو بعضوں نے تَحُضُّونَ پڑھا ہے یعنی حکم نہیں دیتے ہو، المطمئنة وہ نفس جو اللہ کے ثواب پر یقین رکھنے والا ہو۔ مومن کامل الایمان امام حسن بصری نے کہا نفس مطمئنة وہ نفس کہ جب اللہ اس کو بلانا چاہے (موت آئے) تو اللہ کے پاس چین نصیب ہو، اللہ اس سے خوش ہو، وہ اللہ سے خوش ہو پھر اللہ اس کی روح قبض کرنے کا حکم دے اور اس کو بہشت میں لے جائے، اپنے نیک بندوں میں شامل فرمادے۔ اوروں نے کہا جابوا کا معنی کرید کرید کر مکان بنانا یہ جیب القمیص سے نکلا ہے جب اس کا گریبان کاٹا جائے، اسی طرح عرب لوگ کہتے ہیں فلان یجوب الفلاة وہ جنگل قطع کرتا ہے لما عرب لوگ کہتے ہیں لممتہ أجمع (میں اس کے اخیر تک پہنچ گیا۔

قولہ "القديمة" پرانی قوم عاد مراد ہے، جو اہل عمود یعنی خانہ بدوش تھے ایک جگہ نہیں ٹھہرتے تھے۔



قوله "السَّفُّ" پھکے مارنا، سارا سمیٹ کر کھا جانا۔

قوله "حبًّا جمًّا" بہت محبت کرنا۔

قوله "السَّمَاءُ شَفْعٌ" یعنی آسمان بھی زمین کا جوڑا ہے۔

قوله "والوتر" واؤ کی فتحہ کے ساتھ اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے، واؤ کے کسرہ کے ساتھ بھی آتا ہے۔

قوله "لممْتُهُ أجمع" میں اس کے اخیر تک پہنچ گیا۔

سُورَةُ لَا أُقْسِمُ

سورہ لَا أُقْسِمُ کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا البَلَدِ﴾ بِمَكَّةَ لَيْسَ عَلَيْكَ مَا عَلَى النَّاسِ فِيهِ مِنَ الإِثْمِ، ﴿وَوَالِدٍ﴾ آدَمَ ﴿وَمَا وَلَدَ﴾ ﴿لُبَدًا﴾ كَثِيرًا، وَ﴿النَّجْدَيْنِ﴾ الخَيْرُ وَالشَّرُّ، ﴿مَسْغَبَةٍ﴾ مَجَاعَةٍ ﴿مَتْرَبَةٍ﴾ السَّاقِطُ فِي التُّرَابِ، يُقَالُ: ﴿فَلَا اقْتَحَمَ العَقَبَةَ﴾ فَلَمْ يَقْتَحِمِ العَقَبَةَ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ فَسَّرَ العَقَبَةَ، فَقَالَ: ﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا العَقَبَةُ، فَكُّ رَقَبَةٍ، أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ﴾.



مجاہد نے کہا بهذا البلد سے مکہ مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خاص تیرے لئے یہ شہر حلال ہوا اوروں کا وہاں لڑنا گناہ ہے۔ والد سے حضرت آدم وما ولد سے ان کی اولاد مراد ہے لبدا بہت سارا۔ النجدين دو رستے بھلے اور برے۔ مسغبه بھوک متربه مٹی میں پڑا رہنا مراد ہے فلا اقتحم العقبة یعنی اس نے دنیا میں گھاٹی نہیں پھاندی پھر گھاٹی پھاندنے کو آگے بیان کیا۔ بردہ غلام آزاد کرنا بھوک اور تکلیف کے دن بھوکوں کو کھانا کھلانا۔

قوله "ليس عليك ما على الناس" یہ مکہ شہر خاص تیرے لیے حلال ہوا، دیگر لوگوں کے لیے وہاں لڑنا جائز نہیں ہوا، یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جس میں آتا ہے۔ أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ۔

قوله "فلا اقتحم العقبة" یعنی اس نے گھاٹی کو نہیں پھاندا۔ پھر اس کے بعد گھاٹی پھاندنے کو بیان کیا کہ وہ غلاموں کو آزاد کرانا اور بھوک کے دن غریبوں کو کھانا کھلانا ہے۔ 325

سُورَةُ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا

سورہ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿بِطَغْوَاهَا﴾ بِمَعَاصِيهَا ﴿ضُحَاهَا﴾ ضَوْءُهَا ﴿إِذَا تَلَاهَا﴾ تَبِعَهَا ﴿طَحَاهَا﴾ دَحَاهَا ﴿دَسَّاهَا﴾ أَغْوَاهَا ﴿فَأَلْهَمَهَا﴾ عَرَّفَهَا الشَّقَاءَ وَالسَّعَادَةَ ﴿وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا﴾ عُقْبَى أَحَدٍ.



مجاہد نے کہا کہ بطغواها اپنے گناہوں کی وجہ سے ضحاها یعنی اس کی روشنی، إذا تلاها چاند اس کے تابع ہے، طحاها اسے ہموار کیا، دسّاها اسے گمراہ کیا، فألهمها یعنی نیکی اور بدی کی راہ دکھائی ولا يخاف عقباها

یعنی اللہ کو کسی کا ڈر نہیں کہ کوئی اس سے بدلہ لے سکے گا۔
قولہ "ولا یخاف عقباھا" یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی کے بدلہ لینے کا ڈر نہیں ہے۔

٤٩٤٢: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَمْعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا) انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ عَارِمٌ مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ وَذَكَرَ النِّسَاءَ فَقَالَ (يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ) ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ وَقَالَ لِمَ (يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ) وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ عَمِّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ).

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور انہیں عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا ذکر فرمایا اور اس شخص کا بھی ذکر فرمایا جس نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں پھر آپ نے ارشاد فرمایا اذانبعث اشقٰھا یعنی اس اونٹنی کو مار ڈالنے کے لئے ایک مفسد بد بخت (قدار نامی) کو اپنی قوم میں ابوزمعہ کی طرح غالب اور طاقت ور تھا، اٹھا۔ آنحضرت ﷺ نے عورتوں کے حقوق کا بھی ذکر فرمایا کہ تم میں بعض اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے مارتے ہیں حالانکہ اسی دن کے ختم ہونے پر وہ اس سے ہم بستری بھی کرتے ہیں۔ پھر آپ نے انہیں ریاح خارج ہونے پر ہنسنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ ایک کام جو تم میں ہر شخص کرتا ہے اسی پر تم دوسروں پر کس طرح ہنستے ہو۔ ابو معاویہ نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن عروہ بن زبیر نے، ان سے حضرت عبداللہ بن زمعہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (اس حدیث میں) یوں فرمایا ابوزمعہ کی طرح جو زبیر بن عوام کا چچا تھا۔





سُورَةُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى
سورہ وَاللَّيْلِ کی تفسیر



وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى) بِالْخَلَفِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (تَرَدَّى) مَاتَ (وَتَلَظَّى) تَوَهَّجُ وَقَرَأَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ: تَتَلَظَّى.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، وکذب بالحسنیٰ سے یہ مراد ہے کہ اس کو یہ یقین نہیں کہ اللہ کی راہ میں جو خرچ کرے گا اس کا بدلہ اللہ اس کو دے گا اور مجاہد نے کہا اذا تردیٰ جب مر جائے۔ تلظی وہ دوزخ کی آگ



بھڑکتی شعلہ مارتی ہے۔ اور عبید بن عمیر نے تتلظی دو (تاء) کے ساتھ پڑھا ہے۔

قولہ "بالحسنی" حُسنیٰ سے مراد بدلہ ہے۔

قولہ "تلظی" وہ آگ بڑھکتی ہے۔

۱۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى)

"اور قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو جائے۔"

باب: آیت (وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى) کی تفسیر

۴۹۴۳: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللهِ الشَّأْمَ فَسَمِعَ بِنَا أَبُو الدَّرْدَاءِ فَأَتَانَا فَقَالَ أَفِيكُمْ مَنْ يَقْرَأُ فَقُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَأَيُّكُمْ أَقْرَأُ فَأَشَارُوا إِلَيَّ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَرَأْتُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ فِي صَاحِبِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا سَمِعْتُهَا مِنْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَؤُلَاءِ يَأْبَوْنَ عَلَيْنَا.

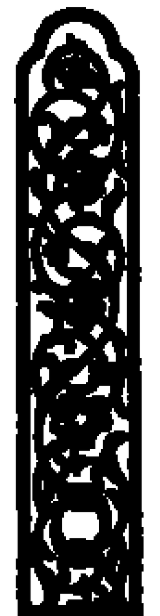


ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ بن قیس نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے ساتھ میں ملک شام پہنچا ہمارے متعلق ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے سنا تو ہم سے ملنے خود تشریف لائے اور دریافت فرمایا تم میں کوئی قرآن مجید کا قاری بھی ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں ہے۔ دریافت فرمایا کہ سب سے اچھا قاری کون ہے؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر کوئی آیت تلاوت کرو۔ میں نے واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی والذکر والانثی کی تلاوت کی۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تم نے خود یہ آیت اپنے استاد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبانی اسی طرح سنی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے اس پر کہا کہ میں نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ آیت اسی طرح سنی ہے، لیکن یہ شام والے ہم پر انکار کرتے ہیں۔

قولہ "والذکر والأنثی" یہ مشہور قراءت کی تفسیر ہے، مشہور قراءت "وما خلق الذکر والأنثی" ہے اور اس میں "ما" موصولہ نہیں بلکہ "ما" مصدریہ ہے۔

۲۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى)

"اور قسم ہے اس کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا۔"



باب آیت (وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى) کی تفسیر

۴۹۴۴: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَدِمَ

أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَقْرَأُ عَلَى قِرَاءَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُلُّنَا قَالَ فَأَيُّكُمْ أَحْفَظُ فَأَشَارُوا إِلَى عَلْقَمَةَ قَالَ كَيْفَ سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ قَالَ عَلْقَمَةُ ﴿وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى﴾ قَالَ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هَكَذَا وَهَؤُلَاءِ يُرِيدُونِي عَلَى أَنْ أَقْرَأَ ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى﴾ وَاللهِ لَا أُتَابِعُهُمْ.

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کچھ شاگرد ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے یہاں (شام) آئے انہوں نے انہیں تلاش کیا اور پالیا۔ پھر ان سے پوچھا کہ تم میں کون عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات کے مطابق قرات کر سکتا ہے؟ شاگردوں نے کہا کہ ہم سب کر سکتے ہیں۔ پھر پوچھا کسے ان کی قرات زیادہ محفوظ ہے؟ سب نے حضرت علقمہ کی طرف اشارہ کیا۔ انھوں نے دریافت کیا انہیں سورۃ واللیل اذا یغشی کی قرات کرتے کس طرح سنا ہے؟ علقمہ نے کہا کہ والذکر والانثی (بغیر خلق کے) کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح قرات کرتے ہوئے سنا ہے۔ لیکن یہ لوگ (یعنی شام والے) چاہتے ہیں کہ وما خلق الذکر والانثی پڑھوں۔ اللہ کی قسم میں ان کی پیروی نہیں کروں گا۔

۳۔ بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى﴾

"سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اس نے اچھی باتوں کی تصدیق کی ہم اس کے لیے نیک کاموں کو آسان کر دیں گے۔"

شرح بخاری

باب: آیت ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى...﴾ کی تفسیر

٤٩٤٥: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فِي جَنَازَةٍ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ فَقَالَ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿لِلْعُسْرَى﴾.

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابو عبدالرحمن سلمی نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بقیع الغرقد (مدینہ منورہ کے قبرستان) میں ایک جنازہ میں تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا ٹھکانا جنت یا جہنم میں لکھا نہ جاچکا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ!

پھر کیوں نہ ہم اپنی تقدیر پر بھروسہ کرلیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمل کرتے رہو کہ ہر شخص کو اسی عمل کی توفیق ملتی رہتی ہے (جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے) پھر آپ نے آیت فاما من اعطی واتقی آخر تک پڑھی۔ یعنی ہم اس کے لئے نیک کام آسان کردیں گے۔

قولہ "فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ" ارشاد باری تعالیٰ ہے فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى یعنی جنتی کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں اور عُسْرٰی سے مراد جہنم کا راستہ ہے جو جہنمی کے لیے آسان کر دیتے ہیں۔

قولہ "اعملوا" عمل کرتے رہو، کیونکہ تقدیر کا تعلق اللہ تعالیٰ کے علم سے ہے تم اس عالم اسباب میں کوشش کرتے رہو۔

٤٩٤٥,٠١: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا ان سے سعد بن عبیدہ نے ان سے ابو عبد الرحمٰن نے اور ان سے حضرت علی ﷺ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر راوی نے یہی حدیث بیان کی (جو اوپر گزری)



۴۔ بَابُ قَوْلِهِ (فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى)

"سو ہم اس کے لیے نیک کاموں کو عمل میں لانا آسان کر دیں گے۔"

باب: آیت (فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى) کی تفسیر

٤٩٤٦: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُودًا يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ (مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ (فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى) الْآيَةَ قَالَ شُعْبَةُ وَحَدَّثَنِي بِهِ مَنْصُورٌ فَلَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ.

ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان اعمش نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابو عبدالرحمن سلمی نے اور ان سے حضرت علی ﷺ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک جنازہ میں تھے، آپ نے ایک لکڑی اٹھائی اور اس سے زمین کریدتے ہوئے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کا جنت یا دوزخ کا ٹھکانا لکھا نہ جا چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا پھر ہم اسی پر بھروسہ نہ کرلیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمل کرتے رہو کہ ہر شخص



کو توفیق دی گئی ہے (انہی اعمال کی جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے) سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا آخر آیت تک۔ شعبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے یہ حدیث منصور بن معتمر نے بھی بیان کی اور انہوں نے بھی سلیمان اعمش سے اسی کے موافق بیان کی، اس میں کوئی خلاف نہیں کیا۔

٥۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى)

"اور جس نے بخل کیا اور بے پروائی برتی" کا بیان۔

باب: آیت (وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى ...الاية) کی تفسیر

٤٩٤٧: حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الجَنَّةِ، وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ» فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلاَ نَتَّكِلُ؟ قَالَ: «لاَ، اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ» ثُمَّ قَرَأَ: «فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى» إِلَى قَوْلِهِ «فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى».

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بلخی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابوعبدالرحمن سلمی نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم میں کوئی ایسا نہیں جس کا جہنم کا ٹھکانا اور جنت کا ٹھکانا لکھا نہ جا چکا ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر ہم اسی پر بھروسہ کیوں نہ کرلیں؟ فرمایا نہیں عمل کرتے رہو کیونکہ ہر شخص کو آسانی دی گئی ہے اور اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت کی فاما من اعطٰی واتقی الایۃ یعنی سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا اس کے لئے راحت کی چیز آسان کردیں گے۔ تا فسنیسرہ للعسریٰ

٦۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَكَذَّبَ بِالحُسْنَى)

باب آیت (وَكَذَّبَ بِالحُسْنَى) کی تفسیر

٤٩٤٨: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الغَرْقَدِ فَأَتَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ ثُمَّ قَالَ (مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ وَمَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الجَنَّةِ وَالنَّارِ وَإِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيدَةً) قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ العَمَلَ فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ

السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ قَالَ (أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاءِ ثُمَّ قَرَأَ (فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى) الْآيَةَ.

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا، ان سے ابو عبدالرحمن سلمی نے بیان کیا، اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم بقیع الغرقد میں ایک جنازہ کے ساتھ تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے۔ آپ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے چاروں طرف بیٹھ گئے۔ آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ آپ نے سر جھکا لیا پھر چھڑی سے زمین کو کریدنے لگے۔ پھر فرمایا کہ تم میں کوئی شخص ایسا نہیں، کوئی پیدا ہونے والی جان ایسی نہیں جس کا جنت اور جہنم کا ٹھکانا لکھا نہ جا چکا ہو، یہ لکھا جا چکا ہے کہ کون نیک ہے اور کون برا ہے۔ ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کیا حرج ہے اگر ہم اپنی اسی تقدیر پر بھروسہ کر لیں اور نیک عمل کرنا چھوڑ دیں جو ہم میں نیک ہو گا، وہ نیکوں کے ساتھ جا ملے گا اور جو برا ہو گا اس سے بروں کے سے اعمال ہو جائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ نیک ہوتے ہیں انہیں نیکوں ہی کے عمل کی توفیق حاصل ہوتی ہے اور جو برے ہوتے ہیں انہیں بروں ہی جیسے عمل کرنے کی توفیق ہوتی ہے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی فاما من اعطی واتقی الایۃ یعنی سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا سو ہم اس کے لئے نیک کاموں کو آسان کر دیں گے۔



٧۔ بَابُ قَوْلِهِ (فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى)

"سو ہم اس کے لیے سخت برائی کے کاموں کو عمل میں لانا آسان کر دیں گے۔"

باب آیت (فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى) کی تفسیر

٤٩٤٩: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ الْأَرْضَ فَقَالَ (مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ (اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ (فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى) الْآيَةَ.



ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں

نے سعد بن عبیدہ سے سنا، ان سے ابو عبدالرحمن سلمی بیان کرتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں تشریف رکھتے تھے۔ پھر آپ نے ایک چیز لی اور اس سے زمین کریدنے لگے اور فرمایا، تم میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کا جہنم کا ٹھکانا یا جنت کا ٹھکانا لکھا نہ جا چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! تو پھر ہم کیوں اپنی تقدیر پر بھروسہ نہ کرلیں اور نیک عمل کرنا چھوڑ دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک عمل کرو، ہر شخص کو ان اعمال کی توفیق دی جاتی ہے جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے جو شخص نیک ہوگا اسے نیکوں کے عمل کی توفیق ملتی ہے اور جو بدبخت ہوتا ہے اسے بدبختوں کے عمل کی توفیق ملتی ہے پھر آپ نے آیت فاما من اعطی واتقی آخر تک پڑھی۔ یعنی سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا، سو ہم اس کے لئے نیک عملوں کو آسان کردیں گے۔

۹۳۔ سُورَةُ وَالضُّحَى
سورہ وَالضُّحَى کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: إِذَا سَجَى اسْتَوَى وَقَالَ غَيْرُهُ: سَجَى أَظْلَمَ وَسَكَنَ. عَائِلًا ذُو عِيَالٍ.

مجاہد نے کہا اذا سجی جب برابر ہوجائے۔ اوروں نے کہا جب اندھیری ہوجائے یا تھم جائے۔ عائلا بال بچے والا، محتاج۔



قولہ "واللیل اذا سجی" جب وہ دن کے برابر ہوجائے بعض نے کہا، جب وہ تاریک ہوجائے اور تھم جائے۔

٤٩٥٠: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبَ بْنَ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَجَاءَتْ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ لَمْ أَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى).

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے بیان کیا کہ میں نے جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑ گئے اور دو یا تین راتوں کو (تہجد کے لئے) نہیں اٹھ سکے۔ پھر ایک عورت (ابولہب کی عورت عوراء) آئی اور کہنے لگی اے محمد! میرا خیال ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ دو یا تین راتوں سے دیکھ رہی ہوں کہ تمہارے پاس وہ نہیں آیا۔ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی، والضحی آخر تک یعنی قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب وہ قرار پکڑے کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے بیزار ہوا ہے۔



قولہ "فجاءت امرأة" یہ عورت حمالة الحطب، ابولہب کی بیوی ام جمیل بنت حرب تھی۔ علیها ما علیها یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت مخالف تھی، اسی لیے اس نے آپ کو نام سے یا محمد کہہ کر مخاطب کیا، اور آپ پر نازل

ہونے والے فرشتے کو۔ معاذ اللہ، بڑے برے لفظ سے تعبیر کیا۔

قولہ "تُقْرَءُ بالتشدید والتخفیف" یعنی «وَدَّعَ» کو تخفیف کے ساتھ وَدَعَ بھی پڑھا گیا ہے اور معنیٰ ایک ہی ہے صرفیوں نے لکھا ہے یَدَعُ مضارع کی ماضی نہیں آتی، حالانکہ «وَدَعَ» ماضی یہاں قرآن میں ہی آگئی ہے۔

٢۔ بَابُ قَوْلِهِ (مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى)

باب: آیت (مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ الاية) کی تفسیر

تُقْرَأُ بِالتَّشْدِيدِ وَالتَّخْفِيفِ، بِمَعْنًى وَاحِدٍ، مَا تَرَكَكَ رَبُّكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا تَرَكَكَ وَمَا أَبْغَضَكَ.

وَدَّعَكَ کو تشدید اور تخفیف دونوں طرح سے پڑھا گیا ہے۔ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں: آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہ تو چھوڑا ہے اور نہ وہ آپ سے ناراض ہی ہوا ہے۔

٤٩٥١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا الْبَجَلِيَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أُرَى صَاحِبَكَ إِلَّا أَبْطَأَكَ فَنَزَلَتْ (مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى).



ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر غندر نے، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے اسود بن قیس نے بیان کیا کہ میں نے جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک عورت ام المؤمنین خدیجہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ کے دوست (جبریل علیہ السلام) آپ کے پاس آنے میں دیر کرتے ہیں۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔ ما ودعك ربك وقلى یعنی آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے وہ بیزار ہوا ہے۔

اس عورت سے مراد خاتون جنت حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہے، انہوں نے آپ کو یارسول اللہ کہہ کر مخاطب کیا ہے اور آنے والے فرشتے کو بھی صاحبك کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ اور ترك نہیں کہا، بلکہ أبطأك کا لفظ استعمال کیا ہے کہ اس کا آنا لیٹ ہو گیا ہے یہ ان دونوں احادیث میں فرق ہے۔



٩٤۔ سُورَةُ أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ

سورہ أَلَمْ نَشْرَحْ کی تفسیر



وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (وِزْرَكَ) فِي الجَاهِلِيَّةِ (أَنْقَضَ) أَثْقَلَ (مَعَ العُسْرِ يُسْرًا) قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: أَيْ مَعَ ذَلِكَ العُسْرِ يُسْرًا آخَرَ كَقَوْلِهِ: (هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الحُسْنَيَيْنِ) وَلَنْ يَغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ " وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (فَانْصَبْ) فِي حَاجَتِكَ إِلَى رَبِّكَ " وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: (أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ) شَرَحَ اللهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ.



مجاہد نے کہا وزرك سے وہ باتیں مراد ہیں جو آنحضرت ﷺ سے جاہلیت کے زمانہ میں صادر ہوئیں (ترک اولیٰ وغیرہ) انقض کے معنی بھاری کیا۔ مع العسر یسرا سفیان بن عیینہ نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مصیبت کے ساتھ دو نعمتیں ملتی ہیں جیسے آیت هل تربصون الا احدی الحسنیین میں مسلمانوں کے لئے دو نیکیاں مراد ہیں اور حدیث میں ہے ایک مصیبت دو نیکیوں پر غالب نہیں آسکتی اور مجاہد نے کہا فانصب یعنی اپنے پروردگار سے دعا مانگنے میں محنت اٹھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے انہوں نے کہا الم نشرح لك صدرك سے مراد ہے کہ ہم نے تیرا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا۔

قولہ "وِزْرَكَ" مجاہد نے کہا کہ اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو آپ سے زمانہ جاہلیت میں صادر ہوئی ہیں۔

قولہ "أَنْقَضَ" بھاری کر دیا۔

قولہ "إن مع العسر يُسْرًا" یقیناً تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ سفیان بن عیینہؒ نے کہا، مشکل کے ساتھ دو نعمتیں ملتی ہیں۔ جیسا کہ دوسری آیت میں ہے هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ اور ایک مشکل دو آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی۔



قولہ "فانصب" اور اپنے رب تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرنے میں محنت کیجئے۔

قولہ "الم نشرح لك" یعنی ہم نے آپ کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا۔

۹۵۔ سُورَةُ وَالتِّينِ
سورة (والتین) کی تفسیر



وَقَالَ مُجَاهِدٌ: هُوَ التِّينُ وَالزَّيْتُونُ الَّذِي يَأْكُلُ النَّاسُ. يُقَالُ: فَمَا يُكَذِّبُكَ فَمَا الَّذِي يُكَذِّبُكَ بِأَنَّ النَّاسَ يُدَانُونَ بِأَعْمَالِهِمْ؟ كَأَنَّهُ قَالَ: وَمَنْ يَقْدِرُ عَلَى تَكْذِيبِكَ بِالثَّوَابِ وَالعِقَابِ؟.



مجاہد نے کہا کہ آیت میں وہی تین (انجیر) اور زیتون مشہور میوے ذکر ہوئے ہیں جنہیں لوگ کھاتے ہیں۔ فما یکذب یعنی کیا وجہ ہے جو تو اس بات کو جھٹلائے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ گویا یوں کہا کون کہہ سکتا ہے کہ تو عذاب اور ثواب کو جھٹلانے لگے۔

قولہ "الذی یأکل الناس" تین سے مراد انجیر ہے جسے لوگ کھاتے ہیں، لیکن زیتون درخت ہے جہاں یہ ہوتا ہے وہاں لوگ اس کا پھل کھاتے ہیں۔



قولہ "فمایکذّبك" اس میں مخاطب انسان ہے اے انسان کونسی چیز تجھے جزا سزا کی تکذیب پر ابھارتی ہے؟ گویا کہ فرمایا جزاء سزا کے بارہ میں آپ کی تکذیب کی کوئی قدرت رکھتا ہے؟ یعنی حساب کتاب ہوگا، اس کے دلائل بیان کر دیئے ہیں، اب اس پر کوئی آپ کی تکذیب نہیں کر سکتا۔

۴۹۵۲: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ "تَقْوِيمٍ" الْخَلْقِ.

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور عشاء کی ایک رکعت میں آپ نے سورۃ والتین کی تلاوت فرمائی تھی۔ تقویم کے معنی پیدائش بناوٹ کے ہیں۔

۹۶۔ سُورَةُ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ
سورۃ اقْرَأْ کی تفسیر

وَقَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: اكْتُبْ فِي الْمُصْحَفِ فِي أَوَّلِ الْإِمَامِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَاجْعَلْ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ خَطًّا وَقَالَ مُجَاهِدٌ: نَادِيَهُ عَشِيرَتَهُ. الزبانية الْمَلَائِكَةَ. وَقَالَ الرُّجْعَى الْمَرْجِعُ. لَنَسْفَعًا قَالَ لَنَأْخُذَنْ، وَلَنَسْفَعَنْ بِالنُّونِ وَهِيَ الْخَفِيفَةُ، سَفَعْتُ بِيَدِهِ أَخَذْتُ.



اور قتیبہ نے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن عتیق نے کہ امام حسن بصری نے کہا کہ مصحف میں سورۃ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو اور دو سورتوں کے درمیان ایک خط کھینچ لیا کرو جس سے معلوم ہو کہ نئی سورت شروع ہوئی۔ مجاہد نے کہا کہ نادیہ یعنی اپنے کنبے والوں کو۔ الزبانية دوزخ کے فرشتے اور معمر نے کہا رجعی لوٹ جانے کا مقام۔ لنسفعن البتہ ہم پکڑیں گے۔ اس میں نون خفیفہ ہے (گویا یہ الف سے لکھا جاتا ہے یہ سفعت بیدہ سے نکلا ہے یعنی میں نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

قولہ "عن الحسن قال: اكتب في المصحف" امام سے مراد "ام الکتاب" ہے یہ امام بخاریؒ کی کلام حمزہ قاریؒ کی قراءت کے ذریعہ سے ہے، حمزہ کے نزدیک "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" صرف پہلی سورت (ام الکتاب) کا جزء ہے، باقی سورتوں کا جزء نہیں ہے، اس لیے حسن بصریؒ نے کہا کہ جب تم مصحف لکھو تو پہلی سورت کے شروع میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھو، اس کے بعد باقی سورتوں کے شروع میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، بس خط کھینچ کر دوسری سورت شروع کرتے جاؤ، تاکہ خط کھینچنے سے دو سورتوں میں فرق ہو جائے، یہ حمزہ قاری کے مطابق کلام ہے، ورنہ ہمارے مصحف میں تو ہر سورت پر بسم اللہ آتی ہے۔

قولہ "نادیہ" اپنا کنبہ اور قبیلہ۔

قولہ "الزبانیہ" اس سے مراد فرشتے ہیں۔



قولہ "لنسفعا" اس میں نون خفیفہ استعمال ہوا ہے أی لَنَسْفَعَن اور نون خفیفہ وقف کے وقت الف ہو جاتا ہے، اس لیے تنوین کی صورت میں الف سے لکھا جاتا ہے، یہ سَفَعْتُ بیدہٖ سے ہے میں نے اسے ہاتھ سے پکڑا۔

۱۔ بَابٌ

٤٩٥٣: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ سَلْمَوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ أَوَّلَ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَلْحَقُ بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ قَالَ وَالتَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ بِمِثْلِهَا حَتَّى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ الْآيَاتِ إِلَى قَوْلِهِ ﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ قَالَ لِخَدِيجَةَ أَيْ خَدِيجَةُ مَا لِي لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي فَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ قَالَتْ خَدِيجَةُ كَلَّا أَبْشِرْ فَوَاللهِ لَا يُخْزِيكَ اللهُ أَبَدًا فَوَاللهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ خَدِيجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ قَالَ وَرَقَةُ يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَأَى فَقَالَ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُوسَى لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا ذَكَرَ حَرْفًا قَالَ رَسُولُ اللهِ





صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا أُوذِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ حَيًّا أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتَّى حَزِنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) حضرت امام بخاری نے کہا اور مجھ سے سعید بن مروان نے بیان کیا اور ان سے محمد بن عبدالعزیز بن ابی رزمہ نے، انہیں ابو صالح سلمویہ نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے عبداللہ نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن شہاب نے خبر دی انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی پاک بیوی عائشہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو نبوت سے پہلے سچے خواب دکھائے جاتے تھے چنانچہ اس دور میں آپ جو خواب بھی دیکھ لیتے وہ صبح کی روشنی کی طرح بیداری میں نمودار ہوتا۔ پھر آپ کو تنہائی بھلی لگنے لگی۔ اس دور میں آپ ﷺ غار حرا تنہا تشریف لے جاتے اور آپ ﷺ وہاں تحنث کیا کرتے تھے۔ عروہ نے کہا کہ تحنث سے عبادت مراد ہے۔ آپ وہاں کئی کئی راتیں جاگتے، گھر میں نہ آتے اور اس کے لئے اپنے گھر سے توشہ لے جایا کرتے تھے۔ پھر جب توشہ ختم ہو جاتا پھر خدیجہ کے یہاں لوٹ کر تشریف لاتے اور اتنا ہی توشہ پھر لے جاتے۔ اسی حال میں آپ غار حرا میں تھے کہ دفعتاً آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی چنانچہ فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا پڑھیئے! آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آنحضور ﷺ نے بیان کیا کہ مجھے فرشتہ نے پکڑ لیا اور اتنا بھینچا کہ میں بے طاقت ہو گیا پھر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھیئے! میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے پھر دوسری مرتبہ مجھے پکڑ کر اس طرح بھینچا کہ میں بے طاقت ہو گیا اور چھوڑنے کے بعد کہا کہ پڑھیئے! میں نے اس مرتبہ بھی یہی کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے تیسری مرتبہ پھر اسی طرح مجھے پکڑ کر بھینچا کہ میں بے طاقت ہو گیا اور کہا کہ پڑھیئے! پڑھیئے! اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ہے، آپ پڑھیئے اور آپ کا رب کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی ہے، سے آیت علم الانسان مالم یعلم تک پھر آنحضرت ﷺ ان پانچ آیات کو لے کر واپس گھر تشریف لائے اور گھبراہٹ سے آپ کے مونڈھے اور گردن کا گوشت پھڑک (حرکت کر) رہا تھا۔ آپ نے خدیجہ کے پاس پہنچ کر فرمایا کہ مجھے چادر اڑھادو! مجھے چادر اڑھادو! چنانچہ انہوں نے آپ کو چادر اڑھادی۔ جب گھبراہٹ آپ سے دور ہوئی تو آپ نے خدیجہ سے کہا اب کیا ہوگا مجھے تو اپنی جان کا ڈر ہو گیا ہے پھر آپ نے سارا واقعہ انہیں سنایا۔ خدیجہ نے کہا ایسا ہرگز نہ ہوگا، آپ کو خوشخبری ہو، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ اللہ کی قسم! آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں، آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں، آپ کمزور و ناتواں کا بوجھ خود اٹھا لیتے ہیں، جنہیں



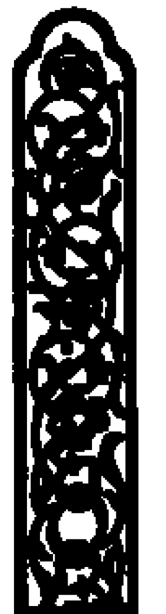


کہیں سے کچھ نہیں ملتا وہ آپ کے یہاں سے پالیتے ہیں۔ آپ مہمان نواز ہیں اور حق کے راستے میں پیش آنے والی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں پھر خدیجہ آنحضرت کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں وہ خدیجہ کے چچا اور آپ کے والد کے بھائی تھے وہ زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عربی لکھ لیتے تھے جس طرح اللہ نے چاہا انہوں نے انجیل بھی عربی میں لکھی تھی۔ وہ بہت بوڑھے تھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ خدیجہ نے ان سے کہا چچا اپنے بھتیجے کا حال سنئے۔ ورقہ نے کہا بیٹے! تم نے کیا دیکھا ہے؟ آپ نے سارا حال سنایا جو کچھ آپ نے دیکھا تھا۔ اس پر ورقہ نے کہا یہی وہ ناموس (حضرت جبریل علیہ السلام) ہیں جو حضرت موسیٰ کے پاس آتے تھے۔ کاش میں تمہاری نبوت کے زمانہ میں جوان اور طاقت ور ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہ جاتا، پھر ورقہ نے کچھ اور کہا کہ جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکالے گی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کیا واقعی یہ لوگ مجھے مکہ سے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا ہاں، جو دعوت آپ لے کر آئے ہیں اسے جو بھی لے کر آیا تو اس سے عداوت ضرور کی گئی۔ اگر میں آپ کی نبوت کے زمانہ میں زندہ رہ گیا تو میں ضرور بھرپور طریقہ پر آپ کا ساتھ دوں گا۔ اس کے بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا اور کچھ دنوں کے لئے وحی کا آنا بھی بند ہو گیا۔ آپ وحی کے بند ہو جانے کی وجہ سے غمگین رہنے لگے۔



٤٩٥٤: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَفَرِقْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَدَثَّرُوهُ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرِّجْزَ فَاهْجُرْ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَهِيَ الْأَوْثَانُ الَّتِي كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَعْبُدُونَ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ.

محمد بن شہاب نے بیان کیا، انہیں ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ وحی کے کچھ دنوں کے لئے رک جانے کا ذکر فرما رہے تھے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں چل رہا تھا کہ میں نے اچانک آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ (جبریل علیہ السلام) جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا، آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آیا۔ میں ان سے بہت ڈرا اور گھر واپس آکر میں نے کہا کہ مجھے چادر اڑھا دو چنانچہ گھر والوں نے مجھے چادر اڑھا دی، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی یا ایها المدثر قم فانذر اے کپڑے میں لپٹنے والے! اٹھئے پھر لوگوں کو ڈرایئے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھیئے۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الرجز جاہلیت کے بت تھے جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے۔ راوی نے بیان کیا



کہ پھر وحی برابر آنے لگی۔

۲۔ بَابُ قَوْلِهِ (خَلَقَ الإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ)

"انسان کو اللہ نے خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔"

باب آیت (خَلَقَ الإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ) کی تفسیر

٤٩٥٥: حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ (اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ).

ہم سے ابن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ شروع میں رسول کریم ﷺ کو سچے خواب دکھائے جانے لگے۔ پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا کہ آپ پڑھئے اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو پیدا کیا ہے) جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ہے۔ آپ پڑھا کیجئے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے۔



۳۔ بَابُ قَوْلِهِ (اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ)

"آپ ﷺ پڑھا کیجئے اور آپ کا رب بڑا ہی مہربان ہے۔"

باب: آیت (اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ) کی تفسیر

شرح بخاری

٤٩٥٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ جَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ (اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ).

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے (دوسری سند) اور اللیث نے بیان کیا کہ ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے محمد نے بیان کیا، انہیں عروہ نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ نے کہ رسول کریم ﷺ کی نبوت کی ابتدا سچے خوابوں سے کی گئی اور کہا کہ آپ پڑھئے اور اپنے پروردگار کے نام کی مدد سے جس نے سب کو پیدا کیا ہے، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے بنایا۔ آپ پڑھا کیجئے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے، جس نے قلم کو ذریعہ تعلیم بنایا۔



٤٩٥٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا اور ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے عروہ سے سنا، ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ پھر رسول کریم ﷺ خدیجہ کے پاس واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے چادر اڑھادو مجھے چادر اڑھادو۔ پھر آپ نے سارا واقعہ بیان فرمایا۔

۴۔ بَابُ قَوْلِهِ (كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ)

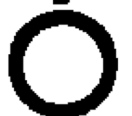
ہاں ہاں اگر یہ (کم بخت) باز نہ آیا تو ہم اسے پیشانی کے بل پکڑ کر گھسیٹیں گے جو پیشانی جھوٹ اور گناہوں میں آلودہ ہو چکی ہے۔

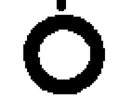
باب: آیت (كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الاية) کی تفسیر



٤٩٥٨: حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُو جَهْلٍ لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَأَطَأَنَّ عَلَى عُنُقِهِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ (لَوْ فَعَلَهُ لَأَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ) تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ.

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے عبدالکریم جزری نے، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا ابو جہل نے کہا تھا کہ اگر میں نے محمد ﷺ کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو اس کی گردن کچل دوں گا۔ آنحضور ﷺ کو جب یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے ایسا کیا ہوتا تو اسے فرشتے پکڑ لیتے۔ عبدالرزاق کے ساتھ اس حدیث کو عمرو بن خالد نے روایت کیا ہے، ان سے عبیداللہ نے، ان سے عبدالکریم نے بیان کیا۔





۹۷۔ سُورَةُ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ

سورۃ قدر کی تفسیر

يُقَالُ: الْمَطْلَعُ: هُوَ الطُّلُوعُ، وَالْمَطْلِعُ: الْمَوْضِعُ الَّذِي يُطْلَعُ مِنْهُ، أَنْزَلْنَاهُ الْهَاءُ كِنَايَةٌ عَنِ الْقُرْآنِ، إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ خَرَجَ مَخْرَجَ الْجَمِيعِ، وَالْمُنْزِلُ هُوَ اللّٰهُ، وَالْعَرَبُ



تُوَكِّدُ فِعْلَ الوَاحِدِ فَتَجعَلُهُ بِلَفظِ الجَمِيعِ، لِيَكُونَ أَثبَتَ وَأَوْكَدَ.

مطلع بہ فتحہ (مصدر ہے) طلوع کے معنوں میں اور مطلع بہ کسر لام (جیسے کسائی نے پڑھا ہے) وہ مقام جہاں سے سورج نکلے۔ انا انزلناہ میں ضمیر قرآن کی طرف پھرتی ہے (گو کہ قرآن کا ذکر اوپر نہیں آیا ہے مگر اس کی شان بڑھانے کے لئے اضمار قبل الذکر کیا) انزلناہ صیغہ جمع متکلم کا ہے حالانکہ اتارنے والا ایک ہی ہے یعنی اللہ پاک مگر عربی میں واحد کو جمع اور اثبات کے لئے بہ صیغہ جمع لاتے ہیں۔

قولہ "المطلع" لام کی فتحہ کے ساتھ مصدر میمی بمعنیٰ طلوع ہے، اور لام کے کسرہ کے ساتھ ظرف ہے، جو خلاف قیاس آئی ہے ورنہ باب نصر کی ظرف بفتح العین آتی ہے یعنی سورج طلوع ہونے کی جگہ۔

قولہ "أنزلناہ" أنزلنا یہ صیغہ جمع کا ہے حالانکہ قرآن کو نازل کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، کیونکہ عربوں کی عادت ہے کہ وہ ایک شخص کے فعل کی تاکید کے لیے جمع کا صیغہ استعمال کرتے ہیں، جو کہ تاکید اور تثبیت کا فائدہ دیتا ہے۔

قولہ "أنزلناہ" میں ھا ضمیر کا مرجع مَقْرُوْ ہے، جو کہ اِقْرَء باسم رَبِّكَ سے مترشح ہوتا ہے اور مَقْرُوْ سے مراد قرآن لیا ہے۔

سُورَةُ لَمْ يَكُنْ

سورۃ بینۃ کی تفسیر

مُنفَكِّينَ زَائِلِينَ. قَيِّمَةٌ القَائِمَةُ دِينُ القَيِّمَةِ أَضَافَ الدِّينَ إِلَى المُؤَنَّثِ.

منفكين کے معنی چھوڑنے والے۔ قيمة قائم اور مضبوط حالانکہ دین مذکر ہے مگر اس کو مؤنث یعنی قيمه کی طرف مضاف کیا دین کو ملت کے معنی میں لیا جو مؤنث ہے۔



قولہ "مُنفكين" "أي زائلين۔ یعنی اگر پیغمبر نہ آتا تو ان لوگوں نے کفر سے زائل نہیں ہونا تھا، گویا بَيِّنه سے مراد "رسول" ہے، یا انہی کی بات نقل کی ہے، وہ کہتے تھے، اگر ہمارے پاس ہدایت آتی تو ہم أهدى یعنی زیادہ ہدایت والے ہوتے، گویا بڑے اچھے لوگ ہیں کہ مان گئے ہیں۔

قولہ "دين القيمه" یہ اضافت موصوف کی صفت کی طرف ہے، القيمه اصل میں دین کی صفت ہے۔ مِلّة کا لحاظ کرتے ہوئے قيمه کہہ دیا ہے، أي دينُ الملة القيمه

٤٩٥٩. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيٍّ إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا قَالَ وَسَمَّانِي قَالَ نَعَمْ فَبَكَى.

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، میں نے قتادہ سے سنا اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں سورۃ لم یکن الذین کفروا پڑھ کر سناؤں۔ حضرت ابی بن



کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام بھی لیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر وہ رونے لگے۔

٤٩٦٠: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيٍّ إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ أُبَيٌّ آللهُ سَمَّانِي لَكَ قَالَ اللهُ سَمَّاكَ لِي فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِي قَالَ قَتَادَةُ فَأُنْبِئْتُ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَيْهِ (لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ).

ہم سے حسان بن حسان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن (سورۃ لم یکن) پڑھ کر سناؤں۔ حضرت ابی بن کعب نے عرض کیا کیا آپ سے اللہ تعالیٰ نے میرا نام بھی لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام بھی مجھ سے لیا ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے۔ قتادہ نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سورۃ لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب پڑھ کر سنائی تھی۔



٤٩٦١: حَدَّثَنَا احمد بن ابی داؤد أَبُو جَعْفَرٍ الْمُنَادِي حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أُقْرِئَكَ الْقُرْآنَ قَالَ آللهُ سَمَّانِي لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ

ہم سے احمد بن ابی داؤد ابو جعفر منادی نے بیان کیا، کہا ہم سے روح نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن کی (سورۃ لم یکن) پڑھ کر سناؤں۔ انہوں نے پوچھا کیا اللہ نے آپ سے میرا نام بھی لیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بولے تمام جہانوں کے پالنے والے کے ہاں میرا ذکر ہوا؟ حضور اکرم نے فرمایا کہ ہاں اس پر ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

شرح بخاری





سُورَةِ إِذَا زُلْزِلَتِ الأَرْضُ زِلْزَالَهَا

سورۃ إِذَا زُلْزِلَتِ کی تفسیر

١- بَابُ قَوْلِهِ (فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ)

يقال: اوحى لها واوحى إليها ووحى لها ووحى إليها واحد.



اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ الآیۃ یعنی جو کوئی ذرہ بھر بھی نیکی کرے گا اسے بھی وہ دیکھ لے گا اوحی

الیھا او حیٰ لھا اور وحی الیھا سب کا ایک ہی معنی ہے۔

٤٩٦٢: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذَلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ فَهِيَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِئَاءً وَنِوَاءً فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وِزْرٌ فَسُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللهُ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ (فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ).

ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ابوصالح سمان نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گھوڑا تین طرح کے لوگ پالتے ہیں۔ ایک شخص کے لئے وہ اجر ہوتا ہے دوسرے کے لئے وہ معافی ہے، تیسرے کے لئے عذاب ہے۔ جس کے لئے وہ اجر وثواب ہے وہ شخص ہے جو اسے اللہ کے راستہ میں جہاد کی نیت سے پالتا ہے۔ چراگاہ یا اس کے بجائے راوی نے یہ کہا باغ میں اس کی رسی کو دراز کر دیتا ہے اور وہ گھوڑا چراگاہ یا باغ میں اپنی رسی تڑالے اور ایک دو ٹیلے دوڑ جائے تو اس کے نشانات قدم اور اس کی لید بھی مالک کے لئے ثواب بن جاتی ہے اور اگر کسی نہر سے گزرتے ہوئے اس میں مالک کے ارادہ کے بغیر خود ہی اس نے پانی پی لیا تو یہ بھی مالک کے لئے باعث ثواب بن جاتا ہے۔ دوسرا شخص جس کے لئے اس کا گھوڑا باعث پردہ بنتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے لوگوں سے بے پرواہ رہنے اور لوگوں (کے سامنے سوال کرنے سے) بچنے کے لئے اسے پالا اور اس گھوڑے کی گردن پر جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اس کی پیٹھ کا جو حق ہے اسے بھی وہ ادا کرتا رہتا ہے۔ تو گھوڑا اس کے لئے باعث پردہ بن جاتا ہے اور جو شخص گھوڑا اپنے دروازے پر فخر اور دکھاوے اور اسلام دشمنی کی غرض سے باندھتا ہے، وہ اس کے لئے وبال ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق مجھ پر خاص آیت سوا اس اکیلی عام اور جامع آیت کے نازل نہیں کی فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ الخ یعنی جو کوئی ذرہ بھر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ بھر برائی کرے گا وہ اسے بھی دیکھ لے گا۔





۲۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ)

جو کوئی ایک ذرہ برابر برائی کرے گا اسے بھی وہ دیکھ لے گا"

باب: آیت (وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ) کی تفسیر

٤٩٦٣: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ (فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ)

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو امام مالک نے خبر دی، انہیں زید بن اسلم نے، انہیں ابو صالح نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اکیلی عام آیت کے سوا مجھ پر اس کے بارے میں اور کوئی خاص حکم نازل نہیں ہوا ہے یعنی سو جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے بھی دیکھ لے گا۔



سُورَةُ وَالْعَادِيَاتِ

سورہ وَالْعَادِيَاتِ کی تفسیر

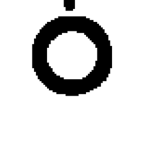
وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْكَنُودُ: الْكَفُورُ. يُقَالُ: فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا رَفَعْنَ بِهِ غُبَارًا. لِحُبِّ الْخَيْرِ: مِنْ أَجْلِ حُبِّ الْخَيْرِ. لَشَدِيدٌ لَبَخِيلٌ. وَيُقَالُ لِلْبَخِيلِ: شَدِيدٌ. حُصِّلَ مُيِّزَ.

مجاہد نے کہا کنود کا معنی ناشکرا ہے فاثرن به نقعا یعنی صبح کے وقت دھول اڑاتے ہیں، گرد اٹھاتے ہیں۔ لحب الخیر یعنی مال کی محبت کی وجہ سے۔ لشدید بخیل ہے بخیل کو شدید کہتے ہیں۔ حصل کے معنی جدا کیا جائے یا جمع کیا جائے۔



سُورَةُ الْقَارِعَةِ

سورۃ الْقَارِعَةِ کی تفسیر



(كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ) كَغَوْغَاءِ الْجَرَادِ يَرْكَبُ بَعْضُهُ بَعْضًا، كَذَلِكَ النَّاسُ يَجُولُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ. كَالْعِهْنِ كَأَلْوَانِ الْعِهْنِ) وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ: كَالصُّوفِ.



كالفراش المبثوث یعنی پریشان ٹڈی دل کی طرح جیسے وہ ایسی حالت میں ایک دوسرے پر چڑھ جاتی ہیں یہی حال (حشر کے دن) انسانوں کا ہوگا کہ وہ ایک دوسرے پر گر رہے ہوں گے کالعھن اون کی طرح رنگ برنگ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یوں پڑھا ہے کالصوف المنفوش یعنی دھنی ہوئی اون کی طرح اڑتے پھریں

گے۔

قولہ "كغوغاء الجراد" غوغاء مکڑی کے بچوں کو کہتے ہیں، یعنی لوگ قیامت کے دن پریشان ٹڈیوں کی طرح ہوں گے، جیسے وہ ایسی حالت میں ایک دوسرے پر چڑھ جاتی ہیں ایسے ہی لوگ اس دن ایک دوسرے پر گر رہے ہوں گے۔

قولہ "كَالْأَلْوَانِ الْعِهْنِ" پہاڑ رنگین اون کی طرح ہوں گے، جو کہ دھنی ہوئی اون کی طرح اڑتے پھریں گے۔

عبداللہ بن مسعود نے کالصوف پڑھا ہے جو کہ عام ہے جب کہ عِهْن رنگین کو کہتے ہیں۔

سُورَةُ أَلْهَاكُمْ

سورہ التکاثر کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَلتَّكَاثُرُ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ "التکاثر" سے مال واولاد کا بہت ہونا مراد ہے۔

سُورَةُ وَالْعَصْرِ

سورۃ وَالْعَصْرِ کی تفسیر



وَقَالَ يَحْيَى: الْعَصْرُ: الدَّهْرُ، أَقْسَمَ بِهِ.

یحیٰ بن زیاد فراء نے کہا کہ "العصر" سے مراد زمانہ ہے اسی ہی کی قسم کھائی گئی ہے۔

سُورَةُ وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ

سورہ هُمَزَةٍ کی تفسیر

الْحُطَمَةُ اسْمُ النَّارِ، مِثْلُ: سَقَرَ وَلَظَى.

"الحطمة" دوزخ کا ایک نام ہے جیسے سقر اور لظی بھی اس کے ناموں میں سے ہیں۔

سُورَةُ أَلَمْ تَرَ

سورہ فیل کی تفسیر

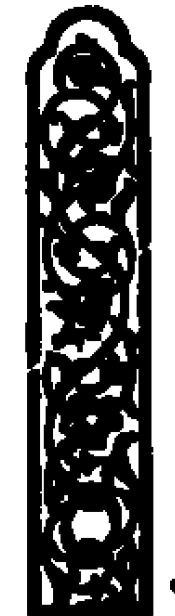
(أَلَمْ تَرَ) أَلَمْ تَعْلَمْ قَالَ مُجَاهِدٌ: أَبَابِيلَ مُتَتَابِعَةً مُجْتَمِعَةً وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مِنْ سِجِّيلٍ هِيَ سَنْكِ وَكِلْ.

مجاہد نے کہا ابابیل یعنی پے در پے آنے والے جھنڈ کے جھنڈ پرندے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا من سجیل (یہ لفظ فارسی کا معرب ہے) یعنی سنگ پتھر اور گل مٹی مراد ہے۔

قولہ "قال مجاهد" مجاہد نے کہا کہ «ألم تر» ألم تعلم کے معنیٰ میں ہے یعنی کیا آپ کو معلوم نہیں۔

قولہ "مُتَتَابِعَةً" یعنی ابابیل سے مراد پے در پے آنے والے جھنڈ کے جھنڈ پرندے۔

قولہ "هِيَ سَنْكِ وَكِلْ" یہ لفظ سنگ گل سے بنا ہے، سنگ بمعنیٰ پتھر، اور گل بمعنیٰ مٹی، مراد کھنگر ہے۔



سُورَةُ لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ

سورہ قریش کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لِإِيلَافِ أَلِفُوا ذَلِكَ، فَلَا يَشُقُّ عَلَيْهِمْ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ، وَآمَنَهُمْ مِنْ كُلِّ عَدُوِّهِمْ فِي حَرَمِهِمْ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: لِإِيلَافِ لِنِعْمَتِي عَلَى قُرَيْشٍ.

مجاہد نے کہا لا یلاف قریش کا مطلب یہ ہے کہ قریش کے لوگوں کا دل سفر میں لگا دیا تھا، گرمی جاڑے کسی بھی موسم میں ان پر سفر کرنا دشوار نہ تھا اور ان کو حرم میں جگہ دے کر دشمنوں سے بے فکر کر دیا تھا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ لا یلاف قریش کا معنی یہ ہے قریش پر میرے احسان کی وجہ سے۔

سُورَةُ أَرَأَيْتَ

سورۃ ماعون کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: يَدُعُّ يَدْفَعُ عَنْ حَقِّهِ، يُقَالُ: هُوَ مِنْ دَعَعْتُ، يُدَعُّونَ يُدْفَعُونَ، سَاهُونَ لَاهُونَ، وَ الْمَاعُونَ الْمَعْرُوفَ كُلُّهُ، وَقَالَ بَعْضُ الْعَرَبِ: الْمَاعُونُ: الْمَاءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ: أَعْلَاهَا الزَّكَاةُ الْمَفْرُوضَةُ، وَأَدْنَاهَا عَارِيَةُ الْمَتَاعِ.



مجاہد نے کہا یدع کا معنی دفع کرتا ہے یعنی یتیم کو اس کا حق نہیں لینے دیتا، کہتے ہیں یہ دععت سے نکلا ہے۔ اسی سے سورۃ طور میں لفظ یوم یدعون ہے (یعنی جس دن دوزخ کی طرف اٹھائے جائیں گے دھکیلے جائیں گے) ساھون بھولنے والے غافل۔ ماعون کہتے ہیں مروت کے ہر اچھے کام کو۔ بعض عرب ماعون پانی کو کہتے ہیں۔ عکرمہ نے کہا ماعون کا اعلیٰ درجہ زکوۃ دینا ہے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص کچھ سامان مانگے تو اسے وہ دے دے، اس کا انکار نہ کرے۔

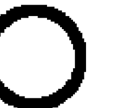
شرح بخاری

قولہ "قال ابن عیینہ" سفیان عیینہ کا یہ قول سورۃ قریش کی بجائے سورۃ "الماعون" میں لانا کاتب کی غلطی ہے۔

قولہ "یدفع عن حقه" یعنی یتیم کو اس کا حق لینے سے روکتا ہے۔

قولہ "الماعُون" ہر نیکی کے کام کو "ماعون" کہتے ہیں، بعض عرب کے ہاں ماعون سے مراد پانی ہے۔

عکرمہ نے کہا ہے، ماعون کا اعلیٰ مرتبہ زکاۃ ادا کرنا ہے اور ادنیٰ مرتبہ استعمال کی چیزیں دوسروں کو عاریتاً دینا ہے۔



سُورَةُ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ



سورہ کوثر کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (شَانِئَكَ) عَدُوَّكَ.



حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا شانئك تیرا دشمن۔

قولہ "هذا الكوثر" یہ نہر جس کا اس حدیث میں ذکر ہے یہ "کوثر" کا ایک فرد ہے ورنہ کوثر کا معنی نہر نہیں

ہے بلکہ لغۃ "کوثر" سے مراد خیر کثیر ہے۔

٤٩٦٤: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاءِ قَالَ (أَتَيْتُ عَلَى نَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفًا فَقُلْتُ مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ).

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک نہر پر پہنچا جس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے ڈیرے لگے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبریل! یہ نہر کیسی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ حوض کوثر ہے (جو اللہ نے آپ کو دیا ہے۔

٤٩٦٥: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْكَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَ سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ) قَالَتْ نَهَرٌ أُعْطِيَهُ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ آنِيَتُهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ رَوَاهُ زَكَرِيَّاءُ وَأَبُو الْأَحْوَصِ وَمُطَرِّفٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.



ہم سے خالد بن یزید کاہلی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے ابوعبیدہ نے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد انا اعطینا الخ "یعنی میں نے آپ کو کوثر عطا کیا ہے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ یہ (کوثر) ایک نہر ہے جو تمہارے نبی ﷺ کو بخشی گئی ہے، اس کے دو کنارے ہیں جن پر خولدار موتیوں کے ڈیرے ہیں۔ اس کے آبخورے ستاروں کی طرح ان گنت ہیں۔ اس حدیث کی روایت زکریا اور ابو الاحوص اور مطرف نے ابو اسحاق سے کی ہے۔

شرح بخاری

٤٩٦٦: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ فِي الْكَوْثَرِ هُوَ الْخَيْرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُو بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَإِنَّ النَّاسَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيدٌ النَّهَرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللهُ إِيَّاهُ.



ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، ان سے ابو البشر نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کوثر کے متعلق کہ وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو دی ہے۔ ابو بشر نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن جبیر سے عرض کی، لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے جنت کی ایک نہر مراد ہے؟ سعید نے کہا کہ جنت کی نہر بھی اس خیر کثیر میں سے ایک ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو دی ہے۔





سُورَةُ قُلْ يَا أَيُّهَا الكَافِرُونَ

سورة الکافرون کی تفسیر

يُقَالُ: (لَكُمْ دِينُكُمْ) الكُفْرُ، (وَلِيَ دِينِ) الإِسْلاَمُ، وَلَمْ يَقُلْ دِينِي، لِأَنَّ الآيَاتِ بِالنُّونِ، فَحُذِفَتِ اليَاءُ، كَمَا قَالَ: يَهْدِينِ وَيَشْفِينِ وَقَالَ غَيْرُهُ: (لاَ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ) الآنَ، وَلاَ أُجِيبُكُمْ فِيمَا بَقِيَ مِنْ عُمْرِي، (وَلاَ أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ) وَهُمُ الَّذِينَ قَالَ: (وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا).

کہا گیا ہے کہ لکم دینکم سے مراد کفر ہے اور ولی دین سے مراد اسلام ہے دینی نہیں کہا کیونکہ آیات کا ختم نون پر ہوا ہے۔ اس لئے یہاں بھی یاء کو حذف کر دیا، جیسے بولتے ہیں یھدین یشفین۔ اوروں نے کہا کہ اب نہ تو میں تمہارے معبودوں کی عبادت کروں گا یعنی جن معبودوں کی تم اس وقت عبادت کرتے ہو اور نہ میں تمہارا یہ دین اپنی باقی زندگی میں قبول کروں گا اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کروگے۔ اس سے مراد کفار ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ولیزیدن کثیرا منھم الایۃ یعنی اور جو وحی آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کی جاتی ہے۔ ان میں بہت سے لوگوں کو سرکشی اور کفر میں وہ زیادہ کر دیتی ہے۔

قولہ "لکم دینکم ولی دین" دِينُكُمْ میں دین سے مراد کفر ہے [1]۔ اور وَلِيَ دِينِ میں دین سے مراد اسلام ہے۔

قولہ "لا أعبد ما تعبدون" اس سورت میں بظاہر تکرار آیا ہے۔ اس کے جواب میں کہا گیا کہ «لاَ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ» وَلاَ أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ» کا تعلق زمانہ حال سے ہے اور وَلاَ أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ، وَلاَ أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ کا تعلق مستقبل سے ہے، یعنی نہ میں تمہارے بنائے ہوئے معبودوں کی عبادت کرتا ہوں، اور نہ ہی کروں گا، بعض نے معنیٰ کیا ہے کہ نہ میں تمہارے معبودوں کی عبادت کرتا ہوں اور نہ ہی ان کی عبادت کرنا مجھ

---

[1] بعض لوگ جو دین حق سے منحرف ہیں، اور باطل کو حق کا نام دیکر اسے لوگوں میں پھیلانے کے درپے ہیں وہ مذہب اور دین میں فرق کا پروپیگنڈہ بڑی شد و مد سے کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

مذہب خدا اور بندے کے درمیان پرائیوٹ تعلق کا نام ہے (منزل بہ منزل ص ۳۲۵) وہ یہ بھی کہتے ہیں، مذہب میں پرستش ہوتی ہے اور دین میں قوانین خداوندی کی اطاعت (معراج انسانیت ص ۳۰۹) ان کا یہ بھی کہنا ہے دین خدا کی طرف سے ملتا ہے، (اقبال اور قرآن ص ۲۱۰) دین میں پرستش نہیں ہوتی۔ (کتاب التقدیر ص ۳۶۱)

ہمیں اس بات پر اصرار نہیں ہے کہ ضرور مذہب کا لفظ ہی استعمال کیا جائے، بلکہ بتانا یہ مقصود ہے کہ ایسے لوگ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ قرآن کے مطالب و مفاہیم کو ہم نے ہی صحیح سمجھا ہے، باقی ساری امت اور اس کے مفسرین و محدثین مطالب قرآن کو پا نہیں سکے، بلکہ حدیث نبوی سے قرآن کی تفسیر کر کے عجمی سازش کا ارتکاب کرتے رہے ہیں اور اس بات کے دعویداروں کا اپنا حال یہ ہے کہ ان کے خود ساختہ افکار قرآن کریم کے خلاف ہوتے ہیں، دیکھیے یہ دین و مذہب میں فرق کا جو دعویٰ کرتے ہیں وہ قرآن کے خلاف ہے، قرآن کریم میں لکم دینکم میں کافروں کے کفریہ مذہب پر بھی "دین" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

سے ممکن ہے۔

بعض نے فرق کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایک جگہ معبود اور دوسری جگہ عبادت مراد ہے، یعنی میرا معبود اور تمہارا معبود اور ہے، اور میری عبادت اور تمہاری عبادت اور ہے، گویا معبود بھی الگ اور عبادت کا طریقہ بھی الگ ہے، لہذا میرا دین ہی تم سے الگ ہے۔

سُورَةُ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ
سورہ نصر کی تفسیر

١۔باب

٤٩٦٧: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً بَعْدَ أَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ(إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ) إِلَّا يَقُولُ فِيهَا سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي.



ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاحوص نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آیت اذا جاء نصر اللہ یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آپہنچی، جب سے نازل ہوئی تھی تو رسول کریم ﷺ نے کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی جس میں آپ یہ دعا نہ کرتے ہوں۔ سبحانك ربنا وبحمدك اللهم اغفرلي۔ یعنی پاک ہے تیری ذات، اے ہمارے رب! اور تیرے ہی لئے تعریف ہے۔ اے اللہ میری مغفرت فرمادے۔

شرح بخاری

٢۔باب

٤٩٦٨: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ(سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي) يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ.



ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (سورۃ فتح نازل ہونے کے بعد) اپنے رکوع اور سجدوں میں بکثرت یہ دعا پڑھتے تھے سبحانك اللهم ربنا الخ یعنی پاک ہے تیری ذات اے اللہ! اے ہمارے رب! اور تیرے ہی لئے تعریف ہے، اے اللہ! میری مغفرت فرمادے۔ قرآن مجید کے حکم مذکور پر اس طرح آپ عمل کرتے تھے۔





۳۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللهِ أَفْوَاجًا)

"اور آپ اللہ کے دین میں لوگوں کو جوق در جوق داخل ہوتے ہوئے خود دیکھ رہے ہیں۔"

باب آیت (وَرَأَيْتَ النَّاسَ الایۃ) کی تفسیر

۴۹۶۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلَهُمْ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ قَالُوا فَتْحُ الْمَدَائِنِ وَالْقُصُورِ قَالَ مَا تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ أَجَلٌ أَوْ مَثَلٌ ضُرِبَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُعِيَتْ لَهُ نَفْسُهُ.

ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن مہدی نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے حبیب بن ابی ثابت نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد اذا جاء نصر اللہ یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آپہنچی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس سے اشارہ بہت سے شہروں اور ملکوں کے فتح ہونے کی طرف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما تمہارا کیا خیال ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس میں آپ کی وفات کی خبر یا ایک مثال ہے گویا آپ کی موت کی آپ کو خبر دی گئی ہے۔

قولہ "أَجَلٌ أَوْ مَثَلٌ" یعنی اس سورت میں نبی اکرم ﷺ کو خبر دی گئی کہ آپ کا تبلیغ کا مشن مکمل ہو چکا ہے، اب زیادہ استغفار کیا کریں، جیسا کہ کسی عمر رسیدہ شخص سے کہا جاتا ہے۔ بھئی اب اللہ اللہ کیا کرو، اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اب تیری زندگی ختم ہونے کو ہے، اب توبہ استغفار زیادہ کیا کریں، اسی طرح نبی اکرم ﷺ کو پہلے تبلیغ دین کا حکم تھا اور رات کو قیام کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور اب زندگی کے آخری حصے میں آپ کو زیادہ تسبیح وتحمید اور استغفار کا حکم دیا گیا، اور مقصد یہ تھا کہ اب آپ کی اجل قریب ہے، اب آخرت کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

۴۔ بَابُ قَوْلِهِ (فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا)

"اے نبی! اب تم اپنے رب کی حمد وثنا بیان کیا کرو اور اس سے بخشش چاہو بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔"

باب آیت (فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ الایۃ) کی تفسیر

تَوَّابٌ عَلَى الْعِبَادِ وَالتَّوَّابُ مِنَ النَّاسِ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ.

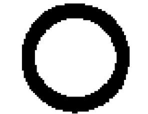
تواب کے معنی ہیں: بندوں کی توبہ قبول کرنے والا۔ اور انسانوں میں تواب اسے کہتے ہیں جو گناہوں سے توبہ کرے۔

۴۹۷۰: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ فَكَأَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهُ مَنْ قَدْ عَلِمْتُمْ

فَدَعَاهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُمْ فَمَا رُئِيتُ أَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ قَالَ مَا تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ أُمِرْنَا أَنْ نَحْمَدَ اللهَ وَنَسْتَغْفِرَهُ إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَقَالَ لِي أَكَذَاكَ تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَمَا تَقُولُ قُلْتُ هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ لَهُ قَالَ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ وَذَلِكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا فَقَالَ عُمَرُ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُولُ.

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مجھے بزرگ صحابہ کے ساتھ مجلس میں بٹھاتے تھے۔ بعض (عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) کو اس پر اعتراض ہوا، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اسے آپ مجلس میں ہمارے ساتھ بٹھاتے ہیں، اس کے جیسے تو ہمارے بھی بچے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی وجہ تمہیں معلوم ہے۔ پھر انہوں نے ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا اور انہیں بزرگ صحابہ کے ساتھ بٹھایا (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ) میں سمجھ گیا کہ آپ نے مجھے انہیں دکھانے کے لئے بلایا ہے، پھر ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ اذا جاء نصر اللہ الخ یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آپہنچی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ جب ہمیں مدد اور فتح حاصل ہوئی تو اللہ کی حمد اور اس سے استغفار کا ہمیں اس آیت میں حکم دیا گیا ہے۔ کچھ لوگ خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر آپ نے مجھ سے پوچھا ابن عباس رضی اللہ عنہما! کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پوچھا پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کی کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی چیز بتائی ہے اور فرمایا کہ جب اللہ کی مدد اور فتح آپہنچی یعنی پھر یہ آپ کی وفات کی علامت ہے اس لئے آپ اپنے پروردگار کی پاکی و تعریف بیان کیجئے اور اس سے بخشش مانگا کیجئے۔ بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا میں بھی وہی جانتا ہوں جو تم نے کہا



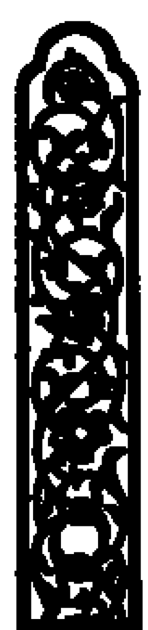


سُورَةُ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ
سورہ لَهَبٍ کی تفسیر

وَتَبَّ تَبَابٌ: خُسْرَانٌ، تَتْبِيبٌ: تَدْمِيرٌ.

"تباب" کے معنی تباہی ٹوٹا تتبیب کے معنی بھی تباہ کرنا۔

وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ[1] اور اس کا معنی تباہ کرنا ہے۔ "تَبَّ" کی مناسبت سے اسے یہاں ذکر کیا گیا ہے۔



[1] سورۃ ھود: ۱۰۱

۱۔ باب

۴۹۷۱: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ) خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ يَا صَبَاحَاهُ فَقَالُوا مَنْ هَذَا فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ (أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هَذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ) قَالُوا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ قَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ مَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهَذَا ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ (تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ) وَقَدْ تَبَّ هَكَذَا قَرَأَهَا الْأَعْمَشُ يَوْمَئِذٍ.

ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے اور اپنے گروہ کے ان لوگوں کو ڈرایئے جو مخلصین ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارا "یاصباحاہ" قریش نے کہا یہ کون ہے! پھر وہاں سب آکر جمع ہو گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تمہیں بتاؤں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے پیچھے سے آنے والا ہے، تو کیا تم مجھ کو سچا نہیں سمجھو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں جھوٹ کا آپ سے تجربہ کبھی بھی نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں تمہیں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے آرہا ہے۔ یہ سن کر ابو لہب بولا تو تباہ ہو کیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چلے آئے اور آپ پر یہ سورت نازل ہوئی۔ تبت یدا ابی لهب وتب الخ یعنی دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے ابو لہب کے اور وہ برباد ہو گیا۔ اعمش نے یوں پڑھا وقد تب جس دن یہ حدیث روایت کی۔

قولہ "وَقَدْ تَبَّ" یہ اعمش کی قراءت ہے اس نے جس دن یہ حدیث بیان کی تو وَقَدْ تَبَّ پڑھا۔



۲۔ بَابُ قَوْلِهِ (وَتَبَّ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ)

"وہ ہلاک ہوا نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ جو کچھ اس نے کمایا وہ کام آیا۔"

باب آیت (وَتَبَّ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ الخ) کی تفسیر

۴۹۷۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَصَعِدَ إِلَى الْجَبَلِ فَنَادَى يَا صَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالَ (أَرَأَيْتُمْ



إِنْ حَدَّثْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُصَبِّحُكُمْ أَوْ مُمَسِّيكُمْ أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ﴾ إِلَى آخِرِهَا.

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ وہ ہلاک ہوا نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ جو کچھ اس نے کمایا وہ کام آیا۔ نبی کریم ﷺ بطحا کی طرف تشریف لے گئے۔ اور پہاڑی پر چڑھ کر پکارا۔ یا صباحاہ قریش اس آواز پر آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں بتاؤں کہ دشمن تم پر صبح کے وقت یا شام کے وقت حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق نہیں کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ضرور آپ کی تصدیق کریں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تو میں تمہیں سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے آرہا ہے۔ ابو لہب بولا تم تباہ ہو جاؤ، کیا تم نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تبت یدا ابی لهب آخر تک۔



۳۔ بَابُ قَوْلِهِ ﴿سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾

"عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا۔"

باب: آیت ﴿سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾ کی تفسیر

٤٩٧٣: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ﴾



ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابو لہب نے کہا تھا کہ تو تباہ ہو کیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟ اس پر یہ آیت تبت یدا ابی لهب نازل ہوئی۔

۴۔ بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةُ الْحَطَبِ﴾

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: حَمَّالَةُ الْحَطَبِ: تَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ. ﴿فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ﴾ يُقَالُ: مِنْ مَسَدٍ: لِيفِ الْمُقْلِ، وَهِيَ السِّلْسِلَةُ الَّتِي فِي النَّارِ

یعنی عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی ہے۔ مجاہد نے کہا حمالة الحطب چغل خور۔ فی جیدها حبل من مسد کہتے ہیں مسد سے مراد گوگل کے درخت کی چھال

ہے بعضوں نے کہا دوزخ کی رسی مراد ہے،

قولہ "حمالة الحطب" مجاہد نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ چغلخور عورت ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں عورت آگ لگا دیتی ہے، مطلب یہ ہے کہ چغل خور ہے، اور چغلیاں کر کے لوگوں میں لڑائی ڈال دیتی ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ اسے « حَمَّالَةُ الحَطَب » کہہ کر عار دلائی گئی ہے کہ بڑے خاندان کی عورت ہو کر جا بجا لکڑیاں چنتی پھرتی ہے، اور اپنی طرف سے خاندانی بنتی ہے، اور یہی لکڑیوں کا گٹھا اس کی موت کا سبب بنا۔

قولہ "مِن مَسَدٍ: لِيفُ المُقْلِ" المقل سے گگشر کا درخت مراد ہے جس کے چھلکے سے رسیاں بنائی جاتی ہیں۔ ہار کے بدلے یہ رسّا اس کے گلے میں ڈال کر اسے جہنم میں پھینکا جائے گا، کیونکہ یہ کہا کرتی تھی میں اپنا ہار بیچ کر محمد (ﷺ) کی مخالفت میں صَرف کر دوں گی، رسّے سے مقصود زنجیر ہے جو جہنم کی آگ میں اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔

سُورَةُ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ

اللہ تعالیٰ کے فرمان (قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ) کی تفسیر

يُقَالُ: لاَ يُنَوَّنُ أَحَدٌ أَيْ وَاحِدٌ

کہا گیا ہے کہ احد پر تنوین نہیں پڑھی جاتی بلکہ دال کو ساکن ہی پڑھنا چاہیے۔ احد کے معنی وہ ایک ہے۔

قولہ "لاَ يُنَوَّنُ أَحَدٌ أَيْ وَاحِدٌ[1]" یعنی وصل کی صورت میں « أحد » پر تنوین نہیں پڑھی جائے گی۔ اور جب ما بعد سے ملایا جائے تو « أحد » پر ضمہ پڑھا جائے گا۔ اور کہا جائے گا قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدُ اللهُ الصَّمَدُ ورنہ منوّن حرف کو معرف باللام سے ملاتے وقت نون قطنی سے ملاتے ہیں۔ مثلاً زید کو معرف باللام سے ملاتے وقت زَيْدُنِ العالم پڑھتے ہیں۔ لیکن امام بخاری کا خیال یہ ہے کہ لفظ « أحد » کو مابعد سے ملاتے وقت تنوین گر جاتی ہے اگرچہ یہ عام قاعدہ نہیں ہے۔

داؤدی نے کہا ہے کہ یہاں التقاء ساکنین کی وجہ سے تنوین حذف ہوئی ہے۔ حالانکہ التقاء ساکنین کی وجہ سے حرف

---

[1] علامہ قسطلانیؒ نے « أحد » اور « واحد » میں فرق کی چند وجوہات ذکر کی ہیں۔

۱۔ لفظ « أحد » اثبات میں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہو سکتا ہے۔ غیر اللہ کے لیے نہیں لہٰذا اللهُ أَحَدٌ کہیں گے، لیکن زَيْدٌ أَحَدٌ نہیں کہہ سکتے، ہاں زَيْدٌ وَاحِد کہہ سکتے ہیں۔

۲۔ « أحد » کے ساتھ نفی کی جائے تو وہ عام ہوتی ہے اور واحد کی نفی کبھی کبھار عام نہیں ہوتی۔ اسی لیے لَيْسَ فِي الدَّارِ وَاحِد بل فيها اثنان کہہ سکتے ہیں، لیکن لَيْسَ فِي الدَّارِ أَحَدٌ بل فيها اثنان نہیں کہہ سکتے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان « لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ » ہے لیکن « لَسْتُنَّ كواحدة مِنَ النِّسَاءِ » نہیں کہا۔

۳۔ گنتی واحد کے ساتھ شروع کی جاتی ہے، أحد کے ساتھ نہیں، کہا جاتا ہے، واحد اثنان ثلاثة۔

۴۔ واحد کے ساتھ تاء تانیث مل جاتی ہے، أحد کے ساتھ نہیں، اس لیے واحدة کہا جاتا ہے۔

علت حذف ہوا کرتا ہے۔

حرف علت کو التقاء ساکنین علی غیر حدہٖ میں حذف کرتے ہیں[1]۔

قولہ "الصَّمد صَمَد، ٹھوس چیز کو کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جوف نہیں کہ کھانے، پینے کا محتاج ہو۔ اور نہ اس سے کوئی چیز مثلاً اولاد وغیرہ نکلی ہے۔

٤٩٧٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللهُ وَلَدًا وَأَنَا الْأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُئًا أَحَدٌ.

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے ابن آدم علیہ السلام نے جھٹلایا حالانکہ اس کے لئے یہ مناسب نہیں تھا۔ اور اس نے مجھے گالی دی، حالانکہ اس کے لیے مناسب نہیں تھا۔ مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ میں اس کو دوبارہ زندہ

[1] علماء صرف کے نزدیک التقاء ساکنین کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ التقاء ساکنین علی حدِّہٖ۔ ۲۔ التقاء ساکنین علی غیر حدِّہٖ۔ التقاء ساکنین علی حدِّہٖ تب ہوتا ہے جب اس میں تین شرطیں پائی جائیں، ایک یہ کہ دونوں ساکن ایک ہی کلمہ میں ہوں، دوسری یہ کہ ان میں سے پہلا ساکن مدّہ ہو یا یائے تصغیر ہو، تیسری شرط یہ ہے کہ دوسرا ساکن مدغم ہو، جیسے ولا الضَّالِّيْنَ اور خُوَيْصَّة اور دابّة اس کا حکم یہ ہے کہ التقاء ساکنین علی حدہ کو برقرار رکھا جاتا ہے، کسی حرف کو حذف نہیں کیا جاتا۔

۲۔ التقاء ساکنین علی غیر حدِّہٖ۔ جب التقاء ساکنین کی مذکورہ تین شرطوں میں سے کوئی ایک شرط یا زیادہ شرطیں نہ پائی جائیں تو التقاء ساکنین علی غیر حدہ کہلاتا ہے۔

التقاء ساکنین علی غیر حدِّہٖ کا حکم یہ ہے کہ اگر پہلا ساکن مدہ ہو تو اسے حذف کر دیا جاتا ہے جیسے اِضْرِبُوا الْقَوْمَ، میں واؤ اور لام ساکن ہیں اور دو کلموں میں واقع ہونے کی وجہ سے التقاء ساکنین علی غیر حدِّہٖ ہے اور پہلا ساکن (واؤ) مدہ ہونے کی بنا پر حذف ہو گئی ہے۔

اور اگر پہلا ساکن مدہ نہ ہو تو دو صورتیں ہیں، اگر پہلا ساکن واؤ جمع کی ہو تو اسے ضمہ کی حرکت دی جاتی ہے جیسے اِخْشَوُا اللهَ واؤ اور لام مدغم دو ساکن ہیں، دو کلموں میں ہونے کی وجہ سے اور پہلا مدہ نہ ہونے کی وجہ سے التقاء ساکنین علی غیر حدِّہٖ ہے۔ اور پہلا ساکن واؤ جمع کی ہے لہذا اسے ضمہ کی حرکت دی گئی ہے۔

اور اگر پہلا ساکن واؤ جمع نہ ہو تو الساكن إذا حُرِّكَ حرك بالكسر کے تحت اسے کسرہ کی حرکت دی جاتی ہے، جیسے اِضْرِبِ الْقَوْمَ بعض کلمات میں فتحہ بھی دی گئی ہے، جنہیں کتب صرف میں بیان کیا گیا ہے۔

نہیں کروں گا جیسا کہ میں نے اسے پہلی دفعہ پیدا کیا ہے حالانکہ میرے لئے دوبارہ پیدا کرنا اس کے پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے مشکل نہیں۔ اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ نے اپنا بیٹا بنایا ہے حالانکہ میں ایک ہوں۔ بے نیاز ہوں میرے لیے نہ کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرے برابر ہے۔

١۔ بَابُ قَوْلِهِ (اللّٰهُ الصَّمَدُ)

اللہ بے نیاز ہے۔

وَالعَرَبُ تُسَمِّي أَشْرَافَهَا الصَّمَدَ قَالَ أَبُو وَائِلٍ: هُوَ السَّيِّدُ الَّذِي انْتَهَى سُودَدُهُ.

عرب لوگ اپنے سرداروں کو صمد کہتے ہیں۔ ابووائل کہتے ہیں کہ صمد وہ سردار ہے جس پر سرداری ختم ہو گئی ہو۔

٤٩٧٥: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ (كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ أَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ أَنْ يَقُولَ إِنِّي لَنْ أُعِيدَهُ كَمَا بَدَأْتُهُ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ أَنْ يَقُولَ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَأَنَا الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ (لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ) كُفُوًا وَكَفِيئًا وَكِفَاءً وَاحِدٌ.

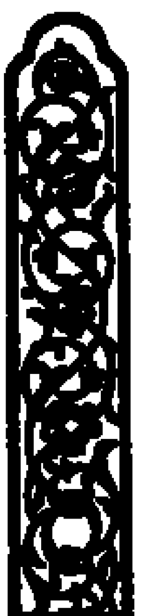


ہم سے اسحاق ابن منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے، ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ) ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کے لئے یہ مناسب نہ تھا۔ اس نے مجھے گالی دی حالانکہ یہ اس کا حق نہیں تھا۔ مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ میں اسے دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا جیسا کہ میں نے اسے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا۔ اس کا گالی دینا یہ ہے کہ کہتا ہے اللہ نے بیٹا بنالیا ہے حالانکہ میں بے پرواہ ہوں، میرے ہاں نہ کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔ کفؤا اور کفیئا اور کفاءً ہم معنی ہیں۔

سُورَةُ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

سورة الفَلَق کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (الفَلَقِ) الصُّبْحِ (وَغَاسِقٍ) اللَّيْلُ، إِذَا وَقَبَ: غُرُوبُ الشَّمْسِ، يُقَالُ: أَبْيَنُ مِنْ فَرَقِ وَفَلَقِ الصُّبْحِ، وَقَبَ إِذَا دَخَلَ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَأَظْلَمَ.



مجاہد نے کہا کہ الفلق کا معنی صبح ہے۔ غاسق سے رات مراد ہے۔ اذا وقب سے سورج کا ڈوب جانا مراد ہے۔ فرق اور فلق کے ایک ہی معنی ہیں۔ کہتے ہیں یہ بات فرق صبح یا فلق صبح سے زیادہ روشن ہے۔ عرب لوگ وقب اس

وقت کہتے ہیں جب کوئی چیز بالکل کسی دوسری چیز میں گھس جائے اور اندھیرا ہو جائے۔

٤٩٧٦: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ وَعَبْدَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فَقَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قِيلَ لِي فَقُلْتُ فَنَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عاصم اور عبدہ نے، ان سے زر بن حبیش نے بیان کیا انہوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے معوذتین کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ یہ مسئلہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے (جبریل علیہ السلام) کی زبانی کہا گیا ہے کہ یوں کہہ کہ اعوذ برب الفلق الخ میں نے اسی طرح کہا چنانچہ ہم بھی وہی کہتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔

سُورَةُ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ

سورہ الناس کی تفسیر



وقال ابْنُ عَبَّاسٍ: الْوَسْوَاسِ إِذَا وُلِدَ خَنَسَهُ الشَّيْطَانُ، فَإِذَا ذُكِرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَهَبَ، وَإِذَا لَمْ يُذْكَرِ اللهُ ثَبَتَ عَلَى قَلْبِهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وسواس کے متعلق بتلایا کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے شیطان اس کو چونکا لگاتا ہے۔ اگر وہاں اللہ کا نام لیا گیا تو وہ بھاگ جاتا ہے ورنہ بچے کے دل پر جم جاتا ہے

شرح بخاری

قولہ "خَنَسَهُ الشَّيْطَانُ" خَنَس کا معنی پیچھے ہٹنا ہے، اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ خَنَس لازم ہے۔ امام بخاریؒ کا اسے متعدی استعمال کرنا درست نہیں ہے ہاں نَخَس متعدی ہے جس کا معنی چوب دینا اور وسوسے ڈالنا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ امام بخاریؒ نے «نَخَسَهُ الشَّيْطَانُ» کہا ہو رواۃ کے تصرف سے «خَنَسَهُ» بن گیا ہو۔

٤٩٧٧: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ ح وَحَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ زِرٍّ قَالَ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ قُلْتُ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ أُبَيٌّ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي قِيلَ لِي فَقُلْتُ قَالَ فَنَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.








ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبدہ بن ابی لبابہ نے بیان کیا، ان سے زر بن حبیش نے (سفیان نے کہا) اور ہم سے عاصم نے بھی بیان کیا، ان سے زر نے بیان کیا

کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا یا ابا المنذر! آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو یہ کہتے ہیں کہ معوذتین قرآن میں داخل نہیں ہیں۔ ابی بن کعب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کے متعلق پوچھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ (جبریل علیہ السلام کی زبانی) مجھ سے یوں کہا گیا کہ ایسا کہہ اور میں نے کہا، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم بھی وہی کہتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

قولہ "یَقُوْلُ کَذَا وَ کَذَا" یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ معوذتین قرآن میں داخل نہیں ہیں۔ تو ابی بن کعب نے کہا میں نے اس بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا مجھے جبریل نے ایسے ہی کہا تو میں نے ویسے ہی کہا، ابی بن کعب نے کہا ہم بھی ویسے ہی کہتے ہیں جیسے نبی کریم علیہ السلام نے کہا ہے۔



كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ

١- بَابٌ: (كَيْفَ نَزَلَ الْوَحْيُ، وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ)

باب: وحی کیونکر اتری اور سب سے پہلے کونسی آیت نازل ہوئی تھی؟

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْمُهَيْمِنُ: الأَمِينُ، الْقُرْآنُ أَمِينٌ عَلَى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ المھیمن امین کے معنی میں ہے۔ قرآن اپنے سے پہلے کی ہر آسمانی کتاب کا امانت دار اور نگہبان ہے۔

٤٩٧٨-٤٩٧٩- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَا لَبِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ.

ہم سے عبداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے شیبان بن عبدالرحمن نے، ان سے یحیٰ بن کثیر نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف نے بیان کیا کہ مجھ کو حضرت عائشہ اور عبداللہ بن عباس نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں دس سال رہے اور قرآن نازل ہوتا رہا اور مدینہ میں بھی دس سال تک رہے اور آپ پر وہاں بھی قرآن نازل ہوتا رہا۔



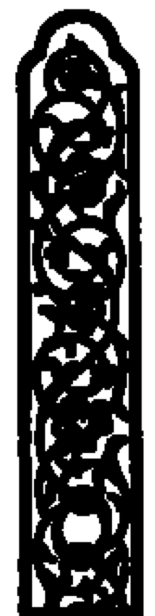
قولہ "قال ابن عباس: الْمُهَيْمِنُ: الأَمِينُ" یعنی المھمین، امین کے معنی ہے، اور قرآن کریم سابقہ آسمانی کتابوں پر امین اور نگہبان ہے[1]۔

شرح بخاری

اگرچہ یہ باب اس سے قبل گزر چکا ہے، لیکن یہاں قرآن مجید کی اہمیت کے پیش نظر دوبارہ ذکر کر دیا ہے۔

٤٩٨٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ

[1] قرآن کریم کے سابقہ آسمانی کتابوں پر امین اور نگران ہونے کی مثال دیتے ہوئے مولانا داؤد راز رحمہ اللہ لکھتے ہیں، موجودہ تورات کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ کا ہاتھ سفید اس لیے تھا کہ آپ کا ہاتھ برص کی بیماری والا تھا، یہ بیان بالکل غلط ہے۔ قرآن کریم نے اس غلط بیان اور اس تحریف کی تردید کرتے ہوئے "وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ" (النمل ۱۲) کے الفاظ مبارکہ میں حقیقت حال سے آگاہ کیا ہے، یعنی موسیٰ سے کہا گیا، اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو۔ وہ بغیر کسی بیماری کے چمکتا ہوا نکلے گا، سورۃ النمل کی اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کا ہاتھ بطور معجزہ سفید ہو جایا کرتا تھا، اس میں کوئی بیماری نہیں تھی، تورات، انجیل اور زبور کی ایسی بہت مثالیں بیان کی جا سکتی ہیں (جن میں تحریف ہو چکی ہے) اس لحاظ سے قرآن مجید مہیمن ہے یعنی صحف سابقہ کی اصلیت کا نگہبان ہے۔

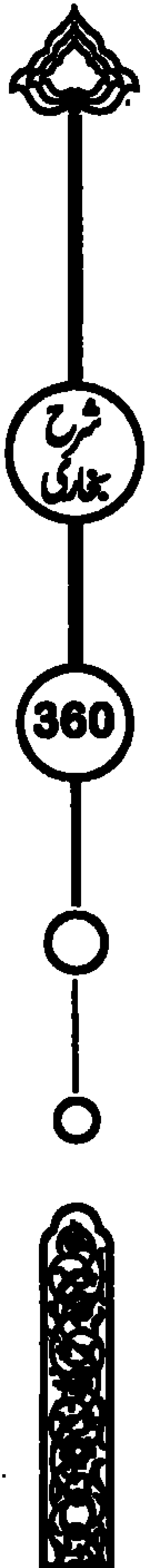


يَتَحَدَّثُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هَذَا أَوْ كَمَا قَالَ قَالَتْ هَذَا دِحْيَةُ فَلَمَّا قَامَ قَالَتْ وَاللهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ خَبَرَ جِبْرِيلَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ أَبِي قُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا قَالَ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، ان سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت جبریل نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے بات کرنے لگے۔ اس وقت ام المؤمنین ام سلمہ آپ کے پاس موجود تھیں آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا کہ جانتی ہو یہ کون ہیں؟ یا اسی طرح کے الفاظ آپ نے فرمائے۔ ام المؤمنین نے کہا کہ دحیہ الکلبی ہیں، جب آپ کھڑے ہوئے حضرت ام سلمہ نے بیان کیا خدا کی قسم! اس وقت بھی میں انہیں دحیہ الکلبی سمجھتی رہی۔ آخر جب میں نے نبی کریم ﷺ کا خطبہ سنا جس میں آپ نے حضرت جبریل کے آنے کی خبر سنائی تب مجھے حال معلوم ہوا یا اسی طرح کے الفاظ بیان کئے۔ معتمر نے بیان کیا کہ میرے والد (سلیمان) نے کہا میں نے ابو عثمان نہدی سے کہا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے۔

٤٩٨١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد کیسان نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو ایسے ایسے معجزات عطا کئے گئے کہ (انہیں دیکھ کر لوگ) ان پر ایمان لائے (بعد کے زمانے میں ان کا کوئی اثر نہیں رہا) اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (قرآن) ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کی ہے۔ (اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا) اس لئے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے تابع فرمان لوگ دوسرے پیغمبروں کے تابع فرمانوں سے زیادہ ہوں گے۔



قولہ "إلا أعطى ما مثله آمن" یعنی ہر نبی کو ایسے معجزات دیئے گئے جنہیں دیکھ کر لوگ ان پر ایمان لائے، سابقہ انبیاء کرام کے معجزات کی قدر وقیمت کے لحاظ سے لوگ ان پر ایمان لاتے رہے، اگر معجزہ معمولی ہوتا تو ان پر ایمان لانے والے بھی کم لوگ تھے، اور اگر ان انبیاء کو دیا گیا معجزہ بڑا ہوتا تو ان انبیاء پر ایمان لانے والے لوگ بھی زیادہ ہوتے تھے، آپ نے فرمایا وہ معجزہ جو قرآن کریم کی صورت میں مجھے دیا گیا ہے، یہ دائمی معجزہ ہے، جو قیامت تک باقی رہنے والا ہے،

اس لیے میرے متبعین اور پیروکار بھی زیادہ ہوں گے۔

آمن علیه میں ها ضمیر "ما" کی طرف راجع ہے، بظاہر اس کا مرجع نبی کریم ہیں۔ آپ کے معجزہ قرآن کا ان پر اس قدر اثر ہوا کہ ان کے دل آپ کی صداقت کو مان گئے، قرآن کریم میں ہے۔ "فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا" [1]

۴۹۸۲: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ اللهَ تَعَالَى تَابَعَ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيَ قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ.

ہم سے عمرو بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد (ابراہیم بن سعد) نے، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا، مجھے حضرت انس بن مالک نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ پر پے در پے وحی اتارتا رہا اور آپ کی وفات کے قریبی زمانے میں تو بہت وحی اتری پھر اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی وفات ہوگئی۔



قولہ "تابع علی رسولہ" شروع میں تین سال فترت وحی کے تھے، اس کے بعد وحی کم نازل ہوئی، لیکن آپ کی وفات کا وقت قریب آیا اور آپ کا تعلق عالم بالا سے زیادہ ہو گیا تو مسلسل وحی آنے لگی۔

۴۹۸۳. حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُولُ اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ مَا أُرَى شَيْطَانَكَ إِلَّا قَدْ تَرَكَكَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى)

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے، کہا کہ میں نے جندب بن عبداللہ بجلی سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بیمار پڑے اور ایک یا دو راتوں میں (تہجد کی نماز کے لئے) نہ اٹھ سکے تو ایک عورت (عوراء ابو لہب کی جورو) آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی محمد! میرا خیال ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی والضحیٰ الخ قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب وہ قرار پکڑے کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ آپ سے خفا ہوا ہے۔

۲۔ بَابُ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ وَالْعَرَبِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى

باب: قرآن قریش اور عرب کے محاورہ میں نازل ہوا



[1] سورۃ النمل ۱۳-۱۴

قُرْآنًا عَرَبِيًّا۔ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ

(ارشاد باری تعالیٰ ہے) قرآنا عربیا یعنی قرآن واضح عربی زبان میں ہے۔

٤٩٨٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ فَأَمَرَ عُثْمَانُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنْ يَنْسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ لَهُمْ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي عَرَبِيَّةٍ مِنْ عَرَبِيَّةِ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهَا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا.

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے اور انہیں حضرت انس بن مالک نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عثمان نے زید بن ثابت، سعید بن عاص، عبد اللہ بن زبیر، عبد الرحمن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا کہ قرآن مجید کو کتابی شکل میں لکھیں اور فرمایا کہ اگر قرآن کے کسی محاورے میں تمہارا حضرت زید بن ثابت سے اختلاف ہو تو اس لفظ کو قریش کے محاورہ کے مطابق لکھو، کیونکہ قرآن ان ہی کے محاورے پر نازل ہوا ہے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

شرح بخاری

قولہ "فإن القرآن أنزل بلسانهم" قرآن کریم میں آتا ہے۔ "إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ" [1] نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ" [2] یعنی قرآن کریم عربی زبان میں اتارا گیا ہے، یہاں قریش کا ذکر نہیں ہے لیکن حدیث مذکور میں ہے کہ قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ قریش کی زبان بھی عرب کی زبان ہی ہے، یا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کا اکثر حصہ قریش کی زبان میں ہے اور بعض لغات اس میں دیگر عرب کی بھی ہیں جیسا کہ عنقریب حدیث میں آنے والا ہے کہ قرآن سات وجوہ پر نازل ہوا ہے۔

٤٩٨٥: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ وَقَالَ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ لَيْتَنِي أَرَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ عَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ عَلَيْهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِطِيبٍ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى أَنْ تَعَالَ فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا هُوَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذَلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ (أَيْنَ الَّذِي يَسْأَلُنِي

[1] سورۃ یوسف:٢

[2] سورۃ الشعراء:١٩٥

عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا، فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَجِيءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ».

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ہم سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا۔ (دوسری سند) اور مسدد بن زید نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے خبر دی، کہا کہ مجھے صفوان بن یعلیٰ بن امیہ نے خبر دی کہ (میرے والد) یعلیٰ کہا کرتے تھے کہ کاش میں رسول کریم ﷺ کو اس وقت دیکھتا جب آپ پر وحی نازل ہوتی ہو۔ چنانچہ جب آپ مقام جعرانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ کے اوپر کپڑے سے سایہ کر دیا گیا تھا اور آپ کے ساتھ آپ کے چند صحابہ موجود تھے کہ ایک شخص کے بارے میں کیا فتویٰ ہے۔ جس نے خوشبو میں بسا ہوا ایک جبہ پہن کر احرام باندھا ہو۔ تھوڑی دیر کے لئے آنحضرت ﷺ نے دیکھا اور پھر آپ پر وحی آنا شروع ہوگئی۔ حضرت عمر نے حضرت یعلیٰ کو اشارہ سے بلایا۔ یعلیٰ آئے اور اپنا سر (اس کپڑے کے جس سے آنحضرت ﷺ کے لئے سایہ کیا گیا تھا) اندر کر لیا، آنحضرت ﷺ کا چہرہ اس وقت سرخ ہو رہا تھا اور آپ تیزی سے سانس لے رہے تھے، تھوڑی دیر تک یہی کیفیت رہی۔ پھر یہ کیفیت دور ہوگئی اور آپ نے دریافت فرمایا کہ جس نے ابھی مجھ سے عمرہ کے متعلق فتویٰ پوچھا تھا وہ کہاں ہے؟ اس شخص کو تلاش کر کے آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے ان سے فرمایا، جو خوشبو تمہارے بدن یا کپڑے پر لگی ہوئی ہے اس کو تین مرتبہ دھو لو اور جبہ کو اتار دو پھر عمرہ میں بھی اسی طرح کرو جس طرح حج میں کرتے ہو۔



اس حدیث کا بظاہر تعلق اس سے قبل آنے والے باب سے ہے، چاہیے تھا کہ اسے "باب کیف نزل الوحی" میں لایا جاتا، لیکن امام بخاریؒ اسے اس باب میں اس لیے لائے ہیں تاکہ اس بات پر تنبیہ ہو جائے کہ قرآن وحدیث دونوں کی وحی کا طریقہ ایک ہی تھا اور دونوں ایک ہی زبان میں تھے۔

٣۔ بَابُ جَمْعِ الْقُرْآنِ

باب: قرآن مجید کے جمع کرنے کا بیان





٤٩٨٦: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ



الْقُرْآنِ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ هَذَا وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِذَلِكَ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَتَّى خَاتِمَةِ بَرَاءَةَ فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.



ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبید بن سباق نے اور ان سے زید بن ثابت نے بیان کیا کہ جنگ یمامہ میں (صحابہ کی بہت بڑی تعداد کے) شہید ہو جانے کے بعد ابوبکر نے مجھے بلا بھیجا۔ اس وقت حضرت عمر بھی ان کے پاس موجود تھے حضرت ابوبکر نے کہا کہ عمر میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ یمامہ کی جنگ میں بہت بڑی تعداد میں قرآن کے قاریوں کی شہادت ہو گئی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اسی طرح کفار کے ساتھ دوسری جنگوں میں بھی قراء قرآن بڑی تعداد میں قتل ہو جائیں گے اور یوں قرآن کے جاننے والوں کی بہت بڑی تعداد ختم ہو جائے گی۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ آپ قرآن مجید کو (باقاعدہ کتابی شکل میں) جمع کرنے کا حکم دے دیں۔ میں نے عمر سے کہا کہ آپ ایک ایسا کام کس طرح کریں گے جو رسول اللہ ﷺ نے (اپنی زندگی میں) نہیں کیا؟ عمر نے اس کا یہ جواب دیا کہ اللہ کی قسم! یہ تو ایک کار خیر ہے۔ عمر یہ بات مجھ سے بار بار کہتے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں میرا بھی سینہ کھول دیا اور اب میری بھی وہی رائے ہو گئی جو عمر کی تھی۔ زید نے بیان کیا کہ ابوبکر نے کہا آپ (زید) جوان اور عقلمند ہیں، آپ کو معاملہ میں متہم بھی نہیں کیا جا سکتا اور آپ رسول اللہ ﷺ کی وحی لکھتے بھی تھے، اس لیے آپ قرآن مجید کو پوری تلاش اور محنت کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیں۔ اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ مجھے کسی پہاڑ کو بھی اس کی جگہ سے دوسری جگہ ہٹانے کے لیے کہتے تو میرے لیے یہ کام اتنا مشکل نہیں تھا جتنا کہ ان کا یہ حکم کہ میں قرآن مجید کو جمع کر دوں۔ میں نے اس پر کہا کہ آپ لوگ ایک ایسے کام کو کرنے کی ہمت کیسے

364



کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے خود نہیں کیا تھا۔ ابوبکر نے کہا: اللہ کی قسم! یہ ایک عمل خیر ہے۔ ابوبکر یہ جملہ برابر دہراتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا بھی ان کی اور عمر کی طرح سینہ کھول دیا۔ چنانچہ میں نے قرآن مجید (جو مختلف چیزوں پر لکھا ہوا موجود تھا) کی تلاش شروع کر دی اور قرآن مجید کو کھجور کی چھلی ہوئی شاخوں، پتلے پتھروں سے، (جن پر قرآن مجید لکھا گیا تھا) اور لوگوں کے سینوں کی مدد سے جمع کرنے لگا۔ سورۃ التوبہ کی آخری آیتیں مجھے ابوخزیمہ انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملیں، یہ چند آیات مکتوب شکل میں ان کے سوا اور کسی کے پاس نہیں تھیں «لقد جاء كم رسول من أنفسكم عزيز عليه عنتم» سے سورۃ براۃ (سورۃ توبہ) کے خاتمہ تک۔ جمع کے بعد قرآن مجید کے یہ صحیفے ابوبکر کے پاس محفوظ تھے۔ پھر ان کی وفات کے بعد عمر نے جب تک وہ زندہ رہے اپنے ساتھ رکھا پھر وہ ام المؤمنین حفصہ بنت عمر کے پاس محفوظ رہے۔

نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کے دور خلافت میں حضرت عمر فاروق کے کہنے پر قرآن کریم کو لکھا گیا تھا، اس کے بعد حضرت عثمان کے دور خلافت میں لوگوں کا قرآن کریم کی قراءات میں بڑا اختلاف شروع ہو گیا تھا، تو حضرت عثمان نے پہلے لکھے ہوئے صحیفے منگوائے، اور چار صحابہ کو ان کے لکھنے پر مقرر کیا، ایک ان میں سے زید بن ثابت انصاری تھے، دوسرے سعید بن عاص تھے ان کی زبان کا لہجہ نبی اکرم ﷺ سے ملتا تھا، اور تیسرے عبداللہ بن زبیر جو بنو اسد سے تھے۔ اور قریشی تھے اور چوتھے عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام، یہ بھی قریشی تھے، یہ آخری تین قریشی تھے اور حضرت زید بن ثابت انصاری تھے، انہوں نے جو نسخے لکھے تھے سات تھے، بعض کہتے ہیں پانچ تھے، حضرت عثمان نے ایک نسخہ مکہ میں بھیج دیا، ایک کوفہ میں ایک بصرہ میں، ایک شام میں، ایک یمن میں، ایک بحرین میں اور ایک یہیں مدینہ میں رکھ لیا، حضرت ابوبکر صدیق کے دور میں ۱۱ھ میں قرآن کریم کو لکھا گیا تھا، اور اس سے چودہ سال بعد حضرت عثمان کے دور ۲۵ھ میں لکھا گیا، اور اس مصحف کی نقلیں کرا کر مختلف اسلامی شہروں میں بھیج دیا گیا، اور انہیں حکم دیا گیا کہ ان کے علاوہ باقی سارے نسخوں کو جلا دیا جائے، تا کہ امت میں اختلاف واقع نہ ہو، اور قرآن کریم کے بعض کلمات کو مختلف قراءتوں میں پڑھنے کی اجازت اس لیے دی گئی کہ انسان کے لیے اپنی لغت چھوڑنا مشکل ہوتا ہے، اس لیے قبائل عرب کو اپنی زبان میں پڑھنے کی رخصت دے دی گئی تھی، اسلامی حکومت کی زیر نگرانی لکھے گئے نسخوں کے علاوہ باقی کو جلا دینا یہ ان کی بڑی عقلمندی کا کام تھا۔ اور یہ اختلاف کے خاتمہ کا سبب تھا، حضرت علی نے بھی کہا تھا کہ حضرت عثمان نے یہ کام ہمارے مشورے سے کیا تھا، انہوں نے صرف اپنی مرضی استعمال نہیں کی، حضرت عثمان نے بھی وہی قرآن کریم نقل کیا ہے جو نبی اکرم ﷺ نے اپنے کاتبوں سے لکھوایا تھا، ان صحف میں آیات کی ترتیب تھی۔ اگرچہ سورتوں کی ترتیب نہیں تھی، ان صحف کو رسی میں پرو کر جمع کر دیا گیا تھا، سنن ابی داؤد کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورتوں کی ترتیب بھی تھی، آپ نے فرمایا آج میری منزل رہ گئی تھی وہ پڑھ کر آیا ہوں، صحابہ سے سوال کیا گیا آپ قرآن کی منزلیں کیسے بناتے ہو، فرمایا پہلی منزل تین سورتوں کی ہے۔

دوسری پانچ سورتوں کی، پھر سات کی، پھر نو کی، پھر گیارہ، پھر تیرہ سورتوں کی، اس کے بعد مفصل سورتیں ہیں[1]۔ اس ترتیب سے قرآن کریم ہمارے پاس ہے۔ یہ بات ضرور ہے کہ پہلی تین سورتوں میں تقدیم وتاخیر ہو سکتی ہے، کہ آل عمران، سورۃ النساء سے موخر ہو جائے یا سورۃ البقرہ سے پہلے ہو جائے، لیکن پہلی منزل کی سورتیں تین ہی ہوں گی، اور دوسری منزل کی پانچ اور تیسری کی سات سورتیں ہی ہو گی، نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں قرآن کریم اس ترتیب پر تھا، زید بن ثابت آخری عرضے میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھے، اسی لیے انہیں لکھنے کا حکم دیا گیا تھا۔

اب مصحف عثمانی ہی دنیا میں موجود ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود نے جو مصحف لکھا تھا اور حضرت علی نے ترتیب نزولی کے اعتبار سے جو مصحف تیار کیا تھا یہ سب ناپید ہیں۔

٤٩٨٧: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِي أَهْلَ الشَّامِ فِي فَتْحِ إِرْمِينِيَةَ وَأَذْرَبِيجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرِكْ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلَى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا حَتَّى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ.

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد عوفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ حذیفہ بن الیمان امیر المؤمنین حضرت عثمان کے پاس آئے اس وقت حضرت عثمان ارمینیہ اور آذربیجان کی فتح کے سلسلے میں شام کے غازیوں کے لئے جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے، تاکہ وہ اہل عراق کو ساتھ لے کر جنگ کریں۔ حضرت حذیفہ قرآن مجید کی قراءت کے اختلاف کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ آپ نے حضرت عثمان سے کہا کہ امیر المؤمنین اس سے پہلے کہ یہ امت (مسلمہ) بھی یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگے، آپ اس کی خبر لیجئے۔ چنانچہ حضرت عثمان نے حفصہ کے یہاں کہلایا کہ صحیفے (جنہیں زید

[1] سنن ابی داؤد: ۱۳۹۳

نے ابوبکر کے حکم سے جمع کیا تھا اور جن پر مکمل قرآن مجید لکھا ہوا تھا) ہمیں دے دیں تا کہ ہم انہیں مصحفوں میں (کتابی شکل میں) نقل کروالیں۔ پھر اصل ہم آپ کو لوٹا دیں گے حضرت حفصہ نے وہ صحیفے حضرت عثمان کے پاس بھیج دیئے اور آپ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعد بن العاص، عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا کہ وہ ان صحیفوں کو مصحفوں میں نقل کرلیں۔ حضرت عثمان نے اس جماعت کے تین قریشی صحابیوں سے کہا کہ اگر آپ لوگوں کا قرآن مجید کے کسی لفظ کے سلسلے میں حضرت زید سے اختلاف ہو تو اسے قریش ہی کی زبان کے مطابق لکھ لیں کیونکہ قرآن مجید قریش ہی کی زبان میں نازل ہوا تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور جب تمام صحیفے مختلف نسخوں میں نقل کر لئے گئے تو حضرت عثمان نے ان صحیفوں کو واپس لوٹا دیا اور اپنی سلطنت کے ہر علاقہ میں نقل شدہ مصحف کا ایک ایک نسخہ بھجوادیا اور حکم دیا کے اس کے سوا کوئی چیز اگر قرآن کی طرف منسوب کی جاتی ہے خواہ وہ کسی صحیفہ یا مصحف میں ہو تو اسے جلادیا جائے۔

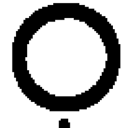
٤٩٨٨: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الْأَحْزَابِ حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ﴾ فَأَلْحَقْنَاهَا فِي سُورَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ.

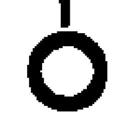


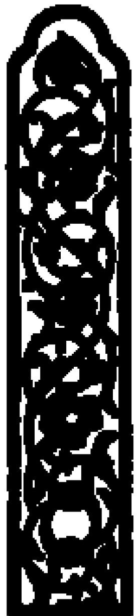
ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی، انہوں نے حضرت زید بن ثابت سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم (عثمان کے زمانہ میں) مصحف کی صورت میں قرآن مجید کو نقل کر رہے تھے، تو مجھے سورۃ احزاب کی ایک آیت نہیں ملی، حالانکہ میں اس آیت کو بھی رسول اللہ ﷺ سے سنا کرتا تھا اور آپ اس کی تلاوت کیا کرتے تھے، پھر ہم نے اسے تلاش کیا تو وہ خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس ملی۔ وہ آیت یہ تھی من المومنین رجال صدقوا عاهدوا الله عليه چنانچہ ہم نے اس آیت کو سورۃ احزاب میں لگادیا۔

۴۔ بَابُ كَاتِبِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کے کاتب کا بیان







٤٩٨٩: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ ابْنَ السَّبَّاقِ قَالَ إِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّبِعِ الْقُرْآنَ فَتَتَبَّعْتُ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ

غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ إِلَى آخِرِهِ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید ابن سباق نے بیان کیا اور ان سے حضرت زید بن ثابت نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر نے اپنے زمانہء خلافت میں مجھے بلایا اور کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے قرآن لکھتے تھے۔ اس لئے اب بھی قرآن (جمع کرنے کے لئے) تم ہی تلاش کرو۔ میں نے تلاش کی اور سورۃ توبہ کی آخری دو آیتیں مجھے حضرت خزیمہ انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملیں، ان کے سوا اور کہیں یہ دو آیتیں نہیں مل رہی تھیں۔ وہ آیتیں یہ تھیں۔ لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم آخر تک۔

٤٩٩٠: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُ لِي زَيْدًا وَلْيَجِئْ بِاللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ وَالْكَتِفِ أَوِ الْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ ثُمَّ قَالَ اكْتُبْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ وَخَلْفَ ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ فَمَا تَأْمُرُنِي فَإِنِّي رَجُلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ.

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب نے بیان کیا کہ جب آیت لا یستوی القاعدون من المومنین والمجاهدون فی سبیل اللہ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ زید کو میرے پاس بلاؤ اور ان سے کہو کہ تختی، دوات اور مونڈھے کی ہڈی (لکھنے کا سامان) لے کر آئیں، یا راوی نے اس کی بجائے ہڈی اور دوات (کہا) پھر (جب وہ آ گئے تو) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لکھو لا یستوی القاعدون الخ حضور اکرم ﷺ کے پیچھے عمرو بن ام مکتوم بیٹھے ہوئے تھے جو نابینا تھے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! پھر آپ کا میرے بارے میں کیا حکم ہے۔ میں تو نابینا ہوں (جہاد میں نہیں جا سکتا اب مجھ کو بھی مجاہدین کا درجہ ملے گا یا نہیں) اس وقت یہ آیت یوں اتری۔ لا یستوی القاعدون من المومنین والمجاهدون فی سبیل اللہ غیر اولی الضرر نازل ہوئی۔

٥- بَابُ أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ[1]

[1] علامہ مبارکپوری "مرعاۃ" شرح مشکاۃ میں اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں مستدرک حاکم کی روایت میں تین حرفوں کا ذکر آتا ہے جو "سبعة أحرف" کے بظاہر خلاف ہے، وہ روایت سمرۃ سے مرفوع مروی ہے "أنزل القرآن على ثلاثة أحرف" وأقرّه الذهبي "ابو شامہ نے ان دونوں روایات میں تطبیق دیتے ہوئے کہا ہے کہ بعض کلمات تین

حروف پر نازل ہوئے ہیں جیسے سورۃ القصص میں "أو جذوۃ من النار" میں جذوۃ جیم کے کسرہ اور فتحہ اور ضمہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ اور بعض کلمات سات حرفوں پر نازل ہوئے ہیں، یا شروع میں تین حروف کی اجازت دی گئی، پھر اضافہ کر کے سات حرفوں کی رخصت نازل ہو گئی۔

زرقانی اور قسطلانی نے کہا ہے کہ سبعة أحرف میں "سبعة" کا لفظ حصر کے لیے ہے اور سات حروف ہی مراد ہیں، لیکن دیگر علماء نے کہا ہے کہ یہاں حصر مراد نہیں ہے، بلکہ امت پر تیسیر وتسہیل اور آسانی وو سعت کرنا مراد ہے۔

حدیث مذکور میں "سبعة أحرف" سے کیا مراد ہے۔ اس میں علماء کے متعدد اقوال ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ سبعة أحرف سے عرب کی لغات میں سے سات مشہور فصیح لغات مراد ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر کلمہ سات لغتوں پر پڑھا جاسکتا ہے، بلکہ سات لغات قرآن کریم میں منتشر ہیں۔ اس کے قائل ابو عبید، ثعلب، ابو حاتم سجستانی، ابن عینیہ، امام بیہقی ہیں۔ ازہری اور ابن حبان نے کہا ہے کہ یہی مختار قول ہے۔ اس قول کے قائلین کا پھر اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے کہ ان سات لغات میں سے پانچ بنو ہوازن کی لغات ہیں اور دو باقی عربوں کے لیے، بعض نے کہا ہے کہ سات لغات تمام عربوں میں منتشر ہیں۔

اور بعض نے کہا ہے کہ سات لغات سے مراد سات قبائل کی لغات ہیں، لغۃ قریش، لغۃ یمن، لغۃ جرہم، لغۃ ہوازن، لغۃ قضاعہ، لغت تمیم، اور لغۃ طئ۔



اور یہ جواز اپنی مرضی سے نہیں تھا کہ ہر ایک اپنی مرضی سے جس کلمہ کو چاہے اپنی لغت کے مترادف سے بدل لے، بلکہ اس کا دارومدار نبی اکرم ﷺ سے سماع پر ہے، جس کی دلیل اس باب کی آنے والی حدیث ہے۔ کہ جب حضرت عمر فاروق اور ہشام بن حکیم کا اختلاف ہوا تو ان میں سے ہر ایک نے اپنی قراءت کی درستی پر کہا "أقرأنيها رسول الله صلى الله عليه وسلم" مجھے رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح پڑھایا ہے۔

اور لغت قریش پر نازل ہونے سے مراد یہ ہے کہ ابتداء میں قرآن کریم قریش کی لغت پر نازل ہوا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر آسانی کرتے ہوئے انہیں اپنی لغات پر پڑھنے کو جائز کر دیا بشرطیکہ وہ لغات عرب سے خارج نہ ہوں، کیونکہ قرآن کریم فصیح عربی زبان میں نازل ہوا ہے، چنانچہ ھُزَلی حتی حین کو عتّی حین پڑھ سکتا ہے، اور أسدی "تعلمون" کو تا کے کسرہ کے ساتھ اور قریشی تا کی فتحہ کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

لیکن اس قول پر اعتراض یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق اور ہشام بن حکیم کا آپس میں اختلاف ہوا حالانکہ یہ دونوں قریشی تھے اور دونوں کی لغت بھی ایک تھی تو حضرت عمر فاروق نے ان کی لغت کا انکار کرتے ہوئے ان سے قراءت میں اختلاف کیوں کیا؟ جبکہ دونوں کی لغت ایک تھی تو ان کی لغت سے انکار تو اپنی لغت کے انکار کو مستلزم ہے جو کہ محال ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "سبعة أحرف" سے لغات کے علاوہ کوئی معنیٰ مراد ہے۔



۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حدیث مذکور میں "سبعة أحرف" سے مختلف الفاظ کے ایک معنیٰ پر دلالت کی سات وجوہات مراد ہیں جن میں ایک لفظ کو اس کے مترادف سے بدلنا جائز ہوتا ہے، جیسے أَقْبِلْ، تَعَال، هَلُمَّ، عِجَلْ، اسرع یہ سفیان بن عینیہ، ابن جریر، ابن وہب کا قول ہے اور یہ بھی نبی اکرم ﷺ سے سماع پر محمول ہے ان دونوں اقوال کو یوں جمع کیا جاسکتا ہے

کہ سبعۃ احرف سے سات لغات میں محدود رہ کر مختلف الفاظ سے ایک معنیٰ پر دلالت کی سات وجوہات مراد ہیں۔

۳۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ وجوہات ہیں جن سے سات چیزوں میں اختلاف واقع ہوتا ہے اس قول کو ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے ان میں سے پہلی وہ وجہ ہے جس میں لفظ کی حرکت بدل جاتی ہے لیکن لفظ کی شکل وصورت اور معنیٰ نہیں بدلتا۔ جیسے لایضار میں را پر نصب اور رفع پڑھنا۔

دوسری وجہ وہ تبدیلی جو فعل کے بدلنے سے واقع ہوتی ہے۔ جیسے "بَعِّدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا" اور "بَاعَدَ بَيْنَ أَسْفَارِنَا" پہلا فعل صیغہ امر سے اور دوسرا فعل ماضی سے تیسری وجہ وہ تبدیلی جو بعض حروف کے نقطے بدلنے سے پیدا ہوتی ہے جیسے "كيف نُنْشِزُهَا" را اور زا کے ساتھ، چوتھی وجہ وہ تبدیلی جو ایک حرف کو اس کے قریب المخرج کے ساتھ بدلنے سے پیدا ہوتی ہے جیسے "وَطَلْحٍ مَنْضُودٍ" اور وَطَلْعٍ مَنْضُودٍ، پانچویں وہ تبدیلی جو تقدیم وتاخیر سے حاصل ہوتی ہے جیسے "وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ اور "وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ"

چھٹی وہ تبدیلی جو لفظ کی کمی، بیشی سے حاصل ہوتی ہے، جیسے "والذكرِ والأنثى" اور "وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى" ساتویں وہ تبدیلی جو ایک کلمہ کو اس کے مترادف سے بدلنے سے حاصل ہوتی ہے جیسے "كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ" اور۔ كَالصُّوفِ الْمَنْفُوشِ

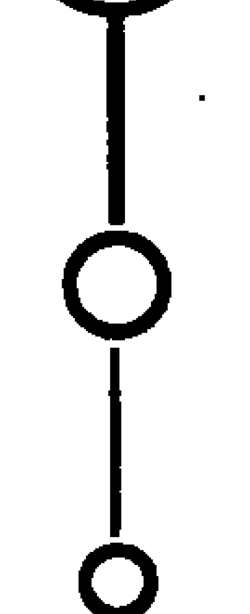


۴۔ چوتھا قول یہ ہے کہ سبعۃ احرف سے مراد احکام کی سات قسمیں ہیں جن پر قرآن کریم مشتمل ہے، جیسے محکم متشابہ، امر، نہی، قصص، مواعظ اور امثال۔ اگرچہ احکام کی ان سات قسموں کی تعیین میں علماء کا اختلاف ہے۔

۵۔ پانچواں قول یہ ہے کہ اس سے مراد سات قراءتیں ہیں، اور اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم کا کوئی کلمہ ایک وجہ پر پڑھا جاتا ہے کوئی دو پر کوئی تین پر، کوئی سات وجوہات پر پڑھا جاتا ہے۔

۶۔ چھٹا قول یہ ہے کہ سبعۃ احرف سے مراد کلمات کے استعمال کی کیفیت میں اختلاف کی وجوہات ہیں جیسے ادغام، اظہار کرنا، تفخیم، ترقیق، امالہ، مد وقصر اور تخفیف وتشدید۔ کیونکہ عرب کی لغات مختلف تھیں، تو اللہ تعالیٰ نے آسانی کرتے ہوئے ہر ایک کو اپنی لغت پر پڑھنے کی اجازت دیدی، جیسا کہ نوویؒ نے شرح مسلم میں ذکر کیا ہے اور طیبی نے کہا ہے کہ یہ صحیح ترین قول ہے اور مفہوم حدیث کے زیادہ قریب ہے۔

تنبیہ: قرآن کریم لغت قریش پر نازل ہوا تھا، پھر لوگوں کی سہولت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی لغات پر پڑھنے کی رخصت دے دی، حافظ ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ یہ رخصت تب دی گئی جبکہ عرب لوگ کثرت کے ساتھ اسلام میں داخل ہو گئے، اور یہ بھی ثابت ہے کہ یہ تخفیف ہجرت کے بعد وارد ہوئی تھی، جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ابی بن کعب سے مروی ہے کہ جبریل نے نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی اور کہا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپ کی امت ایک وجہ پر قرآن پڑھے۔ میں نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش کا طالب ہوں..... آخر حدیث تک۔



اور اس بارہ میں بھی اختلاف ہے کہ حدیث میں مذکور "سبعۃ أحرف" اب تک باقی ہیں یا ان میں سے بعض پر اتفاق ہو گیا ہے، اکثر علماء دوسری بات کے قائل ہیں جیسے ابن عیینہ، ابن وہب، طبری، طحاوی، طحاوی نے کہا ہے کہ یہ رخصت تب تھی جبکہ اکثر کے لیے ایک حرف پر تلاوت کرنا دشوار تھا، یہ عذر زائل ہونے پر یہ رخصت منسوخ کر دی گئی، جبکہ باجی وغیرہ پہلی

باب: قرآن مجید سات قرأتوں پر نازل ہوا ہے

٤٩٩١: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ وَيَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ».

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھ کو (پہلے) عرب کے ایک ہی محاورے پر قرآن پڑھایا۔ میں نے ان سے کہا (اس میں بہت سختی ہوگی) میں برابر ان سے کہتا رہا کہ اور محاوروں میں بھی پڑھنے کی اجازت دو۔ یہاں تک کہ سات محاوروں کی اجازت ملی۔

بعض کے نزدیک اس حدیث میں احرف کا لفظ مجمل ہے، کیونکہ اس کے معنی کا علم نہیں ہے کہ اس سے کیا مراد ہے، لیکن بعض علماء کے نزدیک اس کا معنی معلوم ہے حافظ نے اس بارہ میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔ اور ترجیح اس معنی کو دی ہے کہ احرف سے مراد لغات ہیں یا وجوہ اداء مراد ہیں، حالانکہ لغات سات سے زیادہ ہیں، تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ أفصح لغات سات ہی ہیں، باقی رہی یہ بات کہ وہ لغات قریش کی ہیں یا سارے عرب کی، قریش کی بھی سات ہو سکتی ہیں جن کی لغت پر نازل ہوا ہے۔ دیگر لغات کو ملا کر بھی کہا جا سکتا ہے کہ أفصح لغات سات ہیں۔



یا سبعة أحرف میں سات کا لفظ تکثیر کے لیے ہے۔

دوسرا معنی یہ بیان کیا ہے کہ ایک لفظ کو اس کے مرادف سے بدلا جا سکتا ہے۔ مثلاً هَلُمَّ کی جگہ "تَعَال" آ سکتا ہے، لیکن رحمت کی جگہ عذاب یا اس کے برعکس نہیں ہونا چاہیے، اگرچہ ایک لفظ کو اس کے مرادف سے بدلنے کی اجازت تھی لیکن یہ اجازت اپنی تشہی اور چاہت سے نہیں تھی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیات کا نزول اسی طرح ہوتا تھا اور نبی ﷺ آگے لوگوں کو بتا دیتے تھے۔

احرف کا معنی مرادف کرنا زیادہ موزوں ہے بنسبت اس کے کہ کہا جائے کہ ان کی لغات الگ الگ تھیں کیونکہ حضرت عمر اور حضرت ہشام بن حکیم میں اختلاف ہوا تھا، حالانکہ ان کی لغت ایک ہی تھی، مرادف سے بھی اس وقت پڑھنا جائز ہے جبکہ قرآن اس پر نازل ہوا ہو، نبی اکرم ﷺ پر قرآن اگرچہ قریش کی لغت میں نازل ہوا تھا۔ اس کے بعد باقی لوگوں کی زبانوں کے الفاظ بھی نازل کئے گئے تھے۔

حضرت عثمان نے جو مصحف لکھوایا تھا، اس میں نقطے نہیں لگائے گئے تھے۔ جب تک زبانی یاد نہ ہوتا تو پتہ نہیں چلتا تھا



بات کے قائل ہیں کہ سات حرف باقی ہیں، اور بعد میں آنے والے اس رخصت کے زیادہ حاجت مند ہیں۔

کہ یہ یعلمون ہے یا تعلمون ہے۔ زبانی پڑھنے والے ویسے پڑھتے تھے جیسے انہوں نے اپنے قاریوں سے پڑھا ہوتا تھا۔ حالانکہ ان کے پاس مصحف ہوتا تھا، کوئی "مالك يوم الدين" پڑھتا کوئی "ملك يوم الدين" پڑھتا تھا کوئی یعلمون پڑھتا کوئی تعلمون، اور کوئی تا کو کسرہ دیکر پڑھتا تھا، کیونکہ انہوں نے اپنے قاریوں سے اسی طرح پڑھا تھا اور اس حد تک اجازت تھی۔

"سبعة أحرف" میں سات کے عدد میں حصر سمجھنا بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ قاری دس ہیں بعض نے بیس بلکہ اس سے بھی زیادہ لکھے ہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ مصحف قرآن میں پڑھا جا سکتا ہو اور نحوی اعتبار سے بھی ممکن ہو اور اس کی صحیح سند اوپر کسی سے ملتی ہو۔

وکلُّ ما وَافق وجه النحو وكان للرسم احتمالاً يحوى

وصَحَّ اسناداً هو القرآن فهذه الثلاثة الأركان

لہٰذا شاذ قرآن نہیں ہوگا اسی طرح اگر مصحف کے خلاف ہو تو بھی قرآن نہیں بنے گا۔ بلکہ مصحف کے موافق پڑھا جا سکتا ہو۔ نحوی طور پر بھی درست ہو اور قرأۃ تک صحیح سند سے پہنچتا ہو، تو وہ قرآن ہوگا۔

٤٩٩٢: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ كَذَبْتَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَقْرَأَنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْهُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔

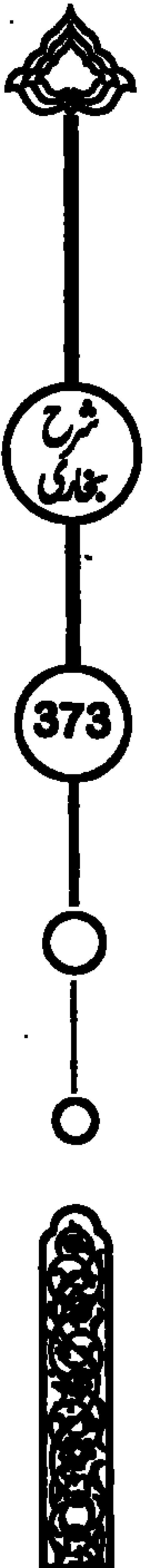
ہم سے سعید نے عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، ان سے مسور بن مخرمہ

اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے بیان کیا، انہوں نے حضرت عمر بن خطاب سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں میں نے ہشام بن حکیم کو سورۂ فرقان نماز میں پڑھتے سنا، میں نے ان کی قرات کو غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ وہ سورت میں ایسے حروف پڑھ رہے ہیں کہ مجھے اس طرح آنحضرت ﷺ نے نہیں پڑھایا تھا، قریب تھا کہ میں ان کو نماز ہی میں پکڑ لیتا لیکن میں نے بڑی مشکل سے صبر کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر سے ان کی گردن باندھ کر پوچھا یہ سورت جو میں نے ابھی تمہیں پڑھتے ہوئے سنی ہے، تمہیں کس نے اس طرح پڑھائی ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی طرح پڑھائی ہے، میں نے کہا تم غلط بولتے ہو۔ خود حضور اکرم نے مجھے اس سے مختلف دوسرے حرفوں سے پڑھائی جس طرح تم پڑھ رہے تھے۔ آخر میں انہیں کھینچتا ہوا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اس شخص سے سورۂ فرقان ایسے حرفوں میں پڑھتے سنی جن کی آپ نے مجھے تعلیم نہیں دی ہے۔ آپ نے فرمایا عمر تم پہلے انہیں چھوڑ دو اور اے ہشام! تم پڑھ کے سناؤ۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے بھی ان ہی حرفوں میں پڑھا جن میں میں نے انہیں نماز میں پڑھتے سنا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے سن کر فرمایا کہ یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر فرمایا عمر! اب تم پڑھ کر سناؤ میں نے اس طرح پڑھا جس طرح آنحضرت ﷺ نے مجھے تعلیم دی تھی۔ آنحضرت نے اسے بھی سن کر فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے۔ پس تمہیں جس طرح آسان ہو پڑھو۔

٦۔ بَابُ تَأْلِيفِ الْقُرْآنِ

باب: قرآن مجید یا آیتوں کی ترتیب کا بیان

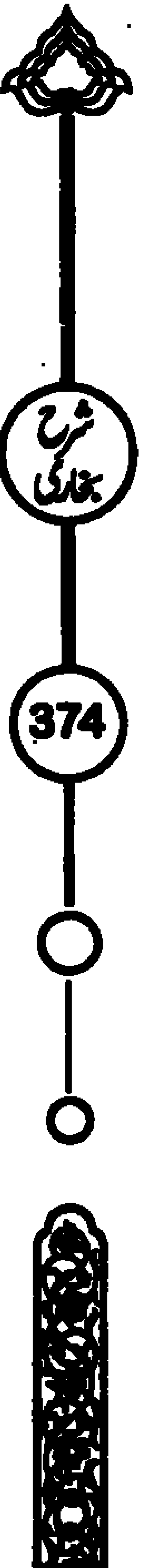
لفظ تالیف سے ترتیب مراد ہے۔



٤٩٩٣: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ وَأَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهَكٍ قَالَ إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِذْ جَاءَهَا عِرَاقِيٌّ فَقَالَ أَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ قَالَتْ وَيْحَكَ وَمَا يَضُرُّكَ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرِينِي مُصْحَفَكِ قَالَتْ لِمَ قَالَ لَعَلِّي أُوَلِّفُ الْقُرْآنَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُقْرَأُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ وَمَا يَضُرُّكَ أَيَّهُ قَرَأْتَ قَبْلُ إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتَّى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوا لَا نَدَعُ الْخَمْرَ أَبَدًا وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوا لَقَالُوا لَا نَدَعُ الزِّنَا أَبَدًا لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ﴾ وَمَا نَزَلَتْ سُورَةُ الْبَقَرَةِ

وَالنِّسَاءِ إِلَّا وَأَنَا عِنْدَهُ قَالَ فَأَخْرَجَتْ لَهُ الْمُصْحَفَ فَأَمْلَتْ عَلَيْهِ آيَ السُّوَرِ.

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، ان سے کیسان نے کہا کہ مجھے یوسف بن ماہک نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عراقی ان کے پاس آیا اور پوچھا کہ کفن کیسا ہونا چاہئے؟ ام المؤمنین نے کہا افسوس کسی طرح کا بھی کفن ہو تجھے کیا نقصان ہوگا۔ پھر اس شخص نے کہا ام المؤمنین مجھے اپنے مصحف دکھا دیجئے۔ انہوں نے کہا کیوں؟ (کیا ضرورت ہے) اس نے کہا تا کہ میں بھی قرآن مجید اس ترتیب کے مطابق پڑھوں کیونکہ لوگ بغیر ترتیب کے پڑھتے ہیں، انہوں نے کہا پھر اس میں کیا قباحت ہے جونسی سورت تو چاہے پہلے پڑھ لے (جونسی سورت چاہے بعد میں پڑھ لے اگر اترنے کی ترتیب دیکھتا ہے) تو پہلے مفصل کی ایک سورت، اتری (اقرا باسم ربك) جس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے۔ جب لوگوں کا دل اسلام کی طرف مائل ہوگیا (اعتقاد پختہ ہو گئے) اس کے بعد حلال وحرام کے احکام اترے، اگر کہیں شروع شروع ہی میں یہ اترتا کہ شراب نہ پینا تو لوگ کہتے ہم تو کبھی شراب پینا نہیں چھوڑیں گے۔ اگر شروع ہی میں یہ اترتا کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے ہم تو زنا نہیں چھوڑیں گے اس کے بجائے مکہ میں محمد ﷺ پر اس وقت جب میں بچی تھی اور کھیلا کرتی تھی یہ آیت نازل ہوئی بل الساعة موعدهم والساعة ادهي وامر لیکن سورۃ بقرہ اور سورۃ نساء اس وقت نازل ہوئی، جب میں (مدینہ میں) حضور اکرم ﷺ کے پاس تھی۔ بیان کیا کہ پھر انہوں نے اس عراقی کے لئے اپنا مصحف نکالا اور ہر سورت کی آیات کی تفصیل لکھوائی۔



شرح بخاری

قولہ "قالت وما يضرك أيه قرأت قبل" ام المؤمنین کا مقصد یہ تھا کہ نماز میں اس ترتیب کے ساتھ سورتوں کا پڑھنا کوئی ضروری نہیں ہے، اس لیے نماز میں تو جو چاہے سورت پڑھ سکتا ہے۔

قولہ "فيها ذكر الجنة والنار" اس سے مراد فترت وحی کے بعد سب سے پہلے نازل ہونے والی سورۃ مدثر ہے جس کے آخر میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے۔

٤٩٩٤: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ بْنِ قَيْسٍ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ وَطه وَالْأَنْبِيَاءِ إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِي.

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے عبد الرحمن بن امیہ سے سنا اور انہوں نے حضرت ابن مسعود سے سنا، انہوں نے سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ کہف، سورۃ مریم، سورۃ طٰہٰ اور سورۃ انبیاء کے متعلق بتلایا کہ یہ پانچوں سورتیں اول درجہ کی فصیح سورتیں ہیں اور میری یاد کی ہوئی ہیں۔

قولہ "من العتاق الأول" یعنی یہ سورتیں اول درجہ کی فصیح ہیں اور میری پرانی یاد کی ہوئی ہیں۔

٤٩٩٥: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ تَعَلَّمْتُ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى) قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہم سے ابو ولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسحاق نے خبر دی انہوں نے براء بن عازب سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سورت سبح اسم ربك نبی کریم کے مدینہ آنے سے پہلے سیکھ لی تھی۔

٤٩٩٦: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ لَقَدْ تَعَلَّمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهُنَّ اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَقَامَ عَبْدُ اللهِ وَدَخَلَ مَعَهُ عَلْقَمَةُ وَخَرَجَ عَلْقَمَةُ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ عِشْرُونَ سُورَةً مِنْ أَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلَى تَأْلِيفِ ابْنِ مَسْعُودٍ آخِرُهُنَّ الْحَوَامِيمُ (حم الدُّخَانِ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ).

ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابوحمزہ (محمد بن میمون) نے ان سے اعمش نے، ان سے شقیق نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا میں ان جڑواں سورتوں کو جانتا ہوں جنہیں نبی کریم ﷺ ہر رکعت میں دو دو پڑھتے تھے پھر عبداللہ بن مسعود مجلس سے کھڑے ہوگئے (اور اپنے گھر) چلے گئے۔ علقمہ بھی آپ کے ساتھ اندر گئے۔ جب حضرت علقمہ باہر نکلے تو ہم نے ان سے انہیں سورتوں کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا یہ شروع مفصل کی بیس سورتیں ہیں، ان کی آخری سورتیں وہ ہیں جن کی اول میں حم ہے۔ حم دخان اور عم یتساءلون بھی ان ہی میں سے ہیں۔

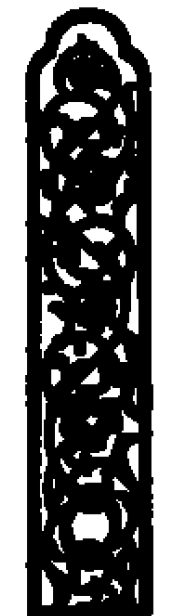


٧-بَابٌ كَانَ جِبْرِيلُ يَعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

باب: جبرائیل نبی کریم ﷺ سے قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔

وَقَالَ مَسْرُوقٌ: عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ: أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ، وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي.

اور مسروق نے کہا، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چپکے سے فرمایا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام مجھ سے ہر سال قرآن مجید کا دور کرتے تھے اور اس سال انہوں نے مجھ سے دو مرتبہ دور کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میری موت کا وقت آن پہنچا ہے۔



٤٩٩٧: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ

بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَأَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لِأَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ خیر خیرات کرنے میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت کی تو کوئی حد ہی نہیں تھی کیونکہ رمضان کے مہینوں میں حضرت جبریل آپ سے آکر ہر رات ملتے تھے یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو جاتا وہ ان راتوں میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔ جب حضرت جبریل آپ سے ملتے تو اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ تیز ہوا سے بھی بڑھ کر سخی ہو جاتے تھے۔

٤٩٩٨: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ يَعْرِضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِينَ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ.

ہم سے خالد بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بکر بن عیاش نے بیان کیا، ان سے ابو حصین نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ جبریل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر سال ایک مرتبہ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے لیکن جس سال آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی اس میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ دو مرتبہ دور کیا۔ آنحضرت ﷺ ہر سال دس دن کا اعتکاف کیا کرتے تھے لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔



٨۔ بَابُ الْقُرَّاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں قرآن کے قاری (حافظ) کون کون تھے؟

٤٩٩٩: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ ذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ «خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ».

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے مسروق نے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے عبد اللہ بن مسعود کا ذکر کیا اور کہا کہ اس



وقت سے ان کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی ہے جب سے میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ قرآن مجید کو چار اصحاب سے حاصل کرو جو عبد اللہ بن مسعود، سالم، معاذ اور ابی بن کعب ہیں۔

۵۰۰۰: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ خَطَبَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ وَاللهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً وَاللهِ لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللهِ وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ قَالَ شَقِيقٌ فَجَلَسْتُ فِي الْحِلَقِ أَسْمَعُ مَا يَقُولُونَ فَمَا سَمِعْتُ رَادًّا يَقُولُ غَيْرَ ذَلِكَ.

ہم سے عمرو بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق بن سلمہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں نے کچھ اوپر ستر سورتیں خود رسول کریم ﷺ کی زبان مبارک سے سن کر حاصل کی ہیں۔ اللہ کی قسم حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ قرآن مجید کا جاننے والا ہوں حالانکہ میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔ شقیق نے بیان کیا کہ پھر میں مجلس میں بیٹھا تا کہ صحابہ کی رائے سن سکوں کہ وہ کیا کہتے ہیں لیکن میں نے کسی سے اس بات کی تردید نہیں سنی۔

قولہ "فما سمعت رادًا" شقیق نے کہا اس کے بعد میں لوگوں کی مجلس میں بیٹھا تا کہ اس بارہ میں صحابہ کی رائے سنوں، لیکن میں نے کسی سے ابن مسعود کی تردید نہیں سنی۔ اس میں اگرچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کی فضیلت پائی جاتی ہے لیکن انہوں نے یہ بات اظہار حقیقت کے لیے کی ہے فخر وغرور سے نہیں کی۔

۵۰۰۱: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا بِحِمْصَ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُودٍ سُورَةَ يُوسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَا هَكَذَا أُنْزِلَتْ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحْسَنْتَ وَوَجَدَ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ فَقَالَ أَتَجْمَعُ أَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ.

مجھ سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ ہم حمص میں تھے حضرت ابن مسعود نے سورۂ یوسف پڑھی تو ایک شخص بولا کہ اس طرح نہیں نازل ہوئی تھی۔ حضرت ابن مسعود نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس سورت کی تلاوت کی تھی اور آپ نے میری قرات کی تحسین فرمائی تھی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ اس معترض کے منہ سے شراب کی بدبو آرہی ہے فرمایا کہ اللہ کی کتاب کے متعلق جھوٹا بیان اور شراب پینا جیسے گناہ ایک ساتھ کرتا ہے۔ پھر انہوں نے اس پر حد جاری کرادی۔

۵۰۰۲: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ

مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مِنْ كِتَابِ اللهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أُنْزِلَتْ وَلَا أُنْزِلَتْ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيمَ أُنْزِلَتْ وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللهِ تُبَلِّغُهُ الْإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ.

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے مسلم نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ حضرت ابن مسعود نے کہا، اس اللہ کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کتاب اللہ کی جو سورت بھی نازل ہوئی ہے اس کے متعلق میں جانتاہوں کہ کہاں نازل ہوئی اور کتاب اللہ کی جو آیت بھی نازل ہوئی اس کے متعلق میں جانتاہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی، اور اگر مجھے خبر ہو جائے کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا جاننے والا ہے اور اونٹ ہی اس کے پاس مجھے پہنچاسکتے ہیں (یعنی ان کا گھر بہت دور ہے) تب بھی میں سفر کر کے اس کے پاس جاکر اس سے اس علم کو حاصل کروں گا۔

٥٠٠٣: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ تَابَعَهُ الْفَضْلُ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ.

ہم سے حفص بن عمر بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں قرآن کو کن لوگوں نے جمع کیا تھا، انہوں نے بتلایا کہ چار صحابیوں نے، یہ چاروں قبیلہ انصار سے ہیں۔ ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید۔ اس روایت کی متابعت فضل نے حسین بن واقد سے کی ہے۔ ان سے ثمامہ نے اور ان سے حضرت انس نے۔

قولہ "أربعة كلهم من الأنصار" حالانکہ ان کے علاوہ بھی قرآن کو جمع کرنے والے صحابہ ہیں تو ان چار کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے سارا قرآن جمع کیا ہے، دیگر حضرات نے سارا قرآن نہیں لکھایا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے بلاواسطہ قرآن اخذ کیا ہے۔ دوسروں نے واسطے کے ساتھ لیا ہے، یا مطلب یہ ہے کہ یہ چار صحابہ کرام ناسخ ومنسوخ کو بھی جانتے ہیں۔

٥٠٠٤: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ وَثُمَامَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَجْمَعِ الْقُرْآنَ غَيْرُ أَرْبَعَةٍ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ قَالَ وَنَحْنُ وَرِثْنَاهُ

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن مثنی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ثابت بنانی اور

ثمامہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات تک قرآن مجید کو چار صحابیوں کے سوا اور کسی نے جمع نہیں کیا تھا۔ ابو درداء، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید۔ حضرت انس نے کہا کہ حضرت ابو زید کے وارث ہم ہوئے ہیں۔

٥٠٠٥: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ أُبَيٌّ أَقْرَؤُنَا وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ لَحَنِ أُبَيٍّ وَأُبَيٌّ يَقُولُ أَخَذْتُهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَتْرُكُهُ لِشَيْءٍ قَالَ اللهُ تَعَالَى ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا﴾.

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید قطان نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں حبیب بن ابی ثابت نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ حضرت عمر نے کہا، ابی بن کعب ہم میں سب سے اچھے قاری ہیں لیکن ابی جہاں غلطی کرتے ہیں اس کو ہم چھوڑ دیتے ہیں (وہ بعض منسوخ التلاوۃ آیتوں کو بھی پڑھتے ہیں) اور کہتے ہیں کہ میں نے تو اس آیت کو آنحضرت ﷺ کے منہ مبارک سے سنا ہے، میں کسی کے کہنے سے اسے چھوڑنے والا نہیں اور اللہ نے خود فرمایا ہے کہ ما ننسخ من آیۃ او ننسھا الآیۃ یعنی ہم جب کسی آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں پھر یا تو اسے بھلا دیتے ہیں یا اس سے بہتر لاتے ہیں۔

٩- بَابُ فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

باب: سورۂ فاتحہ کی فضیلت کا بیان

٥٠٠٦: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي قَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللهُ ﴿اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ قُلْتَ لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ.

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، کہا مجھ سے خبیب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے حضرت ابو سعید بن معلی نے کہ میں نماز میں مشغول تھا تو رسول کریم ﷺ نے مجھے بلایا اس لئے میں کوئی جواب نہیں دے سکا، پھر میں نے (آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر) عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ

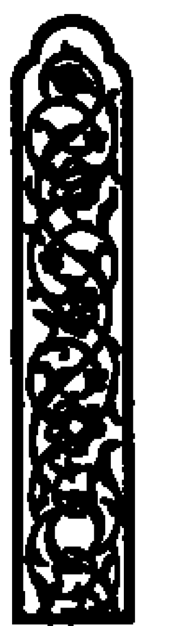
رہا تھا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم نہیں فرمایا ہے کہ اللہ کے رسول جب تمہیں پکاریں تو ان کی پکار پر فوراً اللہ کے رسول کے لئے لبیک کہا کرو۔ پھر آپ نے فرمایا مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے بڑی سورت میں تمہیں کیوں نہ سکھادوں۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور جب ہم مسجد سے باہر نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ مسجد سے باہر نکلنے سے پہلے آپ مجھے قرآن کی سب سے بڑی سورت بتائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں وہ سورت الحمدللہ رب العالمین ہے یہی وہ سات آیات ہیں جو (ہر نماز میں) بار بار پڑھی جاتی ہیں اور یہی وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

٥٠٠٧: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا فِي مَسِيرٍ لَنَا فَنَزَلْنَا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٌ وَإِنَّ نَفَرَنَا غَيْبٌ فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مَا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ فَرَقَاهُ فَبَرَأَ فَأَمَرَ لَهُ بِثَلَاثِينَ شَاةً وَسَقَانَا لَبَنًا فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا لَهُ أَكُنْتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً أَوْ كُنْتَ تَرْقِي قَالَ لَا مَا رَقَيْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْكِتَابِ قُلْنَا لَا تُحْدِثُوا شَيْئًا حَتَّى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَاهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ (وَمَا كَانَ يُدْرِيهِ أَنَّهَا رُقْيَةٌ اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ) وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ حَدَّثَنِي مَعْبَدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ بِهَذَا.



مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے معبد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری نے بیان کیا کہ ہم ایک فوجی سفر میں تھے (رات میں) ہم نے ایک قبیلہ کے نزدیک پڑاؤ کیا۔ پھر ایک لونڈی آئی اور کہا کہ قبیلہ کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا ہے اور ہمارے قبیلے کے مرد موجود نہیں ہیں، کیا تم میں کوئی بچھو کا جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ ایک صحابی (خود ابوسعید) اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے، ہم اسے جھاڑ پھونک کرنے والا نہیں جانتے تھے لیکن انہوں نے قبیلہ کے سردار کو دم کیا تو اسے صحت ہو گئی۔ اس نے اس کے شکرانے میں تیس بکریاں دینے کا حکم دیا اور ہمیں دودھ پلایا۔ جب وہ جھاڑ پھونک کر کے واپس آئے تو ہم نے ان سے پوچھا کیا تم واقعی کوئی منتر جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں میں نے تو صرف سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کر دیا تھا۔ ہم نے کہا کہ اچھا جب تک ہم رسول کریم ﷺ سے اس کے متعلق نہ پوچھ لیں ان بکریوں کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ نہ کہو۔ چنانچہ ہم نے مدینہ پہنچ کر آنحضور ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ انہوں نے کیسے جانا کہ سورۃ فاتحہ دم کی سورت بھی ہے۔ (جاؤ





یہ مال حلال ہے) اسے تقسیم کرلو اور اس میں میرا بھی حصہ لگانا۔ اور معمر نے بیان کیا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، کہا ہم سے معبد بن سیرین نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو سعید خدری نے یہی واقعہ بیان کیا۔

فضیلت سے مراد اجر وثواب کا حصول ہے، کیونکہ یہ سورت اللہ تعالی کی حمد وثنا اور اس کے ذکر پر مشتمل ہے۔ اس لیے حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے درمیان اور بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے اور اس کے بعد نماز میں پڑھی جانے والی سورۃ فاتحہ کا ذکر ہے، اس سورت کا نام فاتحہ الکتاب۔ ام الکتاب، ام القرآن اور سورۃ الصلاۃ بھی ہے۔

١٠۔ بَابُ فَضْلِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ

باب: سورۃ بقرہ کی فضیلت کے بیان میں

٥٠٠٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ.

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں سلیمان بن مہران نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، انہیں عبدالرحمن بن یزید نے، انہیں حضرت ابو مسعود انصاری نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (سورۃ بقرہ میں سے) جس نے بھی دو آخری آیتیں پڑھیں۔ (دوسری سند)۔



٥٠٠٩: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ).

اور ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے عبدالرحمن بن یزید نے اور ان سے حضرت ابو مسعود نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے سورۃ بقرہ کی دو آخری آیتیں رات میں پڑھ لیں وہ اسے ہر آفت سے بچانے کے لئے کافی ہو جائیں گی۔

حضرت ابو مسعود کا نام عقبہ بن عمرو انصاری ہے یہ بدری صحابی ہیں۔

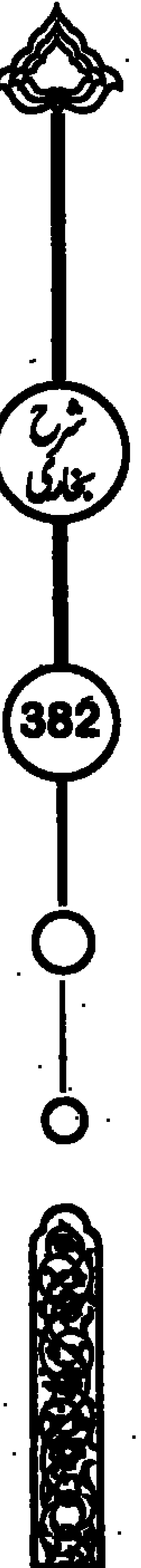
قولہ "کفتاہ" یعنی سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھ لے تو یہ شیاطین کی شر سے بچانے کے لیے کافی ہیں یا رات کو قرآن پڑھنے کی جگہ یہ دو آیات کافی ہو جاتی ہیں۔



٥٠١٠: وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ وَكَّلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَّ الْحَدِيثَ فَقَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَزَالَ مَعَكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ۔

اور عثمان بن ہیثم نے کہا کہ ہم سے عوف بن ابی جمیلہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر فرمایا۔ پھر ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے (کھجوریں) سمیٹنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ پھر انہوں نے یہ پورا قصہ بیان کیا (مفصل حدیث اس سے پہلے کتاب الوکالۃ میں گزر چکی ہے) (جو صدقہ فطر چرانے آیا تھا) اس نے کہا کہ جب تم رات کو اپنے بستر پر سونے کے لئے جاؤ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، پھر صبح تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری حفاظت کرنے والا ایک فرشتہ مقرر ہو جائے گا اور شیطان تمہارے پاس بھی نہ آسکے گا۔ (حضرت ابوہریرہ نے یہ بات آپ سے بیان کی تو) نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس نے تمہیں یہ ٹھیک بات بتائی ہے اگرچہ وہ بڑا جھوٹا ہے، وہ شیطان تھا۔



۱۱۔ بَابُ فَضْلِ سُورَةِ الْكَهْفِ

باب: سورۃ کہف کی فضیلت کے بیان میں

۵۰۱۱: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَإِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُو وَتَدْنُو وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ۔

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا اور ان سے حضرت براء بن عازب نے کہ ایک صحابی (اسید بن حضیر) سورۃ کہف پڑھ رہے تھے۔ ان کے ایک طرف ایک گھوڑا دو رسوں سے بندھا ہوا تھا۔ اس وقت ایک ابر اوپر سے آیا اور نزدیک سے نزدیک تر ہونے لگا۔ ان کا گھوڑا اس کی وجہ سے بدکنے لگا۔ پھر صبح کے وقت وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ (ابر کا ٹکڑا) سکینت تھی جو قرآن کی تلاوت کی وجہ سے اتری تھی۔

قولہ "کان رجل" اس سے مراد اسید بن حضیر تھے یہاں ان کے سورہ کہف پڑھنے کا ذکر ہے، لیکن اس کے بعد عنقریب آنے والی حدیث میں ان کے سورۃ بقرہ پڑھنے کا ذکر ہے، ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس رات دونوں سورتیں پڑھی ہوں، یا دونوں کا بعض حصہ پڑھا ہو۔

۱۲۔ بَابُ فَضْلِ سُورَةِ الْفَتْحِ

باب: سورۂ فتح کی فضیلت کا بیان

۵۰۱۲: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ نَزَرْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ لَا يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي حَتَّى كُنْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ قَالَ فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا

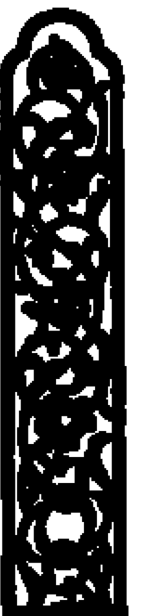
ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے اور ان سے ان کے والد اسلم نے کہ رسول کریم ﷺ رات کو ایک سفر میں جارہے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت عمر نے آنحضرت ﷺ سے کچھ پوچھا۔ لیکن آنحضرت اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت عمر نے پھر پوچھا آپ نے پھر کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسری مرتبہ پھر پوچھا اور جب اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہیں دیا تو حضرت عمر نے (اپنے آپ کو) کہا تیری ماں تجھ پر روئے تو نے آنحضرت ﷺ سے تین مرتبہ عاجزی سے سوال کیا اور آنحضرت ﷺ نے کسی مرتبہ بھی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر نے بیان کیا کہ پھر میں نے اپنی اونٹنی کو دوڑایا اور لوگوں سے آگے ہو گیا (آپ کے برابر چلنا چھوڑ دیا) مجھے خوف تھا کہ کہیں اس حرکت پر میرے بارے میں کوئی آیت نازل نہ ہو جائے ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ میں نے ایک پکارنے والے کو سنا جو پکار رہا تھا۔ حضرت عمر نے بیان کیا کہ میں نے سوچا مجھے تو خوف تھا ہی کہ میرے بارے میں کچھ وحی نازل ہوگی۔ حضرت عمر نے بیان کیا کہ میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ کو سلام کیا (سلام کے جواب کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! آج رات مجھ پر ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے ان سب چیزوں سے زیادہ پسند ہے جن پر سورج نکلتا ہے۔ پھر آپ نے سورہ انا فتحنا لک فتحاً مبینا کی تلاوت فرمائی۔



۱۳۔ بَابُ فَضْلِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ

باب: سورۂ قل ھو اللہ احد کی فضیلت کا بیان

فِيهِ عَمْرَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ



اس باب میں نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث عمرہ نے عائشہ سے نقل کی ہے۔

٥٠١٣. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ (قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ) يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ.

ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ نے، انہیں ان کے والد عبد اللہ نے اور انہیں حضرت ابو سعید خدری نے کہ ایک صحابی (خود ابو سعید خدری) نے ایک دوسرے صحابی (قتادہ بن نعمان) اپنے ماں جائے بھائی کو دیکھا کہ وہ رات کو سورۃ قل ھو اللہ بار بار پڑھ رہے ہیں۔ صبح ہوئی تو وہ صحابی (ابو سعید) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا گویا انہوں نے سمجھا کہ اس میں کوئی بڑا ثواب نہ ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ سورت قرآن مجید کے ایک تہائی حصہ کے برابر ہے۔

٥٠١٤. حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَخِي قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ مِنَ السَّحَرِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ لَا يَزِيدُ عَلَيْهَا فَلَمَّا أَصْبَحْنَا أَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.



اور ابو معمر (عبد اللہ بن عمرو منقری) نے اتنا زیادہ کیا کہ ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے امام مالک بن انس نے، ان سے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری نے کہ مجھے میرے بھائی حضرت قتادہ بن نعمان نے خبر دی کہ ایک صحابی نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں سحری کے وقت سے کھڑے قل ھو اللہ احد پڑھتے رہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ پھر جب صبح ہوئی تو دوسرے صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (باقی حصہ) پچھلی حدیث کی طرح بیان کیا۔





٥٠١٥. حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَالضَّحَّاكُ الْمَشْرِقِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ فَشَقَّ



ذَلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا أَيُّنَا يُطِيقُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ اللهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ قال أبو عبد الله عن إبراهيم مرسل وعن الضحاك المشرقي مسند.

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نخعی اور ضحاک مشرقی نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو سعید خدری نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ قرآن کا ایک تہائی حصہ ایک رات میں پڑھا کرے۔ صحابہ کو یہ عمل بڑا مشکل معلوم ہوا اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد قرآن مجید کا ایک تہائی حصہ ہے۔ محمد بن یوسف فربری نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ امام بخاری کے کاتب ابو جعفر محمد بن ابی حاتم سے سنا، وہ کہتے تھے کہ امام بخاری نے کہا ابراہیم نخعی کی روایت حضرت ابو سعید خدری سے منقطع ہے (ابراہیم نے ابو سعید سے نہیں سنا) لیکن ضحاک مشرقی کی روایت ابو سعید سے متصل ہے۔

قولہ "وَالضَّحَّاكُ الْمِشْرَقِيُّ" میم کے کسرہ اور را کی فتحہ کے ساتھ، یہ مشرق بن زید کی طرف نسبت ہے۔



قولہ "ثُلث القُرآن" یہ سورت مضمون کے اعتبار سے ثلث قرآن ہے۔ کیونکہ قرآن کریم تین اہم مضامین پر مشتمل ہے، توحید، نبوت اور معاد، اور یہ سورت توحید کے بارہ میں منفرد سورت ہے، اس لیے اسے ثُلث قرآن کہا گیا ہے۔

بعض کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے ثُلث قرآن ہے، اور اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قرآن کریم کا آخری ثُلث پڑھے تو اس میں سورۃ اخلاص بھی آ جاتی ہے، ان کے بقول ایک اصل ثواب ہوتا ہے، اس کے ساتھ فضل بھی ہوتا ہے، اور ثُلث کا اصل ثواب اس سورت کے اصل اور فضل کے ملنے کے برابر ہے، امام ابن تیمیہؒ نے کہا ہے کہ اصل اور فضل ثُلث قرآن کا جتنا ثواب ہے وہ اس سورت کے پڑھنے سے مل جاتا ہے، اور ایک ثواب پڑھنے کا ہوتا ہے اور ایک مشقت اٹھانے کا ہوتا ہے، مشقت کا ثواب ثُلث قرآن پڑھنے والے کو زیادہ ملے گا۔

قولہ "وَرّاق ابی عبداللہ" یعنی ابو جعفر محمد بن ابی حاتم، امام بخاری کے منشی تھے۔

قولہ "مرسلٌ" امام بخاری کے نزدیک مرسل سے مراد منقطع اور مسند سے مراد متصل ہے۔

۱۴۔ بَابُ فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ

باب: معوذات کی فضیلت کا بیان



۵۰۱۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ بِيَدِهِ

رَجَاءَ بَرَكَتِهَا.

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ بن زبیر نے اور انہیں عائشہ نے کہ رسول کریم ﷺ جب بیمار پڑتے تو معوذات کی سورتیں پڑھ کر اسے اپنے اوپر دم کرتے (اس طرح کہ ہوا کے ساتھ کچھ تھوک بھی نکلتا) پھر جب (مرض الموت میں) آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر آنحضور ﷺ کے ہاتھوں سے برکت کی امید میں آپ کے جسد مبارک پر پھیرتی تھی۔

٥٠١٧. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا (قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ) وَ(قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) وَ(قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مفضل بن فضالہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عقیل بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ نے بیان کیا اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ہر رات جب بستر پر آرام فرماتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (تینوں سورتیں مکمل) پڑھ کر ان پر پھونکتے اور پھر دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے تھے۔ پہلے سر اور چہرہ پر ہاتھ پھیرتے اور سامنے کے بدن پر۔ یہ عمل آپ تین دفعہ کرتے تھے۔



١٥ـ بَابُ نُزُولِ السَّكِينَةِ وَالْمَلَائِكَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

باب: قرآن کی تلاوت کے وقت سکینت اور فرشتوں کے اترنے کا بیان

٥٠١٨. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهُ مَرْبُوطَةٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ وَسَكَتَتِ الْفَرَسُ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ فَلَمَّا اجْتَرَّهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى مَا يَرَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ فَخَرَجَتْ حَتَّى لَا أَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِي مَا ذَاكَ



قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ الْهَادِ وَحَدَّثَنِي هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ اللهِ بْنُ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ.

اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یزید بن الہاد نے بیان کیا' ان سے محمد بن ابراہیم نے کہ اسید بن حضیر نے بیان کیا کہ رات کے وقت وہ سورہ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس ہی بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا تو انہوں نے تلاوت بند کر دی تو گھوڑا بھی رک گیا۔ پھر انہوں نے تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ اس مرتبہ بھی جب انہوں نے تلاوت بند کی تو گھوڑا بھی خاموش ہوگیا۔ تیسری مرتبہ انہوں نے تلاوت شروع کی تو پھر گھوڑا بدکا۔ ان کے بیٹے یحییٰ چونکہ گھوڑے کے قریب ہی تھے اس لئے اس ڈر سے کہ کہیں انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ انہوں نے تلاوت بند کر دی اور بچے کو وہاں سے ہٹا دیا پھر اوپر نظر اٹھائی تو کچھ نہ دکھائی دیا۔ صبح کے وقت یہ واقعہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابن حضیر! تم پڑھتے رہتے تلاوت بند نہ کرتے (تو بہتر تھا) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ڈر لگا کہ کہیں گھوڑا میرے بچے یحییٰ کو نہ کچل ڈالے' وہ اس سے بہت قریب تھا۔ میں سر اوپر اٹھایا اور پھر یحییٰ کی طرف گیا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو ایک چھتری سی نظر آئی جس میں روشن چراغ تھے۔ پھر جب میں دوبارہ باہر آیا تو میں نے اسے نہیں دیکھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم بھی ہے وہ کیا چیز تھی؟ اسید نے عرض کیا کہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے تمہاری آواز سننے کے لئے قریب ہو رہے تھے اگر تم رات بھر پڑھتے رہتے تو صبح تک اور لوگ بھی انہیں دیکھتے وہ لوگوں سے نہ چھپتے۔ اور ابن الہاد نے بیان کیا، کہا مجھ سے یہ حدیث عبد اللہ بن خباب نے بیان کی، ان سے ابو سعید خدری نے اور ان سے اسید بن حضیر نے۔

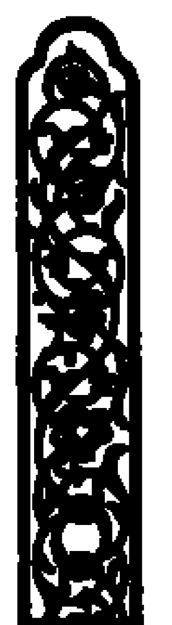


۱۶۔ بَابُ مَنْ قَالَ: لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ

باب: اس کے بارے میں جس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو قرآن چھوڑا وہ سب مصحف میں دو لوحوں کے درمیان محفوظ ہے۔



۵۰۱۹: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ أَتَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ قَالَ وَدَخَلْنَا عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ.



ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبد العزیز بن رفیع

نے بیان کیا کہ میں اور شداد بن معقل ابن عباس کے پاس گئے۔ شداد بن معقل نے ان سے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ نے اس قرآن کے سوا کچھ اور بھی چھوڑا تھا۔ حضرت ابن عباس نے کہا حضور اکرم ﷺ نے (وحی متلو) جو کچھ بھی چھوڑی ہے وہ سب کی سب ان دو جلدوں کے درمیان صحیفہ میں محفوظ ہے عبد العزیز بن ربیع کہتے ہیں کہ ہم محمد بن حنیفہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور ان سے بھی پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے جو بھی وحی متلو چھوڑی وہ سب دو دو جلدوں کے درمیان (قرآن مجید کی شکل میں) محفوظ ہے۔

قولہ "إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ" نبی اکرم ﷺ نے دو گتوں کے درمیان جو قرآن ہے اپنے بعد یہی قرآن چھوڑا ہے، اس کے علاوہ قرآن کا کوئی حصہ نہیں چھوڑا۔ اس سے اس بات کی تردید مقصود ہے جو شیعہ کہتے ہیں کہ قرآن اس سے زیادہ تھا جو ضائع ہو گیا ہے ان کی یہ بات غلط ہے۔ بلکہ قرآن اس قدر ہی تھا جو دو گتوں کے درمیان موجود ہے، جب قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی ہوئی تو ضائع کیسے ہو سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ"

١٧۔ بَابُ فَضْلِ الْقُرْآنِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ

باب: قرآن مجید کی فضیلت دوسرے تمام کلاموں پر کس قدر ہے؟

٥٠٢٠: حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا.

ہم سے ابو خالد ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحیی نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا ان سے انس بن مالک نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو موسی اشعری نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی (مومن کی) مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے سنگترے کی سی ہے جس کا مزا بھی لذیذ ہوتا ہے اور جس کی خوشبو بھی بہترین ہوتی ہے اور جو مومن قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے اس کا مزہ تو عمدہ ہوتا ہے لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوتی اور اس بدکار (منافق) کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے ریحانہ کی سی ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزا کڑوا ہوتا ہے اور اس بدکار کی مثال جو قرآن کی تلاوت بھی نہیں کرتا اندرائن کی سی ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہوتا ہے اور اس میں کوئی خوشبو بھی نہیں ہوتی۔

۵۰۲۱: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ وَمَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُونَ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بِقِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ قَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ قَالُوا لَا قَالَ فَذَاكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ شِئْتُ.

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمانو! گزری امتوں کی عمروں کے مقابلہ میں تمہاری عمر ایسی ہے جیسے عصر سے سورج ڈوبنے تک کا وقت ہوتا ہے اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے کچھ مزدور کام پر لگائے اور ان سے کہا کہ ایک قیراط مزدوری پر میرا کام صبح سے دوپہر تک کون کرے گا؟ یہ کام یہودیوں نے کیا۔ پھر اس نے کہا کہ اب میرا کام آدھے دن سے عصر تک (ایک ہی قیراط مزدوری پر) کون کرے گا؟ یہ کام نصاریٰ نے کیا۔ پھر تم نے عصر سے مغرب تک دو دو قیراط مزدوری پر کام کیا۔ یہود و نصاریٰ قیامت کے دن کہیں گے ہم نے کام زیادہ کیا لیکن مزدوری کم پائی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تمہارا کچھ حق مارا گیا، وہ کہیں گے کہ نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ پھر یہ میرا فضل ہے، میں جسے چاہوں اور جتنا چاہوں عطا کروں۔



۱۸۔ بَابُ الْوَصِيَّةِ بِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

باب: کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت کا بیان

۵۰۲۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أُمِرُوا بِهَا وَلَمْ يُوصِ قَالَ أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ.

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن مغول نے، کہا ہم سے طلحہ بن مصرف نے بیان کیا، کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ ؓ سے سوال کیا کیا نبی کریم نے کوئی وصیت فرمائی تھی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر لوگوں پر وصیت کیسے فرض کی گئی کہ مسلمانوں کو تو وصیت کا حکم ہے اور خود آنحضرت ﷺ نے کوئی وصیت نہیں فرمائی۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے کتاب اللہ کو



مضبوطی سے تھامے رہنے کی وصیت فرمائی تھی۔

قولہ "أَوْصَى بِكِتَابِ اللهِ "یعنی نبی اکرم ﷺ نے کتاب اللہ کے بارہ میں وصیت کی ہے کہ اسے پڑھتے اور پڑھاتے رہنا اور اس پر عمل کرنا۔

١٩۔ بَابُ مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ

باب: جو قرآن مجید کو خوش آوازی سے نہ پڑھے

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے: کیا انہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر وہ کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔

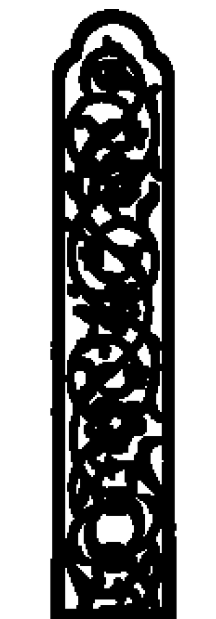
٥٠٢٣: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَأْذَنِ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَهُ يُرِيدُ يَجْهَرُ بِهِ.

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ کو ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے ابوہریرہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اس نے نبی کریم ﷺ کا قرآن بہترین آواز کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمن کا ایک دوست عبد الحمید بن عبد الرحمن کہتا تھا کہ اس حدیث میں یتغنیٰ بالقرآن سے یہ مراد ہے کہ اچھی آواز سے اسے پکار کر پڑھے۔



امام بخاریؒ نے تغنی کا معنیٰ استغناء کیا ہے۔ گویا لم یتغنَّ بالقرآن "کا معنیٰ "من لم يَسْتَغْنِ بالقرآن" ہے، یعنی جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا ہے، انہیں چاہیے کہ وہ قرآن کریم کی طرف رجوع کریں، اور شعروشاعری سے مستغنی ہو جائیں چونکہ تغنّی سے مراد استغناء ہے۔ تو اس معنیٰ کی تائید کے لیے انہوں نے یہ آیت پیش کی ہے۔ "أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ "[1] کیا انہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر وہ کتاب اتاری ہے جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔ گویا تغنّی بمعنیٰ کفایت ہے، یعنی انہیں معجزات طلب کرنے کی بجائے اور دیگر چیزوں کے پیچھے لڑھکنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر کفایت کرنی چاہیے، حدیث میں بھی لفظ تغنی بمعنیٰ استغناء وارد ہوا ہے، بخاری شریف، کتاب الجہاد میں ہے۔ "وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا "[2] (جس نے سوال سے بچنے کے لیے اور لوگوں سے مستغنی ہونے کے لیے گھوڑے رکھے۔

حافظ نے ابن جوزی سے تغنی کے متعدد معانی نقل کیے ہیں، ان میں ایک تحسین صوت ہے یعنی قرآن کریم کو



[1] سورۃ العنکبوت: ۵۱

[2] صحیح البخاری: ۲۸۶۰ / ۳۵۶۷

اچھی آواز سے پڑھنا، دوسرا معنٰی الاستغناء ہے یعنی قرآن کریم کو کافی سمجھنا اور اپنے تمام امور میں اس سے راہنمائی لینا تیسرا معنٰی تحزّن ہے یعنی تلاوت قرآن کے وقت درد مند اور فکر مند ہونا، بایں طور کہ رقت قلبی حاصل ہو۔ چوتھا معنٰی تشاغل ہے، قرآن کریم کو پڑھنے اور اسے سمجھنے میں لگے رہنا، حافظ نے کہا ہے کہ یہ سارے معانی جمع ہو سکتے ہیں کہ قرآن کریم کو حسن صوت سے پڑھا جائے جس سے رقت قلبی طاری ہو اور پڑھنے والا قرآن کے غیر سے مستغنی ہو کر اس کی تلاوت میں مشغول رہے۔

خوش الحانی سے قرآن کریم کو پڑھنا جائز ہے جیسا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے پڑھا اور آپ نے سنا تھا تو آپ نے فرمایا تھا تجھے داؤدی لہجہ دیا گیا ہے [1]۔ لہذا تحسین صوت جائز ہے لیکن غناء کی صورت نہیں اختیار کرنی چاہیے، ایک حدیث میں "زَيِّنوا القرآنَ بأصواتِكم [2]" ہے یعنی قرآن کریم کو اچھی آواز سے پڑھو، لیکن تکلف نہیں کرنا چاہیے۔

۵۰۲۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ (مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ) قَالَ سُفْيَانُ تَفْسِيرُهُ يَسْتَغْنِي بِهِ.

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے اور ان سے ابوہریرہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اپنے نبی کریم ﷺ کو بہترین آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھتے سنا ہے۔
سفیان بن عیینہ نے کہا یتغنیٰ سے مراد ہے کہ قرآن پر قناعت کرے۔



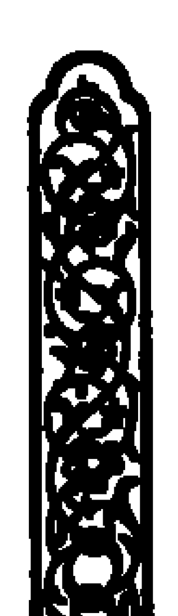
۲۰۔ بَابُ اغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْآنِ

باب: قرآن مجید پڑھنے والے پر رشک کرنا جائز ہے۔

۵۰۲۵: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ).



ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ رشک تو بس دو ہی آدمیوں پر ہو سکتا ہے ایک تو اس پر جسے اللہ نے قرآن مجید کا

[1] صحیح البخاری:۵۰۴۸

[2] سنن ابی داؤد:۱۴۶۸۔ سنن ابن ماجہ:۱۳۴۲

علم دیا اور وہ اس کے ساتھ رات کی گھڑیوں میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتا رہا اور دوسرا آدمی وہ جسے اللہ تعالی نے مال دیا اور وہ اسے محتاجوں پر رات دن خیرات کرتا رہا۔

قولہ "لَا حَسَدَ" حسد سے مراد یہاں غِبْطہ ہے، اسی لیے امام بخاریؒ نے ترجمہ باب غِبْطہ سے قائم کیا ہے، جیسا کہ اس سے اگلی حدیث میں حسد کی تفسیر آرہی ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔ "لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ" یہ تمنی حصول نعمت ہے کہ اے اللہ جیسے فلاں کو یہ نعمت حاصل ہے مجھے بھی عطا فرما، جب کہ حسد تمنی زوال نعمت کا نام ہے کہ اللہ کرے فلاں سے نعمت چھن جائے اور زائل ہو جائے۔ اور مسلمان پر حسد کرنا حرام ہے، جبکہ غِبْطہ یعنی رشک کرنا جائز ہے۔

٥٠٢٦: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ فَقَالَ لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ فَقَالَ رَجُلٌ لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ).



ہم سے علی بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، انہوں نے کہا میں نے ذکوان سے سنا اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا رشک تو بس دو ہی آدمیوں پر ہونا چاہئے ایک اس پر جسے اللہ تعالی نے قرآن کا علم دیا اور وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے کہ اس کا پڑوسی سن کر کہہ اٹھے کہ کاش مجھے بھی اس جیسا علم قرآن ہوتا اور میں بھی اس کی طرح عمل کرتا اور وہ دوسرا جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے حق کے لئے لٹا رہا ہے (اس کو دیکھ کر) دوسرا شخص کہہ اٹھتا ہے کہ کاش میرے پاس بھی اس کے جتنا مال ہوتا اور میں بھی اس کی طرح خرچ کرتا۔

٢١۔ بَابٌ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

باب: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔

٥٠٢٧: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ) قَالَ وَأَقْرَأَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي إِمْرَةِ عُثْمَانَ حَتَّى كَانَ الْحَجَّاجُ قَالَ وَذَاكَ الَّذِي أَقْعَدَنِي مَقْعَدِي هَذَا.



ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، کہا کہ مجھے علقمہ بن مرثد نے خبر دی، انہوں نے سعد بن عبیدہ سے سنا، انہوں نے ابو عبد الرحمن سلمی سے اور انہوں نے عثمان بن عفان سے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔ سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ ابو عبد الرحمن سلمی نے لوگوں کو عثمان کے زمانہ خلافت سے حجاج بن یوسف کے عراق کے گورنر ہونے تک قرآن مجید کی تعلیم دی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ یہی حدیث ہے جس نے مجھے اس جگہ (قرآن مجید پڑھانے کے لئے) بٹھار کھا ہے۔

قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے والے بہترین تب ہوتے ہیں جبکہ پڑھے ہوئے پر عمل پیرا بھی ہوں، ورنہ عمل کے بغیر پڑھا ہوا علم باعث وبال اور باعث عذاب ہو گا۔

قولہ "وَذَاكَ الَّذِي أَقْعَدَنِي" سعد بن عبیدہ نے کہا کہ ابو عبد الرحمٰن سلمی حضرت عثمان کے دور خلافت سے لیکر حجاج بن یوسف کے عراق کا گورنر بننے تک قرآن کریم کی تعلیم دیتے رہے، اور وہ کہا کرتے تھے یہی حدیث ہے جس نے مجھے اس جگہ (قرآن کریم پڑھانے کے لیے) بٹھایا ہے۔

٥٠٢٨: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ.

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے علقمہ بن مرثد نے، ان سے ابو عبد الرحمن سلمی نے، ان سے حضرت عثمان نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم سب میں بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔

٥٠٢٩: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ، فَقَالَتْ: إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: «مَا لِي فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ». فَقَالَ رَجُلٌ: زَوِّجْنِيهَا، قَالَ: «أَعْطِهَا ثَوْبًا»، قَالَ: لَا أَجِدُ، قَالَ: «أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ»، فَاعْتَلَّ لَهُ، فَقَالَ: «مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟» قَالَ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: «فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ».

ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ انہوں نے اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول (کی رضا) کے لئے ہبہ کر دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب مجھے عورتوں سے نکاح کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان کا نکاح مجھ

سے کر دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر انہیں (مہر میں) ایک کپڑا لاکے دے دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے تو یہ بھی میسر نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا پھر انہیں کچھ تو دو ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ وہ اس پر بہت پریشان ہوئے (کیونکہ ان کے پاس یہ بھی نہ تھی) آنحضرت نے فرمایا اچھا تم کو قرآن کتنا یاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ فلاں فلاں سورتیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں نے تمہارا ان سے قرآن کی ان سورتوں کے سکھانے پر نکاح کیا جو تمہیں یاد ہیں۔

قولہ "فَاعْتَلَّ لَهُ" اس نے آپ کے لیے اپنا عذر بیان کیا۔

قولہ "بما معك من القرآن" ایک روایت میں "ولا يجوز لأحد بعدك" بھی آتا ہے لیکن حافظ نے کہا ہے کہ یہ روایت مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، ایک حدیث میں "فَعَلِّمْهَا عِشْرِينَ آيَةً"[1] بھی آیا ہے۔

شوافع کا مذہب یہ ہے کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز ہے، یہاں بھی قرآن سکھانے کی جو اجرت تھی، وہی حق مہر بن گئی، احناف اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس سے سوال کیا تھا کہ تجھے قرآن کس قدر یاد ہے اور فرمایا "مَا مَعَكَ مِنَ القرآن"؟ جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہ حافظ قرآن ہے۔ تب آپ نے اس عورت کا اس سے اس لیے نکاح کیا تھا کہ یہ حافظ قرآن تھا مقصد یہ تھا کہ تو حافظ قرآن ہے، اس لیے تجھ سے اسکا نکاح کر دیتے ہیں ورنہ حق مہر اسے الگ دینا پڑے گا، لیکن اسے ذکر اس لیے نہیں کیا کیونکہ مہر کا ذکر کرنا نکاح کے لیے ضروری نہیں ہے، صحیح بات یہ ہے کہ تاویلیں کئے بغیر نصوص پر عمل ہونا چاہیے۔



۲۲۔ بَابُ الْقِرَاءَةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ

باب: زبانی قرآن مجید کی تلاوت کرنا

۵۰۳۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ



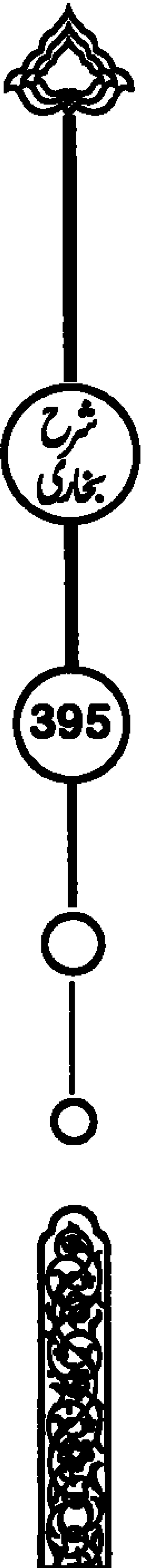


---

[1] سنن ابی داود: ۲۱۱۲۔ السنن الکبریٰ للنسائی: ۵۴۸۰۔ السنن الصغیر للبیہقی: ۲۵۵۰۔ السنن الکبری للبیہقی: ۱۴۴۰۰۔ شرح السنۃ للبغوی: ۲۳۰۱۔ قال الالبانی ضعیف۔

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَآهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا عَدَّهَا قَالَ أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ (اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ).

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے، ان سے حضرت سہل بن سعد نے کہ ایک خاتون رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو ہبہ کرنے کے لئے آئی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر نظر نیچی کرلی اور سر جھکا لیا۔ جب اس خاتون نے دیکھا کہ ان کے بارے میں کوئی فیصلہ آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی پھر آنحضرت ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صاحب اٹھے اور عرض کیا یارسول اللہ! اگر آپ کو ان کی ضرورت نہیں ہے تو میرے ساتھ ان کا نکاح کردیں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے پاس کچھ (مہر کے لئے) بھی ہے۔ انہوں نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ! اللہ کی قسم تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے گھر جاؤ اور دیکھو شاید کوئی چیز ملے، وہ صاحب گئے اور واپس آگئے اور عرض کیا نہیں اللہ کی قسم! یارسول اللہ! مجھے وہاں کوئی چیز نہیں ملی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر دیکھ لو ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ وہ صاحب گئے اور پھر واپس آگئے اور عرض کیا نہیں اللہ کی قسم! یارسول اللہ! لوہے کی ایک انگوٹھی بھی مجھے نہیں ملی۔ البتہ یہ ایک تہبند میرے پاس ہے۔ حضرت سہل کہتے ہیں کہ اس کے پاس کوئی چادر بھی (اوڑھنے کے لئے) نہیں تھی۔ اس صحابی نے کہا کہ خاتون کو اس میں سے آدھا پھاڑ کر دید یجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اس تہبند کا وہ کیا کرے گی۔ اگر تم اسے پہنتے ہو تو وہ اس کے قابل نہیں رہتی اور اگر وہ پہنتی ہے تو تمہارے قابل نہیں۔ پھر وہ صاحب بیٹھ گئے کافی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد اٹھے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا تو بلوایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں قرآن مجید کتنا یاد ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ فلاں فلاں، فلاں سورتیں مجھے یاد ہیں۔ انہوں نے ان کے نام گنائے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم انہیں زبانی پڑھ لیتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جاؤ تمہیں قرآن مجید کی جو سورتیں یاد ہیں ان کے بدلے میں میں نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا۔



۲۳۔ بَابُ اسْتِذْكَارِ الْقُرْآنِ وَتَعَاهُدِهِ

باب: قرآن مجید کو ہمیشہ پڑھتے اور یاد کرتے رہنا۔

٥٠٣١: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ.

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا حافظ قرآن کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹ کے مالک جیسی ہے اور وہ اس کی نگرانی رکھے گا تو وہ اسے روک سکے گا ورنہ وہ رسی تڑوا کر بھاگ جائے گا۔

٥٠٣٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُولَ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّيَ وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ.

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بہت برا ہے کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں (کہنا چاہیے) کہ مجھے بھلا دیا گیا اور قرآن مجید کا پڑھنا جاری رکھو کیونکہ انسانوں کے دلوں سے دور ہو جانے میں وہ اونٹ کے بھاگنے سے بھی بڑھ کر ہے۔



٥٠٣٢: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ مِثْلَهُ تَابَعَهُ بِشْرٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ شَقِيقٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے، اور ان سے منصور بن معتمر نے پچھلی حدیث کی طرح۔ محمد بن عرعرہ کے ساتھ اس کو بشر بن عبد اللہ نے بھی عبد اللہ بن مبارک سے، انہوں نے شعبہ سے روایت کیا ہے اور محمد بن عرعرہ کے ساتھ اس کو ابن جریج نے بھی عبدہ سے، انہوں نے شقیق سے، انہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔



٥٠٣٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلِهَا.



ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قرآن مجید کا پڑھتے رہنا لازم پکڑلو اس ذات کی قسم



جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ اونٹ کے اپنی رسی تڑوا کر بھاگ جانے سے زیادہ تیزی سے بھاگتا ہے۔

۲۴۔ بَابُ الْقِرَاءَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

باب: سواری پر تلاوت کرنا

۵۰۳۴: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو إِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَى رَاحِلَتِهِ سُورَةَ الْفَتْحِ.

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابوایاس نے خبر دی، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن مغفل سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فتح مکہ کے دن دیکھا کہ آپ سواری پر سورۃ الفتح کی تلاوت فرمارہے تھے۔

سواری پر قرآن پڑھنے سے اگرچہ پڑھنے والے کی آواز ترجیع والی ہو جاتی ہے، لیکن اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ سواری پر سوار ہو کر قرآن کریم کی تلاوت کی جاسکتی ہے۔



۲۵۔ بَابُ تَعْلِيمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْآنَ

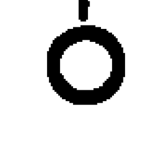
باب: بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا

۵۰۳۵: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّ الَّذِي تَدْعُونَهُ الْمُفَصَّلَ هُوَ الْمُحْكَمُ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ.

مجھ سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ جن سورتوں کو تم مفصل کہتے ہو وہ سب محکم ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو میری عمر دس سال کی تھی اور میں نے محکم سورتیں سب پڑھ لی تھیں۔



سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی نے اسے مکروہ سمجھا ہے لیکن امام بخاری ثابت کرتے ہیں کہ بچوں کو قرآن کی تعلیم دینا جائز ہے اور وہ قرآن کریم کو حفظ کر سکتے ہیں۔



قولہ "قال المفصّل" سورۃ حجرات سے لے کر آخر قرآن تک مفصل سورتیں ہیں۔



۵۰۳۶: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا الْمُحْكَمُ قَالَ الْمُفَصَّلُ.

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بشر نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے محکم سورتیں رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں سب یاد کرلی تھیں، میں نے پوچھا کہ محکم سورتیں کون سی ہیں؟ کہا کہ مفصل۔

٦ ـ بَابُ نِسْيَانِ الْقُرْآنِ، وَهَلْ يَقُولُ: نَسِيتُ آيَةَ كَذَا وَكَذَا

باب: قرآن مجید کو بھلا دینا اور کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ میں فلاں فلاں آیتیں بھول گیا ہوں۔

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: (سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى إِلَّا مَا شَاءَ اللهُ)

اور اللہ کا فرمان ہم آپ کو قرآن پڑھادیں گے پھر آپ اسے نہ بھولیں گے سوا ان آیات کے جنہیں اللہ چاہے۔

٥٠٣٧: حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً مِنْ سُورَةِ كَذَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا عِيسَى عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُورَةِ كَذَا تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ.



ہم سے ربیع بن یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے زائدہ بن جذامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اس پر رحم کرے، اس نے مجھے فلاں سورت کی فلاں فلاں آیتیں یاد دلادیں۔ ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے (اضافہ کے ساتھ بیان کیا کہ) میں نے فلاں سورت کی فلاں فلاں آیتیں بھلادی تھیں۔ محمد بن عبید کے ساتھ اس کو علی بن مسہر اور عبدہ نے بھی ہشام سے روایت کیا ہے۔

نسیان کی نسبت بندے کی طرف کرنا جائز ہے کیونکہ یہ فعل بندے کا ہے، لیکن اولیٰ یہ ہے کہ نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے کیونکہ تمام افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے لہذا کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھلادیا گیا۔

٥٠٣٨: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي سُورَةٍ بِاللَّيْلِ فَقَالَ (يَرْحَمُهُ اللهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أُنْسِيتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا).



ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد (عروہ بن زبیر) نے اور ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے ایک صاحب کو رات کے وقت ایک سورت پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے، اس نے مجھے فلاں فلاں آیتیں یاد دلا دیں جو مجھے فلاں فلاں سورتوں میں سے بھلا دی گئی تھیں۔

۵۰۳۹. حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ يَقُولُ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ).

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیتیں بھول گیا بلکہ اسے (یوں کہنا چاہئے) کہ میں فلاں فلاں آیتوں کو بھلا دیا گیا۔

قولہ "بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ يَقُولُ نَسِيتُ" یہ اس لیے روکا گیا کہ اس وقت بعض آیات کو جب اللہ تعالیٰ منسوخ کرنا چاہتے تھے تو ان آیات کو سینوں سے اٹھالیا جاتا تھا، اور یہ فعل اللہ تعالیٰ کا ہے اس لیے "نَسِيتُ" کہنا درست نہیں تھا بلکہ "أَنْسَاهُ اللهُ" کہنا چاہیے۔

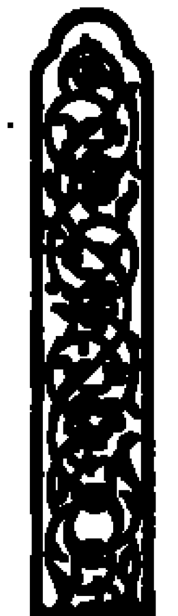
اور اس حدیث کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ حافظ قرآن کو چاہیے کہ وہ قرآن مجید کا دور جاری رکھے ورنہ اسے قرآن مجید بھول جائے گا اور پھر اسے "نَسِيتُ آيَه كَذَا وَ كَذَا" کہنا پڑے گا، لہٰذا اسے قرآن کریم کا تکرار جاری رکھنا چاہیے تا کہ "نَسِيتُ" کہنے کا اور یہ لفظ بولنے کا موقع ہی نہ آئے۔



۲۷۔ بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ بَأْسًا أَنْ يَقُولَ: سُورَةُ الْبَقَرَةِ، وَسُورَةُ كَذَا وَكَذَا

باب: جن کے نزدیک سورۃ البقرہ یا فلاں فلاں سورت (نام کے ساتھ) کہنے میں کوئی حرج نہیں ①۔

① یہ مسئلہ اس سے قبل بھی ذکر ہو چکا ہے کہ قرآن مجید کی سورتوں کو ان کے ناموں کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے، جمہور علماء اس کے جواز کے قائل ہیں، اور بعض لوگ اس کی ممانعت کے قائل ہیں، اور ان کی دلیل وہ حدیث ہے جو طبرانی، الاوسط، میں (رقم ۵۷۵۵) اور ابن قانع نے "فوائد" میں حضرت انس کے واسطے سے مرفوع روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا "لا تقولوا سورة البقرة ولا سورة آل عمران، ولا سورة النساء وكذلك القرآن كله" لیکن اس کی سند میں عبیس بن میمون العطار ضعیف راوی ہے، ابن الجوزی نے تو اسے "الموضوعات" میں ذکر کیا ہے امام احمد نے کہا ہے یہ حدیث منکر ہے۔



مسلم میں اعمش سے مروی ہے کہ میں نے حجاج سے منبر پر خطاب کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا "أَلِّفُوا الْقُرْآنَ كما

٥٠٤٠: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ».

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے علقمہ اور عبدالرحمن بن یزید نے اور ان سے حضرت ابو مسعود انصاری نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سورۃ بقرہ کے آخر کی دو آیتوں کو جو شخص رات میں پڑھ لے گا وہ اس کے لئے کافی ہوں گی۔

٥٠٤١: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ حَدِيثِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَبْتُهُ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ كَذَبْتَ فَوَاللَّهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُوَ أَقْرَأَنِي هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقُودُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا وَإِنَّكَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ يَا



أَلْقَمَهُ جِبْرِيلُ، السُّورَةُ الَّتِي تُذْكَرُ فِيهَا الْبَقَرَةُ وَالسُّورَةُ الَّتِي تُذْكَرُ فيها آلُ عِمْرَانَ. فَلَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ فَسَبَّهُ " پھر انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث بیان کی ۱۲۹۶(۳۰۶) حکیم ترمذی کا قول ہے "إنّ من حرمة القرآن أن لاّ يقال: سورة كذا وكذا بل يقال: السورة التي يذكر فيها كذا وكذا" لیکن حکیم ترمذی کے اس قول کی کوئی اہمیت نہیں ہے، کیونکہ اس بارہ میں مروی روایت سخت ضعیف ہے، اس کے برعکس امام بخاریؒ نے جواز کے موقف کو ثابت کرتے ہوئے یہ باب قائم کیا ہے کہ سورتوں کو ان کے ناموں کی طرف منسوب کرتے ہوئے سورۃ البقرہ اور فلاں اور فلاں سورت کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اس کے جواز پر ابو مسعود انصاری، حضرت عمر فاروق اور حضرت عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیہم سے تین صحیح احادیث بطور دلیل پیش کی ہیں۔

امام نوویؒ نے بھی جمہور کے موقف کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے "وهو قول جماهير علماء المسلمين من سلف الأمة وخلفها، والأحاديث فيه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أكثر من أن تحصر، وكذلك عن الصحابة فمن بعدهم" (الاذکار للنووی، ص ۹۲) یعنی سلف وخلف میں سے جمہور اہل اسلام اس کے جواز کے قائل ہیں، اور اس بارہ میں نبی اکرم ﷺ کی احادیث اور صحابہ کرام اور تابعین عظام کے آثار بے شمار ہیں۔

هِشَامُ اقْرَأْهَا فَقَرَأَهَا الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُهَا الَّتِي أَقْرَأَنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ کو عروہ بن زبیر نے مسعود بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن عبد القاری سے خبر دی کہ ان دونوں نے حضرت عمر بن خطاب سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں سورۃ فرقان پڑھتے سنا۔ میں ان کی قرات کو غور سے سننے لگا تو معلوم ہوا کہ وہ ایسے بہت سے طریقوں میں تلاوت کر رہے تھے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نہیں سکھایا تھا۔ ممکن تھا کہ میں نماز ہی میں ان کو پکڑ لیتا لیکن میں نے انتظار کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کے گلے میں چادر لپیٹ دی اور پوچھا یہ سورتیں جنہیں ابھی ابھی تمہیں پڑھتے ہوئے میں نے سنا ہے تمہیں کس نے سکھائی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے اس طرح ان سورتوں کو رسول کریم ﷺ نے سکھایا ہے۔ میں نے کہا کہ تم غلط بول رہے ہو۔ خود حضور اکرم ﷺ نے مجھے بھی یہ سورتیں پڑھائی ہیں جو میں نے تم سے سنیں۔ میں انہیں کھینچتے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے خود سنا کہ یہ شخص سورۃ فرقان ایسی قرات سے پڑھ رہا تھا۔ جس کی تعلیم آپ ﷺ نے ہمیں نہیں دی ہے آپ مجھے بھی سورۃ فرقان پڑھا چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہشام! پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے اسی طرح اس کی قرات کی جس طرح میں ان سے سن چکا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسی طرح یہ سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا عمر! اب تم پڑھو۔ میں نے بھی اسی طرح قرات کی جس طرح آنحضرت ﷺ نے مجھے سکھایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسی طرح یہ سورت نازل ہوئی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید سات قسم کی قراءتوں پر نازل ہوا ہے بس تمہارے لئے جو آسان ہو اس کے مطابق پڑھو۔



قولہ "عبدالرحمن بن عبدِ القاری" "القاری" پہلے اسم "عبدالرحمن" کی صفت ہے، کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جو صفت اخیر میں آئے وہ پہلے آنے والے لفظ کی ہوتی ہے، اور قارہ قبیلے کی طرف نسبت ہے، اور قبیلہ اوپر والے اور نچلے کا ایک ہی ہوتا ہے، اس لیے یہ معنیً دونوں (عبدالرحمن اور عبد) کی صفت ہے، لیکن لفظاً پہلے آنے والے اسم "عبدالرحمن" کی صفت ہے۔

٥٠٤٢: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا



وَكَذَا.

ہم سے بشر بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم کو علی بن مسہر نے خبر دی، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے ایک قاری کو رات کے وقت مسجد میں قرآن مجید پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ اللہ اس آدمی پر رحم کرے اس نے مجھے فلاں فلاں آیتیں یاد دلا دیں جنہیں میں نے فلاں فلاں سورتوں میں سے چھوڑ رکھا تھا۔

۲۸۔ بَابُ التَّرْتِيلِ فِي الْقِرَاءَةِ

باب: تلاوت قرآن صاف صاف اور ٹھہر ٹھہر کر کرنا

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ﴾ وَمَا يُكْرَهُ أَنْ يُهَذَّ كَهَذِّ الشِّعْرِ فِيهَا. يُفْرَقُ يُفَصَّلُ» قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَرَقْنَاهُ فَصَّلْنَاهُ.

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ مزمل میں فرمایا اور قرآن مجید کو ترتیل سے پڑھ۔ (یعنی ہر ایک حرف اچھی طرح نکال کر اطمینان کے ساتھ) اور سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا اور ہم نے قرآن مجید کو تھوڑا تھوڑا کر کے اس لیے بھیجا کہ تو ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو پڑھ کر سنائے اور شعر و سخن کی طرح اس کا جلدی جلدی پڑھنا مکروہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس سورت میں جو فرقناہ کا لفظ ہے اس کا معنی یہ ہے کہ ہم نے اسے کئی حصے کر کے اتارا۔

۵۰۴۳: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ غَدَوْنَا عَلَى عَبْدِ اللهِ فَقَالَ رَجُلٌ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ فَقَالَ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ إِنَّا قَدْ سَمِعْنَا الْقِرَاءَةَ وَإِنِّي لَأَحْفَظُ الْقُرَنَاءَ الَّتِي كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ وَسُورَتَيْنِ مِنْ آلِ حم.

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے مہدی بن میمون نے، کہا ہم سے واصل احدب نے، ان سے ابو وائل نے عبد اللہ بن مسعود سے بیان کیا کہ ہم ان کی خدمت میں صبح سویرے حاضر ہوئے۔ حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا کہ رات میں نے (تمام) مفصل سورتیں پڑھ ڈالیں۔ اس پر عبد اللہ بن مسعود بولے جیسے اشعار جلدی جلدی پڑھتے ہیں تم نے ویسے ہی پڑھ لی ہوں گی۔ ہم سے رسول اللہ ﷺ کی قرات سنی ہے اور مجھے وہ جوڑ والی سورتیں بھی یاد ہیں جن کو ملا کر نمازوں میں نبی کریم ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ یہ اٹھارہ سورتیں مفصل کی ہیں اور وہ دو سورتیں جن کے شروع میں حم ہے۔

قرآن کریم کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا بیان: ترتیل سے مراد حروف کو اپنے مخارج سے نکالنا اور ادا کرنے میں تأنی (آہستگی) اختیار کرنا ہے، اس سے قراء نے استدلال کیا ہے کہ ترتیل سے مراد تجوید ہے، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا" یعنی قرآن کریم کو ترتیل سے پڑھا کریں، اور وہ کہتے ہیں کہ تجوید سے قرآن کریم کو

پڑھنا ضروری ہے۔

والأخذ بالتجوید حتم لازم۔ من لم یجوّد القرآن آثم

لأنّه به الإله أنزل۔ وهکذا منه إلینا وصل

لیکن ادائیگی میں تکلف کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ تکلف میں خشوع وخضوع نہیں رہتا، اور گانے کی صورت بن جاتی ہے، ابن الجوزی نے تلبیس ابلیس میں لکھا ہے کہ شیطان قاریوں کو تکلف میں ڈال کر داؤ لگاتا ہے، تجوید سے مراد ہے۔ "إِعْطَاءُ الْحُرُوفِ حَقَّهَا مِنْ صِفَةٍ لَهَا وَمُسْتَحَقَّهَا" یعنی مخارج کا لحاظ رکھا جائے، تاکہ معلوم ہو جائے کہ فلاں حرف ادا ہو رہا ہے، اور حروف کا ایک دوسرے سے التباس لازم نہ آئے، اگر پڑھنے والا عجمی ہے، تو ضروری نہیں کہ وہ قاریوں کی طرح پڑھے، وہ اپنی طاقت کے مطابق مکلف ہے، اور جو شخص حروف مخارج سے ادا نہیں کر سکتا، اسے نماز میں امام بنایا جا سکتا ہے، حدیث میں أقرء کو امام بنانے کا ذکر آتا ہے، لیکن یہاں أقرء سے مراد أحفظ ہے، بعض أقرء کا معنیٰ اچھا ادا کرنے والا کرتے ہیں، لیکن یہ اس کا معنیٰ نہیں ہے۔

قولہ "وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا" قرآن کریم کو ترتیل سے (ٹھہر ٹھہر کر) پڑھیں۔

قولہ "وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ" اور ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے اس لیے اتارا ہے کہ آپ ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو سنائیں۔

قولہ "وما یکرہ أن یھذ" اور قرآن کریم کو شعروں کی طرح جلدی جلدی پڑھنا مکروہ ہے۔

قولہ "فَرَقْنَاهُ" "وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ" کا معنیٰ ہے ہم نے اسے کئی حصوں میں اتارا ہے۔

٥٠٤٤: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ الْآيَةَ الَّتِي فِي (لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ) (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ فَإِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ (ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ) قَالَ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ قَالَ وَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ.

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے۔ ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے فرمان آپ قرآن کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان کو نہ ہلایا کریں۔ بیان کیا کہ جب جبریل وحی لے کر نازل ہوتے تو رسول کریم ﷺ اپنی زبان اور ہونٹ ہلایا کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے آپ کے لئے وحی یاد

کرنے میں بہت بار پڑتا تھا اور یہ آپ کے چہرے سے بھی ظاہر ہو جاتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت جو سورۃ لا اقسم بیوم القیمۃ میں ہے، نازل کی کہ آپ قرآن کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان کو نہ ہلایا کریں یہ تو ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھوانا تو جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے پیچھے پیچھے پڑھا کریں پھر آپ کی زبان سے اس کی تفسیر بیان کرا دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر جب جبریل آتے تو آپ سر جھکا لیتے اور جب واپس جاتے تو پڑھتے جیسا کہ اللہ نے آپ سے یاد کروانے کا وعدہ کیا تھا۔ کہ تیرے دل میں جما دینا اس کو پڑھا دینا ہمارا کام ہے پھر آپ اس کے موافق پڑھتے۔

۲۹۔ بَابُ مَدِّ الْقِرَاءَةِ

باب: قرآن مجید پڑھنے میں مد کرنا یعنی جہاں مد ہو اس حرف کو کھینچ کر ادا کرنا

٥٠٤٥: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يَمُدُّ مَدًّا.

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم ازدی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے نبی کریم ﷺ کی تلاوت قرآن مجید کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتلایا کہ آنحضور ﷺ ان الفاظ کو کھینچ کر پڑھتے تھے جن میں مد ہوتا تھا۔

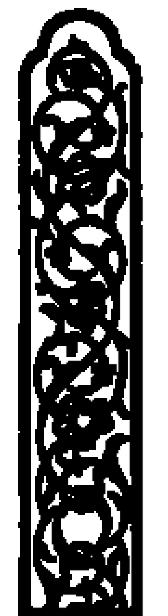


٥٠٤٦: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمَنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ.

ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہ حضرت انس سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قرات کیسی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ مد کے ساتھ۔ پھر آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا اور کہا کہ بسم اللہ (میں اللہ کی لام) کو مد کے ساتھ پڑھتے،، الرحمن (میں میم) کو مد کے ساتھ پڑھتے اور الرحیم (میں حاء کو) مد کے ساتھ پڑھتے۔

۳۰۔ بَابُ التَّرْجِيعِ

باب: قرآن شریف پڑھتے وقت حلق میں آواز کو گھمانا اور خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھنا



٥٠٤٧: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ أَوْ جَمَلِهِ وَهِيَ

تَسِيرُ بِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ قِرَاءَةً لَيِّنَةً يَقْرَأُ وَهُوَ يُرَجِّعُ.

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوایاس نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبداللہ بن مغفل سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی اونٹنی یا اونٹ پر سوار ہو کر تلاوت کر رہے تھے سواری چل رہی تھی اور آپ ﷺ سورۃ فتح پڑھ رہے تھے یا (راوی نے یہ بیان کیا کہ) سورۃ فتح میں سے پڑھ رہے تھے نرمی اور آہستگی کے ساتھ قرات کر رہے تھے اور آواز کو حلق میں دہراتے تھے۔

قولہ "وھو یرجع" حالانکہ آپ آواز کو حلق میں دہراتے تھے، اور دہرانے سے مراد حروف قرآنی میں مدوجزر پیدا کرنا جو حسن صوت کا باعث ہے۔

۳۱۔ بَابُ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ لِلْقُرْآنِ

باب: خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرنا مستحب ہے

٥٠٤٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ (يَا أَبَا مُوسَى لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ).



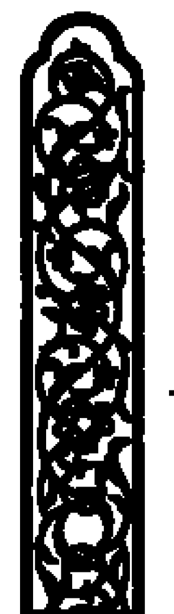
ہم سے محمد بن خلف ابو بکر عسقلانی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو یحییٰ حمانی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے بیان کیا، ان سے ان کے دادا ابو بردہ نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوموسیٰ! تجھے داؤد جیسی بہترین آواز عطا کی گئی ہے۔

مزمار سے مراد حسن صوت ہے۔

۳۲۔ بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْمَعَ الْقُرْآنَ مِنْ غَيْرِهِ

باب: اس شخص کے بارے میں جس نے قرآن دوسرے سے سننا پسند کیا

٥٠٤٩: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ قُلْتُ آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ (إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي).



ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے عبیدہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول کریم ﷺ نے فرمایا، مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا میں آپ کو قرآن سناؤں

آپ ﷺ پر تو قرآن نازل ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں قرآن مجید دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔

اس باب سے مقصود یہ ہے کہ اگرچہ قرآن کریم خود کو یاد ہو، لیکن دوسرے کسی سے بھی سن سکتا ہے۔ کیونکہ غیر سے سن کر دل پر اچھا اثر ہوتا ہے، اور غیر سے سن کر خوب غور وفکر کیا جاسکتا ہے۔

۳۳۔ بَابُ قَوْلِ الْمُقْرِئِ لِلْقَارِئِ حَسْبُكَ

باب: قرآن سننے والے کا پڑھنے والے سے کہنا کہ بس کرو

۵۰۵۰. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ نَعَمْ فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى أَتَيْتُ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا قَالَ حَسْبُكَ الْآنَ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو پڑھ کر سناؤں، آپ پر تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں سناؤ۔ چنانچہ میں نے سورۃ نساء پڑھی جب میں آیت فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا پر پہنچا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب بس کرو۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔



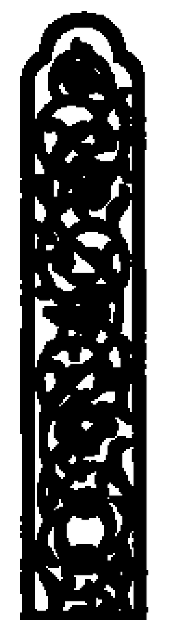
یعنی قرآن کریم پڑھنے والے کو پڑھنے سے روکا جاسکتا ہے، حسبک کہہ دے، کہ اب بس کرو، یا جیسا کہ آج کل "جزاك الله" کہہ دیتے ہیں۔ یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ قرآن پڑھنے والے کو روکنا منع ہے۔

۳۴۔ بَابٌ: فِي كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْآنُ

باب: کتنی مدت میں قرآن مجید ختم کرنا چاہیے؟

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ پس پڑھو جو کچھ بھی اس میں سے تمہارے لیے آسان ہو۔



۵۰۵۱. حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ لِي ابْنُ شُبْرُمَةَ نَظَرْتُ كَمْ يَكْفِي الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْآنِ فَلَمْ أَجِدْ سُورَةً أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ فَقُلْتُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقْرَأَ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ قَالَ عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

بْنِ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ عَلْقَمَةُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ وَلَقِيتُهُ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنَّ مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ».

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہا، ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن شبرمہ نے بیان کیا (جو کوفہ کے قاضی تھے) کہ میں نے غور کیا کہ نماز میں کتنا قرآن پڑھنا کافی ہوسکتا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ کسی سورت میں تین آیتوں سے کم نہیں ہیں۔ اس لئے میں نے یہ رائے قائم کی کہ کسی کے لئے تین آیتوں سے کم پڑھنا مناسب نہیں۔ علی المدینی نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم کو منصور نے خبر دی، انہیں ابراہیم نے، انہیں عبد الرحمن بن یزید نے، انہیں علقمہ نے خبر دی اور انہیں ابو مسعود نے (علقمہ نے بیان کیا کہ) میں نے ان سے ملاقات کی تو وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا (کہ آنحضرت نے فرمایا تھا) کہ جس نے سورۃ بقرہ کے آخر کی دو آیتیں رات میں پڑھ لیں وہ اس کے لئے کافی ہیں۔

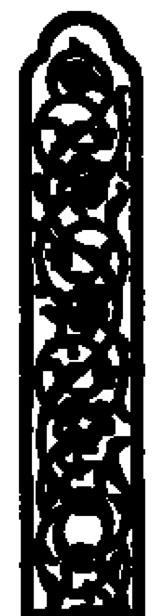
یعنی کتنی مدت میں قرآن مجید ختم کرنا چاہیے؟ یہ پڑھنے والے کی استطاعت پر محمول ہے، وہ اپنی طاقت کے مطابق پڑھ سکتا ہے اسی لیے بخاری نے قرآن کریم کی آیت "فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ" پیش کی ہے۔



قولہ "لا ينبغي لأحدٍ" یہ ابن شبرمہ کا اپنا اجتہاد ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے قرآن کریم میں کوئی ایسی سورت نہیں پائی جس کی آیات تین سے کم ہوں، لہذا نماز میں کم از کم تین آیات کی قراءت ہونی چاہیے، کیونکہ سورۃ النصر تین آیات پر مشتمل ہے، لہذا اسی پر حکم لگا دیا، حالانکہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان "مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نماز میں بطور قراءت دو آیات کا پڑھ لینا بھی کافی ہے، تین آیات کی تعیین آپ سے ثابت نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ہے "فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ"

٥٠٥٢: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَنْكَحَنِي أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهُ فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَتَقُولُ نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُنْذُ أَتَيْنَاهُ فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْقَنِي بِهِ فَلَقِيتُهُ بَعْدُ فَقَالَ كَيْفَ تَصُومُ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ وَكَيْفَ تَخْتِمُ قَالَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةً وَاقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ قَالَ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ أَفْطِرْ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا قَالَ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوُدَ صِيَامَ يَوْمٍ وَإِفْطَارَ يَوْمٍ وَاقْرَأْ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً فَلَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَاكَ أَنِّي

شرح بخاری



كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ فَكَانَ يَقْرَأُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ السُّبْعَ مِنَ الْقُرْآنِ بِالنَّهَارِ وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُونَ أَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوَّى أَفْطَرَ أَيَّامًا وَأَحْصَى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو عَبْد اللَّهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي ثَلَاثٍ وَفِي خَمْسٍ وَأَكْثَرُهُمْ عَلَى سَبْعٍ.

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، ان سے مغیرہ بن مقسم نے، ان سے مجاہد بن جبر نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرو نے بیان کیا کہ میرے والد عمرو بن العاص نے میرا نکاح ایک شریف خاندان کی عورت (ام محمد بنت محمیہ) سے کر دیا تھا اور ہمیشہ اس کی خبر گیری کرتے رہتے تھے اور ان سے بار بار اس کے شوہر (یعنی خود ان) کے متعلق پوچھتے رہتے تھے۔ میری بیوی کہتی کہ بہت اچھا مرد ہے۔ البتہ جب سے میں ان کے نکاح میں آئی ہوں انہوں نے اب تک ہمارے بستر پر قدم بھی نہیں رکھا نہ میرے کپڑے میں کبھی ہاتھ ڈالا۔ جب بہت دن اسی طرح ہو گئے تو والد صاحب نے مجبور ہو کر اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھ سے اس کی ملاقات کراؤ۔ چنانچہ میں اس کے بعد آنحضرت ﷺ سے ملا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ روزہ کس طرح رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ روزانہ پھر دریافت فرمایا قرآن مجید کس طرح ختم کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہر رات۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھو اور قرآن ایک مہینے میں ختم کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر دو دن بلا روزے کے رہو اور ایک دن روزے سے۔ میں نے عرض کیا مجھے اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر وہ روزہ رکھو جو سب سے افضل ہے، یعنی داؤد کا روزہ، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو اور قرآن مجید سات دن میں ختم کرو۔ عبد اللہ بن عمرو کہا کرتے تھے کاش میں نے آنحضرت ﷺ کی رخصت قبول کر لی ہوتی کیونکہ اب میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں۔ آپ اپنے گھر کے کسی آدمی کو قرآن مجید کا ساتواں حصہ یعنی ایک منزل دن میں سنا دیتے تھے۔ جتنا قرآن مجید آپ رات کے وقت پڑھتے اسے پہلے دن میں سنا رکھتے تا کہ رات کے وقت آسانی سے پڑھ سکیں اور جب (قوت ختم ہو جاتی اور نڈھال ہو جاتے اور) قوت حاصل کرنی چاہتے تو کئی کئی دن روزہ نہ رکھتے اور ان دنوں کو شمار کرتے اور پھر اتنے دن ایک ساتھ روزے رکھ لیتے، کیونکہ آپ کو یہ پسند نہیں تھا کہ جس چیز کا رسول اللہ ﷺ کے آگے وعدہ کر لیا ہے (ایک دن روزہ رکھنا ایک دن افطار کرنا) اس میں سے کچھ بھی چھوڑیں۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے تین دن میں اور بعض نے پانچ دن میں۔ لیکن اکثر نے سات راتوں میں ختم قرآن کی حدیث روایت کی ہے۔

قولہ "اقراء القرآن فی کل شھرٍ" ایک مہینے میں قرآن ختم کیا کریں، اس سے علماء نے قرآن کے تیس پارے ثابت کئے ہیں۔ ہر روز ایک پارہ پڑھا جائے تو مہینے میں قرآن ختم ہو جاتا ہے۔

قولہ "واقرأ فی کل سبع لیالٍ مرة" اور قرآن کو سات دن میں ختم کریں اس سے قرآن کریم کی سات منزلیں بنانا ثابت ہوتا ہے، کیونکہ ہر روز ایک منزل پڑھی جائے تو قرآن کریم سات دن میں ختم ہوتا ہے۔

قولہ "يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهُ" اور وہ اپنی بہو کا خیال رکھا کرتے اور دیکھ بھال کیا کرتے تھے، کہ تیرے خاوند کا تجھ سے سلوک کیسا ہے۔ عمرو بن عاص اپنے بیٹے عبداللہ سے دس بارہ سال ہی بڑے تھے۔

قولہ "وَاقْرَأْ فِي كُلِّ سَبْعٍ "سات دن میں قرآن مجید ختم کرنے کو ترجیح حاصل ہے، اگرچہ تین دن میں ختم قرآن کی اجازت بھی ثابت ہے۔

٥٠٥٣: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فِي كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ).

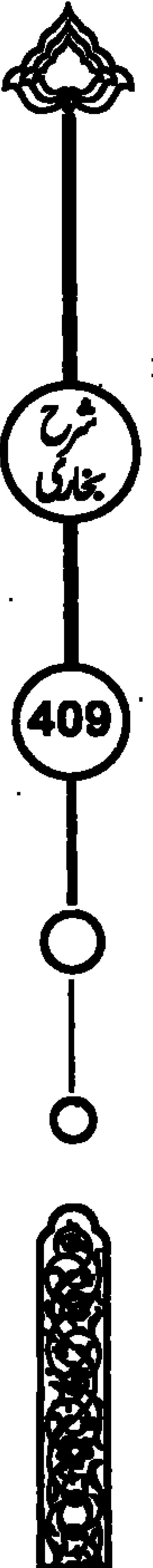
ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے محمد بن عبدالرحمن نے، ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمن بن عوف نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول کریم ﷺ نے دریافت فرمایا۔ قرآن مجید تم کتنے دن میں ختم کر لیتے ہو؟

٥٠٥٤: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ وَأَحْسِبُنِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً حَتَّى قَالَ (فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ).

مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبیداللہ بن موسیٰ نے خبر دی، انہیں شیبان نے، انہیں یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہیں بنی زہرہ کے مولیٰ محمد بن عبدالرحمن نے، انہیں ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے، یحییٰ نے کہا اور میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث خود ابو سلمہ سے سنی ہے۔ بلاواسطہ (محمد بن عبدالرحمن کے) ابو سلمہ نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا ہر مہینے میں قرآن کا ایک ختم کیا کرو میں نے عرض کیا مجھ کو تو زیادہ پڑھنے کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا سات راتوں میں ختم کیا کر اس سے زیادہ مت پڑھ۔

٣٥۔ بَابُ الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

باب: قرآن کی تلاوت کرتے وقت (خوف الٰہی سے) رونا



٥٠٥٥. حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ يَحْيَى بَعْضُ الْحَدِيثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں سلیمان نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، انہیں عبیدہ سلمانی نے اور انہیں عبد اللہ بن مسعود نے.. یحییٰ قطان نے کہا اس حدیث کا کچھ ٹکڑا اعمش نے ابراہیم سے سنا ہے کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ دوسری سند

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ الْأَعْمَشُ وَبَعْضُ الْحَدِيثِ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَعَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ قَالَ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي قَالَ فَقَرَأْتُ النِّسَاءَ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا قَالَ لِي كُفَّ أَوْ أَمْسِكْ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْرِفَانِ.



ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود نے۔ اعمش نے بیان کیا کہ میں نے اس حدیث کا ایک ٹکڑا تو خود ابراہیم سے سنا اور ایک ٹکڑا اس حدیث کا مجھ سے عمرو بن مرہ نے نقل کیا، ان سے ابراہیم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابوالضحیٰ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کرو۔ میں نے عرض کیا آنحضرت ﷺ کے سامنے کیا میں تلاوت کروں آپ پر تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی اور سے سنوں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر میں نے سورۃ نساء پڑھی اور جب میں آیت فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا پر پہنچا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ (آنحضرت ﷺ نے) کف فرمایا یا امسک راوی کو شک ہے۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

٥٠٥٦. حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي.



ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان

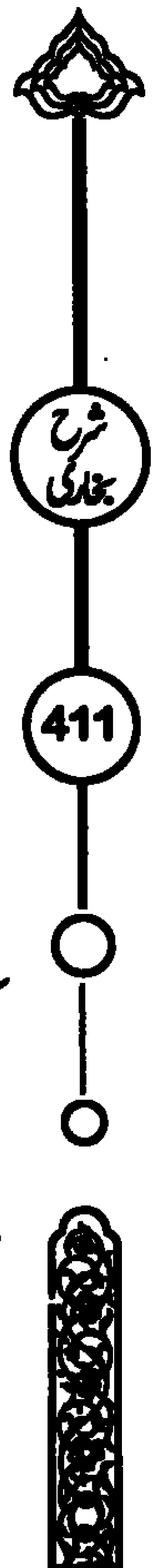
سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناو۔ میں نے عرض کیا کیا میں سناؤں آپ ﷺ پر تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں کسی سے سننا پسند کرتا ہوں۔

٣٦۔ بَابُ إِثْمِ مَنْ رَاءَى بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَوْ تَأَكَّلَ بِهِ أَوْ فَجَرَ بِهِ

باب: اس شخص کی برائی میں جس نے دکھاوے یا شکم پروری یا فساد کے لیے قرآن مجید کو پڑھا

٥٠٥٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے خیثمہ بن عبدالرحمن کوفی نے، ان سے سوید بن غفلہ نے اور ان سے حضرت علی نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی نوجوانوں اور کم عقلوں کی۔ یہ لوگ ایسا بہترین کلام پڑھیں گے جو بہترین خلق کا (پیغمبر کا) ہے یا ایسا کلام پڑھیں گے جو سارے خلق کے کلاموں سے افضل ہے۔ (یعنی حدیث یا آیت پڑھیں گے اس سے سند لائیں گے) لیکن اسلام سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کر کے نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ ان کا قتل قیامت میں اس شخص کے لئے باعث اجر ہوگا جو انہیں قتل کر دے گا۔



اس شخص کے گناہ کا بیان جس نے ریاکاری کے لیے یا شکم پروری کے لیے یا فسق وفجور کے لیے قرآن پڑھا۔

قولہ "أَوْ تَأَكَّلَ بِهِ" یعنی اس لیے قرآن پڑھتا ہے تا کہ لوگ مجھے کچھ دیں، باقی رہا نمازیں پڑھانے والا تو وہ حبسِ نفس کی وجہ سے لیتا ہے۔

قولہ "أَوْ فَجَرَ بِهِ" یعنی قرآن اس لیے پڑھتا ہے کہ میری آواز پر کوئی عورت فریفتہ ہو جائے، فجور سے یہ مراد ہے۔

٥٠٥٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((

يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الرِّيشِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَتَمَارَى فِي الْفُوقِ».

ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن سعید انصاری نے، انہیں محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے، انہیں ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں ایک قوم ایسی پیدا ہوگی کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے، ان کے روزوں کے مقابلہ میں تمہیں اپنے روزے اور ان کے عمل کے مقابلہ میں تمہیں اپنا عمل حقیر نظر آئے گا اور وہ قرآن مجید کی تلاوت بھی کریں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کرتے ہوئے نکل جاتا ہے اور وہ بھی اتنی صفائی کے ساتھ (کہ تیر چلانے والا) تیر کے پھل میں دیکھتا ہے تو اس میں بھی (شکار کے خون وغیرہ کا) کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ اس سے اوپر دیکھتا ہے وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ تیر کے پر پر دیکھتا ہے اور وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ بس سوفار میں کچھ شبہ گزرتا ہے۔



٥٠٥٩: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالْمُؤْمِنُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ أَوْ خَبِيثٌ وَرِيحُهَا مُرٌّ».

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے حضرت انس بن مالک نے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس مومن کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے میٹھے لیموں کی سی ہے جس کا مزا بھی لذت دار اور خوشبو بھی اچھی اور وہ مومن جو قرآن پڑھتا تو نہیں لیکن اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال کھجور کی ہے جس کا مزہ تو عمدہ ہے لیکن خوشبو کے بغیر اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ریحان کی سی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزا کڑوا ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن بھی نہیں پڑھتا اندرائن کی سی ہے جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے (راوی کو شک ہے) کہ لفظ مر ہے یا خبیث اور اس کی بو بھی خراب



ہوتی ہے۔

٣٧۔ بَابُ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ

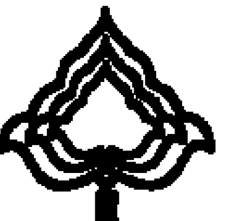
باب: قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک دل لگا رہے

٥٠٦٠: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ».

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ابو عمران جونی نے اور ان سے حضرت جندب بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک اس میں دل لگے، جب جی اچاٹ ہونے لگے تو پڑھنا بند کر دو۔

اس سے مراد یہ ہے کہ جب تک دل چاہے قرآن مجید پڑھتے رہو، اور جب اکتا جاؤ تو پڑھنا چھوڑ دو، کیونکہ اکتانے پر تدبر اور غور وفکر نہیں ہو سکتا۔

یا مطلب یہ ہے کہ جب تک پڑھنے اور سننے والوں کا ایتلاف اور اتفاق رہے تو پڑھتے رہو، لیکن جب دونوں میں اختلاف کی وجہ سے جھگڑا شروع ہو جائے تو پڑھنا چھوڑ دو، باہمی جھگڑنا مناسب نہیں ہے۔

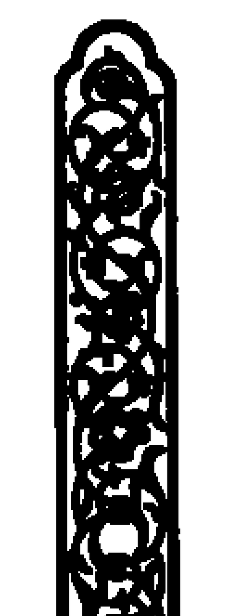


٥٠٦١: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ» تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبَانُ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَوْلَهُ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ وَجُنْدَبٌ أَصَحُّ وَأَكْثَرُ.

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن مہدی نے بیان کیا، ان سے سلام بن ابی مطیع نے بیان کیا، ان سے ابو عمران جونی نے اور ان سے حضرت جندب بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس قرآن کو جب تک پڑھو جب تک تمہارے دل ملے جلے یا لگے رہیں، جب اختلاف اور جھگڑا کرنے لگو تو اٹھ کھڑے ہو۔ (قرآن مجید پڑھنا موقوف کر دو) سلام کے ساتھ اس حدیث کو حارث بن عبید اور سعید بن زید نے بھی ابو عمران جونی سے روایت کیا اور حماد بن سلمہ اور ابان نے اس کو مرفوع نہیں بلکہ موقوفاً روایت کیا ہے اور غندر محمد بن جعفر نے بھی شعبہ سے، انہوں نے ابو عمران سے یوں روایت کیا کہ میں نے جندب سے سنا، وہ کہتے تھے۔ (لیکن موقوفاً روایت کیا) اور عبد اللہ بن عون نے اس کو ابو عمران سے، انہوں نے عبد اللہ بن صامت سے، انہوں نے حضرت عمر سے ان کا







قول روایت کیا (مرفوعا نہیں کیا) اور جندب کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

۵۰٦۲: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ آيَةً سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ (كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ فَاقْرَآ) أَكْبَرُ عِلْمِي قَالَ (فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوا فَأَهْلَكُهم.

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے عبد الملک بن میسرہ نے، انؓ سے نزال بن سبرہ نے کہ عبد اللہ بن مسعود نے ایک صاحب (ابی بن کعب) کو ایک آیت پڑھتے سنا، وہی آیت انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے خلاف سنی تھی۔ (ابن مسعود نے بیان کیا کہ) پھر میں نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں صحیح ہو (اس لئے اپنے اپنے طور پر پڑھو) (شعبہ کہتے ہیں کہ) میرا غالب گمان یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا (اختلاف و نزاع نہ کیا کرو) کیونکہ تم سے پہلی امتوں نے اختلاف کیا اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔

قولہ "أکبر علمی" میرا غالب گمان یہ ہے، یہ شعبۃ راوی کی شک ہے۔





کتاب النکاح

بیاہ شادی کے مسائل کا بیان

یہ نکح ینکح باب ضرب یضرب یا باب فتح کا مصدر ہے، أي نکح ینکح نکحاً و نکاحاً جس کا لغوی معنی ملنا اور گھل مل جانا ہے، فراء نے کہا ہے النکح نون کے ضمہ کے ساتھ عورت کے بُضعہ کو کہتے ہیں۔ جو کہ اس کی فرج سے کنایہ ہوتا ہے، لہٰذا جب کہا جاتا ہے نکحھا فلان تو اس سے مراد ہوتا ہے أصاب نکحھا أي فرجھا أزھری نے کہا ہے، کلام عرب میں نکاح کا لفظ وطی کے معنی میں آتا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ عقد کے معنی میں آتا ہے اور عقد سے مراد تزویج ہے، کیونکہ عقد ہی وطی کا سبب بنتا ہے، اور ابو القاسم زجاجی نے کہا ہے، عقد اور وطی دونوں نکاح کے حقیقی معانی ہیں، اور یہ ان دونوں معنوں میں مشترک ہے [1]

---

[1] شرعی اعتبار سے نکاح کی تعریف یہ کی گئی ہے النکاح هو عقد شرعی یقتضي حل استمتاع کل من الزوجین بالآخر یعنی نکاح وہ شرعی معاہدہ ہے جو میاں بیوی میں سے ہر ایک کے دوسرے سے فائدہ اٹھانے کو حلال کر دیتا ہے۔ گویا نکاح فریقین میں ایک باعزت رابطہ ہے جو دونوں کی رضامندی اور ایجاب و قبول اور اعلان نکاح پر استوار ہوتا ہے، جس سے عورت کو ہر سوار کی سواری بننے سے بچانا مقصود ہے۔ نکاح کے ذریعے سے عفت نفس حاصل ہوتی ہے اور اسے حرام میں واقع ہونے سے محفوظ رکھا جاتا ہے، اور میاں، بیوی میں الفت و محبت اور سکون و اطمینان کا باعث ہے۔ نکاح اولاد حاصل کرنے کا اور نسل بڑھانے کا اور خاندانی نظام کی حفاظت کا حلال اور پائیدار ذریعہ ہے، جس میں مرد مشقت اٹھاتا اور کما کر لاتا ہے اور بیوی بچوں کے اخراجات اٹھاتا ہے اور عورت گھر کو چلاتی، بچوں کی اسلامی تربیت کرتی ہے، اسطرح معاشرتی امور و حالات درست سر انجام پاتے ہیں۔



نکاح کا حکم: لوگوں کے مختلف حالات کے پیش نظر نکاح کا حکم بھی مختلف ہے اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

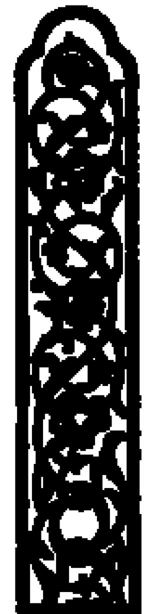
۱۔ واجب: دو شرطوں کے پائے جانے سے نکاح کرنا واجب ہوتا ہے۔

التَّوَقَانُ: یعنی شہوت کا پایا جانا۔

خشیة الوقوع فی المحرم: یعنی نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا میں واقع ہونے کا خوف ہو تو نکاح کرنا ضروری ہو جاتا ہے، تاکہ حرام کاری سے بچ سکے۔

۲۔ سنت: اس شخص کے لیے نکاح کرنا سنت ہے جو صاحب شہوت تو ہو لیکن اس کے تقویٰ اور امور دین میں مشغول رہنے کیوجہ سے زنا میں واقع ہونے کا ڈر نہ ہو، اور وہ نان و نفقہ پر قادر ہو۔

۳۔ مستحب: مردمیت کے باوجود جس شخص کو نکاح کی چاہت نہ ہو، لیکن وہ نان نفقہ اور سکنیٰ دینے پر قادر ہو تو اس کے لیے نکاح کرنا مستحب ہے۔



۴۔ حرام: وہ شخص جس کی شہوت کسی بیماری کی وجہ سے یا بڑھاپے کی وجہ سے ختم ہو چکی ہو، یا جس کے پاس ایک بیوی ہو اور

قاضی حسین نے اپنی تعلیق میں اس کی تین صورتیں نقل کی ہیں ان میں سے صحیح ترین صورت یہ ہے کہ لفظ نکاح کا حقیقی معنیٰ عقد ہے اور وطی مجازی معنیٰ ہے۔ قاضی ابو طیب نے اسی کو درست قرار دیا ہے، کیونکہ قرآن وسنت میں لفظ نکاح عقد کے معنیٰ میں بکثرت استعمال ہوا ہے، اور کہا گیا ہے کہ قرآن کریم میں بھی لفظ نکاح عقد کے معنیٰ میں ہی آیا ہے۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا﴾[1]

میں بھی لفظ نکاح عقد کے معنیٰ میں ہی ہے اور اس میں وطی کی شرط حدیث نبوی سے ثابت ہے، لیکن ابن فارس نے کہا ہے، کہ قرآن کریم میں یہ لفظ ہر جگہ عقد یعنی تزویج کے معنیٰ میں آیا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فرمان وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ[2] میں عقد کا معنیٰ نہیں بلکہ یہاں نکاح بمعنیٰ بلوغت ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ لفظ نکاح وطی کے معنیٰ میں حقیقت اور عقد کے معنیٰ میں مجاز ہے، اور یہ امام ابو حنیفہ اور احناف کا مذہب ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ یہ دونوں معانی میں حقیقت ہے اور عقد اور وطی دونوں میں یہ مشترک ہے اور قرینہ سے ان میں سے ایک معنیٰ کا تعین کیا جائے گا۔ جیسا کہ ابو علی فارسی نے کہا ہے کہ جب نكح فلان فلانة یا نكح فلان بنت فلان یا نكح فلان اخت فلان کہا جائے تو اس سے مراد عقد اور تزویج ہے۔ لیکن جب نكح امراته یا نكح زوجته کہا جائے تو لفظ نکاح وطی کے معنیٰ میں ہو گا۔ کیونکہ اس میں لفظ امراة اور زوجة کی اس آدمی کی طرف نسبت ہی عقد پر دلالت کرتی ہے، لہٰذا لفظ نکاح بمعنیٰ وطی ہے۔

لفظ نکاح محسوسات اور معانی دونوں میں استعمال ہوتا ہے، جیسے کہا جاتا ہے نكح المطر الارض یعنی بارش کا پانی زمین میں جذب ہو گیا، اور نكح النعاس عينه آنکھوں میں اونگھ غالب آگئی، اور جب گندم کا بیج زمین میں کاشت کیا جائے تو کہا جاتا ہے نكحتُ القمح فی الارض اور جب کنکریاں اونٹوں کے پاؤں سے چپک جائیں تو کہا جاتا

دوسری لانے پر بیویوں میں ناانصافی کا ڈر ہو تو اس کے لیے نکاح کرنا حرام ہے۔

یہ چار اقسام جیسے مردوں کے متعلق ہیں ویسے ہی عورتوں کے متعلق بھی ہیں۔ لیکن عورتوں سے متعلق ایک قسم زائد بھی ہے، جس کے پائے جانے سے عورت پر نکاح کرنا واجب ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب فاسق وفاجر لوگ کسی عورت کے حسن وجمال کی وجہ سے یا کسی دیگر خوبی کی وجہ سے یا مطلقاً بد قماش لوگ کسی عورت کا تعاقب اور پیچھا کرتے ہوں تو اس عورت پر نکاح کرنا واجب ہو جاتا ہے تاکہ بد کردار لوگ اسکا پیچھا کرنا چھوڑ دیں۔ ایسی خاتون کے لیے روزے رکھنا کافی نہیں ہو گا، کیونکہ اس کے روزے رکھنے سے بد قماش لوگ اس کا تعاقب نہیں چھوڑیں گے۔

فوائد نکاح:۔ ۱۔ افزائش نسل یعنی نسل انسانی کو بڑھانا اور اسے برقرار رکھنا۔ ۲۔ جائز اور حلال ذریعہ سے حصول لذت کے ساتھ حاجتِ انسانی کو پورا کرنا، اہل جنت کے پیش نظر جنت میں حصول لذت ہی جماع سے مقصود ہو گی۔ وہاں رشتہ زوجیت افزائش نسل کے لیے نہیں ہو گا۔ ۳۔ غضِ بصر، نظر کو حرام کی طرف اٹھنے سے بچانا۔ ۴۔ اپنے آپ کو زنا جیسے حرام کام میں واقع ہونے سے محفوظ رکھنا۔

(1) البقرہ، ۲۳۰

(2) النساء، ٦

ہے نکحتِ الحصاۃُ أخفاف الإبلِ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے۔

باب الترغیب فی النکاح

باب: نکاح کی فضیلت کا بیان

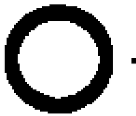
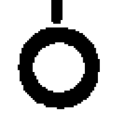
لقوله تعالى: فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم کو جو عورتیں پسند آئیں ان سے نکاح کرلو

٥٠٦٣ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ الطَّوِيلُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَقُولُ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا، فَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: «أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي»



ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، کہا ہم کو حمید بن ابی حمید طویل نے خبر دی، انہوں نے انس بن مالک سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ تین حضرات (علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے، جب انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مقابلہ! آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کرلوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ رب العالمین سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ میں تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ «فمن رغب عن سنتی فلیس منی» میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔


قولہ:ثلاثة رهط: رھط کا لفظ تین سے لے کر دس افراد تک کیلئے استعمال ہوتا ہے، اور لفظ نفر تین سے لے کر نو تک کے لئے استعمال ہوتا ہے، اور صحیح مسلم کی حدیث ان نفراً من اصحاب النبی ﷺ میں نفر کا لفظ وارد ہوا ہے، رھط اور نفر دونوں لفظ اسم جمع ہیں، جن کا اسی لفظ سے واحد کا صیغہ نہیں آتا۔

مصنف عبد الرزاق میں سعید بن مسیب سے مرسل مروی ہے کہ یہ تین افراد علی بن ابی طالب اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم تھے، جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی عبادت کے بارہ میں سوال کیا تھا[1]۔

قولہ:فانا اصلي الليل ابداً لفظ ابداً اللیل کی قید ہے اصلی کی نہیں، یعنی میں ساری رات نماز پڑھتا رہوں گا۔

قولہ:انا اصوم الدهر ایام عید اور ایام تشریق کے بغیر ہمیشہ روزے رکھا کروں گا، اسی لئے اس جملہ کے ساتھ ابداً کی قید نہیں آئی۔

قولہ:فجاء رسول الله ﷺ ای فجاء رسول الله ﷺ الیهم جیسا کہ بعض احادیث میں الیهم وارد ہے۔

قولہ:انی لاخشاکم لله و أتقاکم نبی کریم ﷺ کی عبادت کے بارہ میں سوال کرنے والے صحابہ کرام کا مقصد یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ تو مغفور لہ ہیں، اور مغفور لہ کو زیادہ عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ہمیں زیادہ عبادت کی ضرورت ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں سختی میں پڑے بغیر معتدل عبادت کے ساتھ بھی زیادہ تقویٰ والا اور اللہ تعالیٰ سے تم سے بڑھ کر ڈرنے والا ہوں، جبکہ عبادت میں میانہ روی اختیار کرنے والا اپنی عبادت کے عمل کو ہمیشہ جاری رکھتا ہے، اور عبادت میں شدت اختیار کرنے والا اکتا کر اپنے عمل کو چھوڑ بیٹھتا ہے، اور بہترین عمل وہ ہے جس پر دوام اختیار کیا جائے۔

قولہ:من رغب عن سنتي، ای أعرض عن سنتي یہ تب ہے جبکہ نکاح کو اچھا نہ سمجھے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے طریقہ سے نفرت کرنے والا اور آپ کی سنت کو چھوڑ کر غلو اختیار کرنے والا آپ کی ملت سے خارج ہو جاتا ہے، لیکن اگر کسی دینی مصلحت کی خاطر نکاح نہ کرے تو اسکا یہ حکم نہیں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث نکاح کی فضیلت اور اسکی ترغیب پر دلالت کرتی ہے[2]۔

---

[1] مصنف عبد الرزاق ۱۰۳۷۴، فتح الباری ۹/ ۱۰۴۔

[2] امام بخاری نے ترغیب پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ اس آیت کریمہ سے وجہ استدلال ذکر کرتے ہوئے حافظ ابن حجر نے کہا ہے وجہ الاستدلال انها صيغة امر تقتضي الطلب و اقلّ درجاته الندب فثبت الترغيب یعنی اس آیت کریمہ میں فانکحوا امر کا صیغہ ہے جو طلب فعل کو چاہتا ہے اور طلب کا ادنیٰ درجہ استحباب ہے جس سے نکاح کی ترغیب ثابت ہوتی ہے، اس کے بعد حافظ ابن حجر نے اس استدلال کی تردید قرطبی سے پیش کرتے ہوئے کہا وقال القرطبي: لا دلالة فيه لان الاية سيقت لبيان ما يجوز الجمع بينه من اعداد النساء یعنی قرطبی نے کہا ہے کہ اس آیت میں نکاح کی ترغیب کی دلیل نہیں پائی جاتی، کیونکہ یہ آیت تو نکاح کے ذریعے متعدد عورتوں کے جمع کرنے کے جواز کو بیان کرنے کے لیے لائی گئی، اب دیکھیے جب حافظ نے خود اس دلیل کی تردید امام قرطبی سے پیش کر دی ہے تو کیا علامہ عینی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ حافظ کو اس دلیل کے

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ البَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، لِأَنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ» وَهَلْ يَتَزَوَّجُ مَنْ لاَ أَرَبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ

باب: نبی اکرم ﷺ کا فرمان کہ تم میں جو شخص جماع کرنے کی طاقت رکھتا ہو اسے شادی کر لینی چاہیے۔ کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرم گاہ کو محفوظ رکھنے والا عمل ہے اور کیا ایسا شخص بھی نکاح کر سکتا ہے جسے اس کی ضرورت نہ ہو؟

۵۰۶۵:۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ بِمِنًى فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ

پیش کرنے پر تلا ہیں، عینی حافظ کو کوستے ہوئے لکھتے ہیں قلت لا دلالة فيه على الترغيب اصلا، لان الاية سيقت لبيان ما يجوز الجمع بينه من اعداد النساء وقوله يقتضي الطلب كلام من لم يذق شيئا من الاصول، فان الامر فيه للاباحة كما في قوله تعالى (وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ..... المائدہ:۲ وهل يقال طلب الله منه النكاح او طلب منه الصيد غاية ما في الباب انه اباح النكاح بالعدد المذكور واباح الصيد بعد التحليل من الاحرام ثم بنى القائل على هذا الكلام الواهي قوله: واقل درجاته الندب فثبت الترغيب (عمدۃ القاری ۲۰/۶۵)

میں عینی کہتا ہوں، اس میں ترغیب نکاح کی بالکل کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ یہ آیت تو متعدد عورتوں کو جمع کرنے کے جواز کو بیان کرنے کے لیے لائی گئی ہے اور بعض کا یہ کہنا کہ صیغہ امر کا طلب کو چاہتا ہے۔ یہ ایسے شخص کی کلام ہے جسے اصولوں کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ امر تو اباحت کے لیے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول {وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا .. المائدہ: ۲} میں امر کا صیغہ اباحت کے لیے ہے، تو کیا ان میں اللہ تعالیٰ نے نکاح اور شکار کا مطالبہ کیا ہے؟ اس باب میں آخری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عدد مذکور کے ساتھ نکاح کو اور احرام کھولنے کے بعد شکار کو مباح کیا ہے، پھر اس قائل نے اس کمزور کلام پر اس بات کی بنیاد رکھ دی، کہ طلب کا کمتر درجہ ندب ہے جس سے ترغیب ثابت ہوتی ہے۔

حافظ ابن حجر کے قرطبی سے اس دلیل کی تردید نقل کر دینے کے بعد عینی کی یہ ساری کلام لغو ہو کر رہ جاتی ہے، جس کی مغز ماری کے علاوہ کوئی حیثیت نہیں، پھر عینی سے اس بات کا جواب بھی نہ بن پایا کہ بخاری کا اس آیت سے ترغیب نکاح پر استدلال کیسے ہے۔ حافظ ابن حجر ہی اس آیت سے وجہ استدلال ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ويحتمل ان يكون البخاري انتزع ذلك من الامر بنكاح الطيب ..... الخ یعنی ہو سکتا ہے کہ بخاری نے ترغیب نکاح کا مسئلہ {فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ ... النساء: ۳} میں طیب عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کے حکم سے کشید کیا ہو، کیونکہ دوسری آیت {لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا .... المائدہ: ۸۷} میں طیبات کو حرام قرار دینے کی ممانعت آئی ہے بلکہ اسے زیادتی شمار کیا گیا ہے۔ (فتح الباری ۹/ ۱۰۴)

لِي إِلَيْكَ حَاجَةٌ فَخَلَيَا فَقَالَ عُثْمَانُ هَلْ لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي أَنْ نُزَوِّجَكَ بِكْرًا تُذَكِّرُكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللَّهِ أَنْ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى هَذَا أَشَارَ إِلَيَّ فَقَالَ يَا عَلْقَمَةُ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَلِكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

حضرت علقمہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا کہ ان سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں ملاقات کی اور انہوں نے ان سے کہا: اے عبدالرحمن! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ پھر وہ دونوں تنہائی میں چلے گئے، (اس دوران میں) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے عبدالرحمن! کیا آپ پسند کریں گے کہ ہم آپ کا نکاح کسی کنواری لڑکی سے کردیں جو آپ کے گزشتہ ایام کی یاد تازہ کردے؟ چونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے اس لیے انہوں نے مجھے اشارہ فرمایا اور کہا: علقمہ! ادھر آؤ جب میں ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ یہ کہہ رہے تھے۔ اگر آپ کا یہ مشورہ ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تھا: اے نوجوانوں کی جماعت تم میں سے جو بھی شادی کی طاقت رکھتا ہو تو اسے نکاح کرلینا چاہیے اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھ لے کیونکہ ان سے نفسانی خواہشات ٹوٹ جاتی ہیں۔



قوله: الباءة:

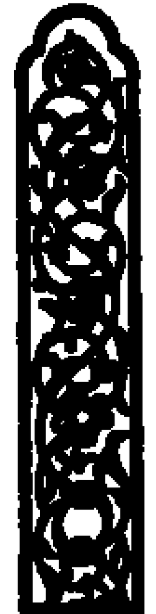
اس سے مراد گھر بسانا ہے، یعنی جو شخص گھر بسانے کی طاقت رکھتا ہے اسے نکاح کرلینا چاہیے، اور بسانے کی طاقت سے مراد جماع کی طاقت ہے، یعنی نامرد نہ ہو اور صاحبِ مال ہو کہ نفقہ، سکنیٰ دے سکے، تو رشتہ ملنے پر اسے نکاح کرلینا چاہیے، لیکن قوت اور مال ہونے کے باوجود کوئی رشتہ نہ ملتا ہو تو روزے رکھنے شروع کردے اور روزے رکھتا رہے یہاں تک کہ جماع کی طاقت کمزور پڑجائے اور حرام میں پڑنے سے بچا رہے۔

قوله: فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ

یعنی نکاح کرلینے سے نظر جھکی رہتی ہیں اور شرمگاہ حرام میں واقع ہونے سے محفوظ ہو جاتی ہے، کیونکہ نظر غیر کی طرف تب اٹھتی اور اونچی ہوتی ہے جب اوعیة منی ممتلي ہوتے ہیں اور نکاح کرنے سے اوعیہ منی ممتلي نہیں رہتے لہذا نظر جھکی رہتی ہے۔

قوله: هل يتزوج مَنْ لاَ أَرَبَ لَهُ

ہمزہ اور را کی فتحہ کے ساتھ ای من لا حاجة له، امام بخاری نے اسے هل استفہام کے ساتھ ذکر کیا ہے، کیونکہ اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ جس شخص کو مرد ہونے کے باوجود نکاح کی چاہت نہ ہو تو اس کے لئے نکاح مستحب ہے یا نہیں؟



بَابُ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْبَاءَةَ فَلْيَصُمْ

باب: جو نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہیے

٥٠٦٦: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہا کرتے تھے، ہمارے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: نوجوانو! جو کوئی تم میں سے نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ شادی کرلے کیونکہ نکاح کا عمل آنکھ کو بہت زیادہ نیچے رکھنے والا اور شرمگاہ کی خوب حفاظت کرنے والا ہے۔ اور جو کوئی اس کی طاقت نہیں رکھتا، اسے روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ یہ اس کے لیے شہوت توڑنے والے ہیں۔

شرح بخاری

قوله: وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ

یہاں استطاعت کے نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اسکے پاس مال نہ ہو جس کی وجہ سے گھر بسانے کی اور خانہ داری کی طاقت نہ ہو کہ نان نفقہ دے سکے، یا مال ہو لیکن رشتہ نہ ملتا ہو تو اسے روزے رکھنا چاہیے تاکہ فحش کام سے بچ سکے، استطاعت نہ ہونے سے نامرد ہونا مراد نہیں ہے کیونکہ کسی کے نامرد ہونے کی صورت میں اسے روزے رکھنے کا حکم نہیں دیا جا سکتا[1]۔

---

[1] اس حدیث سے بعض مالکیہ نے استمناء بالید یعنی مشت زنی کے حرام ہونے پر استدلال کیا ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی طاقت نہ ہونے کی صورت میں روزے رکھنے کا حکم دیا ہے، اگر استمناء جائز ہوتا تو آپ اسکی طرف راہنمائی کرتے، اس لیے کہ یہ آسان کام ہے، لیکن حنابلہ اور بعض حنفیہ نے تسکین شہوت کے لئے اسے جائز قرار دیا ہے، اور امام شافعی نے استمناء کے ممنوع ہونے پر سورۃ المومنون کی اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: {وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ، فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ .... سورۃ المومنون: ۱۱}

یعنی وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے جن کے وہ مالک ہیں بے شک وہ قابل ملامت نہیں ہیں پھر جو اس کے علاوہ تلاش کرے تو وہ زیادتی کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں دو ہی قسموں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے جو کہ بیوی اور مملوکہ لونڈی ہے استمناء بالید کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا، لہذا وہ زیادتی کرنے اور حد سے بڑھنے میں داخل ہے، امام احمد بن حنبل کا یہ کہنا کہ یہ جسم کے ایک فضلہ کو ضرورت کے لئے نکالنا ہے لہذا

بَابُ كَثْرَةِ النِّسَاءِ

باب: بیک وقت کئی بیویاں رکھنے کا بیان

یہ فصد اور حجامہ کی طرح ہے تو یہ محض قیاس ہے جو ظاہر قرآن کے خلاف ہے۔

استمناء بالید اگرچہ برا فعل ہے اور حد سے تجاوز کرنا ہے، لیکن اس بارے میں جو روایات پیش کی جاتی ہیں وہ سب ضعیف، غیر ثابت ہیں، مثال کے طور پر سمرقندی کی تنبیہ الغافلین میں مروی ہے ان النبی ﷺ قال: سبعة لا ینظر اللہ الیھم یوم القیامة ولا یزکیھم، ویقول لھم ادخلوا النار مع الدخلین، الفاعل والمفعول بہ وناکح یدہ وناکح البھیمة وناکح المراة فی دبرھا والجامع بین المراة وبنتھا

لیکن اس روایت میں عبد الرحمن بن زیاد افریقی ہے جو کہ ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے۔

فعل استمناء بالید متعدد نقصانات کا باعث ہے مثلاً یہ فعل ضعف نظر کا باعث بنتا ہے، غدود کو کمزور کرتا ہے اور اعضاء میں رعشہ کا سبب بنتا ہے، اس سے شہوت مزید بڑھتی ہے، کیونکہ اس سے ماءِ منی پورا خارج نہیں ہوتا جبکہ بیوی کے رحم کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ مکمل منی کو جذب کر لیتا ہے، لہذا جو فعل متعدد نقصانات کا باعث ہو شریعت اسلامیہ اسکی اجازت نہیں دے سکتی۔

مفسر شنقیطی نے اضواء البیان میں سورۃ المومنون کی تفسیر کرتے ہوئے ایک روایت ذکر کی ہے جس میں ناکح الید کا ذکر ہے، لیکن کہا ہے کہ اس میں مجہول راوی ہے جسکی بنا پر یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

ہاں مجبوری کی صورت میں علماء سے اسکا جواز منقول ہے مثلاً کسی شخص کو زنا کرنے پر مجبور کیا جائے اور وہ استمناء بالید سے اپنا منی خارج کر دے تاکہ زنا سے بچ جائے تو اسکی مغفرت کی امید ہے۔

اس حکم میں عورت بھی مرد کی مثل ہے اس کے لئے بھی ذکر جیسی چیز اپنی فرج میں داخل کرنا جائز نہیں ہے۔

اس بارے میں ابن حزم کا موقف عجیب ہے اور ان کے دلائل اس سے بڑھ کر عجیب ہیں، ابن حزم نے کہا ہے کہ استمناء بالید مکارم اخلاق کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے لیکن اس کے باوجود یہ مباح اور جائز ہے۔

کیونکہ ذکر کو بائیں ہاتھ سے چھونا جائز ہے اور یہاں وہ انزال منی کے لئے بائیں ہاتھ سے چھوئے تو حرام نہیں ہے، حالانکہ بائیں ہاتھ سے چھونا ضرورت کے لئے جائز ہے، عبث کام کے لیے تو نہیں۔

ابن حزم کی دوسری دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے {وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ...... سورۃ الجاثیہ: ۱۳}

اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اس نے اپنی طرف سے تمہارے تابع کر دیا ہے۔ حالانکہ غور کیا جائے تو ابن حزم کی یہ دلیل ناکافی ہے کیونکہ انسان سر سے لے کر پاؤں تک اپنے تمام اعضاء کے ساتھ وَسَخَّرَ لَكُم کی کم ضمیر میں آ جاتا ہے اور آسمانوں و زمین کی جو چیزیں اس کے تابع کی گئی ہیں، ان میں اعضاء انسانی میں کوئی عضو آتا ہی نہیں ہے جس سے عبث کام کیا جا سکے، یعنی انسان اپنے اعضاء کے ساتھ متبوع ہے اور باقی آسمانوں و زمین کی چیزیں اس کے تابع کی گئی ہیں۔

شرح بخاری

٥٠٦٧: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جِنَازَةَ مَيْمُونَةَ بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَذِهِ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوهَا وَلَا تُزَلْزِلُوهَا وَارْفُقُوا فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعٌ كَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ

حضرت عطاء سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھے جو مقام سرف میں پڑھا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں تم جب ان کا جنازہ اٹھاؤ تو اسے جھٹکے نہ دینا اور نہ زور، زور سے حرکت دینا بلکہ آہستہ آہستہ نرمی سے لے کر چلو، بلاشبہ نبی ﷺ کے پاس (وفات کے وقت) نو بیویاں تھیں، ان میں سے آٹھ کے لیے تو آپ نے باری مقرر کر رکھی تھی لیکن ایک کی باری نہیں تھی۔

یہ کثرت چار تک ہی محدود ہے یعنی کوئی بھی شخص امت مسلمہ میں سے ایک وقت میں چار تک بیویاں رکھ سکتا ہے بشرطیکہ ان میں عدل و انصاف کا وتیرہ اختیار کرے اور اگر بے انصافی کا اندیشہ ہو تو ایک بیوی پر اکتفاء کرے، ہاں چار سے زائد لونڈیاں ہو سکتی ہیں۔

٥٠٦٨: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَهُ تِسْعُ نِسْوَةٍ وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک ہی رات میں اپنی تمام بیویوں کے پاس جاتے تھے جبکہ آپ کی نو بیویاں تھیں۔ (امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا) مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، ان سے یزید بن زریع نے ان سے سعید نے، ان سے قتادہ نے ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے پھر یہی حدیث بیان کی ہے۔

قولہ: وَلَهُ تِسْعُ نِسْوَةٍ یعنی نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عصمت نکاح میں نو آزاد بیویاں تھیں اور وہ سودة، عائشہ، حفصہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، ام حبیبہ، جویریہ صفیہ اور میمونہ رضوان اللہ علیہن تھیں۔ اسی ترتیب سے آپ نے ان سے نکاح کیا تھا۔ اس سے قبل کتاب الغسل میں ہشام کی حدیث میں وھن احدیٰ عشرۃ کا لفظ گزرا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امہات المؤمنین گیارہ تھیں جو بظاہر سعید کی حدیث کے خلاف ہے، لیکن اسکا جواب یہ ہے کہ ہشام کی حدیث میں ماریہ اور ریحانہ کو ملا کر گیارہ کہا گیا ہے اور ان پر تغلیباً نساء کا لفظ بولا گیا ہے۔

قولہ: وقال لي خليفة، امام بخاری نے قتادہ کا حضرت انس سے سماع ثابت کرنے کے لیے یہ سند ذکر کی ہے۔

٥٠٦٩: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لَا قَالَ فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً.

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے شادی کرلی ہے؟ میں نے کہا: نہیں، انہوں نے فرمایا: شادی کرلو کیونکہ اس امت کے جو بہترین شخص تھے ان کی بہت سی بیویاں تھیں۔

قولہ: فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً.

اس عبارت کے دو مفہوم ہوسکتے ہیں۔

۱۔امت محمد ﷺ کا بہتر شخص وہ ہے جو ایک سے زیادہ بیویوں والا ہو، جو زیادہ سے زیادہ چار ہوسکتی ہیں۔

۲۔دوسرا مفہوم یہ ہے کہ خیر ھذہِ الامۃ سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں جو کہ اس امت کے بہترین شخصیت ہیں اور آپ ﷺ زیادہ بیویوں والے تھے [1]۔

---

[1] علماءِ امت کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ چار بیویوں سے زیادہ کو اپنے نکاح میں جمع کرنے کا جواز نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے اور آپ کے علاوہ کسی شخص کے لیے ایک وقت میں چار بیویوں سے زیادہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کے لئے تعدد زوجات کا جواز مختلف حکمتوں کے حصول کے لیے تھا جو کہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔تعلیمی حکمت: نبی اکرم ﷺ کے لئے تعدد زوجات کا جواز عورتوں میں سے متعدد معلمات کو تیار کرنا تھا جو امت کی عورتوں کو احکام شریعت کی تعلیم دیں، کیونکہ عورتیں بھی مردوں کی طرح شرعی احکام کی مکلف ہیں، اور بعض عورتیں نبی اکرم ﷺ سے مسائل پوچھنے میں شرمایا کرتی تھیں خاص کر وہ احکام و مسائل جو عورتوں کے ساتھ خاص ہیں جیسے حیض و نفاس اور جنابت کے مسائل یا ازدواجی تعلقات جو خاوند، بیوی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایسے مسائل و احکام عورتیں ہی دیگر عورتوں کو بخوبی سمجھا سکتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ بھی بڑے شرم وحیا والے تھے آپ بھی کھل کر ایسے مسائل بیان کرنے سے شرمایا کرتے تھے، ایسے موقع پر اشارے، کنائے سے کام لیتے تھے، جسے بسا اوقات عورتیں سمجھ نہ پاتیں تھیں، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث میں ہے:



عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ، فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثم، قَالَ: «خُذِي فِرْصَةً مِنْ مَسْكٍ، فَتَطَهَّرِي بِهَا» قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ؟ قَالَ: «تَطَهَّرِي بِهَا»، قَالَتْ: كَيْفَ؟، قَالَ: «سُبْحَانَ اللهِ، تَطَهَّرِي» فَاجْتَبَذْتُهَا إِلَيَّ، فَقُلْتُ: تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ (صحیح بخاری، ٤١٣)



ایسے مسائل و احکام جو عورتوں کے ساتھ خاص ہیں، اور حیض و نفاس جیسے مسائل کے بارے میں عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور امہات المومنین کی طرف رجوع کیا کرتی تھیں، اور امہات المومنین نبی اکرم ﷺ کے خانگی امور کے بارے میں امت کو آگاہ کیا کرتی تھیں۔

بَابُ مَنْ هَاجَرَ أَوْ عَمِلَ خَيْرًا لِتَزْوِيجِ امْرَأَةٍ فَلَهُ مَا نَوَى

جس نے کسی عورت سے شادی کی نیت سے ہجرت کی ہو یا کسی نیک کام کی نیت کی ہو تو اسے اس کی نیت کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔

۵۰۷۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَمَلُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا

۲۔حکمت تشریعی: نبی اکرم ﷺ کے بعض نکاح جاہلیت کی رسم کو توڑ کر شرعی حکمت حاصل کرنے کیلئے تھے، جاہلیت میں منہ بولے بیٹے کو صلبی بیٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا وہ حقیقی بیٹے کی طرح وارث ہوتا تھا اور متبنی کے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بعد صلبی بیٹے کی بیوی کیطرح متبنیٰ بنانے والے کے لیے اس مطلقہ سے نکاح کو حرام سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسم کو توڑنا چاہتے تھے، چنانچہ جب نبی اکرم ﷺ نے اپنے منہ بولے بیٹے زید کا نکاح اپنی پھوپھی زاد زینب بنت جحش سے کر دیا، تو ان کی آپس میں بنتی نہیں تھی تو زید نے اپنی بیوی زینب کو طلاق دے دی، اور اللہ تعالیٰ نے متبنیٰ کی مطلقہ زینب سے نبی اکرم ﷺ کا نکاح کر دیا، تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ صلبی بیٹے اور منہ بولے بیٹے میں فرق ہے۔ صلبی بیٹے کی بیوی سے طلاق کے بعد اسکا سسر نکاح نہیں کر سکتا جبکہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے طلاق کے بعد متبنیٰ بنانے والا نکاح کر سکتا ہے۔ اسلام سے پہلے جاہلیت میں صلبی بیٹے کی طرح متبنّٰی کی بیوی سے نکاح کو حرام سمجھا جاتا تھا۔ حضرت زینب بنت جحش سے آپ ﷺ کا نکاح اس رسم کو توڑنے کے لیے ہوا تھا۔

۳۔معاشرتی حکمت: نبی اکرم ﷺ کے بعض نکاح اجتماعی حکمت کے حصول کے لیے تھے، جیسا کہ آپکا نکاح سیدہ عائشہ بنت ابو بکر صدیق اور حفصہ بنت عمر فاروق سے اسی حکمت کے پیش نظر تھا، دین اسلام کی خاطر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نمایاں خدمات تھیں، حتی کہ آپ نے فرمایا تھا، میں نے ہر شخص کے احسان کا بدلہ دے دیا ہے، سوائے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہ شخصیت تھے جن کے اسلام قبول کرنے سے اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت دی، تو آپ نے ان کی بیٹیوں سے نکاح کر کے اس اجتماعی رابطہ کو مضبوط کر دیا۔ جیسا کہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو رشتہ دیکر ان کی دینی خدمات کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

۴۔سیاسی حکمت: کبھی آپکا نکاح سیاسی مصلحت کے حصول کے لیے ہوتا تھا جیسا کہ آپ نے حضرت جویریہ بنت حارث سے نکاح کیا تو لوگوں نے بنو مصطلق قبیلے کے تمام غلام اور لونڈیوں کو آزاد کر دیا اور کہا کہ اب یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے سسرال بن گئے ہیں اب انہیں غلام نہیں رکھا جا سکتا، اور جب بنو مصطلق نے اس خصلت کو دیکھا تو وہ سارے مسلمان ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے یہی مصلحت آپکے حضرت صفیہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سے نکاح میں پیش نظر تھی، جیسا کہ استاذ صابونی نے ذکر کیا ہے۔ کئی نکاح آپنے اس لیے کئے کہ مختلف قبائل سے تعلقات پیدا ہو جائیں اور ان میں تبلیغ دین کا راستہ ہموار ہو جائے۔

يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمل کا ثواب نیت کے مطابق ہوگا اور ہر شخص کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہے اس لیے جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے، اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے کا ثواب ہوگا اور جس شخص کی ہجرت دنیا کمانے یا کسی عورت سے شادی رچانے کے لیے ہے تو اس کی ہجرت اسی کام کے لیے ہوگی جس کے لیے اس نے وطن چھوڑا ہے۔

یہ حدیث بمع شرح وتفصیل منحۃ الباری کے شروع میں گزر چکی ہے۔

ہجرت کی غرض کے پیش نظر اہل ہجرت کی تین اقسام ہیں۔

جس شخص کی ہجرت محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور اس کے رسول کی اتباع کی نیت سے ہو تو ایسا مہاجر اپنی ہجرت کے پورے اجر وثواب کا مستحق ہے۔

اور اگر اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے ساتھ دنیاوی فائدے کے لیے ہجرت کرے تو ایسا شخص پہلے شخص کے اجر و ثواب سے کم درجہ والا ہوگا۔



اور اگر ہجرت سے مقصود محض دنیا کا حصول ہو تو ایسا شخص عند اللہ اجر وثواب سے محروم ہی ہوتا ہے۔

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُعْسِرِ الذی معه القرآن والإسلام فيه سهل عن النبي صلى الله عليه وسلم

ایسے تنگ دست کی شادی کرانا جس کے پاس قرآن اور اسلام ہو اس بارہ میں حضرت سہل کی بھی حدیث ہے جو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

۵۰۷۱:۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ.



حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا کرتے تھے جبکہ ہمارے ساتھ بیویاں نہ تھیں، اس لیے ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا ہم خود کو خصی نہ کرلیں؟ آپ نے ہمیں اس سے منع فرمادیا۔





اس ترجمہ باب سے مقصود یہ ہے کہ نکاح کرنے کے لئے بالفعل مال کا ہونا ضروری نہیں ہے کہ مال ہو تب ہی رشتہ دیا جائے، بلکہ جو کمانے کی طاقت رکھتا ہے اسے رشتہ دیا جاسکتا ہے، کیونکہ وہ کما کر لاسکتا ہے اور نان ونفقہ مہیا کرسکتا ہے۔

حدیث مذکور کی ترجمہ باب سے مناسبت اس کے دوسرے طریق سے ہے جو اس کے بعد باب مایکرہ من التبتّل والخصاء میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے، اس میں لیس لنا شیءٌ کا لفظ آرہا ہے کہ ہم تنگدست ہیں

ہمارے پاس مال میں سے کچھ بھی نہیں ہے، پھر بھی آپ نے انہیں خصی ہونے کی اجازت نہیں دی، بلکہ تعلیم قرآن پر نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے جو انہیں یاد تھا کیونکہ جب آپ نے خصی ہونے سے روک دیا تو نکاح کرنا باقی رہ گیا۔

قوله: فیه سهل بن سعد

یہ وہی حدیث ہے جس میں ذکر ہے کہ آپ نے تنگدست آدمی سے کہا تھا التمس ولو خاتماً من حدید لیکن اسے لوہے کی انگوٹھی بھی میسر نہیں تھی تب آپ نے قرآن کریم کی سورتیں سکھانے کے عوض اسکا نکاح کر دیا تھا۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِأَخِيهِ: انْظُرْ أَيَّ زَوْجَتَيَّ شِئْتَ حَتَّى أَنْزِلَ لَكَ عَنْهَا

کسی شخص کا اپنے بھائی سے یہ کہنا کہ تم میری جس بیوی کو پسند کرو میں اسے تمہارے لیے طلاق دے دوں گا اسے عبدالرحمٰن بن عوف نے بھی روایت کیا ہے۔

٥٠٧٢. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ وَعِنْدَ الْأَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ فَأَتَى السُّوقَ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَشَيْئًا مِنْ سَمْنٍ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ أَنْصَارِيَّةً قَالَ فَمَا سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.



حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (مدینہ طیبہ) آئے تو نبی ﷺ نے ان کے اور حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا۔ انصاری کی دو بیویاں تھیں۔ انہوں نے بیویوں میں سے ایک اور مال میں نصف دینے کی انہیں پیشکش کی۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے اہل وعیال اور مال ومتاع میں برکت فرمائے! آپ مجھے بازار کا راستہ بتادیں، چنانچہ وہ بازار گئے اور وہاں سے کچھ گھی اور کچھ پنیر کی خرید وفروخت کی اور نفع حاصل کیا۔ نبی ﷺ نے چند دنوں کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان پر زعفران کی زردی لگی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: عبدالرحمن! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کرلی ہے۔ آپ نے پوچھا: اسے مہر میں کیا دیا ہے؟ انہوں نے کہا: گٹھلی بھر سونا۔ آپ نے فرمایا: ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کا ہو۔



یعنی کسی مہاجر سے ایسا کہنا غیرت کے خلاف نہیں ہے کہ میری دو بیویاں ہیں، ان میں سے جو تجھے پسند ہے میں اسے طلاق دے کر تجھ سے نکاح کر دیتا ہوں، جیسا کہ حضرت سعد بن ربیع انصاری نے حضرت عبدالرحمن بن عوف پر

اسے پیش کیا تھا، لیکن انہوں نے کہا بارك الله لك فی اهلك و مالك اور بازار کے بارے میں پوچھا تاکہ وہاں کوئی کاروبار کر سکیں۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ

مجرد رہنا اور اپنے آپ کو نامرد بنالینا ممنوع ہے

٥٠٧٣. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے مجرد رہنے کو مسترد کر دیا۔ اگر آپ انہیں اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

٥٠٧٤. حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ لَقَدْ رَدَّ ذَلِكَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ وَلَوْ أَجَازَ لَهُ التَّبَتُّلَ لَاخْتَصَيْنَا.



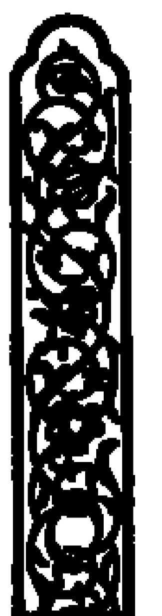
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو عورتوں سے الگ رہنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اگر آپ انہیں اجازت دے دیتے تو ہم اپنے آپ کو خصی کر لیتے۔

٥٠٧٥. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ فَقُلْنَا أَلَا نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ.



حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کرتے تھے اور ہمارے پاس کچھ نہ ہوتا تھا۔ ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ آپ نے ہمیں اس سے منع فرمادیا۔ پھر آپ نے ہمیں اس امر کی اجازت دی کہ ہم کسی عورت سے ایک کپڑے کے عوض (محدود مدت کے لیے) نکاح کر لیں، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو پاک چیزیں تمہارے لیے حلال کی ہیں، انہیں حرام قرار نہ دو۔





تبتّل سے مراد انقطاع من الا زواج ہے یعنی مجرد رہنا اور خصی ہونا یعنی اپنے آپ کو نامرد بنالینا جائز نہیں ہے، اور نس بندی بھی خصی ہونا ہے، لہذا نس بندی بھی جائز نہیں ہے۔

قوله:ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا لَا تُحَرِّمُوا.عبد اللہ بن مسعود اس وقت تک متعہ کے جواز کے قائل تھے جب تک انہیں ناسخ نہیں پہنچا تھا،ناسخ پہنچنے پر انہوں نے اس کے جواز سے رجوع کر لیا تھا،جیسا کہ اسماعیل بن ابی خالد کی روایت میں ہے ففعله ثم ترك ذلك حافظ نے قرطبی سے نقل کیا ہے لعله لم يكن حينئذ بلغه النسخ ثم بلغه فرجع بعد۔ متعة النساء کے حرام ہونے پر مسلم کی حدیث صریح ہے،جو سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے[1]۔إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يا أَيُّها النَّاسُ،إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الاسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ،وإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ ذلكَ إلى يَومِ القِيامَةِ،فمَن كانَ عِنْدَهُ منهنَّ شيءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهُ،ولا تَأْخُذُوا ممَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شيئًا.

اے لوگو میں نے تمہیں عورتوں سے متعہ کی اجازت دی تھی اور اب اللہ تعالیٰ نے متعہ کو قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے لہٰذا جس کے پاس اب متعہ کی کوئی عورت ہے تو اسے چھوڑ دے،اور جو تم نے انہیں معاوضہ دیا ہے وہ واپس نہ لینا۔

٥٠٧٦:۔ وَقَالَ أَصْبَغُ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي رَجُلٌ شَابٌّ وَأَنَا أَخَافُ عَلَى نَفْسِي الْعَنَتَ وَلَا أَجِدُ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلَى ذَلِكَ أَوْ ذَرْ.



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا میں نے عرض کی:کہ اے اللہ کے رسول!میں نوجوان مرد ہوں اور مجھے خود پر زنا کا خوف ہے اور میرے پاس مال بھی نہیں جس کے عوض عورتوں سے نکاح کرلوں۔آپ خاموش رہے۔میں نے پھر یہی عرض کی تو آپ بدستور خاموش رہے۔میں نے پھر یہی عرض کی آپ پھر بھی خاموش رہے۔میں نے پھر اپنی بات دہرائی تو نبی ﷺ نے فرمایا:اے ابوہریرہ!جو تو کرنے والا ہے اس پر قلم خشک ہو چکا ہے خواہ خصی ہو یا نہ ہو۔

قوله:فاختص على ذلك او ذر یہ امر تہدید کے لئے ہے،جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول:

فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ میں ليكفر کا امر تہدید کے لیے ہے[2]۔

اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ ہر ایک کی تقدیر پر لکھنے والا قلم تقدیریں لکھ کر خشک ہو چکا ہے،اور ہونا وہی ہے جو تقدیر میں لکھا ہے،اگر آپکی تقدیر میں گناہ میں واقع ہونا لکھا ہے تو وہ ہو کر رہے گا اور اگر گناہ سے بچنا لکھا ہے تو محفوظ

---

[1] صحیح مسلم(٢١)١٤٠٦

[2] الکہف:آیت نمبر:٢٩

رہے گا، لہذا خصی ہونے کا فائدہ کیا ہے؟

بَابُ نِكَاحِ الأَبْكَارِ

باب: کنواری عورتوں سے نکاح کرنے کا بیان

٥٠٧٧. حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيهِ شَجَرَةٌ قَدْ أُكِلَ مِنْهَا وَوَجَدْتَ شَجَرَةً لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا فِي أَيِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيرَكَ قَالَ فِي الَّتِي لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا تَعْنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کی: کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے بتائیں کہ اگر آپ کسی وادی میں پڑاو کریں، وہاں ایک درخت ہو جس میں اونٹ چر گئے ہوں اور ایک ایسا درخت ہو جس میں سے کچھ بھی نہ کھایا گیا ہو تو آپ اپنا اونٹ کس درخت میں چرائیں گے آپ نے فرمایا: اس درخت سے جو کسی اونٹ کو نہ کھلایا گیا ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اشارہ اس طرف تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے علاوہ کسی کنواری لڑکی سے نکاح نہیں کیا۔

أَبْكَارِ جمع ہے بکر کی اور بکر سے مراد وہ عورت جس سے ملاپ نہ کیا گیا ہو بلکہ وہ اپنی پہلی حالت پر برقرار ہو، اگرچہ ثیبہ سے نکاح کرنا جائز ہے لیکن باکرہ سے نکاح کرنا بہتر ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا ھلاً بکراً تلاعبھا و تلاعبك[1] تو نے باکرہ سے نکاح کیوں نہیں کیا، تو اس سے دل لگی کرتا اور وہ تجھ سے دل بہلاتی۔

٥٠٧٨. حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةِ حَرِيرٍ فَيَقُولُ هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَاكْشِفْهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تم خواب میں دو مرتبہ دکھائی گئیں۔ ایک آدمی تمہیں ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں اٹھائے ہوئے کہہ رہا تھا کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے اس کپڑے کو کھولا تو اس میں تمہاری صورت تھی۔ میں نے (دل میں) کہا: اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے ضرور پورا کرے گا۔

قولہ: اذا رجل یحملك

---

[1] صحیح بخاری: ٥٢١٧

حافظ ابن حجر نے کہا ہے اس رجل سے مراد فرشتہ جبریل ہے۔

قولہ:ان یکن ھذا من عند اللہ مرزائی کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کو بھی الہام میں تردّد ہو جاتا ہے، صحیح بات یہ ہے کہ نبی کو الہام میں تردّد نہیں ہوتا تھا، ہاں اسکی تعبیر میں ہو سکتا ہے۔

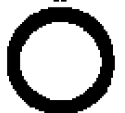
بَابُ الثَّيِّبَاتِ

باب:شوہر دیدہ عورتوں کا بیان

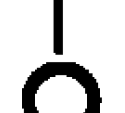
٥٠٧٩:۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ فَتَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ لِي قَطُوفٍ فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي فَنَخَسَ بَعِيرِي بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَانْطَلَقَ بَعِيرِي كَأَجْوَدِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ الْإِبِلِ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يُعْجِلُكَ قُلْتُ كُنْتُ حَدِيثَ عَهْدٍ بِعُرُسٍ قَالَ أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ أَمْهِلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلًا أَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ.



حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم ایک غزوے سے نبی ﷺ کے ہمراہ واپس آئے تو میں نے اپنے سست رفتار اونٹ پر چلنے میں جلدی کی۔ اس دوران میرے پیچھے سے ایک سوار مجھے آکر ملا اور اس نے میرے اونٹ کو اپنا چھوٹا سا نیزہ مارا۔ اس کی وجہ سے میرا اونٹ تیز چل پڑا جیسا کہ کسی عمدہ قسم کے اونٹ کی چال تم نے دیکھی ہو۔ میں نے دیکھا تو وہ نبی ﷺ تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: تمہیں کس چیز کی جلدی ہے؟ میں نے کہا: میری نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ آپ نے پوچھا کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے کہا: بیوہ سے۔ آپ نے فرمایا: کسی کنواری سے شادی کیوں نہ کی تاکہ تو اس سے دل لگی کرتا اور وہ تجھ سے خوش طبعی کرتی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر جب ہم مدینہ طیبہ میں داخل ہونے لگے تو آپ نے فرمایا: تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ، رات کو گھروں میں جاؤ، تاکہ پراگندہ بالوں والی کنگھی کر لے اور جن کے شوہر موجود نہیں تھے وہ اپنے زیر ناف بال صاف کر لیں۔



ثیبہ سے نکاح کرنا جائز ہے، اور اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، بعض ثیبہ سے نکاح کو مکروہ سمجھتے ہیں، کیونکہ اس نے پہلا خاوند دیکھا ہوتا ہے اور اس سے ملاپ کیا ہوتا ہے، جبکہ اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔



قولہ:لا تعرضن



جب آپنے اپنی ازواج سے کہا کہ مجھ پر اپنی بھلگ بیٹیوں کو پیش نہ کیا کرو، تو معلوم ہوا کہ وہ ثیبہ تھیں۔

٥٠٨٠:۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَارِبٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ تَزَوَّجْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا

تَزَوَّجتَ فَقُلتُ تَزَوَّجتُ ثَيِّبًا فَقَالَ مَا لَكَ وَلِلعَذَارَى وَلِعَابِهَا فَذَكَرتُ ذٰلِكَ لِعَمرِو بنِ دِينَارٍ فَقَالَ عَمرٌو سَمِعتُ جَابِرَ بنَ عَبدِ اللهِ يَقُولُ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ.

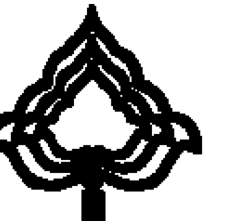
حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے شادی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: تم نے کیسی عورت سے شادی کی ہے؟ میں نے کہا: ایک بیوہ سے شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم کنواری لڑکیوں کے ساتھ کھیل کود کرنے سے اجتناب کرتے ہو؟ راوی حدیث (شعبہ) نے کہا: میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے ذکر کی تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے: رسول اللہ نے فرمایا: کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہ کی کہ تو اس سے ہنسی مذاق کرتا وہ تجھ سے کھیل کود کرتی؟

بَابُ تَزوِيجِ الصِّغَارِ مِنَ الكِبَارِ

باب: کم عمر عورت کا زیادہ عمر والے مرد سے نکاح کرنے کا بیان

۵۰۸۱: حَدَّثَنَا عَبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيثُ عَن يَزِيدَ عَن عِرَاكٍ عَن عُروَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَائِشَةَ إِلَى أَبِي بَكرٍ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكرٍ إِنَّمَا أَنَا أَخُوكَ فَقَالَ أَنتَ أَخِي فِي دِينِ اللهِ وَكِتَابِهِ وَهِيَ لِي حَلَالٌ.

حضرت عروہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا پیغام بھیجا تو انہوں نے عرض کی: میں تو آپ کا بھائی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کی کتاب کے مطابق میرے دینی بھائی ہو۔ وہ (عائشہ) میرے لیے حلال ہے



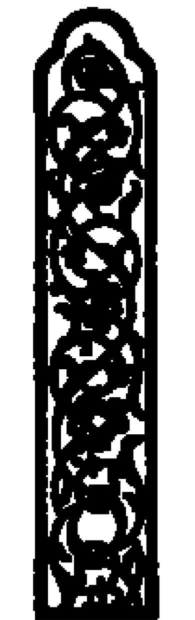
یعنی چھوٹی عمر کی عورتوں کا بڑی عمر کے مردوں سے نکاح کے جواز کا بیان، حافظ نے ابن بطال سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ یجوز تزویج الصغیرۃ بالکبیر اجماعاً ولو کانت فی المھد، لکن لا یمکن منھا حتّی تصلح للوطء[1]

یعنی اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ چھوٹی عمر والی کا نکاح بڑی عمر کے مرد سے کرنا جائز ہے اگرچہ منکوحہ گود میں ہی ہو، لیکن اس کی رخصتی بالغ ہونے کے بعد ہوگی۔

بَابُ إِلَى مَن يَنكِحُ، واي النساء خير

باب: کس عورت نکاح کیا جائے اور کون سی عورت بہتر ہے

۵۰۸۲: حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ أَخبَرَنَا شُعَيبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعرَجِ عَن أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيرُ نِسَاءٍ رَكِبنَ الإِبِلَ



(1) فتح الباری ج۹ ص ۱۲۴۔

صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹ پر سوار ہونے والی عرب عورتوں میں بہترین عورت قریش کی نیک عورت ہے جو اپنے بچے سے اس کی صغر سنی میں بہت زیادہ محبت کرنے والی اور اپنے شوہر کے مال واسباب کی بہت اچھی حفاظت کرنے والی ثابت ہوتی ہے۔

یعنی کیسی عورت سے نکاح کرنا چاہیے اور کونسی عورت نکاح کیلئے بہتر ہے، اور اپنی نسل کیلئے کونسی عورت کو اختیار کرے اور یہ مستحب ہے واجب نہیں ہے۔

قولہ: أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ

حانیہ اس عورت کو کہتے ہیں جو خاوند کی وفات کے بعد اپنے بچوں کی وجہ سے آگے نکاح نہ کرے، تاکہ بچے ضائع نہ ہوں احناہ کی ضمیر کا مرجع لفظ صالح ہے اور یہ صالح نساءِ قریش کی صفت ہے، یعنی قریش کی صالح عورتیں خاوند کے مرنے کے بعد اولاد کی خاطر بیٹھی رہتی ہیں، آگے نکاح نہیں کرتیں، تاکہ اولاد ضائع نہ ہو جائے اور آپ نے اس لیے ان کی تعریف کی ہے۔



بَابُ اتِّخَاذِ السَّرَارِيِّ

باب: لونڈیوں کا رکھنا کیسا ہے

٥٠٨٣: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهُ وَلِيدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا وَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِي فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا مَمْلُوكٍ أَدَّى حَقَّ مَوَالِيهِ وَحَقَّ رَبِّهِ فَلَهُ أَجْرَانِ قَالَ الشَّعْبِيُّ خُذْهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيمَا دُونَهَا إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَهَا ثُمَّ أَصْدَقَهَا.

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پاس لونڈی ہو وہ اس کو اچھی تعلیم سے آراستہ کرے، پھر اسے اچھے آداب سکھائے اور اس کے بعد اسے آزاد کرکے اس سے نکاح کرلے۔ تو اس کے لیے دو گناہ اجر ہے۔ اور جو کوئی اہل کتاب سے اپنے نبی پر ایمان لائے اور پھر مجھ پر ایمان لایا ہو۔ تو اس کے لیے بھی دو گنا اجر ہے۔ اور جو غلام اپنے آقاؤں کا حق ادا کرے اور اپنے رب کا بھی حق ادا کرے تو اسے دوگنا ثواب



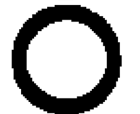
ملے گا شعبی نے کہا: یہ حدیث کسی معاوضے کے بغیر لے جاؤ، جبکہ پہلے اس سے کم مسائل (معلوم کرنے) کے لیے آدمی کو مدینہ منورہ کا سفر کرنا پڑتا تھا ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص نے لونڈی کو آزاد کر دیا اور اسے حق مہر بھی ادا کیا۔

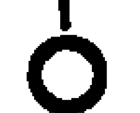
٥٠٨٤: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ بَيْنَمَا إِبْرَاهِيمُ مَرَّ بِجَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَأَعْطَاهَا هَاجَرَ قَالَتْ كَفَّ اللهُ يَدَ الْكَافِرِ وَأَخْدَمَنِي آجَرَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ.

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بظاہر تین خلاف واقعہ باتیں کی ہیں۔ ایک یہ کہ آپ کا گزر ایک ظالم بادشاہ کے پاس سے ہوا جبکہ آپ کے ہمراہ آپ کی بیوی سیدہ سارہ تھیں۔ اسکے بعد مکمل حدیث بیان کی، (اس میں ہے کہ) اس (بادشاہ) نے بی بی ہاجرہ دے کر ان کو رخصت کیا۔ سیدہ سارہ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کا ہاتھ مجھ سے روکے رکھا اور مجھے خدمت کے لیے ہاجرہ بھی عنایت کر دی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے آسمان کے پانی سے گزر اوقات کرنے والو! یہی ہاجرہ تمہاری والدہ ہیں۔



٥٠٨٥: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ أُمِرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأَلْقَى فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيمَتَهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَقَالُوا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّى لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ.





حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے خیبر اور مدینے کے درمیان تین دن تک قیام فرمایا اور اسی مقام پر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی۔ پھر میں نے آپ کے ولیمے کے لیے مسلمانوں کو دعوت دی۔ اس دعوت ولیمہ میں نہ روٹی تھی اور نہ گوشت ہی تھا، تاہم دستر خوان بچھانے کا حکم دیا گیا اور اس پر کھجور، پنیر اور گھی ڈال دیا گیا۔ یہی آپ ﷺ کا ولیمہ تھا۔ کچھ مسلمانوں نے کہا کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا امہات المومنین میں سے ہیں یا آپ کی لونڈی، اس پر کچھ دوسرے لوگوں نے



کہا: اگر آپ ﷺ نے ان کے لیے پردے کا اہتمام فرمایا تو ام المومنین ہیں اور اگر پردے کا حکم نہ دیا تو آپ کی باندی ہے۔ بعد ازاں جب آپ نے وہاں سے کوچ کیا تو ان کے لیے اپنی سواری پر اپنے پیچھے جگہ بنائی، نیز ان کے اور لوگوں کے درمیان پردہ ڈال دیا۔

بَابُ مَنْ جَعَلَ عِتْقَ الْأَمَةِ صَدَاقَهَا

باب: اس شخص کا بیان جس نے لونڈی کی آزادی کو اس کا مہر بنایا

٥٠٨٦: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَشُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور انکی آزادی ہی کو ان کا حق مہر قرار دیا۔

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُعْسِرِ

باب: مفلس کے نکاح کرنے کا بیان



٥٠٨٧: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ جِئْتُ أَهَبُ لَكَ نَفْسِي قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ وَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَآهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا عَدَّدَهَا فَقَالَ تَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.



حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! میں حاضر خدمت ہوں اور اپنی ذات کو ہبہ کرتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اوپر اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر اپنی نگاہ نیچے کی اور اسے جھکا لیا۔ جب اس خاتون نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا تو وہ بیٹھ گئی۔ تب آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کی: اللہ کے رسول! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں ہے تو اس کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے پاس کچھ مال ہے؟ اس نے کہا اللہ کے رسول اللہ کی قسم میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھر جاؤ، ممکن ہے کہ وہاں سے کوئی چیز مل جائے۔ چنانچہ وہ گئے اور واپس آکر کہا: اللہ کی قسم! میں نے وہاں کچھ نہیں پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو اگر لوہے کی انگوٹھی بھی مل جائے تو لے آؤ وہ گیا اور واپس آکر عرض کی: اللہ کی قسم! اللہ کے رسول! میرے پاس لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ہے، البتہ میرے پاس یہ لنگی ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے پاس اوڑھنے کے لیے چادر نہ تھی۔ اس آدمی نے کہا اس عورت کے لیے لنگی کا نصف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عورت تیرے ازار کو کیا کرے گی؟ اگر تو نے اسے باندھ لیا تو اس کے لیے کچھ نہ ہوگا اور اگر اس نے اوڑھ لیا تو تیرے لیے کچھ نہ ہوگا۔ چنانچہ وہ صاحب بیٹھ گئے حتیٰ کہ جب مجلس لمبی ہوگئی تو اٹھ کھڑا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیٹھ پھیر کر جاتے دیکھ کر واپسی کا حکم دیا۔ جب وہ واپس آیا تو آپ نے اس سے پوچھا: کیا تمہیں کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا: مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے، اس نے چند سورتوں کے نام شمار کیے۔ آپ نے دوبارہ پوچھا: کیا تم زبانی پڑھ سکتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس قرآن کی بدولت جو تمہارے پاس ہے، میں نے اس عورت کا تمہیں مالک بنا دیا ہے



بَابُ الأَكْفَاءِ فِي الدِّينِ

وقوله، وهو الذی خلق من الماء بشرًا فجعله نسباً وصهراً وكان ربك قديراً

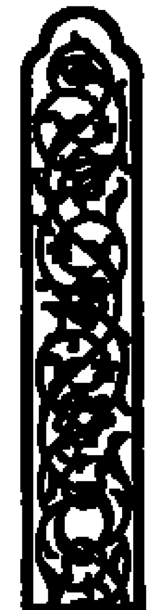
باب: کفائت میں دینداری کا لحاظ کرنے کا بیان

قوله: هو الذی خلق

یعنی کفائت میں دین کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، باقی چیزوں میں کفائت کوئی ضروری نہیں ہے، آیت مذکورہ میں امام بخاری کا استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے دو ہی تعلق اور دو ہی رشتے بیان کئے ہیں۔

۱۔ نسبی اور خونی تعلق: ۲۔ صہری اور دامادی تعلق

جس سے معلوم ہوا کہ اگر نسبی تعلق نہ ہو تو صہری تعلق ہوگا، گویا نسب کے بغیر بھی مصاہرت ہو سکتی ہے، ورنہ دو رشتے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی، جبکہ نسب اور صہر ایک ہی ہوں، لہذا نکاح کرتے ہوئے فریقین کا متدین ہونا ضروری ہے۔ نسب ایک ہو یا نہ ہو، تو ثابت ہوا کہ غیر خاندان میں بھی نکاح ہو سکتا ہے۔



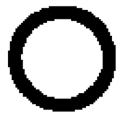
کفؤ کا اعتبار عورت کی طرف سے ہوتا ہے، اگر عورت متدین ہے تو مرد کا متدین ہونا بھی ضروری ہے مرد کی طرف سے کفائت ضروری نہیں، اسی طرح عورت شریف ہو تو مرد اس سے زیادہ شریف یا اس درجے کا شریف ہونا چاہیے، عرفی طور پر عورت اگر رذیل ہو، اور مرد شریف ہو تو دونوں کا نکاح ہو سکتا ہے۔ لیکن شریف عورت کا رذیل مرد سے نکاح کرنے میں عورت کی ذلت ہوا کرتی ہے۔ دین میں کفائت کا ہونا ضروری ہے یہ امام مالک اور امام بخاری کا مسلک ہے، باقی چیزوں میں کفائت ضروری نہیں ہے۔ بعض علماء کے نزدیک عورت کے اولیاء راضی ہوں تو نکاح ہو جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک ایک ولی بھی راضی ہو جائے تو نکاح ہو جاتا ہے، حنابلہ کے نزدیک تمام اولیاء راضی ہوں تب نکاح ہوتا ہے، کیونکہ غیر کفؤ میں نکاح ہو جائے تو بے عزتی سب ولیوں کی ہوتی ہے، دیگر کے نزدیک ایک کی رضامندی سے نکاح ہو جائے گا کیونکہ ولی ہونا شرط ہے، ثوری کے نزدیک اس صورت میں نکاح ہوتا ہی نہیں، کیونکہ عورت ساری عمر ذلیل ہی سمجھی جائے گی۔

٥٠٨٨: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنَّى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ إِلَى قَوْلِهِ وَمَوَالِيكُمْ فَرُدُّوا إِلَى آبَائِهِمْ فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلًى وَأَخًا فِي الدِّينِ فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي حُذَيْفَةَ بْنِ عُتْبَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.



شرح بخاری

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جنہوں نے نبی ﷺ کے ہمراہ غزوہ بدر میں شرکت کی تھی۔ انہوں نے حضرت سالم بن معقل رضی اللہ عنہ کو لے پالک (منہ بولا بیٹا) بنایا، پھر ان کا نکاح اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے کر دیا۔ یہ ایک انصاری خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اسی طرح نبی ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنا لے پالک قرار دیا تھا۔ دور جاہلیت کا یہ دستور تھا اگر کوئی کسی کو لے پالک بناتا تو لوگ اسے رواثت میں حصہ دار بناتے تھے۔ لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی: انہیں ان کے حقیقی باپ کی طرف منسوب کر کے پکارو۔ اس آیت کے نزول کے بعد لوگ انہیں ان کے حقیقی باپ کی طرف منسوب کر کے پکارنے لگے، البتہ جس کے باپ کا علم نہ ہوتا اسے مولیٰ اور دینی بھائی کہا جاتا۔ اس حکم کے بعد حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ سہلہ بنت







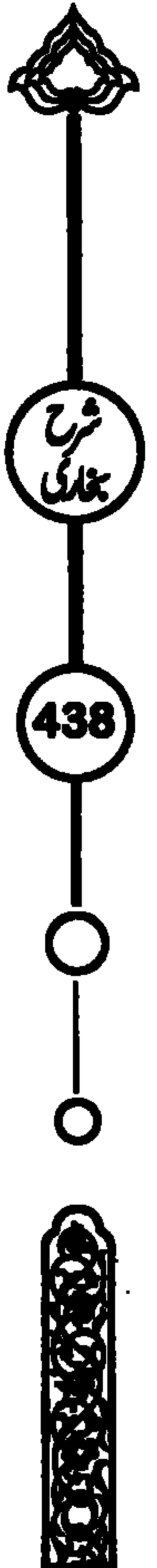
سہیل بن عمرو القرشی العامری رضی اللہ عنہا نبی کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم تو حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنے حقیقی بیٹے جیسا خیال کرتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے جو حکم اتارا ہے وہ آپ کو معلوم ہے، پھر آخر تک حدیث بیان کی۔

قولہ: انکحہ بنت اخیہ

حضرت ابو حذیفہ نے سالم کا نکاح اپنی بھتیجی ھند بنت ولید سے کیا۔ حالانکہ ھند قریشیہ تھیں اور سالم آزاد کردہ غلام تھے جس سے معلوم ہوا کہ کفائت میں دین کا لحاظ کرنا ضروری ہے نسب اور خاندان میں کفائت ضروری نہیں ہے۔

٥٠٨٩: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكِ أَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللهِ لَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّي وَاشْتَرِطِي وَقُولِي اللَّهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ضباعہ، بنت زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور ان سے فرمایا: شاید تمہارا حج کرنے کا ارادہ ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ کی قسم! میں تو خود کو بیمار پاتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم حج کا احرام باندھ لو، البتہ شرط لگا کر یوں کہہ دو: اے اللہ! میں اس وقت حلال ہو جاؤں گی جب تو مجھے روک لے گا۔ اور یہ خاتون حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔



قولہ: وکانت تحت المقداد بن الاسود

مقداد در اصل عمرو کندی کے بیٹے تھے اور انہیں اسود بن عبد یغوث کی طرف اس لیے منسوب کیا گیا کہ انہوں نے اسے متبنیٰ بنایا تھا، مقداد بن اسود کا نکاح ضباعہ بنت زبیر سے ہوا جو کہ ہاشمی خاندان سے تھیں اور مقداد ہاشمی نہیں تھے، جس سے معلوم ہوا کہ کفائت میں نسب اور خاندان میں برابری ضروری نہیں ہے، دین میں کفائت ہونی چاہیے۔

٥٠٩٠: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ.

حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: عورت سے چار خصلتوں کے پیش نظر نکاح کیا جاتا ہے: مال، نسب، خوبصورتی اور دینداری۔ تمہارے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں! تم دیندار عورت سے شادی کر کے کامیابی حاصل کرو۔

قولہ: فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین والی کو ذکر کرتے ہوئے تَرِبَتْ يَدَاكَ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح کرتے ہوئے دین دیکھنا

چاہیے اور دین والی عورت سے نکاح کرنا چاہیے، اس کے علاوہ باقی چیزیں ہوں تو بہتر، ورنہ نکاح ہو جائیگا۔

۵۰۹۱ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا قَالُوا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ يُسْتَمَعَ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا قَالُوا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هَذَا.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ نے فرمایا: اس شخص کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: یہ اس لائق ہے کہ اگر یہ پیغام نکاح بھیجے تو اس سے نکاح کر دیا جائے، اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے اور اگر کوئی بات کرے تو اسے غور سے سنا جائے۔ حضرت سہل نے کہا: اس کے بعد وہاں سے ایک اور آدمی گزرا جو مسلمانوں کے محتاج اور غریب لوگوں سے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ صحابہ نے عرض کی: یہ اس لائق ہے کہ اگر پیغام نکاح بھیجے تو اس سے نکاح نہ کیا جائے۔ اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلے شخص جیسے لوگوں سے اگر زمین بھر جائے تو ان سے یہ فقیر مومن بہتر ہے۔



قولہ: هَذَا خَيْرٌ

شرح بخاری: آپ نے دین والے کو بہتر کہا ہے اگرچہ غریب کیوں نہ ہو، کوئی بے دین مالدار دین والی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔

بَابُ الْأَكْفَاءِ فِي الْمَالِ وَتَزْوِيجِ الْمُقِلِّ الْمُثْرِيَةَ

باب: مال میں کفائت کا بیان اور غریب مرد کا مالدار عورت سے نکاح کرنا

۵۰۹۲: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى قَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ صَدَاقَهَا فَنُهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ قَالَتْ وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ إِلَى وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ فَأَنْزَلَ اللهُ لَهُمْ أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَسُنَّتِهَا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبَةً عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوهَا



وَأَخَذُوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ يَرْغَبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا وَيُعْطُوهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى فِي الصَّدَاقِ.

حضرت عروہ سے روایت ہے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے درج ذیل آیت کے متعلق سوال کیا: اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے متعلق انصاف نہیں کرسکو گے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے میرے بھانجے! مذکورہ آیت میں اس یتیم لڑکی کا حکم بیان ہوا ہے جو اپنے سرپرست کی پرورش میں ہو اور وہ اس کی خوبصورتی اور مال داری کی وجہ سے اس میں دلچسپی رکھتا ہو کہ اس سے نکاح کرلے لیکن اس کا حق مہر پورا پورا ادا نہ کرے۔ اس قسم کے سرپرستوں کو اپنی زیر کفالت یتیم بچیوں سے نکاح کرنا منع قرار دیا گیا ہے۔ البتہ اس صورت میں ان سے نکاح کرنے کی اجازت ہے جب وہ ان کا حق مہر انصاف کے ساتھ پورا پورا ادا کریں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو انہیں زیر کفالت بچیوں کے علاوہ دوسری عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس کے بعد لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اور لوگ آپ سے عورتوں کے متعلق فتویٰ پوچھتے ہیں۔ آخر تک۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ یتیم لڑکیاں اگر خوبصورت اور مال دار ہوں تو ان سے نکاح اور ان کے نسب میں دلچسپی رکھتے ہیں اور پورا حق مہر ادا کر کے ان سے نکاح کرلیتے ہیں لیکن اگر ان میں حسن کی کمی اور مال کی قلت ہو تو پھر ان کی طرف رغبت نہیں ہوتی بلکہ انہیں چھوڑ کر دوسری عورتوں سے نکاح کرلیتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے: جیسے وہ اس وقت یتیم لڑکی کو چھوڑ دیتے ہیں جب وہ نادار ہو اور خوبصورت نہ ہو ایسے ہی انہیں اس وقت بھی چھوڑ دینا چاہیئے جب وہ مال دار اور خوبصورت ہو، البتہ اگر اس کے حق میں انصاف کریں اور حق مہر پورا پورا ادا کریں تو اس سے نکاح کرسکتے ہیں۔



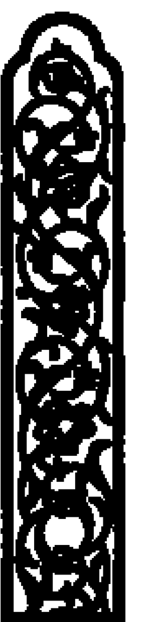


بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ... {إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ}

باب: عورت کے شوم سے بچنے کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا فرمان بے شک تمہاری بعض بیویاں اور بعض اولاد تمہاری دشمن ہے



٥٠٩٣: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّؤْمُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ.



حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نحوست، عورت، مکان، اور

گھوڑے میں ہوتی ہے۔

اس ترجمہ باب میں امام بخاری شوم کا معنی بیان کرنا چاہتے ہیں جو حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: الشُّؤْمُ فِی الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ. امام بخاری بتانا چاہتے ہیں کہ اس حدیث میں شوم سے مراد نحوست نہیں ہے۔ بلکہ شوم سے مراد دین دشمنی ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ہے ﴿إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ﴾ کہ تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے لیے دین دشمن بن جاتے ہیں، شوم سے مراد نحوست نہیں ہے جیسا کہ ھندو کہتے ہیں کہ کیری آنکھوں والی چھوٹے قد والی عورت یا جس عورت کی پنڈلیوں پر بال ہُوں ایسی عورت جس گھر میں جائے وہاں خرابی پیدا ہو جاتی ہے، ایسے ہی وہ بعض مکانوں کو منحوس قرار دیتے ہیں۔ امام بخاری غیر مسلموں کے ایسے نظریات کی تردید کرنا چاہتے ہیں کہ شوم سے مراد نحوست پڑنا نہیں ہے، بلکہ شوم سے مراد یہ ہے کہ تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے دین کے اعتبار سے تمہارے دشمن بن جاتے اور دین کا نقصان کرتے ہیں اور ترک دین کی دعوت دیتے ہیں، یہ ان کا شوم ہے۔

اسی طرح گھوڑے کے بارہ میں شوم یہ ہے کہ گھوڑے کو کھلایا پلایا جائے لیکن وہ میدان جہاد سے بھاگ جائے اور جہاد میں کام نہ دے تو یہ گھوڑے کے شوم سے مراد ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں گھوڑے کی تین قسموں کا ذکر ہے، کسی کے لئے وہ اجر کا باعث ہے کسی کے لیے ستر اور کسی کے لیے وِزر یعنی باعث گناہ ہے، وِزر والے کے لیے گھوڑا شوم یعنی دین دشمن ہی ہے بمعنیٰ نحوست نہیں ہے۔ بعض وقت مکان یا کسی جگہ پر جنوں کا تسلط ہوتا ہے اور وہ جن وہاں رہنے والوں کو تکلیف دیتے ہیں، بعض دفعہ ان کے بچے مر جاتے ہیں، یا مکان کے قریب تالاب ہوتا ہے جس کے مچھروں کی وجہ سے بخار ہوتا ہے، اور ایسی جگہ کی آب و ہوا خراب ہوتی ہے، تو ایسے مکان یا جگہ کو انسان چھوڑ سکتا ہے اور مکان بدل سکتا ہے، اس کے بارہ میں یہ نہیں کہا جائے گا کہ اسکا عقیدہ خراب ہو گیا ہے، جیسا کہ ایک واقعہ مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا ہم فلاں مکان میں رہنے لگے وہاں ہماری تعداد کم ہونے لگی تو آپ نے فرمایا: دعوھا ذمیمة[1] اس مذموم مکان کو چھوڑ دو۔



بعض دفعہ چیزوں کے اسماء اور ان کے ناموں سے بھی ان چیزوں کا تعلق ہوتا ہے، اس کے نام سے بطور الہام کے ایک بات ذھن میں آجاتی ہے اور اسکا بتانا نحوست نہیں سمجھا جائے گا، جیسے ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کسی آدمی سے اسکا نام پوچھا تو اس نے کہا میرا نام شہاب (آگ کا شعلہ) ہے اور اپنی وادی کا نام رداء (ہلاکت) بتایا، آپ نے کہا جاؤ دیکھ تیرا مکان جل گیا ہے، حضرت عمر کو اس کا الہام ہو گیا ورنہ اس سے قبل بھی ان کے یہی نام تھے۔

قولہ: الشُّؤْمُ فِی الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ

اس حدیث میں شوم سے متعلق یہ جملہ بغیر تعلیق کے آیا ہے جس کی امام بخاری نے تفسیر کر دی ہے۔ اس کے بعد آنے والی احادیث میں یہ جملہ معلق آیا ہے، ای ان کان الشوم فی شیء ففی الدار والمراة والفرس یعنی اگر

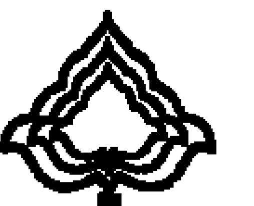


[1] مؤطا امام مالک ۷۹۳، ۳۵۶۷۔

شوم ہوتا ہے تو ان چیزوں میں ہوتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ شوم نہیں ہے۔ اور شوم سے متعلق ان چیزوں کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انسان کا تلازم عام طور پر ان تین چیزوں سے ہوتا ہے، جنہیں چھوڑنا دشوار ہے، اس لئے فرمایا: کہ اگر شوم ہوتا تو ان تین چیزوں میں ہوتا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوہریرہ پر اعتراض کیا تھا کہ ابوہریرہ نے ایک جملہ سن کر بیان کر دیا ہے کیونکہ جب ابوہریرہ اندر داخل ہوئے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: کذبت الیهود یقولون ان الشوم فی المراة والدار والفرس ابوہریرہ نے پہلا جملہ کذبت الیهود یقولون نہیں سنا تھا وہ جب داخل ہوئے تو انہوں نے دوسرا جملہ سن کر بیان کر دیا، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ ابوہریرہ اکیلے تو اس حدیث کو بیان کرنے والے نہیں ہیں دیگر صحابہ بھی اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ جیسے ابوہریرہ نے بیان کی، جیسا کہ اسی باب میں عبد اللہ بن عمر سے یہ حدیث مطلق اور معلق دونوں طرح مروی ہے۔

٥٠٩٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْقَلَانِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرُوا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نحوست کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر نحوست کسی چیز میں ہو تو مکان، عورت اور گھوڑے میں ہو سکتی ہے۔



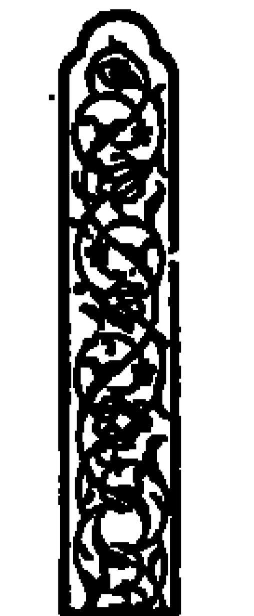
٥٠٩٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی چیز میں (نحوست) ہے تو وہ گھوڑے، عورت اور مکان میں ہے

٥٠٩٦: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ نقصان دینے والا کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔

عورتوں کے فتنہ سے یہی مراد ہے کہ وہ مردوں کو غیر مشروع کام پر مجبور کر دیتی ہیں، جوان آدمی کا غیر عورت سے ناجائز تعلق ہو جائے تو وہ عورت اس کے دین کی بربادی کا سبب بن جاتی ہے۔ بیوی بھی بعض دفعہ اپنے خاوند کو غیر شرعی کام پر یا حرام کمانے پر مجبور کر دیتی ہے۔



حافظ ابن حجر نے تقی الدین سبکی سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے[1] کہ امام بخاری نے حضرت عبد اللہ بن عمر اور سہل بن سعد کی احادیث ذکر کرنے کے بعد اور ترجمہ باب میں آیت کریمہ لانے کے بعد اسامہ بن زید کی یہ حدیث لا کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ شوم ان افراد کے ساتھ خاص ہے جو دین دشمنی اور فتنہ کا باعث بنتے ہیں[2]۔

بَابُ الحُرَّةِ تَحْتَ العَبْدِ

باب: آزاد عورت کا غلام مرد کے نکاح میں ہونا جائز ہے۔

٥٠٩٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ عَتَقَتْ فَخُيِّرَتْ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبُرْمَةٌ عَلَى النَّارِ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرَ الْبُرْمَةَ فَقِيلَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تین سنتیں قائم ہوئی ہیں: انہیں آزاد کیا اور اختیار دیا گیا، نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ولاء کا تعلق آزاد کرنے والے کے ساتھ قائم ہوتا ہے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لائے تو ایک ہانڈی چولہے پر تھی۔ آپ کے لیے روٹی اور گھر کا سالن پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: کیا میں نے ہنڈیا نہیں دیکھی؟ عرض کی گئی۔ وہ تو اس

---

[1] فتح الباری ۹/۱۳۸

[2] دور حاضر میں غیر مسلم عورتوں سے قطع نظر مسلمان کہلانے والی خواتین کی حالت زار دیکھ کر حدیث مذکور کی صداقت میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا، مسلمانوں کی بہو، بیٹیاں زیب و زینت لگا کر ننگے سر، نیم برہنہ حالت میں، چست لباس پہن کر گلیوں بازاروں میں خوف خدا سے عاری ہو کر چلتی پھریں اور غیر محرم لوگ انہیں دیکھ کر محظوظ ہوں تو اس سے بڑا فتنہ اور کون سا ہو سکتا ہے۔ آج کل کورونا وائرس بھی پھیلا ہوا ہے جس سے اہل کفر ہزاروں کی تعداد میں اور اہل اسلام سینکڑوں کی تعداد میں روزانہ لقمہ اجل بن رہے ہیں، لیکن مسلمانوں کے نوجوان اور خاص طور ان کی خواتین اپنی خلاف اسلام روش کو چھوڑنے اور اپنی فتنہ پرور روٹین کو بدلنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ان کی اس ڈھٹائی اور حالت زار کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کی وہ حدیث یاد آجاتی ہے کہ آپ نے فرمایا: اطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاء صحیح بخاری ۳۲۴۱، صحیح مسلم ۲۷۳۷.

یعنی میں نے جہنم کو دیکھا تو اس میں زیادہ جلنے والی عورتیں تھیں، آپ کا اپنی امت کے لئے یہ فرمان بھی ہے واتقوا النساءَ.

فإن أولَ فتنةِ بني إسرائيلَ كانت في النساءِ

صحیح مسلم یعنی عورتوں کے فتنے سے بچ کر رہنا، بنی اسرائیل میں عورتوں کا فتنہ ہی سب سے پہلے واقع ہوا تھا۔

گوشت کی تھی جو حضرت بریرۃ رضی اللہ عنہا کو صدقے میں ملا تھا اور آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اس کے لیے صدقہ تھا اور (اب) ہمارے لیے (اس کی طرف سے) تحفہ ہے۔

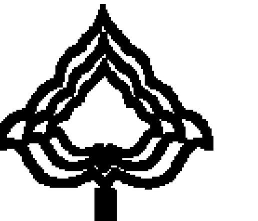
یعنی آزاد عورت کا غلام مرد کے نکاح میں ہونا جائز ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر کسی لونڈی نے کسی غلام سے نکاح کیا ہو، اس کے بعد اس لونڈی کو اس کے مالک نے آزاد کر دیا ہو تو آزاد ہونے کے بعد اگر وہ اپنے خاوند کے نکاح میں رہنا چاہتی ہو تو ترجمہ باب کے مطابق آزاد عورت غلام کے نکاح میں ہوگی، کیونکہ غلام کے نکاح میں رہنے کا لونڈی کو آزاد ہونے کے بعد اختیار ہوتا ہے وہ چاہے تو غلام سے اپنے نکاح کو برقرار رکھے اور اگر چاہے تو اس سے اپنا نکاح فسخ کر لے۔

بَابُ لَا يَتَزَوَّجُ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: {مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ}

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ: «يَعْنِي مَثْنَى أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ» وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: {أُولِي أَجْنِحَةٍ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ} [فاطر: ۱]: «يَعْنِي مَثْنَى أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ»

باب: کوئی بھی مرد اپنے نکاح میں بیک وقت چار سے زیادہ بیویاں نہ رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ

واؤ أو کے معنیٰ میں ہے یعنی دو بیویاں رکھو یا تین یا چار حضرت زین العابدین نے کہا ہے دو یا تین یا چار جیسے سورۃ فاطر میں ہے یعنی دو پروں والے فرشتے یا تین والے یا چار پنکھ والے۔



۵۰۹۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ {وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى} قَالَتْ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَهُوَ وَلِيُّهَا فَيَتَزَوَّجُهَا عَلَى مَالِهَا وَيُسِيءُ صُحْبَتَهَا وَلَا يَعْدِلُ فِي مَالِهَا فَلْيَتَزَوَّجْ مَا طَابَ لَهُ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهَا مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ درج ذیل آیت کے متعلق فرماتی ہیں: اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم بچیوں کے متعلق انصاف نہیں کر سکو گے انہوں نے فرمایا: یتیم لڑکی کسی سرپرست کے زیر کفالت ہوتی، وہ اس کے مال کی وجہ سے اس کے ساتھ نکاح کر لیتا لیکن اس سے اچھا سلوک نہ کرتا اور نہ اس کے مال کے متعلق عدل و انصاف ہی سے کام لیتا، اسے حکم دیا گیا کہ ان کے علاوہ جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کر لو، خواہ دو دو سے یا تین تین سے یا چار چار سے۔





کسی مرد کے لیے ایک ہی وقت میں چار بیویوں سے زیادہ رکھنا جائز نہیں ہے چار بیویوں کی موجودگی میں پانچویں کرنا حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے {فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ}[1] اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے منکوحہ عورتوں کی تعداد کو چار تک بیان کیا ہے، رباع یعنی چار سے زائد ذکر نہیں کیا، فرمان الٰہی ہے: کہ عدل نہ کرنے کی صورت میں یتیم لڑکیوں سے نکاح نہ کرو اگرچہ تم ان کے سرپرست ہو، ان کے



[1] النساء: ۳

علاوہ دو، دو، تین، تین، چار، چار سے کر لو، اس سے زائد کو ذکر نہیں کیا جبکہ فرشتوں کے پروں کا ذکر کرتے ہوئے ویزید کا اضافہ کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ..... فاطر:۱﴾ یعنی سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنیوالا ہے، جو فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے، وہ فرشتے جو دو، دو تین، تین اور چار، چار پروں والے ہیں، وہ اللہ جو چاہتا ہے اپنی مخلوق میں اضافہ کرتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

لیکن منکوحات کو ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یزید کا لفظ ذکر نہیں کیا، لہٰذا معلوم ہوا کہ ایک وقت میں کوئی بھی آدمی چار سے زیادہ بیویاں نہیں رکھ سکتا، یہ آیت اگرچہ اپنے اس موقف پر نص نہیں ہے اس لیئے احادیث کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور احادیث نبویہ اس مسئلہ میں واضح ہیں کہ چار سے زیادہ نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ سنن ابن ماجہ [1] اور سنن ابی داؤد [2] میں حدیث ہے قیس بن حارث نے کہا کہ میں نے اسلام قبول کیا تو میری آٹھ بیویاں تھیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ فرمایا: اخْتَرْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا ان آٹھ میں سے چار کو رکھ لے اور مسند احمد [3] میں غیلان بن سلمہ ثقفی سے مروی ہے کہ اس کی دس بیویاں تھیں جب غیلان مسلمان ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: اخْتَرْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا ان میں سے چار کو اختیار کرلے۔ سنن کبریٰ للبیہقی [4] میں وطلِّق سائرھنّ کے الفاظ بھی ہیں کہ ان میں سے چار کو پسند کرلے اور باقی عورتوں کو طلاق دے دے۔ ایک حدیث میں ایّتھنّ شئت [5] آیا ہے کہ ان میں سے جنہیں تو چاہتا ہے چار کو پسند کرلے۔

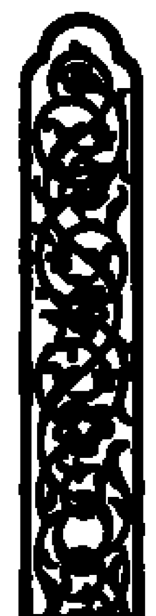


احناف کے ہاں پہلی چار بیویاں جن سے پہلے نکاح کیا تھا انہیں رکھے گا، کیونکہ ان کا نکاح صحیح ہے، چار کے بعد والی کا نکاح فاسد ہوگا، لیکن حدیث ایّتھنّ شئت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے جن کو چاہے وہ چار رکھ لے خواہ ان سے نکاح پہلے ہوا ہو یا بعد میں، چار سے زائد نہیں ہونی چاہیں۔

بعض لوگ جو غلطی کا شکار ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بیویوں کی تعداد معین نہیں ہے، لہٰذا چار سے زیادہ بھی کرسکتا ہے اور وہ اس آیت کریمہ سے غلط استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آیت کریمہ فانکحوا ما طاب لکم من النِّساءِ مثنیٰ و ثلاث ورباع سے ثابت ہوتا ہے اٹھارہ تک بیویاں کی جاسکتی ہیں، کیونکہ مثنیٰ کا معنیٰ دو، دو ہے اور یہ چار ہوگئیں اور ثلاث کا معنی تین، تین ہے اور یہ چھ ہوگئیں اور رباع کا معنی چار، چار ہے اور یہ آٹھ ہوگئیں ان کو جمع کریں تو اٹھارہ ہو جائیں

---

1. سنن ابن ماجہ: ۱۹۵۲
2. سنن ابی داؤد: ۲۲۴۱
3. مسند احمد ۴۶۰۹
4. سنن کبریٰ للبیہقی: ۱۴۰۴۷
5. سنن کبریٰ للبیہقی: ۱۴۰۵۴



گی لہذا اٹھارہ عورتیں ایک ہی خاوند کے نکاح میں جمع ہو سکتی ہیں۔ شیعہ کہلانے والے ایسی باتیں بناتے ہیں۔ اس لیے امام بخاری نے علی بن حسین کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں واؤ بمعنیٰ اوْ ہے۔ لہذا ان عددوں کو جمع نہیں کیا جائیگا کیونکہ ان کا امام جسے یہ لوگ معصوم سمجھتے ہیں اس نے واؤ کو جمع کے لئے نہیں بلکہ واؤ بمعنیٰ اوْ بنایا ہے۔

بعض نے جمع کا یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ مثنیٰ دو اور ثلاث تین یہ پانچ ہو گئیں اور رباع، چار تو چار اور پانچ کو جمع کیا جائے تو یہ نو بیویوں کو جمع کرنے کا جواز ثابت ہو گیا، لیکن علی زین العابدین کے اوْ معنیٰ کرنے سے ان کی بھی تردید ہو گئی اور جمع کرنے کا یہ طریقہ ایک قاعدہ کے بھی خلاف ہے۔ وہ قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی ذی اجزاء چیز کو عدد پر تقسیم کرنا ہو تو عدد کو مکرر لایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جب یہ کہا جائے کہ ان غربا کو دو، دو روپے دے دو، تو ہر غریب کو دو روپے ہی دیے جائیں گے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ تقسیم کرنے والا قائل کے دو دو کے عدد کو جمع کر کے چار چار روپے ہر غریب کو دینا شروع کر دے۔

اصل بات یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے آٹھ یا دس بیویوں والوں کو ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد چار سے زیادہ کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے تو اس کے خلاف دلیلیں گھڑنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

ہماری سعادت اور نجات اسی میں ہے کہ ہم اپنی پوری زندگی محض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کی اتباع اور پیروی میں گزاریں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دیئے ہوئے دین اسلام سے آگے بڑھنے سے گریز کریں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ[1]

بَابُ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

باب: یعنی تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور آنحضرت کا فرمان کہ جو رشتے خون کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں وہ دودھ پینے سے بھی حرام ہوتے ہیں۔

۵۰۹۹: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ؟ فَقَالَ الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں

[1] الحجرات: ۱

تشریف فرماتھے اور انہوں (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) نے سنا کہ کوئی صاحب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! یہ شخص آپ کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میراخیال ہے یہ فلاں شخص ہے آپ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا کا نام لیا۔ اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ فلاں، جو ان کے رضاعی چچا تھے، اگر زندہ ہوتے تو میرے پاس آسکتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں دودھ بھی ان رشتوں کو محرم بنادیتا ہے جنہیں خون بناتا ہے، یعنی دودھ پینے سے وہی رشتہ قائم ہوجاتا ہے جو خون سے قائم ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں دو رضاعی رشتوں کو ذکر کیا گیا ہے وہ رضاعی ماں اور رضاعی بہنیں ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ[1] جبکہ حدیث نبوی میں سارے رضاعی رشتوں کو نسبی رشتوں کی طرح قرار دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یحرم من الرضاعة ما یحرم من النسب[2]

شرح وقایہ میں ایک شعر مکتوب ہے: از مرضعہ ہماں خویش شوند..... از شیر خوار زوجان فروع.

یعنی مرضعہ کی طرف سے سب خویش ہو جائیں گے اور دودھ پینے والے کی طرف سے وہی خویش ہوتے ہیں زوجان سے مراد یہ ہے کہ اگر دودھ پینے والا لڑکا ہے تو جب وہ جوان ہو کر شادی کرے گا تو اس کی بیوی مرضعہ کی اور اس کے خاوند کی بہو بن جائے گی اور اگر دودھ پینے والی لڑکی ہے تو اس کا ہونے والا خاوند ان کا داماد بن جائے گا۔ یہ سب محرم بنیں گے، شیر خوار کے باقی خاندان سے محرمیت کا تعلق نہیں ہو گا اور مرضعہ کی طرف سے اس کے سارے رشتہ دار اس رضیع کے محرم بن جائیں گے۔[3]



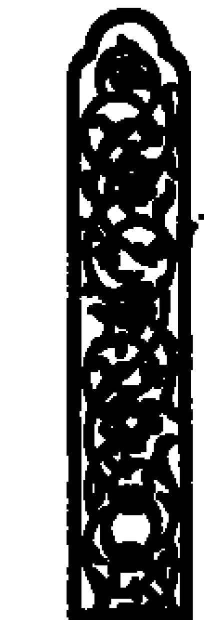
---

[1] النساء:۲۳

[2] صحیح مسلم:۱۴۴۵

[3] مولانا راز کے بقول اس کی تفصیل یہ ہے کہ رضاعت ایسا رشتہ ہے کہ جس کی وجہ سے دودھ پلانے والی عورت (یعنی مرضعہ) اور اسکا خاوند جس کی وجہ سے دودھ پیدا ہوا ہے، مرضعہ کی بیٹی اور اس کی ماں، اسکی بہن، اس کی پوتی، بھتیجی، بھانجی، اسکا باپ، دادا، نانا، اسکا بھائی، اس کا پوتا، نواسا، چچا، بھانجا یہ سب شیر خوار کے محرم بن جاتے ہیں، بشرط کہ شیر خوار نے مرضعہ کا دودھ کم از کم پانچ مرتبہ پیا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ اس نے دودھ پلانے والی کا دودھ مدت رضاعت میں یعنی دو برس کی مدت میں پیا ہو۔

لیکن شیر خوار یعنی جس بچے یا بچی نے مرضعہ کا دودھ پیا ہے، اس کا باپ اور بھائی اور اس کی بہن یا اسکا ماموں یا اس کی ماں، نانی، خالہ وغیرہ دودھ پلانے والی (مرضعہ) پر اور مرضعہ کے شوہر پر حرام نہیں ہوتے، لہذا قاعدہ یہ ہوا کہ دودھ پلانے والی کی طرف سے تو سب لوگ دودھ پینے والے کے محرم بن جاتے ہیں، مگر دودھ پینے والے کی طرف سے وہ خود یا اس کی ہونے والی اولاد محرم ہوتی ہے، شیر خوار کا باپ، بھائی چچا، ماموں، خالہ وغیرہ محرم نہیں بنتے۔



یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یحرم من الرضاعة ما یحرم من النسب سے مراد وہ محرمیت ہے جو حرمة زواج

ابن کثیر نے کہا ہے کہ: وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُم سے بعض نے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ صلبی بیٹوں کی بیویاں حرام ہیں، اس سے رضاعی بیٹا خارج ہوگیا، اس کی بیوی کا یہ حکم نہیں ہے، لیکن یہ استدلال جمہور کے خلاف ہے، جمہور کا مذہب یہی ہے کہ صلبی بیٹے کی طرح رضاعی بیٹے کی بیوی بھی حرام ہے، آیت کریمہ میں مِنْ أَصْلَابِكُم کی قید متبنّیٰ کو نکالنے کے لیے لگائی گئی ہے، متبنّیٰ کی بیوی سے متبنّیٰ بنانے والے کا نکاح ہوسکتا ہے جبکہ وہ اسے طلاق دیدے، اس قید سے رضاعی بیٹے کو نکالنا مقصود نہیں ہے، کیونکہ اسکا نسبی بیٹے سے الحاق ہوگیا ہے۔

قولہ تعالیٰ: أراہ فلانا نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

میں سمجھتا ہوں کہ یہ حفصہ کا رضاعی چچا ہے اس سے حضرت عائشہ کو بھی یاد آگیا کہ میرا بھی رضاعی چچا تھا، اس کے بارہ میں سوال کر لیا کہ اگر وہ زندہ ہوتا تو کیا وہ میرے پاس آسکتا تھا، آپ نے فرمایا ہاں، کیونکہ رضاعی چچا، نسبی چچے کی طرح محرم ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں افلح کا ذکر بھی آتا ہے، کہ اس نے حضرت عائشہ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی اور کہا کہ جس عورت نے تجھے دودھ پلایا ہے میں اس کے خاوند کا بھائی ہوں، یعنی میں تیرا رضاعی چچا ہوں، حضرت عائشہ نے کہا، مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے، تجھ سے میرا محرمیت کا تعلق نہیں ہے۔ لیکن آپ نے فرمایا تھا کہ وہ تیرا چچا ہے، تجھ پر داخل ہو سکتا ہے لہذا یہ دو واقعات ہو گئے۔

اس پر اعتراض ہے کہ اگر حضرت حفصہ کی حدیث میں ذکر ہونے والا واقعہ پہلے کا ہے۔ تو دوسرے واقعہ میں نبی کریم ﷺ سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی کہ وہ مجھ پر داخل ہو سکتا تھا یا نہیں، اور اگر یہ واقعہ بعد کا ہے تو بھی سوال کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

اعتراض کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ چچے کئی قسم کے ہوتے ہیں۔

ایک چچا مرضعہ کے خاوند کا بھائی ہوتا ہے۔

اور دوسرا باپ کا رضاعی بھائی۔

لہذا جس حدیث میں یہ آیا ہے کہ اگر میرا فلاں چچا زندہ ہوتا تو کیا مجھ پر داخل ہو سکتا تھا، اس سے مراد ابوبکر صدیق کا رضاعی بھائی ہے اور حضرت حفصہ والی حدیث میں مرضعہ کے خاوند کا بھائی مراد ہے۔

٥١٠١ ـ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ فَقَالَ أَوَ تُحِبِّينَ ذٰلِكِ فَقُلْتُ نَعَمْ

والنظر و الخلوۃ سے متعلق ہے، لیکن باقی واجبات جیسے نان و نفقہ اور وراثت اور دیت کے مسائل رضاعت سے ثابت نہیں ہوتے، لہذا نسب اور رضاعت پہلی قسم میں ایک جیسے ہیں دوسری قسم میں مختلف ہیں، دوسری قسم کے احکام نسب سے ثابت ہوتے ہیں، رضاعت سے نہیں۔

لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ذَلِكِ لَا يَحِلُّ لِي قُلْتُ فَإِنَّا نُحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ قَالَ عُرْوَةُ وثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِأَبِي لَهَبٍ كَانَ أَبُو لَهَبٍ أَعْتَقَهَا فَأَرْضَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيبَةٍ قَالَ لَهُ مَاذَا لَقِيتَ قَالَ أَبُو لَهَبٍ لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ خيرَ غَيْرَ أَنِّي سُقِيتُ فِي هَذِهِ بِعَتَاقَتِي ثُوَيْبَةَ.

ام المومنین ام حبیبہ بنت ابو سفیان ﷞ سے روایت ہے انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ میری بہن جو ابو سفیان ﷜ کی دختر ہے، سے نکاح کر لیں۔ آپ نے فرمایا: تم اسے پسند کرو گی؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ اب بھی تو میں آپ کی اکیلی بیوی نہیں ہوں۔ میری خواہش ہے کہ میری بہن میرے ساتھ خیر وبرکت میں شریک ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا: وہ تو میرے لیے حلال نہیں میں نے عرض کی: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ حضرت ابو سلمہ ﷜ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: وہ بیٹی جو امّ سلمہ کے بطن سے ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ میری ربیبہ (پہلے خاوند سے اولاد، سوتیلی بیٹی) نہ ہوتی تو بھی میرے لیے حلال نہ تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے، مجھے اور ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ تم مجھ پر اپنی بہنیں اور بیٹیاں نکاح کے لیے نہ پیش کیا کرو۔ عروہ نے کہا: ثویبہ ابو لہب کی لونڈی تھی۔ ابو لہب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ اس نے نبی ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ جب ابو لہب مر گیا تو اس کے کسی عزیز نے اسے (خواب میں) بری حالت میں دیکھا، اس نے پوچھا: تجھ پر کیا بیتی؟ اس نے کہا: جب میں تم سے جدا ہوا ہوں مجھے کبھی آرام نہیں ملا، سوائے اس بات کے کہ میں اس انگلی سے پانی پلایا جاتا ہوں۔ یہ بھی اس وجہ سے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔



قولہ أو تحبین ذلك مطلب ان کا یہ تھا کہ میری دیگر سوکنیں بھی ہیں۔ میری بہن آجائے گی تو اس میں کیا حرج ہے، آپ نے فرمایا کہ وہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔

قولہ: وكان ابو لهب أعتقها ابو لہب کو جب یہ خبر ملی کہ اس کے فوت ہونے والے بھائی عبد اللہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے تو اس نے خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو اپنی انگلی کے اشارے سے آزاد کر دیا، تو اس نے آزاد ہونے کے بعد آپ کو دودھ پلایا، ویسے اسکی آزادی میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ دودھ پلانے کے بعد آزاد ہوئی ہے۔

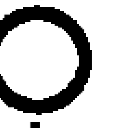
قولہ: سقیت فی هذه علاوہ اس کے کہ میں اس انگلی سے پانی پلایا جاتا ہوں، اس نے لونڈی آزاد کرنے کا کام نبی کریم ﷺ کی ولادت پر آپ کے اعلان نبوت سے پہلے کیا تھا۔ بریلوی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی کرنے سے ایک کافر کو فائدہ ہو سکتا ہے تو مسلمان اگر میلاد منائیں تو ان کو فائدہ کیوں نہیں ہوتا؟ حالانکہ خوشی اس دن



ہوتی ہے جس دن کسی کی پیدائش ہو، لیکن اس دن اگر وفات ہو جائے تو خوشی نہیں ہوتی۔ آپ کی وفات بھی اسی دن ہوئی تھی اور پھر خوشی تو اس دن ہوتی ہے جس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ملے ہزاروں سال بعد خوشی کا اظہار بے معنی چیز ہے، پھر یہ خواب نبی کریم ﷺ نے بیان نہیں کیا کہ اسے دلیل بنایا جائے (1)۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيلِ الرَّضَاعِ وَكَثِيرِهِ

(1) دین اسلام اللہ تعالیٰ کے قرآن اور نبی کریم ﷺ کی سنت وحدیث پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے اور یہ دین نبی اکرم ﷺ پر آپکی مبارک زندگی میں مکمل ہو چکا ہے۔ کسی امتی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس دین میں ترمیم یا کسی قسم کی کمی، بیشی کرے، لیکن بعض لوگ آئے دن اپنی طرف سے بدعات ورسومات گھڑتے ہیں جنکا خیر القرون میں کوئی وجود نہیں ہوتا اور ان بدعات وخرافات کو اسلام میں داخل کر کے دین نبوی کا حلیہ بگاڑنے پر کمربستہ ہیں۔ ان بدعات میں سے ایک نوزائیدہ بدعت نبی پاک ﷺ کے نام سے جشن میلاد النبی منانا ہے جس کی ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ابو لہب نے نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا تھا اور اسے اسکا فائدہ پہنچا تھا، تو اگر ہم آپکی میلاد منائیں گے تو ہمیں اس سے فائدہ کیوں نہیں ہوگا؟ حالانکہ ابو لہب نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت پر آپکا سخت دشمن بن گیا تھا جو آپکے قرآن سنانے پر آپکو پتھر مارا کرتا اور آپ کے جسم مبارک کو زخمی کر دیا کرتا تھا۔ اور جس کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک سورت نازل کی ہے، جسے اہل اسلام پڑھتے اور تبت یدا ابی لہب کی قراءت کر کے دشمن نبی کے لیے بددعائیں کرتے ہیں، اس کے بارہ میں آنیوالے خواب سے میلاد کا جشن کشید کرنا ابولہبی سنت تو ہو سکتی ہے، اسے سنت نبوی نہیں کہا جا سکتا، اور اس کے لونڈی آزاد کرنے کا عمل آپ کی نبوت ورسالت سے پہلے کا عمل ہے اور نبی کریم ﷺ کی سنت ورسالت سے تو تورات اور انجیل منسوخ ہو گئی ہیں تو ابولہبی طریقہ کیسے اب تک باقی رہ سکتا ہے اور یہ خواب بھی غیر نبی کا ہے جس کے ہم مکلف نہیں ہیں۔ اور اس حدیث کا یہ حصہ قال عروہ سے لیکر آخر تک منقطع ہے اس کے راوی عروہ نے یہ نہیں بتایا کہ اسے یہ خواب کس نے بیان کیا ہے؟ تو منقطع خبر حجت کیسے بن سکتی ہے؟ اس خواب کے مطابق جشن میلاد منانے پر نہ نبی اکرم ﷺ نے عمل کیا حالانکہ آپ کی مبارک زندگی میں بارہ میلاد کا دن تریسٹھ مرتبہ آیا اور آپ کی نبوت کی زندگی میں یہ دن تئیس مرتبہ آیا لیکن اتنے لمبے عرصے میں ایک سال بھی آپ نے میلاد کے جلوس کی قیادت نہیں کی اور نہ اس کی راہنمائی کی۔ کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کا دین اسلام لوگوں تک پہنچانے کے لیے تشریف لائے تھے، لوگوں کو اپنے جشنوں پر لگانے کے لیے نہیں، صحابہ کرام اور خلفاء راشدین سے بڑھ کر آپ سے محبت اور کس کو ہو سکتی ہے، لیکن انہوں نے بھی اپنے ادوار خلافت میں اس بدعت پر عمل نہیں کیا، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ علّت موجود ہونے کے باوجود جس کام کو نبی کریم ﷺ نے نہ کیا ہو، اسی علّت کی بنا پر کسی امتی کا اس کام کو کرنا بدعت ہے۔ اور صحابہ اکرام دین میں بدعات کو بہت برا جانتے تھے۔ اس لیے کہ شریعت سازی شارع کا کام ہے اگر امتی یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لے اور دین اسلام میں نئی بدعات کو باعث اجر وثواب باور کر کے لوگوں کو ان پر چلانا شروع کر دے تو نبی اور امتی میں فرق باقی نہیں رہ جاتا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو مخلصین لہ الدین پر عمل کرتے ہوئے خالص دین اپنانے کی اور بدعات ورسومات سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین


باب: اس شخص کی دلیل کا بیان جو کہتا ہے کہ دو سال کے بعد دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو دو سال پورے یہ اس شخص کے لیے ہے جو رضاعت پوری کرنا چاہتا ہے اور رضاعت قلیل و کثیر سے حرمت ثابت ہونے کا بیان

۵۱۰۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَأَنَّهُ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ كَأَنَّهُ كَرِهَ ذَلِكَ فَقَالَتْ إِنَّهُ أَخِي فَقَالَ انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو ان کے پاس ایک آدمی تھا۔ یہ دیکھ کر آپ کا چہرہ متغیر سا ہوگیا، گویا آپ نے اس کی موجودگی کو برا محسوس کیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: خوب غور کیا کرو کہ تمہارے بھائی کون ہیں؟ رضاعت تو بھوک سے ثابت ہوتی ہے

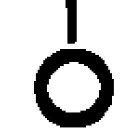


ص علماء اسی کے قائل ہیں کہ دو سال کے بعد کسی عورت کا دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی ان کے ہاں سالم کا واقعہ اسی کے ساتھ خاص ہے، اسے پہلے متبنّٰی بنایا گیا تھا، قرآن کریم میں جب تبنّی کی نفی آئی تو سہلۃ نے نبی کریم ﷺ کے پاس اسکا شکوہ کیا کہ اس کی ہمارے پاس اکثر آمد و رفت ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا: اسے دودھ پلا دے، اس نے کہا وہ بڑا ہو چکا ہے، آپ نے فرمایا مجھے بھی علم ہے کہ وہ بڑا ہے [1]۔

اس لیے اس واقعہ کو سالم کے ساتھ خاص سمجھتے تھے، حضرت عائشہ صدیقہ اس بات کی قائل تھیں کہ ضرورت کے لیے دوسروں کے لیے بھی جائز ہے امام ابن تیمیہ بھی ضرورت کے لیے رضاعت کبیر کے قائل تھے کہ اگر کسی کو محرم بنانا ہو تو اسے دودھ پلایا جا سکتا ہے، اگر اس عورت کا اپنا دودھ نہ ہو تو اپنی، بہن یا بھتیجی یا بھانجی کا پلا دے، تو دودھ پینے والا اسکا محرم بن جائیگا، لیکن بغیر ضرورت کے نہیں ہونا چاہیے۔



جمہور علماء رضاعت کبیر کے قائل نہیں ہیں ان کے نزدیک سالم کا واقعہ اس کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔



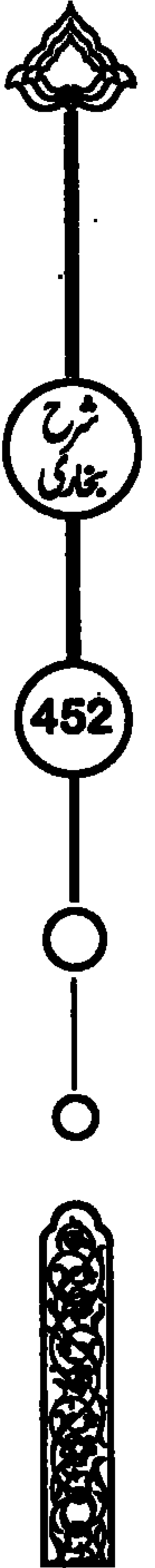
قولہ: وما يحرم من قليل الرضاع وكثيره یہ مسئلہ بھی اختلافی ہے کہ محرّم دودھ کی مقدار کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ایک قول کے مطابق امام احمد اور امام بخاری اس بات کے قائل ہیں کہ قلیل و کثیر رضاع محرم ہے۔ لیکن امام شافعی، اور ایک قول کے مطابق امام احمد، اسحاق، ابن حزم اور اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ کوئی بچہ کسی عورت کا کم از کم پانچ دفعہ دودھ پیئے تو حرمت ثابت ہوتی ہے۔ یعنی وہ بچہ ایک دفعہ دودھ پیئے پھر اپنی مرضی سے چھوڑے تو یہ ایک



[1] مسلم (۲۶) ۱۴۵۳

مرتبہ ہو گا۔ اسی طرح جب پانچ مرتبہ کسی عورت کا دودھ پیئے گا تو اسکا بیٹا بن جائیگا اور حرمت ثابت ہو جائے گی۔
ان کی دلیل حضرت عائشہ کی وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں مروی ہے۔ أنها قالت: كان فِيمَا أُنْزِلَ من القرآن: عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ، ثم نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ الله۔صلى الله عليه وسلم۔وهُنَّ فِيمَا يُقْرَأُ من القرآن[1]

گویا قرآن کریم میں آخری حکم پانچ مرتبہ دودھ پینے کا ہے اور یہ دس رضعات کا ناسخ ہے، اگرچہ پانچ رضعات والی آیت منسوخ التلاوت تھی لیکن ان کا حکم باقی ہے اور جن لوگوں کو ناسخ نہیں پہنچا تھا وہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد بھی اس آیت کو پڑھا کرتے تھے اور نسخ کا علم ہونے پر اس کی تلاوت کو چھوڑ دیا، رضاعت کے مطلق محرم ہونے کے قائل کہتے ہیں کہ قرآن کے مطلق پر عمل کرنا چاہیے، کیونکہ قرآن کریم میں یہ حکم مطلق آتا ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ[2]
یہ قلیل وکثیر سب کو شامل ہے اور نبی کریم ﷺ سے بھی جب کبھی پوچھا جاتا تھا تو آپ بھی سائل سے دریافت نہیں کیا کرتے تھے کہ کتنی بار دودھ پیا ہے۔ جو پانچ رضعات کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ قلیل رضاعت محرم نہیں ہے کیونکہ حدیث میں آتا ہے۔ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ[3]



یعنی ایک یا دو دفعہ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ بعض اس حدیث سے کے پیش نظر کہتے ہیں کہ ایک دو دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، تین دفعہ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ لیکن خمس رضاعت والی حدیث پر عمل کرنے سے کسی حدیث کا ترک لازم نہیں آتا ہے۔

بَابُ لَبَنِ الفَحْلِ
باب: لبن فحل کا بیان

۵۱۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ.
سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ ابو قعیس کا بھائی افلح آیا اور اس نے گھر آنے کی اجازت طلب کی جبکہ وہ آپ کا رضاعی چچا تھا۔ یہ پردے کی آیات اترنے کے بعد کا واقعہ ہے۔ (سیدہ عائشہ ؓ فرماتی ہیں:) میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا: جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے یہ واقعہ بیان

---
1. صحیح مسلم: رقم الحدیث۔ ۱۴۵۲
2. النساء: ۲۳
3. صحیح مسلم (۱۷) ۱۴۵۰

کیا۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ اسے اجازت دے دیا کروں۔

فحل کی طرف لبن کی نسبت مجازاً کی گئی ہے کیونکہ وہ اس دودھ میں سبب بنتا ہے جو شیر خوار پیتا ہے کیونکہ یہ مرضعہ کا خاوند ہے اس نے اس سے جماع کیا جس کی وجہ سے حاملہ ہونے پر مرضعہ کی چھاتی میں دودھ پیدا ہوا گویا اس دودھ میں مرضعہ کے خاوند کا دخل ہے اس لیے مرضعہ کے خاوند سے بھی شیر خوار کی حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور لبن فحل کو ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے کہ ایک عورت نے ایک مرد سے نکاح کیا جس سے اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور دودھ اس خاوند کی وجہ سے پیدا ہوا۔ اب اگر اس عورت کا خاوند فوت ہو جائے یا اسے طلاق دیدے یا یہ عورت حاملہ ہو اور اس کا خاوند فوت ہو جائے اور وضع حمل کے بعد یہ عورت کسی اور سے نکاح کر لے، اب کوئی بچہ اسکا دودھ پئے تو محرمیت کا تعلق دوسرے خاوند سے نہیں ہو گا۔ بلکہ محرمیت کا تعلق پہلے خاوند سے ہو گا جس نے اسے طلاق دے دی ہے یا حمل کے بعد فوت ہو گیا ہے کیونکہ شیر خوار بچے نے جو دودھ پیا ہے وہ پہلے خاوند کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔

بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ

باب: مرضعہ کی شہادت کا بیان



٥١٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ لَكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ أَرْضَعْتُكُمَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ لِي إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا وَهِيَ كَاذِبَةٌ فَأَعْرَضَ عَنِّي فَأَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ قُلْتُ إِنَّهَا كَاذِبَةٌ قَالَ كَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ أَنَّهَا قَدْ أَرْضَعَتْكُمَا دَعْهَا عَنْكَ وَأَشَارَ إِسْمَاعِيلُ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى يَحْكِي أَيُّوبَ.

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو ایک سیاہ فام عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں نے فلاں عورت سے نکاح کیا تو ایک عورت نے آکر کہا ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، حالانکہ وہ جھوٹ بولتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف سے منہ پھیر لیا۔ میں نے آپ کے چہرہ انور کی طرف آکر عرض کی: وہ عورت جھوٹ کہتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب اس بیوی سے نکاح رہ سکے گا جبکہ اس عورت نے تمہیں دودھ پلانے کی شہادت دی ہے؟ اس عورت کو اپنے سے الگ کر دو۔ (راوی حدیث) اسماعیل بن علیہ نے اپنی شہادت اور درمیان والی انگلی سے اشارہ کر کے بتایا کہ شیخ ایوب نے اس طرح اشارہ کیا تھا۔





یعنی اکیلی مرضعہ کی شہادت سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، امام احمد، اسحق اور اہل حدیث کا یہی مذہب ہے۔

قولہ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً یہ عورت ام یحیٰی بنت ابی اہاب تھی جس سے نکاح کیا تھا۔

قولہ: دعها عنك آپ نے اسے طلاق دینے کا حکم نہیں دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رضاعت ثابت ہونے کے بعد دونوں میں حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور محرم سے کیا ہوا نکاح باطل ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا يَحْرُمُ

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَتَيْنِ إِلَى قَوْلِهِ. ﴿إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾ وَقَالَ أَنَسٌ: ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ﴾ «ذَوَاتُ الْأَزْوَاجِ الْحَرَائِرُ حَرَامٌ» ﴿إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ «لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يَنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ مِنْ عَبْدِهِ» وَقَالَ: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «مَا زَادَ عَلَى أَرْبَعٍ فَهُوَ حَرَامٌ، كَأُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ»

باب: کونسی عورتیں حلال اور کونسی حرام ہیں

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں حرام ہیں آخر تک۔ اور حضرت انس نے کہا والمحصنات من النساء سے مراد خاوند والی آزاد عورتیں ہیں وہ بھی حرام ہیں اور إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی کی لونڈی اس کے غلام کے نکاح میں ہو تو وہ اس سے طلاق دلوا کر اسے اپنی بیوی بنا سکتا ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے چار بیویوں کے ہوتے ہوئے پانچویں سے نکاح کرنا اسی طرح حرام ہے جیسے اپنی ماں بیٹی اور بہن سے نکاح کرنا حرام ہے۔

٥١٠٥. وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي حَبِيبٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ الْآيَةَ وَجَمَعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَامْرَأَةِ عَلِيٍّ وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ لَا بَأْسَ بِهِ وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ وَجَمَعَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَيْنَ ابْنَتَيْ عَمٍّ فِي لَيْلَةٍ وَكَرِهَهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ لِلْقَطِيعَةِ وَلَيْسَ فِيهِ تَحْرِيمٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ﴾ وَقَالَ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا زَنَى بِأُخْتِ امْرَأَتِهِ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ وَيُرْوَى عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَأَبِي جَعْفَرٍ فِيمَنْ يَلْعَبُ بِالصَّبِيِّ إِنْ أَدْخَلَهُ فِيهِ فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ أُمَّهُ وَيَحْيَى هَذَا غَيْرُ مَعْرُوفٍ وَلَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا زَنَى بِهَا لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي نَصْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَرَّمَهُ وَأَبُو نَصْرٍ هَذَا لَمْ يُعْرَفْ

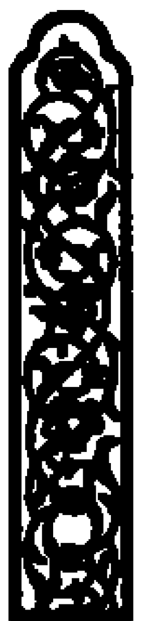
بِسَمَاعِهِ مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيُرْوَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ وَبَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ تَحْرُمُ عَلَيْهِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا تَحْرُمُ حَتَّى يُلْزِقَ بِالْأَرْضِ يَعْنِي يُجَامِعَ وَجَوَّزَهُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ وَالزُّهْرِيُّ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عَلِيٌّ لَا تَحْرُمُ وَهَذَا مُرْسَلٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: نسب سے سات عورتیں حرام ہیں اور سسرال کے زریعے بھی سات عورتیں حرام ہیں، پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ تم پر تمہاری مائیں حرام ہیں۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور ان کی بیوی دونوں سے نکاح کر کے بیک وقت اپنے پاس رکھا۔ حضرت ابن سیرین نے کہا اس میں کوئی قباحت نہیں۔ امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے ایک بار تو اسے مکروہ کہا پھر کہنے لگے اس میں چنداں حرج نہیں۔ حضرت حسن بن حسن بن علی نے اپنے دونوں چچا کی دو بیٹیوں کو ایک ساتھ اپنے نکاح میں ایک رات جمع کیا۔ حضرت جابر بن زید (تابعی) نے اسے مکروہ خیال کیا کیونکہ اس میں قطع رحمی کا اندیشہ ہے لیکن حرام نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مذکورہ محرکات کے علاوہ باقی عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: سالی سے زنا کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی۔ یحیی کندی، امام شعبی اور ابو جعفر سے بیان کرتے ہیں کہ جس نے کسی بچے کے ساتھ برا کام کیا تو اس کی ماں کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا۔ یحیٰی کندی غیر معروف آدمی ہے اور اس مسئلے میں اس کی متابعت نہیں کی گئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر کسی نے ساس سے زنا کیا تو اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی لیکن ابو نصر نامی راوی ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ بیوی حرام ہو جائے گی لیکن ابو نصر کا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سماع معروف نہیں۔ البتہ عمران بن حصین، جابر بن زید رضی اللہ عنہ حسن بصری اور بعض اہل عراق سے مروی ہے کہ بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیوی حرام نہیں ہوگی تا آنکہ اس کی ماں کو زمین سے ملا دے، یعنی اس سے جماع کرے۔ سعید بن مسیب، حضرت عروہ اور امام زہری ؒ نے اسے (مذکورہ صورت میں بیوی کے ساتھ رہنا) جائز قرار دیا ہے۔ امام زہری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ حرام نہیں ہوتی لیکن یہ مرسل روایت ہے۔



قرآن کریم میں چودہ حرام رشتوں کو ذکر کیا گیا ہے جن سے کسی بھی شخص کا نکاح کرنا حرام ہے۔ ان میں سے سات رشتے نسبی ہیں اور سات رشتے صہری اور رضاعی ہیں جو حرام ہیں، سات نسبی رشتے جو حرام ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں آگئے ہیں۔

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ [1]



---

[1] النساء، ۲۳

یعنی مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں اور بھانجیاں۔

صہری ورضاعی رشتے جو حرام ہیں وہ یہ ہیں۔

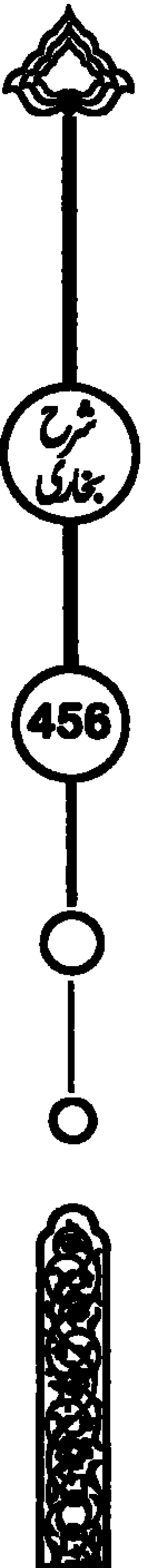
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ أُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَ رَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمْ وَ أَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ [1]

یعنی رضاعی مائیں، رضاعی بہنیں، بیویوں کی مائیں، بیٹوں کی بیویاں، بیویوں کی پچھلگ بیٹیاں سالیاں، اور شادی شدہ عورتیں ان سب سے نکاح کرنا حرام ہے۔

اور دو حرام رشتے حدیث نبوی میں ذکر ہوئے ہیں۔

پھوپھی اور بھتیجی کو ایک آدمی کے نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، دوسرا ماسی اور اس کی بھانجی کو ایک آدمی کے نکاح میں جمع کرنا حرام ہے [2]۔ ان حرام رشتوں کے علاوہ باقی کو قرآن کریم میں (وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ) کہہ کر حلال قرار دیا ہے۔



قرآن پاک میں اگرچہ دو رضاعی رشتوں کو ذکر کیا گیا ہے لیکن حدیث میں ہے کہ جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہیں وہ رضاعت کی وجہ سے بھی حرام ہیں۔

ارشاد نبوی ہے: یحرم من الرضاعة ما یحرم بالنسب [3]

لہذا! رضاعی ماں اور رضاعی بہن کی طرح رضاعی بیٹی، رضاعی پھوپھی، رضاعی خالہ، رضاعی بھتیجی، رضاعی بھانجی بھی حرام ہے۔

قرآن مجید میں أُمَّهَاتُكُمْ میں ماں، دادی، نانی سب داخل ہیں۔ امہات کا اطلاق اگرچہ حقیقت میں ماں پر ہی ہوتا ہے، اور دادی، نانی پر یہ لفظ مجازاً بولا جاتا ہے۔ لیکن یہاں عموم مجاز مراد ہے، جس میں سارے اصول آجاتے ہیں، اسی طرح بنات میں لڑکی، پوتی، نواسی سب داخل ہیں بیٹی پر بنت کا اطلاق اگرچہ حقیقتاً ہے اور پوتی، نواسی پر مجازاً ہے۔ لیکن یہاں عموم مجاز مراد ہے یعنی مجازی معنیٰ حقیقی اور مجازی دونوں کو شامل ہے۔

أَخَوَاتُكُمْ کا لفظ بھی عینی، اخیافی اور علاتی سب کو شامل ہے عمات بھی عام ہے۔ اپنی پھوپھی ہو یا باپ کی یا ماں کی ان سب پر عمات کا لفظ بولا جاتا ہے۔ ایسے ہی خالات بھی عام ہے اپنی خالہ ہو یا باپ کی یا ماں کی بنات الاخ میں بھی بھائی کی اولاد آجاتی ہے، خواہ اسکی بیٹی ہو یا پوتی ہو اور نواسی ہو، ایسے ہی بنات الاخت میں بہن کی بیٹی اور اس کی پوتی اور نواسی

---

1. النساء: ۲۳، ۲۴
2. النساء: ۲۴
3. صحیح مسلم (۹) ۱۴۴۵

بھی داخل ہے۔

قولہ: إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

یعنی جو عورت ملک یمین میں آجائے وہ حلال ہے، اسے علماء نے جہاد کے ساتھ خاص کیا ہے، یعنی جنگ و جہاد میں کفار کی جو عورت قید ہو کر آجائے وہ جس کے حصے میں آئے گی اس کے لیے حلال ہو گی۔

احناف کے نزدیک اگر اسکا خاوند بھی ساتھ ہی گرفتار ہو کر آجائے تو پھر حلال نہیں ہے۔

لیکن قرآن کریم کی آیت عام ہے، خاوند ساتھ ہو یا نہ ہو وہ حلال ہے، اس کا ملک میں آنا یا اسے خریدنا ہی نکاح ہے۔

قولہ: لا یریٰ بأساً

یعنی اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی کا نکاح کسی غلام سے کیا ہو، تو وہ اس سے طلاق دلوا کر اسے اپنی بیوی بنا سکتا ہے، یا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا غلام ماذون لہ ہو، اور تجارت کرتے ہوئے لونڈیاں خرید لائے تو مالک ان میں سے کوئی لونڈی لے سکتا ہے۔ کیونکہ غلام کی لونڈی مالک کی لونڈی ہے۔

قولہ: وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ

بعض کے نزدیک یہ آیت عام ہے، لیکن سورۃ مائدہ کی آیت سے اہل کتاب کی عورتیں اس سے خارج ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس آیت میں مشرک سے اسمی مشرک مراد ہیں، یعنی مشرک کا لفظ عابد الاوثان پر بولا جاتا ہے۔ جبکہ اہل کتاب وصفی طور پر مشرک ہیں، لہذا اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔



قولہ: وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ[1] حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي حَبِيبٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، حَرُمَ

قولہ: وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ

لیکن دو رضاعی رشتوں کو ملا کر صہری رشتے سات بنتے ہیں۔

قولہ: وَجَمَعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ یہ عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب ہیں جو حضرت علی کے بھتیجے ہیں، کیونکہ جعفر حضرت علی کے بھائی ہیں، عبد اللہ بن جعفر نے حضرت علی کی بیٹی زینب بنت علی اور حضرت علی کی (سابقہ) بیوی لیلیٰ سے ایک ہی وقت میں نکاح کر کے دونوں کو جمع کیا اور اس سے مراد عبد اللہ کی ساس نہیں ہے۔ لیکن حضرت علی کی کوئی دیگر بیوی مراد ہے، جس سے معلوم ہوا کہ سوتیلی ساس (یعنی ساس کی سوکن سے نکاح ہو سکتا ہے اور معلوم ہوا کہ چچا کی سابقہ بیوی سے بھی نکاح ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ عبد اللہ بن جعفر نے چچی سے نکاح کیا تھا۔



[1] امام بخاری نے اپنے استاذ امام احمد بن حنبل سے اپنی صحیح میں دو احادیث روایت کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے جو کتاب النکاح میں مروی ہے اور دوسری کتاب المغازی میں گزر چکی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امام بخاری اپنے علمی سفر میں امام احمد کے اکثر مشائخ و اساتذہ سے ملاقات کر چکے تھے۔ اس لیے وہ اکثر احادیث امام احمد کے واسطہ کے بغیر ان کے مشائخ سے روایت کرتے ہیں۔ انہیں امام احمد سے روایت کرنے کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ (فتح الباری ۹/۱۵۴)

مولوی عبدالرحمن پٹھان کہا کرتا تھا کہ چچی سے نکاح کرنا حرام ہے، کیونکہ چچا بھی باپ ہوتا ہے اور باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا حرام ہے، قرآن کریم میں چچے کو باپ کہا گیا ہے، قرآن مجید میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ میں ہے۔

إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ ①

حضرت اسحاق علیہ السلام تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے باپ تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے چچا تھے۔ تو یہاں چچا کو باپ کہا گیا ہے، جبکہ وہ بھی باپ ہے تو باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے لہذا چچی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ چچے پر باپ کا اطلاق مجازی ہے۔ یہ اطلاق حقیقی نہیں ہے اور نہ ہی اجماع پایا جاتا ہے۔ لہذا یہاں عموم مجاز کا دعویٰ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ بعض کہہ دیا کرتے ہیں کہ چچی بھی ساس ہی ہوتی ہے اس لئے اس سے نکاح نہیں ہونا چاہیے، لیکن عبد اللہ بن جعفر کا چچی سے نکاح کرنا ان سب کی تردید کرتا ہے۔ امام بخاری بھی اس کے جواز کے قائل ہیں۔

قولہ: بين ابنتي عم في ليلة



یعنی حسن بن حسن بن علی نے اپنے دو چچا کی دو بیٹیوں کو اپنے نکاح میں ایک ساتھ جمع کیا تھا۔ ان میں سے ایک محمد بن علی کی بیٹی تھی اور دوسری عمر بن علی کی بیٹی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ دو چچیری بہنیں ایک آدمی کے نکاح میں جمع ہو سکتی ہیں اور جمع بین الاختین سے ان کا الحاق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جمع بین الاختین حرام ہے۔ بعض نے ان کا ان سے الحاق کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بڑا قریبی رشتہ ہے۔ ان کو جمع کرنے سے وہ سوکنیں بن جائیں گی اور ان کا رشتہ منقطع ہو جائے گا اور قرآن کریم میں رشتے ناطے توڑنے سے روکا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ②

اور قطع ارحام کی علت یہاں بھی پائی جاتی ہے اس لئے دو چچیری بہنوں کو جمع کرنا جائز نہیں ہے۔

لیکن امام بخاری کی رائے یہ ہے کہ ایسے معاملات میں نص کی ضرورت ہے اور یہاں ممانعت کی کوئی نص نہیں بلکہ وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ ③ سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے اور اگر علتوں کی بنا پر اس مسئلہ کو عام کیا جائے تو سارے قرابتدار رشتوں میں نکاح نہیں ہو سکے گا۔ جبکہ نبی اکرم ﷺ نے پھوپھی، بھتیجی اور ماسی، بھانجی کا الحاق جمع بین الاختین سے کیا ہے، آپ سے کسی دیگر رشتے کا الحاق ثابت نہیں ہے اس لیے دو چچیری بہنوں کو ایک آدمی کے نکاح



① البقرہ: ۱۳۲
② سورہ محمد: ۲۲
③ النساء: ۲۴

میں جمع کرنا جائز ہے۔

قولہ: عن ابن عباس اذا زنی باخت امراتہ یہ حرمت مصاہرت کا مسئلہ ہے، یعنی جس طرح کسی عورت کے ساتھ شرعی نکاح کرنے سے بیوی کی ماں حرام ہو جاتی ہے تو کیا کسی عورت سے زنا کرنے سے بھی مزنیہ کی ماں حرام ہو جائے گی۔

احناف اس بات کے قائل ہے کہ مزنیہ کی ماں بھی ساس کی طرح حرام ہو جاتی ہے اور سالی سے ملاپ کرنے سے زانی کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

لیکن مالکیوں اور شافعیوں کے نزدیک زنا کرنے سے یہ حرمت ثابت نہیں ہوتی، شرعی نکاح کرنے سے ہی بیوی کی ماں، ساس بنتی ہے زنا سے نہیں ہوتی۔

احناف کا خیال یہ ہے کہ صرف جماع کو بھی حرمت میں دخل ہے کیونکہ نکاح میں شریعت نے بعض جگہ جماع کی قید لگائی ہے۔ جیسا کہ ربائب کے بارہ میں فرمایا۔

وربائبکم اللاتی فی حجورکم من نسائکم اللاتی دخلتم بھن

اور اگر جماع نہ ہو تو فرمایا



فإن لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم [1]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف دخول اور جماع کا بھی حرمت میں دخل ہے۔

لیکن شافعی اور مالکی اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حلال جماع کا حرمت میں دخل ہے۔ حرام کا اس میں دخل نہیں ہے، اگر حرام دخول کو دخل ہوتا تو قرآن اس کو بھی بیان کر دیتا۔

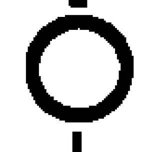
حنفی اس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں جس میں باپ کی منکوحہ کا ذکر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَا تَنکِحُوا مَا نَکَحَ آبَاؤُکُم مِّنَ النِّسَاءِ [2]

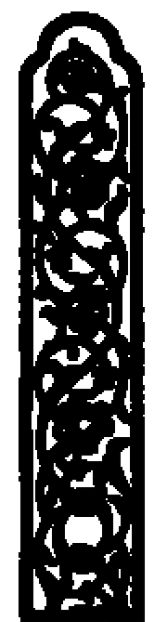
وہ کہتے ہیں کہ یہاں نکاح سے مراد جماع ہے۔ یعنی جس عورت سے تمہارے باپ نے جماع کر لیا ہے اس سے تم نکاح نہ کرو۔

حنفی کہتے ہیں کہ اس حکم میں لونڈی بھی داخل ہے تو مزنیہ بھی داخل ہو جائے گی۔ مالکی اور شافعی اس کا جواب دیتے ہیں کہ وَلَا تَنکِحُوا مَا نَکَحَ آبَاؤُکُم مِّنَ النِّسَاءِ سے مراد حلال جماع ہے جسے قرآن نے ذکر کیا ہے اور لونڈی اس میں اس لیے داخل ہے کہ اس سے بھی جماع حلال ہوتا ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے مزنیہ جس سے حرام دخول ہوا ہے وہ اس میں داخل نہیں ہے۔

احناف عقلی دلیل پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حرمت مصاہرت میں عورت اس لیے حرام ہوتی ہے کہ اس سے







---

[1] النساء:۲۳

[2] النساء:۲۲

علاقہ جزئیت کا پیدا ہو جاتا ہے، کیونکہ بچہ اپنے والدین کی طرف منسوب ہوتا ہے اور اپنے والدین کی جزء ہوتا ہے اور اس کے والدین اپنے والدین کی جزء ہوتے ہیں لہذا بچہ اپنے والدین کی جزء ہونے سے اوپر ان کے والدین کا جزء بن جاتا ہے، اس لیے کہ جماع کرنے سے علاقہ جزئیت کا پیدا ہو جاتا ہے، جماع خواہ حلال ہو یا حرام ہو۔ لہذا حرمت ثابت ہونی چاہیئے، یہ عجیب دلیل بنائی ہے، لیکن اس پر یہ اعتراض آتا ہے کہ اگر جماع کرنے سے علاقہ جزئیت کا پیدا ہوتا ہے تو بیوی بھی حرام ہونی چاہیے، کیونکہ بیوی سے جماع کرنے سے وہ جزء بن گئی لہذا حرام ہو گئی۔

احناف کہتے ہیں کہ واقعی یہ چیز لازم تو آتی ہے لیکن یہ بڑی تکلیف دہ بات ہے کہ اس طرح بیوی سے ایک دفعہ ہی جماع ہو سکے گا اس کے بعد نہیں ہو سکے گا۔ اس لیے یہ حلال ہی رہے گی اور یہ حرمت اس کی ماں کی طرف منتقل ہو جائے گی یہ سب ان کی فضول اور لغو باتیں ہیں، قرآن کریم میں: وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ [1] کے عموم کے بعد ایسے تکلفات کی ضرورت نہیں ہے۔

احناف کی کتابوں میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص (اندھیرے) میں اپنی بیوی کے پاس گیا لیکن جسے مس کیا وہ اس کی بالغ لڑکی تھی تو اس سے بیوی حرام ہو جائے گی، بیوی حلال کو حرام کر دیتے ہیں۔

قولہ: فیمن یلعب بالصبی

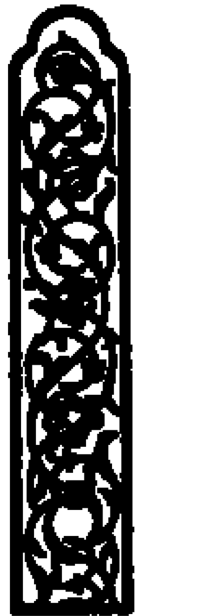


یعنی جو شخص کسی بچے سے لواطت کرے تو اس کی ماں اس پر حرام ہو جائے گی، لیکن اس کا راوی یحیی، غیر معروف ہے اور اس پر اس کی کسی نے متابعت بھی نہیں کی۔

قولہ: إذا زنی بها

یعنی اگر اپنی ساس سے زنا کر بیٹھے تو اس سے اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی۔ چونکہ حرمت مصاہرت کا مسئلہ اختلافی ہے۔ اس اختلاف سے نکلنے کے لیے کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ [2] عام ہے۔ جس سے مالکیوں اور شافعیوں کے موقف کی تائید ہوتی ہے، اور ابن ماجہ میں مرفوع حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا لا یحرم الحرام الحلال [3] حرام فعل سے حلال فعل تو حرام نہیں ہو جائے گا۔ یہ روایت اگرچہ عبد اللہ بن عمر کی وجہ سے ضعیف ہے۔ لیکن حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی دوسرا اثر صحیح ثابت ہے۔ ان وطء الحرام لا یحرم [4] یعنی حرام وطی سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، یہ اثر مصنف ابن شیبہ اور بیہقی کے حوالے سے ارواہ الغلیل میں مروی



1. النساء: ۲۴
2. النساء: ۲۴
3. سنن ابن ماجہ: ۲۰۱۵
4. ارواء الغلیل ج ۶ ص ۲۸۷

ہے ①۔

① حرمت مصاہرت کے بارہ میں صحیح موقف شوافع کا ہے، قرآن کریم میں سورہ الانعام کی آیت کریمہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ آیت:۱۶٤

اور جو شخص بھی کوئی برا فعل کرتا ہے اسکا بوجھ اسی پر ہے اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔ لہٰذا ساس یا سالی سے زنا کرنے والے کی سزا مجرم کو ہی دی جائے گی اور وہی اسکا ذمہ دار ہو گا۔ اس کے جرم کا وبال اس کی منکوحہ بیوی پر نہیں ڈالا جائیگا اور اسے آدمی سے جدا کر کے بے سہارا نہیں کیا جائیگا۔ سنن ابن ماجہ میں مرفوع حدیث ہے لایحرم الحرام الحلال اس کی سند میں اگرچہ عبد اللہ بن عمر ضعیف راوی ہے لیکن اس نے حدیث کو نافع سے روایت کیا ہے اور جب عبد اللہ بن عمر نافع سے روایت کرے تو نافع میں یہ ثقہ ہوتا ہے جیسا کہ یحییٰ بن معین نے کہا ہے:

قال الدارمی: قلت لابن معین: کیف حالہ فی نافع قال: صالح ثقۃ میزان ۲/۴۶۵

یعنی امام دارمی کہتے ہیں میں نے یحییٰ بن معین سے کہا عبد اللہ بن عمر نافع سے روایت کرنے میں کیسا ہے تو انہوں نے کہا: لائق اور ثقہ یعنی معتبر ہیں۔ امام بخاری نے عبد اللہ بن عباس سے جو اقوال نقل کئے ہیں وہ بھی اس حدیث کے مؤید ہیں قال عکرمۃ عن ابن عباس: اذ زنی باخت امراتہ لم تحرم علیہ امراتہ یعنی سالی سے زنا کرنے سے اس پر اس کی بیوی حرام نہیں ہو گی۔ نیز فرمایا: عن عکرمۃ عن ابن عباس: اذا زنی بھا لا تحرم علیہ امراتہ کوئی شخص اپنی خوش دامن سے زنا کرے تو اس پر اس کی بیوی حرام نہیں ہو گی۔

حافظ ابن حجر: نے کہا ہے کہ یہ جمہور کا مذہب ہے کہ زنا کرنے یا شہوت کے ساتھ چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ وہ لکھتے ہیں:

وأبی ذلك الجمهور وحجتهم أن النكاح فی الشرع إنما يطلق على المعقود عليها لا على مجرد الوطء وأيضا فالزنا لا صداق فيه ولا عدة ولا ميراث: قال ابن عبد البر: وقد اجمع أهل الفتوى من الأمصار على أنه لا يحرم على الزانی تزوج من زنى بها فنكاح أمها وابنتها أجوز...... فتح الباری ۹/۱۵۷

یعنی جمہور علماء نے اس بات کا انکار کیا ہے کہ زنا کرنے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ میں نکاح کا اطلاق عقد پر ہوتا ہے، صرف وطی پر نکاح کا لفظ نہیں بولا جاتا، پھر یہ بھی پیش نظر رہے کہ زنا کرنے میں مزنیہ کے لیے نہ حق مہر ہوتا ہے اور نہ اس پر عدت آتی ہے اور نہ ہی اس کے لیے وراثت ہوتی ہے، جبکہ شرعی نکاح کرنے میں منکوحہ بیوی کے لیے حق مہر بھی ہوتا ہے، اور طلاق یا وفات کی صورت میں اس پر عدت بھی آتی ہے اور وہ خاوند کے ترکہ سے اپنا ورثہ بھی لیتی ہے، تو حرمت مصاہرت میں زنا کو نکاح کا حکم کیسے دیا جا سکتا ہے؟

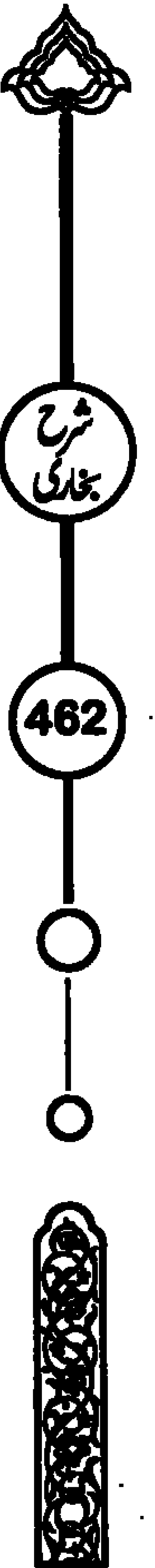
علامہ ابن عبد البر نے کہا ہے اسلامی شہروں کے تمام اہل فتویٰ اس بات پر متفق ہیں کہ زانی پر اپنی مزنیہ سے نکاح کرنا حرام نہیں ہے، تو جب زانی اپنی مزنیہ سے نکاح کر سکتا ہے تو اس کی ماں اور اس کی بیٹی سے بالاولیٰ نکاح کر سکتا ہے۔

بَابُ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ

باب: اللہ کے فرمان کا بیان اور حرام ہیں تم پر تمہاری بیویوں کی لڑکیاں جو وہ دوسرے خاوند سے لائیں جن کی تم پرورش کرتے ہو جب ان بیویوں سے دخول کر چکے ہو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «الدُّخُولُ وَالمَسِيسُ وَاللِّمَاسُ هُوَ الجِمَاعُ» وَمَنْ قَالَ: بَنَاتُ وَلَدِهَا مِنْ بَنَاتِهِ فِي التَّحْرِيمِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ حَبِيبَةَ: «لاَ تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلاَ أَخَوَاتِكُنَّ» وَكَذَلِكَ حَلاَئِلُ وَلَدِ الأَبْنَاءِ هُنَّ حَلاَئِلُ الأَبْنَاءِ، وَهَلْ تُسَمَّى الرَّبِيبَةَ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فِي حَجْرِهِ وَدَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِيبَةً لَهُ إِلَى مَنْ يَكْفُلُهَا وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ ابْنَتِهِ ابْنًا.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا لفظ دخول اور میسس اور مساس ان سب سے جماع ہی مراد ہے اور اس قول کا بیان کہ جورو کی اولاد کی اولاد (مثلاً پوتی، یا نواسی بھی حرام ہے) کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو مجھ پر نہ پیش کیا کرو تو بیٹیوں میں بیٹے کی بیٹی اور بیٹی کی بیٹی سب آ گئیں اور اس طرح بہوؤں میں پوت بہو (پوتے کی بیوی) اور بیٹیوں میں بیٹے کی بیٹیاں پوتیاں) اور نواسیاں سب داخل ہیں اور جورو کی بیٹی ہر حال میں ربیبہ ہے خواہ خاوند کی پرورش میں ہو یا اور کسی کے پاس پرورش پاتی ہو، ہر طرح سے حرام ہے اور آنحضرت ﷺ نے اپنی ربیبہ (زینب کو) جو ابو سلمہ کی بیٹی تھی ایک اور شخص (نوفل اشجعی) کو پالنے کے لیے دی اور آنحضرت ﷺ نے اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا بیٹا فرمایا۔



٥١٠٦ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ لَكَ فِي بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ فَأَفْعَلُ مَاذَا قُلْتُ تَنْكِحُ قَالَ أَتُحِبِّينَ قُلْتُ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي فِيكَ أُخْتِي قَالَ إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي قُلْتُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَخْطُبُ قَالَ ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي مَا حَلَّتْ لِي أَرْضَعَتْنِي وَأَبَاهَا ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ دُرَّةُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ.

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے کوئی دلچسپی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اسے کیا کروں گا؟ میں نے عرض کی: آپ اس سے نکاح کر لیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو؟ میں نے کہا: میں آپ کی اکیلی بیوی تو نہیں ہوں۔ مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ آپ کی زوجیت میں جو میرا شریک ہو وہ میری

اگر چہ ساس یا سالی سے زنا کرنا یا شہوت سے چھونا برا اور معصیت کا کام ہے اور حرام ہے، لیکن اس کی وجہ سے بیوی جو حلال ہے اس کے حرام ہونے کا فتویٰ نہیں یا جا سکتا۔

بہن ہو۔ آپ نے فرمایا:وہ تو میرے لیے حلال نہیں میں نے عرض کی: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے پیغام نکاح بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا:ام سلمہ کی بیٹی کو؟میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:(وہ میری ربیبہ ہے) اگر وہ میری ربیبہ نہ بھی ہوتی تب میرے لیے حلال نہ تھی کیونکہ ثویبہ نے مجھے اور اس کے والد (ابوسلمہ) کو دودھ پلایا ہے۔ مجھے نکاح کے لیے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کی پیش کش نہ کیا کرو۔ لیث نے کہا: ہمیں ہشام نے خبر دی کہ اس کا نام درہ بنت ام سلمہ ہے۔

کیا ربائب کے حرام ہونے کے بارے میں حجورکم یعنی پرورش میں رہنے کی قید اتفاقی ہے یا احترازی ہے ؟اس میں اختلاف ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ قید احترازی ہے اگر ربیبہ کی ماں سے نکاح کرنے والے کے گھر میں ربیبہ نے پرورش پائی ہو تب وہ اس پر حرام ہو گی۔ لیکن اگر اس کے پاس اسکی پرورش نہ ہوئی ہو تو اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔

جمہور علماء:کے نزدیک فی حجورکم کی قید اتفاقی ہے چونکہ ربائب عام طور پر اپنی ماؤں کے ساتھ ان کے خاوندوں کے گھروں میں پرورش پاتی ہیں اس لئے فی حجورکم کہہ دیا ہے ورنہ یہ قید احترازی نہیں ہے۔

اور دخول کی قید کے بارے میں قرآن کریم میں ہی بتادیا گیا ہے کہ یہ قید احترازی ہے۔



ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ [1] ہاں اگر تم نے ربائب کی ماؤں سے دخول نہیں کیا تو پھر تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

اس آیت کریمہ سے مراد یہ ہے کہ ربیبہ کی ماں سے نکاح کرنے والے نے دخول کرنے کے بعد اسے طلاق دیکر چھوڑا ہے تو اب اسکا ربیبہ سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور اگر دخول سے پہلے ہی اسے طلاق دے دی ہے تو تب ربیبہ سے نکاح کرسکتا ہے۔ اس قید سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ربیبہ کے پرورش میں رہنے کی قید اتفاقی ہے کیونکہ اگر یہ قید بھی دخول کی طرح احترازی ہوتی تو ربیبہ کی اباحت دونوں قیدوں کی نفی سے معلق ہو جاتی۔ لیکن قرآن کریم میں اباحت صرف دخول کی نفی سے معلق ہے خواہ پرورش میں ہی رہی ہو یا نہ رہی ہو۔

قولہ:ومن قال بنات ولدها یعنی جیسے بیوی کی پچھلگ بیٹی حرام ہے ویسے ہی بیوی کی پوتی اور نواسی بھی حرام ہے کیونکہ: نبی کریم ﷺ کا فرمان: لا تعرضن علی بناتکن پوتیوں اور نواسیوں کو بھی شامل ہے۔



قولہ:وکذلك حلائل أبناء کم

یعنی بیٹوں کی بیویوں کی طرح پوتوں کی بیویاں بھی حرام ہیں۔



وقولہ تعالیٰ: اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دخول کی قید کو اس سے قبل آنے والے لفظ امہات نساءکم سے بھی معلق کیا ہے۔ جیسا کہ اسکا تعلق ربائب سے ہے۔

لیکن جمہور کے نزدیک دخول کی قید کا تعلق ربائب سے ہے۔ ساس مطلقاً حرام ہو جاتی ہے۔

---

[1] النساء:۲۳

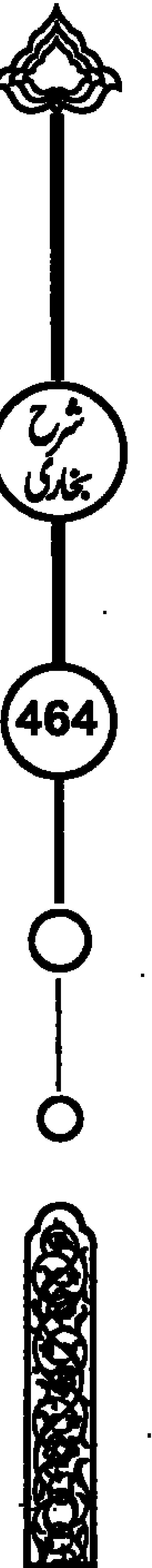
ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کوفہ میں بیوی کو دخول سے قبل ہی چھوڑ دینے والے کو مطلقہ بیوی کی ماں سے نکاح کرنے کی اجازت دے دی اس نے نکاح کر لیا اور حضرت ابن مسعود مدینہ میں آگئے یہاں کے علماء نے کہا کہ دخول کی قید کا تعلق ربائب سے ہے ساس تو مطلقاً حرام ہو جاتی ہے حضرت ابن مسعود لمبے عرصے بعد کوفہ گئے جبکہ ان کے بچے بھی پیدا ہو چکے تھے۔ اب اس آدمی سے کہا میں نے رجوع کر لیا ہے اور اپنا فتویٰ چھوڑ دیا ہے اب تو بھی اسے چھوڑ دے[1]۔

قولہ حلال ابناء کم یعنی پوتوں کی بیویاں بھی بیٹوں کی بیویوں کی طرح حرام ہیں۔

اور قرآن کریم میں وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ میں أَصْلَابِكُمْ کی قید متبنیٰ کو نکالنے کے لیے ہے۔

قولہ الی من یکفلھا یہ نوفل اشجعی تھے جسے اپنی ربیبہ (زینب بنت ابی سلمہ) پرورش کے لئے دی تھی۔

قولہ وسمّی النبی ﷺ جبکہ آپ نے حسن بن علی کے متعلق فرمایا تھا: ان ابنی ھذا سیّد تو جب بیٹی کے بیٹے کو آپ نے اپنا بیٹا کہا تو اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کی پوتی بھی اسکی بیٹی ربیبہ کی طرح حرام ہے۔ جبکہ نواسا بیٹا ہے تو پوتی بیٹی کی طرح حرام ہے۔



بَابُ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الأُخْتَيْنِ إِلا مَا قَدْ سَلَفَ

باب: یعنی دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنے کا بیان جو کہ حرام ہے سوائے اس کے جو گزر چکا ہے

٥١٠٧. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ وَتُحِبِّينَ قُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ذَلِكِ لَا يَحِلُّ لِي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فَوَاللهِ إِنَّا لَنَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ.

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ میری بہن ابو سفیان کی بیٹی سے نکاح کر لیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں پسند ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں، میں تنہا تو آپ کی بیوی نہیں ہوں۔ اور مجھے زیادہ پسند ہے کہ میری بہن بھی خیر و برکت میں میرے ساتھ

[1] تفسیر ابن کثیر بحوالہ طبرانی

شریک ہو جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: وہ تو میرے لیے حلال نہیں۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! ہمیں تو یہ خبر ملی ہے کہ آپ ابو سلمہ کی بیٹی درہ کو پیغام نکاح بھیجنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ جو ام سلمہ کی دختر ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی تو بھی میرے لیے حلال نہ تھی کیونکہ وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ تم اپنی بیٹیاں اور بہنیں مجھے نکاح کے لیے پیش نہ کیا کرو۔

اس باب سے مقصود یہ ہے کہ کسی آدمی کا دو بہنوں کو اپنے نکاح میں جمع کرنا حرام ہے خواہ سگی بہنیں ہوں یا علاتی یا اخیافی بہنیں ہوں، ہر حال میں دو بہنیں ایک آدمی کے نکاح میں جمع نہیں ہوسکتیں۔

لیکن ملک یمین کے ساتھ دو بہنوں کو جمع کیا جاسکتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

جمہور اور ایک روایت کے مطابق امام احمد اس کے جواز کے قائل ہیں جبکہ باقی فقہاء منع کے قائل ہیں۔

بَابُ لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا

باب: پھوپھی کی موجودگی میں اس کی بھتیجی سے نکاح نہیں کیا جاسکتا



٥١٠٨ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا وَقَالَ دَاوُدُ وَابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے عورت سے اس کی پھوپھی پر اور اس کی خالہ پر نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے۔ داود اور ابن عون نے شعبی سے بیان کیا اور وہ حضرت ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں۔

قولہ: بین المراۃ و عمتھا

ایک عورت اور اس کی پھوپھی ایک آدمی کے نکاح میں جمع نہیں ہوسکتیں اسی طرح عورت کے باپ یا ماں کی پھوپھی بھی ایک آدمی کے نکاح میں جمع نہیں ہوسکتیں اور متیر ماسی (یعنی متیر ماں کی بہن) اس حکم میں داخل نہیں ہے۔

٥١٠٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: عورت اور اس کی پھوپھی کو ایک عقد میں جمع نہ کیا جائے اور نہ عورت اور اس کی خالہ ہی کو ایک عقد میں جمع کیا جائے۔



٥١١٠ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةُ وَخَالَتُهَا فَنُرَى خَالَةَ أَبِيهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت اور اس کی پھوپھی، نیز عورت اور اس کی خالہ کو ایک عقد میں جمع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ بیوی کے باپ کی خالہ کو بھی اسی درجے میں رکھا گیا ہے۔

٥١١١ لِأَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

کیونکہ حضرت عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، انہوں نے فرمایا: جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں انہیں رضاعت سے بھی حرام قرار دو۔

بَابُ الشِّغَارِ [1]

[1] نکاح شغار سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح دوسرے کو اس شرط پر دیتا ہے کہ دوسرا بھی اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح اسے دے اس میں حق مہر دیں یا نہ دیں یہ حرام ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مطلق ہے آپ نے فرمایا لا شغار في الاسلام، مسلم:١٤١٥ یعنی اسلام میں شغار تبادلہ کا نکاح نہیں ہے۔



اور حضرت ابن عمر سے مروی ہے: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ الْآخَرُ ابْنَتَهُ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ (بخاری:٥١١٢)

جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح شغار سے منع کیا ہے تو وٹے سٹے کا نکاح جائز نہیں ہے کیونکہ نهي منهي عنه کے فساد کو مستلزم ہے۔

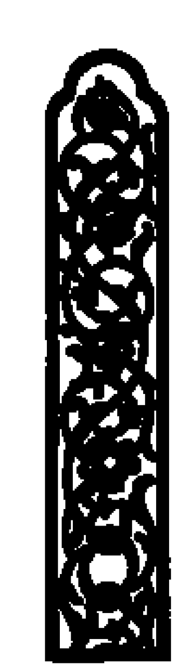
اگر وٹے سٹے کا نکاح کر لیا جائے تو اس کا حکم کیا ہے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک نکاح شغار کو فسخ کر دیا جائے گا خواہ دخول ہو چکا ہو یا ابھی دخول نہ ہوا ہو ہر حال میں فسخ کر دیا جائے گا۔

لیکن امام شافعی کہتے ہیں کہ اگر دونوں کا یا دونوں میں سے ایک کا مہر مقرر ہو تو ایسے نکاح کو مہر مثل کے ساتھ برقرار رکھا جائے گا۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہر حال میں نکاح شغار کو مہر مثل کے ساتھ برقرار رکھا جائے گا۔ امام احمد رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

راجح قول: راجح بات وہی ہے جو امام مالک نے اختیار کی ہے کہ نکاح شغار کو ہر حال میں فسخ کر دیا جائے گا مہر مقرر ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ نکاح شغار کے فاسد ہونے کا سبب مہر مقرر نہ ہونا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے فاسد ہونے کا سبب شرط فاسد ہے جو کہ بُضعہ کا بُضعہ سے تبادلہ ہے۔ اور یہ شرط فاسد وٹے کے نکاح کو باطل کر دیتی ہے خواہ مہر مقرر کر بھی لیا جائے۔ اور شغار کی تفسیر جو حدیث میں مذکور ہے یہ نافع یا امام مالک رحمہ اللہ کی طرف سے ہے جسے مرفوع حدیث سے ملا دیا گیا ہے۔ ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً شغار سے روکا ہے۔ اور جب عباس بن عبد اللہ نے اپنی بیٹی کا نکاح عبد الرحمن بن حکم سے کر دیا اور عبد الرحمن نے اپنی بیٹی کا نکاح عباس بن عبد اللہ سے کر دیا تھا اور دونوں کا حق مہر بھی مقرر کیا گیا تھا۔ جب امیر معاویہ کو اسکا علم ہوا تو انہوں نے مروان کو



باب: وٹے کے نکاح کا بیان

۵۱۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ الْآخَرُ ابْنَتَهُ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا: اور شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کا نکاح (کسی کے ساتھ) اس شرط کے ساتھ کرے کہ وہ دوسرا شخص بھی اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کرے گا اور ان دونوں کا کوئی حق مہر مقرر نہ ہو۔

نکاح شغار میں اختلاف ہے۔ امام شافعی کے نزدیک اگر نکاح کرنے سے پہلے مشورہ کر لیں کہ میں لڑکی تجھے دوں گا اور تو مجھے دے گا لیکن ایجاب و قبول کے وقت یہ ذکر نہ کریں تو یہ شغار نہیں ہو گا۔ یعنی نکاح کرتے وقت یہی کہیں

زوجتك بنتي على هذا الصداق

یہ نہ کہیں زوجتك بنتي على بنتك میں تیری لڑکی پر اپنی لڑکی دیتا ہوں وہ قبلتك کہہ دے یہ شغار ہو گا۔

بعض اس میں مہر کی بھی شرط لگاتے ہیں کہ اگر الگ مہر مقرر کیا جائے تو شغار نہیں ہو گا اور اس سے مراد مہر مثل ہے، جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر اکیلی لڑکی کا نکاح کیا جائے تو جتنا اسکا مہر مقرر کرنا تھا اتنا مہر رکھا جائے کوئی تخفیف نہ ہو تو یہ ان کے لیے جائز ہے اور سنن ابی داؤد میں جو حدیث آتی ہے کہ نکاح کرتے وقت مہر باندھا گیا تھا لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پھر بھی کہا کہ یہ تو شغار ہے جس سے نبی کریم ﷺ نے منع کیا ہے [1]۔ تو امام ابن قیم نے کہا ہے کہ وہ برائے نام مہر باندھا تھا، مہر مثل نہیں تھا اس لیے اسے شغار کہا تھا۔



میاں سید نذیر حسین رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ یہ امیر معاویہ کے خیال میں شغار تھا۔ ورنہ نکاح کرنے والوں نے اسے جائز سمجھا ہے حالانکہ وہ عقلمند سمجھدار تھے۔ سنن ابی داؤد والی حدیث منتقی میں بھی آتی ہے اس میں جعله صداقًا کا لفظ آتا ہے کہ نکاح کو ہی مہر بنایا گیا تھا۔ اور نکاح کو مہر بنانے سے مراد یہ ہے کہ الگ مہر نہیں باندھا تھا لیکن سنن ابی داؤد میں ضمیر کے ساتھ یہ لفظ نہیں ہے بلکہ اس میں وجعلا بينهما صداقًا کا لفظ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ضمیر غلطی سے آگئی ہو اور صحیح حدیث میں یہ آتا ہے کہ نکاح میں مہر نہ رکھا گیا ہو اور نکاح کو ہی مہر قرار دیا گیا ہو اور

لکھا کہ ان دونوں کے درمیان جدائی کر دیں اور فرمایا: هذا الشغار الذى نهي عنه رسول الله ﷺ (سنن ابی داؤد) یعنی یہ وہی شغار ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے۔ مہر مقرر ہونے کے باوجود امیر معاویہ نے وٹے کے نکاح کو فسخ کرا دیا تھا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ امیر معاویہ کی اپنی رائے ہے۔ حالانکہ انہوں نے اسے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے فرمایا ہے هذا الشغار الذى نهي عنه رسول الله ﷺ جس سے معلوم ہوا کہ نکاح شغار مطلقاً حرام اور ممنوع ہے۔



[1] سنن ابی داؤد ۲۰۷۵ (حسن)

ایک کا بضعہ دوسری کے بضعہ کے مقابلہ میں ہو تو اس کا نام شغار ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کے نکاح سے پہلے طے کیا ہو مگر ایجاب و قبول کے وقت ذکر نہ کیا جائے تو شغار نہیں بنے گا۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں انما الاعمال بالنیات حدیث کے پیش نظر اگر نیت میں بھی ہو تو شغار بن جائے گا۔

دیگر علماء کہتے ہیں کہ نکاح میں لفظوں کا اعتبار کیا جاتا ہے نیت کا نہیں۔

جیسا کہ حدیث میں ہے: ثلاث جدھن جدٌ وھزلھنّ جدٌّ النکاح والطلاق والرجعة[1]

نیت کرے یا نہ کرے تب بھی یہ تین چیزیں واقع ہو جاتی ہیں۔ شریعت نے یہاں نیت کو نظر انداز کر دیا ہے اور الفاظ کا اعتبار کیا ہے۔ اس لیے امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اگر پہلے رشتہ لینے، دینے کی بات کی ہو، ایجاب و قبول میں ذکر نہ ہو تو شغار نہیں ہو گا، ہاں اگر ایجاب و قبول کے وقت اس کا ذکر کیا جائے تو نکاح شغار ہو گا۔

قولہ: والشغار ان یزوج الرجل

یہ شغار کی تفسیر حدیث میں داخل ہے یا نافع کی ہے، بعض جگہ مالک کا ذکر آتا ہے کہ شغار کی یہ تعریف مالک کی ہے بعض حدیث میں داخل سمجھتے ہیں۔ امام مالک کا فتویٰ بھی اس کے موافق ہے، شغار کا اطلاق لغۃً اس پر ہی ہوتا تھا کہ نکاح کرے آدمی اپنی لڑکی کا اس شرط پر کہ دوسرا اپنی لڑکی کا نکاح اس کو دے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نکاح میں نکاح ہو، کوئی مہر مقرر نہ ہو گویا نکاح کو مہر قرار دیا جائے اور نکاح ایجاب وقبول کو کہتے ہیں تو شغار کے لیے ایجاب و قبول میں اس کا ذکر ہونا ضروری ہے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے۔ اگر ایجاب و قبول میں اس کا ذکر نہیں تو شغار نہیں ہو گا ویسے تو ایک دوسرے کو رشتہ دیئے جاتے ہیں۔ ایجاب و قبول کو نکاح کہتے ہیں اس میں شرط آجائے تو شغار ہو گا کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح تیری لڑکی پر کرتا ہوں وہ کہے میں نے قبول کیا تو شغار ہے اور اگر نکاح سے پہلے مشورہ کرتے ہوئے کہیں کہ میں تجھے اپنی لڑکی دونگا اور تو نے مجھے دینا، بوقت ایجاب و قبول ایسا نہیں کہا تو یہ شغار نہیں ہو گا۔

بَابُ هَلْ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِأَحَدٍ

باب: کیا عورت کسی سے نکاح کے لیے اپنے آپ کو ہبہ کرسکتی ہے؟

٥١١٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ مِنَ اللَّائِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَمَا تَسْتَحِي الْمَرْأَةُ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ فَلَمَّا نَزَلَتْ تُرْجِئُ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ رَوَاهُ أَبُو سَعِيدٍ الْمُؤَدِّبُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ.

حضرت ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا ان

[1] سنن ترمذی ١١٨٤، سنن ابی داؤد ٢١٩٤

عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو نبی ﷺ کے لیے ہبہ کیا تھا۔ اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عورت کو شرم نہیں آتی وہ اپنے آپ کو کسی مرد کے لیے ہبہ کرتی ہے؟ پھر جب آیت نازل ہوئی: (اے پیغمبر) تو اپنی جس بیوی کو چاہے پیچھے ڈال دے میں نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے اب پتہ چلا ہے کہ آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں کس قدر جلدی کرتا ہے۔ اس حدیث کو ابو سعید مؤدب محمد بن بشر اور عبدہ نے ہشام سے انہوں نے اپنے والد عروہ سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا وہ ایک دوسرے سے حدیث میں کچھ اضافہ کرتے تھے۔

یعنی اگر کوئی عورت اپنے آپکو کسی کے لئے ھبہ کر دے تو نکاح ہو جائے گا یا نہیں.

شافعی کہتے ہیں کہ ایسے اپنے نفس کو ھبہ کرنا صرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ [1]

یعنی اگر کوئی مسلمان عورت اپنا نفس (اے نبی) تجھے دینا چاہے بشرطیکہ پیغمبر اس سے نکاح کرنا چاہے تو یہ حکم خاص تیرے لئے ہے مسلمانوں کے لیے نہیں ہے۔

دیگر علماء کے نزدیک واھبۃ النفس سے بغیر مہر اور بغیر ولی کے نکاح کرنا نبی اکرم ﷺ کا خاصہ ہے۔ لیکن ھبہ کرنا آپ کا خاصہ نہیں ہے، کوئی عورت اپنا نفس غیر کو بھی ھبہ کر سکتی ہے لیکن وہ اس کے ساتھ ولی کی رضا سے اور مہر دیکر نکاح کرے گا۔

بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ

باب: محرم کے نکاح کرنے کا بیان

٥١١٤۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

ہمیں ابن عباس نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں نکاح کیا۔

نبی اکرم ﷺ کا نکاح حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اور حضرت عباس جائز ولی نہیں تھے، بلکہ ان کے نکاح میں حضرت میمونہ کی بہن حضرت ام فضل تھیں، اس لئے انہیں ولی بنایا گیا تھا، آپ نے عمرہ کرنے اور احرام کھولنے کے بعد نکاح کیا تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ نکاح کے بعد احرام باندھا تھا۔

ابن قیم نے کہا ہے کہ آپ نے عمرہ کرنے کے بعد نکاح کیا تھا اس وقت آپ حلال ہو گئے تھے اور ابن عباس سے جو مروی ہے کہ آپ محرم تھے، تو محرم سے مراد احرام باندھنا نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ حدودِ حرم میں

[1] سورۃ الاحزاب: ٥٠

داخل ہونے والے تھے جیسے کہا جاتا ہے:

قتلوا ابن عفان الخليفة محرما یعنی انہوں نے حضرت عثمان کو حدود حرم میں شہید کیا۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ معنی درست نہیں ہے کیونکہ آپ نے حضرت میمونہ سے نکاح سرف کے مقام میں کیا تھا اور مقام سرف حرم کی حدود سے باہر ہے، اس لیے وھو محرم کا معنیٰ ہو گا کہ آپ اشھر حرم یعنی حرمت کے مہینوں میں داخل ہونے والے تھے، کیونکہ جب احرم الرجل کہا جاتا ہے تو اسکا معنیٰ دخل فی اشھر الحرم بھی کیا جاتا ہے اور آپ کا یہ نکاح ذوالقعدہ کے مہینے میں ہوا تھا۔ تو آپ حرمت کے مہینوں میں داخل ہونیوالے تھے۔

سعید بن مسیب نے کہا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس کو غلطی لگی ہے۔ اس لئے انہوں نے وھو محرم کہہ دیا ہے کیونکہ حضرت میمونہ جنکا نکاح ہوا تھا وہ کہتی ہیں کہ حلال ہونے کی حالت میں نکاح ہوا تھا[1]۔ ابو رافع جو نکاح کرانے میں سفیر تھے وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ آپ حلال تھے[2]۔

---

[1] مسلم (۴۸) ۱۴۱۱

[2] حضرت میمونہ سے نکاح کے وقت نبی کریم ﷺ حلال تھے یا محرم تھے؟ ابن عباس: فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ محرم تھے۔ جب کہ ابو رافع سے مروی ہے کہ آپ ﷺ حلال تھے (یعنی احرام کھولے ہوئے تھے)۔ ابن قیم رحمہ اللہ نے چند وجوہات کی بنیاد پر ابو رافع کی حدیث کو ابن عباس کی حدیث پر ترجیح دی ہے۔

۱۔ نبی اکرم ﷺ کے حضرت میمونہ سے نکاح کے وقت ابو رافع بالغ تھے اور نوجوان تھے جب کہ حضرت عبد اللہ بن عباس کی عمر اس وقت دس سال تھی اور وہ نابالغ تھے تو ابو رافع اس واقعہ کو بچے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں۔

۲۔ ابو رافع نبی کریم ﷺ اور حضرت میمونہ کے درمیان نکاح کرانے میں قاصد اور ایلچی کا کردار ادا کرنے والے تھے، انہوں نے اس واقعہ کو غیر سے نقل نہیں کیا، بلکہ خود سر انجام دیا ہے، لہذا وہ بہتر جاننے والے ہیں۔

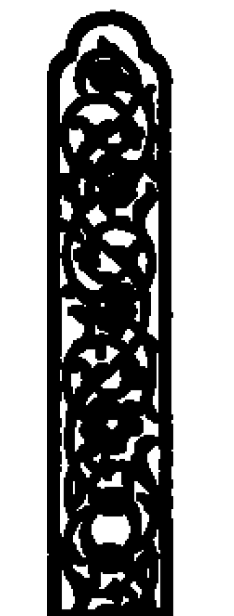


۳۔ حضرت عبد اللہ بن عباس عمرہ کے اس سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نہیں تھے، انہوں نے یہ قصہ غیر سے سن کر بیان کیا ہے جبکہ ابو رافع قاصد اور سفیر تھے اور اس واقعہ کے چشم دید گواہ تھے۔

۴۔ نبی اکرم ﷺ اس عمرۃ القضاء کے سفر میں جب مکہ میں داخل ہوئے تھے تو آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا، صفا، مروہ کی سعی کی اور سر منڈوا کر حلال ہو گئے اور یہ بات واضح ہے کہ آپ نے آتے وقت راستے میں نکاح نہیں کیا اور ابتداء طواف سے کی ہے نکاح سے نہیں اور نہ ہی طواف کی حالت میں نکاح کیا ہے بلکہ عمرہ سے فارغ ہو کر احرام کھول کر نکاح کیا ہے۔ جیسا کہ ابو رافع نے کہا ہے۔

۵۔ صحابہ کرام نے ابن عباس کو غلطی کی طرف منسوب کیا ہے، ابو رافع کو نہیں۔

۶۔ ابو رافع کی بات نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث کے موافق ہے جو مسلم میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لا ینکح المحرم ولا ینکح ولا یخطب جبکہ ابن عباس کا قول اس کے خلاف ہے۔ لہذا ابو رافع کے قول کو لیا جائے گا جو آپ ﷺ کی قولی حدیث کے موافق ہے۔



۷۔ حضرت میمونہ کے بھانجے یزید بن اصم نے بھی اس بات کی شہادت دی ہے کہ حضرت میمونہ سے نکاح کے وقت آپ احرام

حضرت میمونہ کا بھانجا یزید بن اصم بھی یہی کہتا ہے کہ آپ حلال تھے۔ تو ابن عباس کا محرم کہنا درست نہیں۔ اور نبی کریم ﷺ کی قولی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ آپ نکاح کے وقت حلال تھے۔ آپکا فرمان ہے: لا ینکح الحرم ولا ینکح ولا یخطب[1]

جب قول اور فعل میں تضاد واقع ہو جائے تو قول کو ترجیح دی جاتی ہے۔

حنفی لا ینکح المحرم کا معنیٰ کرتے ہیں کہ محرم نکاح کرنے کے لیے حرم میں نہیں آیا بلکہ حج یا عمرہ کرنے کے لیے آیا ہے۔ اور یہ تاویل تب ہو سکتی ہے جبکہ لا ینکح بصیغہ نفی ہو۔

حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ لا ینکح نہی کے صیغے کے ساتھ ہے۔ اگر یہ لفظ بصیغہ نہی ہو تو اسکی یہ تاویل نہیں ہو سکتی جو حنفیوں نے کی ہے۔ بہر حال احتیاط اسی میں ہے کہ محرم نکاح نہ کرے۔

بَابُ نَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ آخِرًا[2]

کھولے ہوئے تھے، محرم نہیں تھے۔ (زاد المعاد لابن قیم، ج ۴، ص ۶)

[1] مسلم (۴۱) ۱۴۰۹

۲ اس متعہ کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ متعۃ النساء: ۲۔ متعۃ الطلاق ۳۔ متعۃ الحج۔

متعۃ الحج سے مراد حج تمتع کرنا ہے جس میں حج قران بھی داخل ہے اور یہ جائز ہے۔ اور متعۃ الطلاق سے مراد یہ ہے کہ: جس عورت کو ضرورت کے لیے طلاق دی جائے اسے زیور یا لباس دیکر فائدہ پہنچایا جائے۔

اور متعۃ النساء جو کہ (جو کہ حرام ہو چکا ہے) اس کی تعریف یوں کی گئی ہے ان یتزوج الرجل المرأۃ مدۃ من الزمن یعنی کسی آدمی کا کسی عورت سے مقررہ مدت تک نکاح کرنا خواہ اس میں مدت معلوم ہو جیسے کہا جائے زوجتُ فلانۃ شھرا او یومین یا مدت مجہول ہو جیسے کہا جائے زوجتك إلى قدوم زيد، نکاح متعہ باطل ہے اور اگر ہو جائے تو اس کو فسخ کرنا لازم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان النبي صلى الله عليه وسلم نهي عن المتعة وعن لحوم الحمر الاهلية يوم خيبر یعنی نبی کریم ﷺ نے متعہ سے روک دیا تھا اور خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے بھی منع کر دیا تھا۔ (صحیح بخاری، ۵۱۱۵)

جاہلیت میں عربوں میں نکاح متعہ مشہور و معروف تھا۔ کوئی آدمی کسی عورت سے نکاح متعہ کرتا اور اس کی ایک مدت طے ہو جاتی۔ اور مقررہ مدت پوری ہونے پر اسے چھوڑ دیتا تھا۔ اسلام نے بھی شروع میں اسے برقرار رکھا اور فتح مکہ کے موقع پر اس سے روک دیا تھا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ اوطاس میں اس سے منع کیا گیا ہے لیکن یہ کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ غزوہ اوطاس فتح مکہ سے متصل بعد میں ہوا ہے۔ اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے متعۃ النساء کو قیامت تک کے لئے حرام کر دیا تھا۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث ہے۔

(حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ، كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ « يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ

كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الِاسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ وَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ ذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهُ وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا» ۱۴۰۶

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگو! بے شک میں نے تمہیں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی، اور بلاشبہ اب اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت کے دن تک کے لیے حرام کر دیا ہے، اس لیے جس کسی کے پاس ان عورتوں میں سے کوئی (عورت موجود) ہو تو وہ اس کا راستہ چھوڑ دے، اور جو کچھ تم لوگوں نے انہیں دیا ہے اس میں سے کوئی چیز (واپس) مت لو۔ یہ بھی یاد رہے کہ نبی کریم ﷺ نے متعہ کی جو اجازت دی تھی، وہ سفر کی حالت میں مجاہدوں کو اجازت دی تھی، کیونکہ اس وقت جہاد کے سفر میں کئی کئی دن لگ جاتے تھے، جن میں نوجوانوں کو اپنی بیویوں کے بغیر رہنا دشوار ہوتا تھا۔ لہذا اسلامی شریعت میں حضر میں ہوتے ہوئے عورتوں سے متعہ کرنے یا اسے پیشہ بنانے کا کوئی تصور نہیں ہے۔

جمہور علماء کے نزدیک متعہ کرنا حرام ہے۔ ائمہ اربعہ بھی متعۃ النساء کے حرام ہونے کے قائل ہیں لیکن شیعہ میں شیعہ امامیہ متعہ کو جائز کہتے ہیں اور بعض نے غلو کرتے ہوئے متعہ کو قربت اور عبادت سمجھا ہوا ہے۔

یہاں ان لوگوں کے دلائل مع ان کے رد کے ذکر کیے جاتے ہیں

قرآن کریم میں ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ۔النساء:۲۴

اس آیت میں استمتاع کے لفظ سے وہ عورتوں سے متعہ کرنا مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ اس سے نکاح کرنے کے بعد بیوی سے صحبت کرنے کا استمتاع مراد ہے اور نکاح سے مراد بیوی کو دائمی قید میں لانا ہوتا ہے۔ اس سے مراد چند روز یا چند گھنٹوں کی قید نہیں ہے اور اجورھن سے مراد متعہ کی اجرت نہیں ہے بلکہ اس سے مراد حق مہر ہے جو نکاح کے بعد خاوند اپنی بیوی کو دیتا ہے۔ اور قرآن کریم کے متعدد مقامات میں حق مہر کو اجر کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ۔ (الاحزاب:۵۰)

یہاں اجورھن سے مراد مھورھن ہے یعنی ان کے حق مہر اس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (النساء ۲۵)

یہاں بھی أُجُورَ سے مراد حق مہر ہے۔ لہذا آیت مذکورہ میں دائمی نکاح کر کے استمتاع مراد ہے، متعہ مراد نہیں ہے۔

۲۔ دوسری ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی قراءات آیت مذکورہ میں یوں تھی:

فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ الى اجلٍ (النساء:۲۵)

ان کے بقول الی اجل کا لفظ متعہ کے جواز کی صریح دلیل ہے۔

لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قراءت شاذہ ہے اور قرآن کی قرانیت قراءت شاذہ سے ثابت نہیں ہوتی جبکہ سورۃ المومنون میں اپنی بیوی اور لونڈی کے علاوہ متعۃ النساء کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ (المؤمنون:٦)

اس آیت کریمہ میں زوجہ اور مملوکہ کے علاوہ ہر عورت کو حرام کیا گیا ہے اور یہ بات واضح ہے کہ متعہ کی جانے والی عورت نہ تو مملوکہ ہوتی ہے اور نہ ہی زوجہ بیوی ہوتی ہے۔ کیونکہ بیوی خاوند کے فوت ہونے کے بعد اسکی وارث ہوتی ہے اور بیوی سے

مقصود اولاد کا حصول ہوتا ہے جبکہ متعہ والی عورت نہ تو متعہ کرنے والے کی وارث بنتی ہے اور نہ ہی اس سے اولاد کا ہونا مقصود ہوتا ہے وہ تو صرف شہوت نکالنے کے لئے اجرت دی جاتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس کا فتویٰ بھی متعہ کے حرام ہونے کا تھا جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے۔ ان ابن عباس قال :إنما كانت المتعة فى أول الإسلام كان الرجل يقدم البلدة ليس له بها معرفة فيتزوج المرأة بقدر ما يرى أنه يقيم فتحفظ له متاعه وتصلح له شأنه حتى إذا نزلت الآية إلا على أزواجهم أو ما ملكت أيمانهم قال ابن عباس فكل فرج سوى هذين فهو حرام(سنن الترمذي،١١٢٢)

حضرت عبد اللہ بن عباس نے کہا ہے کہ متعہ شروع اسلام میں جائز تھا، کوئی آدمی کسی شہر میں آتا جہاں اس کی کوئی جان پہچان نہ ہوتی تو وہ وہاں قیام کی بقدر کسی عورت سے نکاح متعہ کر لیتا وہ عورت اس کا سامان محفوظ رکھتی اور اس کے حال و احوال کی اصلاح کرتی۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ(المؤمنون:٦) تو عبد اللہ بن عباس نے کہا بیوی اور لونڈی کے علاوہ ہر فرج حرام ہے۔

حضرت ابن عباس کا متعہ سے رجوع بیہقی اور ابو عوانہ نے بھی نقل کیا ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ حضرت ابن عباس نے اپنی موت کے وقت کہا: اللهم إنى أتوب اليك من قولي فى المتعة والصرف. ١٥٥/٥



لہٰذا ابن عباس کے قول سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

٣۔ ان کی طرف سے عقلی دلیل پیش کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ متعہ میں کوئی ضرر نہیں ہے اور جس چیز میں ضرر نہ ہو وہ مباح ہوتی ہے۔

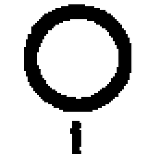
ان کی یہ بات بھی درست نہیں ہے کیونکہ متعہ میں یقیناً ضرر پایا جاتا ہے۔ اس میں متعہ کروانے والی کی توہین پائی جاتی ہے کہ وہ ایروں غیروں کی مرکوب بنتی ہے۔ اور وہ لوگوں کی نگاہ میں گر جاتی ہے اور اس میں خاندانی نظام کی تباہی ہے۔

شرح بخاری

٤۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ متعہ کے جواز پر اہل بیت کا اجماع ہے۔

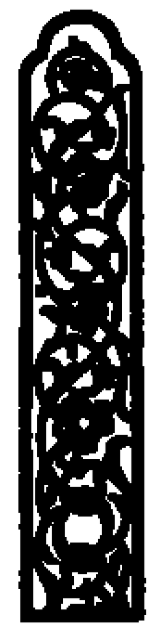
اس کا رد یہ ہے کہ متعہ کے جواز پر اہل بیت کا اجماع ثابت نہیں ہے۔ اگر بالفرض ہو بھی تو صرف اہل بیت کا اتفاق کر لینا حجت نہیں ہے۔ اور یہ دعویٰ اس لیے غلط ہے کہ زید بن علی اہل بیت میں سے ہیں اور ان کا فتویٰ جمہور کے موافق متعہ کے حرام ہونے کا ہے اور حضرت علی سے متعہ کی ممانعت کی حدیث مروی ہے۔

امت مسلمہ کے جمہور علماء جو متعۃ النساء کے حرام ہونے کے قائل ہیں ان کے دلائل حسب ذیل ہیں۔



١۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ(سورة المؤمنون آية ٥-٦)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ بیوی اور لونڈی کے علاوہ ہر فرج سے استمتاع حرام ہے۔



٢۔ حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ(بخاری:٥١١٥)

یعنی نبی کریم ﷺ نے عورتوں سے متعہ کرنے سے منع کر دیا تھا اور خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت

باب: آخر میں نبی اکرم ﷺ کا نکاح متعہ سے منع کر دینے کا بیان

٥١١٥. حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَأَخُوهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ کرنے سے روک دیا تھا اور خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے آخر میں نکاح متعہ سے روک دیا تھا۔ اور اسے حرام قرار دیا تھا لیکن کب حرام ہوا تھا اس میں اختلاف ہے۔

اس بارہ میں متعدد روایات آتی ہیں۔ بعض احادیث میں آتا ہے کہ آپ نے خیبر کے موقع پر اسے حرام قرار دیا تھا۔ بعض روایات کے مطابق فتح مکہ کے موقع پر حرام ہوا ہے۔ بعض میں غزوہ حنین کا ذکر آتا ہے۔ لیکن فتح مکہ اور غزوہ حنین ایک ہی سفر میں یکے بعد دیگرے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ بعض احادیث میں آتا ہے کہ متعہ حجۃ الوداع کے موقع پر حرام ہوا ہے۔ غزوہ تبوک کا ذکر بھی آتا ہے۔ یہ مختلف روایات اور مختلف اقوال ہیں۔ راجح اور صحیح بات یہ ہے کہ متعہ فتح مکہ کے موقع پر حرام ہوا ہے۔ جس حدیث میں خیبر کا ذکر ہے اس میں دراصل راوی سے قلب ہو گیا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ تھے۔

نَهَى رَسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ عن لحوم الحمر الاهلية يومَ خَيْبَرَ

راوی نے یوم خیبر کو دونوں چیزوں سے متعلق کر دیا ہے اور بعض رواۃ نے تقدیم و تاخیر کر دی اور کہا۔

نَهَى رَسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ عن المتعة يومَ خَيْبَرَ و عن لحوم الحمر الاهلية

سفیان کا قول یہ ہے کہ یہاں تقدیم و تاخیر ہوئی ہے یوم خیبر کا تعلق گھریلو گدھوں کی ممانعت سے ہے۔ متعہ سے اس کا تعلق نہیں ہے کیونکہ متعہ تو فتح مکہ کے موقع پر حرام ہوا تھا۔ غزوہ تبوک میں حرام نہیں ہوا بلکہ متمتع عورتیں جو متعہ کرنے والی تھیں وہ یہاں بھی آ گئی تھیں، انہوں نے اسے جائز سمجھ لیا تھا اس لئے یہاں اعلان کر دیا کہ یہ جائز نہیں بلکہ حرام ہے اور متعہ ایک مرتبہ حرام ہوا ہے یہ نہیں کہ پہلے حلال ہو پھر حرام ہو گیا ہو۔ پھر حلال ہوا ہو پھر

شرح بخاری

کھانے سے روک دیا تھا۔

عقلی طور پر بھی سوچا جائے تو نکاح صرف قضائے شہوت کے لیے نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے دیگر مقاصد بھی ہیں جو متعہ سے حاصل نہیں ہوتے، متعہ صرف قضائے شہوت کے لئے ہی کیا جاتا ہے جو جائز نہیں ہے۔

۴۔ ساری امت اس بات پر متفق ہے کہ عورتوں سے متعہ کرنا حرام ہو چکا ہے۔

حرام ہو گیا ہو۔ بار بار ایسا نہیں ہوا۔ عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود سے اگر چہ اسکا جواز آیا ہے۔ لیکن ان کا اس سے رجوع بھی ثابت ہے۔

۵۱۱٦. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهُ مَوْلًى لَهُ إِنَّمَا ذَلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيدِ وَفِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ.

حضرت ابو جمرہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے عورتوں سے نکاح متعہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے اس کی اجازت دی۔ پھر ان کے ایک غلام نے ان سے پوچھا کہ اس کی اجازت مجبوری، عورتوں کی کمی یا اس جیسی دیگر صورتوں میں ہوگی؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں۔

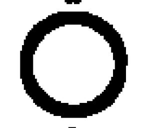
۵۱۱۸-۵۱۱۷. حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَا كُنَّا فِي جَيْشٍ فَأَتَانَا رَسُولُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا فَاسْتَمْتِعُوا.



حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم ایک لشکر میں تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا: تمہیں نکاح متعہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے، لہذا تم نکاح متعہ کر سکتے ہو۔

۵۱۱۹. وَقَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةُ مَا بَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ فَإِنْ أَحَبَّا أَنْ يَتَزَايَدَا أَوْ يَتَتَارَكَا فَمَا أَدْرِي أَشَيْءٌ كَانَ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَبَيَّنَهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ.

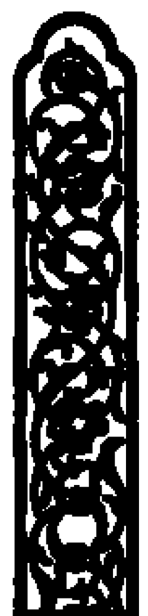
حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو مرد اور عورت آپس میں (نکاح متعہ پر) اتفاق کرلیں تو وہ آپس میں تین راتیں گزار سکتے ہیں، اس کے بعد چاہیں تو مدت کو زیادہ کرلیں یا ایک دوسرے سے قطع تعلق کرلیں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ رخصت صرف ہمارے لیے تھی یا یہ حکم سب لوگوں کے لیے عام تھا۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری) فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر دیا ہے کہ نکاح متعہ منسوخ ہو چکا ہے۔





بَابُ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ

باب: عورت کا اپنے آپ کو کسی نیک مرد پر نکاح کے لیے پیش کرنے کا بیان



۵۱۲۰. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ قَالَ كُنْتُ

عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَهُ قَالَ أَنَسٌ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَكَ بِي حَاجَةٌ فَقَالَتْ بِنْتُ أَنَسٍ مَا أَقَلَّ حَيَاءَهَا وَا سَوْأَتَاهْ وَا سَوْأَتَاهْ قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِنْكِ رَغِبَتْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا.

حضرت ثابت بنانی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا ان کے پاس ان کی صاحبزادی بھی تھی، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نفس کی پیش کش کی اور کہا: اللہ کے رسول! کیا آپ کو میری ضرورت ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے کہا: وہ عورت بہت کم حیا والی تھی، وائے رسوائی! ہائے بے شرمی! حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ عورت تجھ سے بہتر تھی کہ اس نے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنی رغبت کا اظہار کیا اور آپ کو اپنی ذات کے متعلق پیش کش کی۔

۵۱۲۱. حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ زَوِّجْنِيهَا فَقَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي وَلَهَا نِصْفُهُ قَالَ سَهْلٌ وَمَا لَهُ رِدَاءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ أَوْ دُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ فَقَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ يُعَدِّدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلَكْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نفس کی پیشکش کی۔ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اللہ کے رسول! مجھ سے اس کا نکاح کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے پاس اسے دینے کے لیے کیا ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ تلاش کرو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو چنانچہ وہ گیا اور واپس آکر عرض کی: اللہ کی قسم! مجھے تو کچھ نہیں ملا اور نہ لوہے کی انگوٹھی ہی دستیاب ہوئی ہے، البتہ یہ میرا تہبند ہے، اس میں سے نصف دے دیں۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے پاس اوڑھنے کے لیے چادر نہیں تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اس تہبند کو کیا کرے گی؟ اگر تو نے اسے پہنا تو اس پر کچھ نہیں ہوگا اور اگر اس نے پہنا تو تیرے لیے کچھ نہیں ہوگا۔ پھر

وہ آدمی بیٹھ گیا اور تادیر بیٹھارہا۔ جب وہ اٹھ کر جانے لگاتو نبی ﷺ نے اسے دیکھ کر اپنے پاس بلایایا اسے بلایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے آپ ﷺ سے کہا: مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ اس نے چند سورتوں کو شمار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم نے تجھے اس کا مالک بنادیا اس وجہ سے جو تجھے قرآن یاد ہے، یعنی اسے سورتوں کی تعلیم دو۔

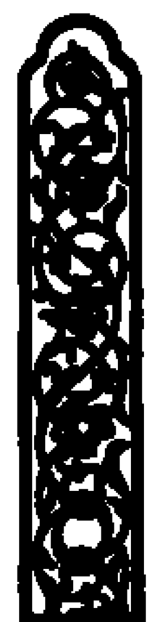
بَابُ عَرْضِ الإِنْسَانِ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ عَلَى أَهْلِ الخَيْرِ

باب: کسی انسان کا اپنی بیٹی یا بہن کو اہل خیر سے نکاح کے لیے پیش کرنے کا بیان

۵۱۲۲. حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِي فَقَالَ قَدْ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا وَكُنْتُ أَوْجَدَ عَلَيْهِ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِلْتُهَا.



حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت حفصہ بنت عمر خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے بیوہ ہو گئیں۔ اور خنیس نبی ﷺ کے صحابی تھے اور ان کی وفات مدینہ طیبہ میں ہوئی تھی۔۔۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا انہیں حفصہ کے نکاح کی پیش کش کی، انہوں نے کہا کہ میں اس معاملے میں غور و فکر کروں گا۔ چند دن گزر جانے کے بعد پھر میری ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: میرے لیے یہ امر ظاہر ہوا ہے کہ میں ان دنوں نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے (ان سے) کہا: اگر آپ چاہیں تو میں اپنی بیٹی حفصہ کا نکاح تم سے کر دوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خاموش



رہے اور مجھے جواب نہ دیا۔ مجھے ان کے عدم التفات کی وجہ سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی نسبت زیادہ غصہ آیا۔ ابھی چند دن گزرے ہوں گے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ سے نکاح کا پیغام بھیج دیا تو میں نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا آپ سے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد میری ملاقات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ جب آپ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی مجھے پیش کش کی تھی تو میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا تھا، شاید آپ کو اس بات سے تکلیف ہوئی ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب آپ نے مجھے اس کے ساتھ نکاح کی پیش کش کی تھی تو مجھے جواب دینے سے کوئی امر مانع نہ تھا سوائے اس بات کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر مجھ سے کیا تھا، اس لیے میں آپ کے راز کو فاش نہیں کرنا چاہتا تھا، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ارادہ ترک کر دیتے تو میں اسے قبول کر لیتا۔

٥١٢٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لَوْ لَمْ أَنْكِحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِي إِنَّ أَبَاهَا أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ.

سیدہ ام حبیبہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ درہ بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے والے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں ام سلمہ کے ہوتے ہوئے اس سے نکاح کروں؟ اگر میں نے ام سلمہ سے نکاح نہ کیا ہوتا تو بھی وہ میرے لیے حلال نہ تھی کیونکہ اس کے والد حضرت ابو سلمہ میرے رضاعی بھائی تھے۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان اگر تم بیوہ عورتوں کو اشارے کنائے میں نکاح کا پیغام دو یا یہ بات اپنے دل میں چھپائے رکھو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

٥١٢٤۔ وَقَالَ لِي طَلْقٌ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ يَقُولُ إِنِّي أُرِيدُ التَّزْوِيجَ وَلَوَدِدْتُ أَنَّهُ تَيَسَّرَ لِي امْرَأَةٌ صَالِحَةٌ وَقَالَ الْقَاسِمُ يَقُولُ إِنَّكِ عَلَيَّ كَرِيمَةٌ وَإِنِّي فِيكِ لَرَاغِبٌ وَإِنَّ اللهَ لَسَائِقٌ إِلَيْكِ خَيْرًا أَوْ نَحْوَ هَذَا وَقَالَ عَطَاءٌ يُعَرِّضُ وَلَا يَبُوحُ يَقُولُ إِنَّ لِي حَاجَةً وَأَبْشِرِي وَأَنْتِ بِحَمْدِ اللهِ نَافِقَةٌ وَتَقُولُ هِيَ قَدْ أَسْمَعُ مَا تَقُولُ وَلَا تَعِدُ شَيْئًا وَلَا يُوَاعِدُ وَلِيُّهَا بِغَيْرِ عِلْمِهَا وَإِنْ وَاعَدَتْ رَجُلًا فِي عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدُ لَمْ يُفَرَّقْ بَيْنَهُمَا وَقَالَ الْحَسَنُ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا الزِّنَا وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ

تَنْقَضِيَ الْعِدَّةُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے درج ذیل آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: ایسی عورتوں کو اشارے کے ساتھ پیغام نکاح دو۔ یعنی میں شادی کا ارادہ رکھتا ہوں، میری آرازو ہے کہ مجھے نیک بیوی میسر ہو جائے۔ حضرت قاسم نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: (کہ وہ کہے) بلاشبہ تو میرے ہاں قابل احترام اور معزز ہے۔ بے شک میں تیرے متعلق نیک جذبات رکھتا ہوں یقیناً اللہ تیری طرف خیر و برکت بھیجنے والا ہے۔ یا اس طرح کے اور الفاظ کہے حضرت عطاء نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: (نکاح کے لیے صرف) اشارہ کرے واضح طور پر نہ کہے، مثلاً یوں کہے: مجھے نکاح کی ضرورت ہے تو بڑی خوش قسمت ہے۔ الحمدللہ تم اچھی عورت ہو۔ اور عورت اس کے جواب کہے: جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں میں اسے سن رہی ہوں لیکن (صراحت کے ساتھ) کسی بات کا وعدہ نہ کرے۔ عورت کا سرپرست بھی اس کے علم کے بغیر کوئی وعدہ نہ کرے، اگر کسی عورت نے دوران عدت میں کسی آدمی سے نکاح کا وعدہ کر لیا بعد میں اس کے ساتھ نکاح رچالیا تو ان دونوں میں جدائی نہیں کرائی جائے گی امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا: تم ان سے خفیہ معاہدہ نہ کرو اس سے مراد چھپ کر بدکاری کرنا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، آپ نے «حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ» کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد عورت کا اپنی عدت پوری کر لینا ہے۔

جو عورت عدت میں ہو اسے اشارے کنایہ میں پیغام نکاح دیا جائے، اس سے نکاح کی صراحت نہ کی جائے۔ مثلاً: کہا جائے کہ اگر تو نے نکاح کرنا تو مجھ سے پوچھ لینا، یا اگر کوئی نیک عورت ہو تو میرا نکاح کرنے کا ارادہ ہے، یا کہا جائے کہ تو بڑی معزز عورت ہے، یا میں تیرے بارہ میں نیک خواہش رکھتا ہوں اور عورت جواب میں کہے کہ جو تو کہہ رہا ہے میں اسے سن رہی ہوں۔

بَابُ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ قَبْلَ التَّزْوِيجِ

باب: نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنے کا بیان

٥١٢٥. حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُكِ فِي الْمَنَامِ يَجِيءُ بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقَالَ لِي هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْضِهِ.

سیدہ عائشہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہیں خواب میں دیکھا کہ فرشتہ تمہیں ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر لایا اور مجھے کہا: یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے تمہارے چہرے سے نقاب اٹھایا تو وہ تو ہی تھی۔ میں نے (اپنے دل میں) کہا: اگر یہ واقعی اللہ کی طرف سے

ہے تو وہ اسے ضرور پورا کرے گا۔

٥١٢٦. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيْ رَسُولَ اللهِ إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَآهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا عَدَّدَهَا قَالَ أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.



حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: اللہ کے رسول! میں آپ کی خدمت میں خود کو ہبہ کرنے کے لیے آئی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اپنی نظر کو اس کی طرف اونچا کیا، پھر اسے نیچا کر لیا پھر سر مبارک جھکا لیا۔ جب خاتون نے دیکھا کہ آپ نے اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا تو وہ بیٹھ گئی۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں تو اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ اس نے عرض کی: اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا: اپنے گھر جاؤ شاید کوئی چیز مل جائے وہ گئے اور واپس آ کر عرض کی کہ نہیں اے اللہ کے رسول میں نے کوئی چیز نہیں پائی آپ نے فرمایا مزید دیکھ لو خواہ لوہے کی انگوٹھی ہو وہ دوبارہ گیا اور واپس آ کر کہا: اللہ کے رسول! مجھے لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ملی لیکن میرا تہبند حاضر ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے پاس اوڑھنے کی چادر بھی نہ تھی۔ اس آدمی نے کہا: اس خاتون کو اس تہبند سے نصف دے دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ تیرے تہبند کو کیا کرے گی؟ اگر تو اسے پہنے گا تو اس کے لیے کچھ نہیں بچے گا اور اگر وہ اسے پہنے گی تو اس سے تجھ پر کچھ نہیں ہوگا اس کے



بعد وہ بیٹھ گیا اور دیر تک وہاں براجمان رہا، پھر اٹھ کر چلا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے واپس جاتے ہوئے دیکھا۔ آخر کار آپ نے حکم دیا اور اسے بلالیا گیا۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے عرض کی: فلاں فلاں اور فلاں سورت مجھے یاد ہے، اس نے ان سورتوں کو شمار کیا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم ان سورتوں کو زبانی پڑھ لیتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں آپ نے فرمایا: جاؤ، میں نے اس قرآن کے بدلے جو تمہیں یاد ہے اس خاتون کا عقد تجھ سے کر دیا ہے۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ

باب: ہے کہ بغیر ولی کے نکاح صحیح نہیں ہوتا

لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ} فَدَخَلَ فِيهِ الثَّيِّبُ، وَكَذَلِكَ الْبِكْرُ، وَقَالَ: {وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا} وَقَالَ: {وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ}.

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو عورتوں کے اولیاء تم کو ان کا روک رکھنا درست نہیں ہے اس میں ثیبہ اور باکرہ سب قسم کی عورتیں آگئیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا عورتوں کے اولیاء تم عورتوں کا نکاح مشرک مردوں سے نہ کرو اور فرمایا جو عورتیں خاوند نہیں رکھتیں ان کا نکاح کر دو۔



٥١٢٧ - حدثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلَى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ فَنِكَاحٌ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهُ أَوِ ابْنَتَهُ فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا وَنِكَاحٌ آخَرُ كَانَ الرَّجُلُ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ إِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا أَرْسِلِي إِلَى فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِي مِنْهُ وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلَا يَمَسُّهَا أَبَدًا حَتَّى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ فَإِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا إِذَا أَحَبَّ وَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ رَغْبَةً فِي نَجَابَةِ الْوَلَدِ فَكَانَ هَذَا النِّكَاحُ نِكَاحَ الِاسْتِبْضَاعِ وَنِكَاحٌ آخَرُ يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ مَا دُونَ الْعَشَرَةِ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ كُلُّهُمْ يُصِيبُهَا فَإِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَمَرَّ عَلَيْهَا لَيَالٍ بَعْدَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا أَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَمْتَنِعَ حَتَّى يَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا تَقُولُ لَهُمْ قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ وَقَدْ وَلَدْتُ فَهُوَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ تُسَمِّي مَنْ أَحَبَّتْ بِاسْمِهِ فَيَلْحَقُ بِهِ وَلَدُهَا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ وَنِكَاحُ الرَّابِعِ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيرُ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا وَهُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلَى أَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُونُ عَلَمًا فَمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ فَإِذَا حَمَلَتْ



إِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ ثُمَّ أَلْحَقُوا وَلَدَهَا بِالَّذِي يَرَوْنَ فَالْتَاطَ بِهِ وَدُعِيَ ابْنَهُ لَا يَمْتَنِعُ مِنْ ذَلِكَ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ.

ام المومنین سیدہ عائشہ ﷺ سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ دور جاہلیت میں نکاح کی چار صورتیں تھیں: ایک صورت تو یہی تھی جیسا کہ آج کل لوگ کرتے ہیں، ایک شخص دوسرے شخص کے پاس اس کی زیر پرورش بیٹی سے نکاح کا پیغام بھیجتا، پھر اس کا مہر دے کر اس سے نکاح کرتا، دوسری صورت یہ تھی کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے کہتا جب وہ حیض سے پاک ہوجاتی: تو فلاں شخص کے پاس چلی جا اور اس سے منہ کالا کرلے، اس مدت میں شوہر خود اس سے جدا رہتا اور اس سے ہم بستر نہ ہوتا، پھر جب اس غیر مرد سے اس کا حمل ظاہر ہوجاتا جس سے اس نے منہ کالا کیا تھا، اس کے بعد اگر خاوند کی طبیعت چاہتی تو اس سے صحبت کرتا، اور ایسا اس لیے کرتے تھے تاکہ ان کا لڑکا اچھا اور خوبصورت پیدا ہو۔ یہ نکاح نکاح استبضاع کہلاتا تھا۔ تیسری صورت یہ تھی کہ چند آدمی جو دس سے کم ہوتے کسی عورت کے پاس باری باری جاتے اور ان میں سے ہر ایک اس سے ہم بستر ہوتا، پھر جب وہ عورت حاملہ ہوجاتی تو وضع حمل کے چند دن بعد وہ ان تمام مردوں کو بلاتی، اس موقع پر ان میں سے کوئی آدمی انکار نہیں کر سکتا تھا، چنانچہ وہ سب اس عورت کے پاس جمع ہوجاتے تو وہ ان سے کہتی کہ تم اپنے حال کو خوب جانتے ہو! اب میں نے یہ بچہ جنم دیا ہے (پھر وہ کہتی) اے فلاں یہ بچہ تیرا ہے وہ جس کا چاہتی نام لے لیتی پھر وہ اس کا لڑکا سمجھا جاتا اور وہ شخص اس سے انکار کی جرات بھی نہیں کر سکتا تھا۔ چوتھی صورت یہ تھی کہ بہت سے لوگ ایک فاحشہ عورت کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ عورت اپنے پاس کسی بھی آنے والے کو نہیں روکتی تھی۔ یہ فاحشہ ہوتی تھیں جنہوں نے اپنے دروازں پر جھنڈے لگا رکھے تھے جو ان کے لیے امتیازی نشان کی حیثیت رکھتے تھے، جو کوئی بھی ان کے پاس جانے کی خواہش رکھتا ان کے پاس چلا جاتا، جب ان میں سے کوئی عورت حاملہ ہوجاتی اور بچہ جنم دیتی تو اس کے پاس آنے جانے والے سب لوگ جمع ہوجاتے اور کسی قیافہ شناس کو بلاتے وہ جس کے ساتھ بچے کی مشابہت دیکھتا اس کے ساتھ بچے کو لاحق کر دیتا، پھر وہ بچہ اس کا بیٹا کہا جاتا، وہ آدمی اس کا انکار نہیں کر سکتا تھا۔ جب حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا گیا تو آپ نے جاہلیت کے تمام نکاح کالعدم کر دیئے صرف اس نکاح کو باقی رکھا جس کا آج کل رواج ہے۔

امام بخاری نے ترجمہ باب حدیث کے ساتھ قائم کیا ہے [1]۔ چونکہ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہیں تھی، اس لئے اسے ترجمہ باب میں لائے ہیں لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ کا معنی کیا ہے؟ اس میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں اسکا معنی ہے لَا نکاح إلاّ بتعبیرِ ولي یعنی نکاح کا معبر عورت کا ولی ہونا چاہیے، عورت اپنے نکاح میں معبر نہیں

1. سنن ترمذی: ۱۱۰۱ (صحیح)

ہو سکتی۔

امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد نے یہی معنی کیا ہے۔ صاحبین نے یہ معنی کیا ہے لا نکاح الاّ برضاءِ وليٍّ بعض نے لا نکاح الاّ باذن وليٍّ معنی کیا ہے۔

جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ عورت کے ولی کی اجازت کے بغیر عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا۔

احناف کے ہاں ولی کے بغیر عورت کا نکاح ہو سکتا ہے لیکن حنفی یہ بھی کہتے ہیں کفوٴ میں نکاح ہو تو منعقد ہو جاتا ہے کیونکہ ولی کی ضرورت اس لئے ہوتی ہے تاکہ عورت اپنے آپکو ضائع نہ کرلے اور جب وہ نکاح کفوٴ میں کرے گی تو ضائع نہیں ہو گی۔ مگر آج کل ان کا فتویٰ یہ ہے کہ کفوٴ میں نکاح ہو یا غیر کفوٴ میں ہو نکاح ہو جاتا ہے۔ کفوٴ کے قول کو نظر انداز کر دیا ہے۔

لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ میں رضا کا معنٰی کرنا زیادہ موزوں ہے، کیونکہ جب اذن دینے سے دوسرا شخص معبر ہو سکتا ہے تو ولی کا معبر ہونا ضروری نہ ہوا۔

اہل ظاہر کی رائے یہ ہے کہ ثیب کے لئے ولی کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن دیگر علماء کہتے ہیں عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو، دونوں کے نکاح کرنے کے لئے ولی ضروری ہے، بغیر ولی کے نکاح نہیں ہوتا اور قرآن کریم کی یہ آیت وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ[1] مطلقہ کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ لہذا ثیبہ کے لئے بھی ولی ضروری ہے اور اس آیت کریمہ میں خطاب بھی عورتوں کے ولیوں سے ہے۔

اہل ظاہر کے نزدیک ثیبہ کے لیے ولی کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

الثیب احق بنفسها من وليها[2] یہ صحیح مسلم اور سنن ابی داؤد کی حدیث ہے۔

دیگر علماء کرام جن کے ہاں ثیبہ کے لئے بھی ولی ضروری ہے وہ کہتے ہیں کہ ثیبہ کے نکاح میں دونوں کا حق ہے، لیکن جب عورت اور اس کے ولی میں اختلاف ہو جائے تو عورت کی بات کو ترجیح دی جائے گی، ولی کو چاہیے کہ جہاں عورت نکاح کرنا چاہتی ہے وہاں نکاح کرنے پر رضامند ہو جائے، ایک حدیث میں آتا ہے ليس للولي مع الثيب أمر[3] ولی کو ضروری قرار دینے والے کہتے ہیں کہ یہاں امر سے مراد امر جبر ہے کہ ولی ثیبہ پر جبر نہیں کر سکتا، اسکا مطلب یہ ہوا کہ باکرہ پر ولی جبر کر سکتا ہے، یہ ایک اور مسئلہ ہے۔

احناف کے نزدیک ولی باکرہ اور ثیبہ دونوں پر جبر نہیں کر سکتا۔

دیگر تینوں ائمہ کے ہاں ولی باکرہ پر جبر کر سکتا ہے ثیبہ پر جبر نہیں کر سکتا۔

---

1. البقرة: ۲۳۲
2. صحیح مسلم: (۶۷)۱۴۲۱، سنن ابی داؤد: ۲۰۹۹
3. سنن ابی داؤد: ۲۱۰۰

امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک بھی ولی جبر نہیں کر سکتا اگرچہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہو گا لیکن ولی کو جبر کا حق حاصل نہیں ہے خواہ باکرہ کا ولی ہو یا ثیب کا یہی درست ہے۔ اور اگر بچی نابالغ ہو تو جبر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی نابالغ کا اذن ہوتا ہے۔ بالغ لڑکی کی رضا سے اس کا نکاح ہونا چاہیے، جو لوگ باکرہ اور ثیبہ میں فرق کرتے ہیں ان کی یہ بات معقول نہیں ہے، شریعت نے بالغ کو مکلف بنایا ہے، بکارت یا ثیوبت کا اس میں دخل نہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا ولی کے ضروری ہونے پر استدلال فلا تعضلوھنّ سے ہے اور اس آیت کریمہ میں عضل سے مراد یہ ہے کہ ولی عورت کے نکاح میں شامل نہ ہو اور عورت بغیر ولی کے نکاح نہیں کر سکتی۔ ولی کا شامل نہ ہونا عضل ہے اس سے روکا گیا ہے کہ اگر مطلقہ عورت اپنے طلاق دہندہ سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتی ہے تو تم اسے روکو نہیں بلکہ اس کے موافق ہو جاؤ، تو عضل سے مراد ولی کی عدم شمولیت ہے، اس آیت سے مراد یہ ہے کہ ولی کے بغیر عورت کا نکاح نہیں ہوتا اگرچہ ثیب ہو۔ لیکن وہ عورت کو مجبور بھی نہیں کر سکتا اور اگر ولی شامل نہ ہو تو عورت سلطان کو ولی بنا کر نکاح کر سکتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

إذا تشاجروا فالسلطان ولي من لا ولي له[1]

آیت مذکورہ اگرچہ ثیب کے بارے میں ہے۔ لیکن جب ثیب کے لئے ولی ضروری ہے تو باکرہ کے لیے بالاولیٰ ولی ضروری ہے۔

قولہ: على أربعة أنحاء جاہلیت میں چار طرح کے نکاح ہوتے تھے۔

ایک نکاح وہ تھا جو عورت کے ولی کی اجازت سے ہوتا تھا۔

دوسرا نکاح استبضاع: یعنی عورت کا خاوند اپنی بیوی کو کسی قوی اور طاقت ور مرد سے جماع کرانے کا حکم دیتا تاکہ بچہ قوی اور طاقت ور ہو اب وہ بچہ تو قوی مرد کا ہوتا تھا اور اس عورت کا خاوند اس کو اپنا بچہ بنا لیتا تھا جیسا کہ ہندو کرتے ہیں ان کے ہاں اگر خاوند بچہ پیدا کرنے کے قابل نہ ہو تو وہ اپنی بیوی کو اجازت دے دیتا ہے کہ وہ کسی قوی مرد کو گھر میں لے آئے اور اسے انڈے وغیرہ کھلائے اور اس سے مجامعت کرے۔

تیسرا نکاح نکاح رھط تھا کہ دس سے کم مرد کسی عورت پر داخل ہوتے اور اس سے مجامعت کرتے وہ عورت جب حاملہ ہو جاتی اور بچہ جنتی تو چند راتوں کے بعد وہ سب کو اپنے پاس بلاتی اور وہ آنے سے انکار نہیں کر سکتے تھے۔ اور عورت جس کے ساتھ چاہتی اس بچے کو ملا دیتی۔ اور وہ مرد اس بچے کو لینے سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ ایسا کرنے والی عورتیں کنجریاں ہوتی تھیں۔

چوتھا نکاح بغایا: کہ بدکار اور فاحشہ عورتیں اپنے گھروں پر جھنڈے لگائے رکھتی تھیں اور یہ جھنڈے اس بات کی علامت ہوتے تھے کہ آئے جس کا جی چاہے ان میں سے کوئی عورت حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو اس کے ساتھ مجامعت کرنے والے سارے مرد جمع ہو جاتے اور قیافہ شناس کو بلاتے وہ اس بچے کے نقش و نگار جس مرد سے ملتے اس بچے کو

[1] سنن ابی داؤد: ۲۰۸۳

اسی کی طرف منسوب کر دیتا تھا اور وہ اس سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔

جب اسلام آیا اور نبی کریم ﷺ حق لے کر مبعوث ہوئے تو آپ نے جاہلیت کے تمام نکاحوں کو باطل قرار دے دیا اور نکاح کی صرف اسی قسم کو باقی رکھا جو ولی کی اجازت سے کیا جاتا تھا۔ اور وہ نکاح کی پہلی قسم ہے۔ اور باطل نکاحوں میں حنفیوں والا نکاح بھی آگیا جو ولی کی اجازت کے بغیر کیا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ جاہلیت والے نکاحوں کی اقسام میں سے نہیں ہے۔ لیکن حدیث میں کلہ کا لفظ ان سب نکاحوں کو شامل ہے جو ولی کی رضا اور اس کی اجازت کے بغیر کیے جاتے ہیں[1]۔

٥١٢٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَمَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ قَالَتْ هَذَا فِي الْيَتِيمَةِ الَّتِي تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَعَلَّهَا أَنْ تَكُونَ شَرِيكَتَهُ فِي مَالِهِ وَهُوَ أَوْلَى بِهَا فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَنْكِحَهَا فَيَعْضُلَهَا لِمَالِهَا وَلَا يُنْكِحَهَا غَيْرَهُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَشْرَكَهُ أَحَدٌ فِي مَالِهَا.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آیت وما يتلى عليكم في الكتاب یعنی وہ آیات جو کتاب میں یتیم لڑکیوں کے بارے میں تمہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جنہیں تم وہ نہیں دیتے جو ان کے لیے مقرر



---

[1] عورت کے نکاح میں ولی کے شرط ہونے یا نہ ہونے کے بارہ میں طرفین کی طرف سے جو آیات قرآنیہ پیش کی جاتی ہیں وہ سب احتمالی ہیں جن میں فریقین کی دلیل بننے کا احتمال پایا جاتا ہے۔ اس مسئلے کے بارے میں فیصلہ کن موقف وہی ہے جو حدیث نبوی سے ثابت ہے وہ احادیث نبویہ جو ولی کے شرط ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ متعدد احادیث ہیں جن پر صحت کا حکم لگایا گیا ہے ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جسے ترمذی اور داؤد نے روایت کیا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: لا نكاح الا بولي یعنی ولی کی اجازت کے بغیر عورت کا نکاح نہیں ہوتا سنن ابی داؤد: ٢٠٨٥ (صحیح) سنن ترمذی، ١١٠١

دوسری: حدیث ترمذی، ابوداؤد وغیرہ میں ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ان رسول الله ﷺ قال: ايما امراة نكحت نفسها بغير اذن وليها فنكاحها باطل فنكاحها باطل فنكاحها باطل یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر خود اپنا نکاح کرے گی اسکا نکاح باطل ہے، اسکا نکاح باطل ہے اس کا نکاح باطل ہے (آپ ﷺ نے یہ لفظ تین مرتبہ کہا)۔

آپ نے فرمایا لا تزوج المرأة المرأة ولا تزوج المرأة نفسها رواہ ابن ماجہ والدارقطنی

یعنی کوئی عورت (ولی بن کر) کسی دیگر عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ ہی کوئی عورت (ولی کے بغیر) خود اپنا نکاح کرائے۔۔۔۔ سنن ابن ماجہ: ١٨٨٢ (صحیح)



علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں ان تمام احادیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت اپنے ولی کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی، اگر ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے گی تو وہ نکاح باطل ہو گا۔

کیا گیا ہے کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: یہ آیت ایسی لڑکی کے متعلق نازل ہوئی تھی جو کسی شخص کے زیر پرورش ہوتی ممکن ہے کہ وہ اس کے مال وجائیداد میں شریک ہو اور وہی آدمی لڑکی کا زیادہ حقدار ہوتا جبکہ وہ اس سے روگردانی کرتا، چنانچہ اس کے مال کے باعث کسی اور سے اس کا نکاح کرنے سے بھی پہلو تہی کرتا، مبادا کوئی دوسرا اس کے مال میں شریک ہو جائے، اس لیے وہ کسی مرد سے اس کی شادی نہیں ہونے دیتا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا اس کے مال میں حصہ دار بنے۔

قولہ: فَيَعْضُلَهَا لِمَالِهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ولی اپنی متولیہ سے نہ خود نکاح کرتا اور نہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنے دیتا جس سے معلوم ہوا کہ عورت کے نکاح میں ولی کا دخل ہے اگر عورت کو خود اپنا نکاح کرنے کا اختیار ہوتا تو ولی اسے نہ روک سکتا۔

٥١٢٩. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنِ ابْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ عُمَرُ لَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِي فَقَالَ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ



حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بتایا کہ جب سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ سے بیوہ ہوئیں۔ (ابن حذافہ رضی اللہ عنہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تھے اور غزوہ بدر میں شریک تھے، ان کی وفات مدینہ طیبہ میں ہوئی تھی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور انہیں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی پیشکش کی اور ان سے کہا: اگر آپ چاہیں تو حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں؟ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں اس معاملے کے متعلق غور کروں گا۔ چند دن میں نے انتظار کیا، اس کے بعد وہ مجھ سے ملے اور کہا: میرے لیے یہ ظاہر ہوا ہے کہ میں ابھی نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کر دوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا ولی اس کا نکاح کرے گا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حالانکہ ثیب تھیں لیکن ان کے باپ عمر فاروق کی ولایت ان سے ساقط نہیں ہوئی، ان کا نکاح ان کے ولی حضرت عمر فاروق نے کیا ہے۔



٥١٣٠. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيهِ قَالَ

زَوَّجْتُ أُخْتًا لِي مِنْ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا حَتَّى إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ يَخْطُبُهَا فَقُلْتُ لَهُ زَوَّجْتُكَ وَفَرَشْتُكَ وَأَكْرَمْتُكَ فَطَلَّقْتَهَا ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا لَا وَاللهِ لَا تَعُودُ إِلَيْكَ أَبَدًا وَكَانَ رَجُلًا لَا بَأْسَ بِهِ وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُرِيدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَأَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ الْآيَةَ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ فَقُلْتُ الْآنَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ.

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: یہ آیت عورتوں کو (نکاح کرنے سے) مت روکو میرے متعلق نازل ہوئی۔ ہوا یوں کہ میں نے اپنی بہن کا نکاح ایک آدمی سے کر دیا، اس نے اسے طلاق دے دی۔ جب عدت ختم ہوگئی تو وہی شخص میری بہن سے دوبارہ نکاح کرنے کا پیغام لے کر آیا۔ میں نے اسے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ (اپنی بہن کا) نکاح کر دیا، اسے تیری بیوی بنایا اور تمہیں عزت دی لیکن تم نے اسے طلاق دے دی، اب پھر تم اس سے نکاح کا پیغام لے کر آئے ہو، اللہ کی قسم! اب ایسا ہرگز نہیں ہوگا، میں تمہیں وہ کسی صورت میں نہیں دوں گا۔ وہ شخص کوئی برا آدمی نہ تھا اور عورت بھی بھی خواہش تھی کہ وہ اس کے پاس چلی جائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: تم عورتوں کو (نکاح کرنے سے) مت روکو۔ میں نے کہا اللہ کے رسول! میں ابھی اس پر عمل کرتا ہوں، چنانچہ اس نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح اس سے کر دیا۔



اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت خواہ ثیبہ ہو اسکا نکاح ولی ہی کرے گا، حضرت معقل بن یسار نے اپنی بہن کا نکاح سابقہ خاوند سے نہ ہونے دیا۔ حالانکہ ان کی بہن پہلے خاوند کی طرف لوٹ جانا چاہتی تھی، تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت: فلا تعضلوھنّ نازل کر کے عورتوں کے اولیاء کو رکاوٹ بننے سے روکا اور ان کا نکاح سابقہ خاوندوں سے کرنے کا حکم دیا، اگر عورتوں کے نکاح میں ان کے اولیاء کا کوئی دخل نہ ہوتا، اور عورت کو خود اپنا نکاح بغیر ولی کے کرنے کی اجازت ہوتی تو آیت مذکورہ میں اولیاء کو مخاطب کرنے کی ضرورت نہ ہوتی، جبکہ انہیں مخاطب کیا گیا ہے تو اس لئے کہ ان کا نکاح کرانے میں دخل ہے۔

شرح بخاری

بَابُ إِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ الْخَاطِبَ

باب: اگر عورت کا ولی خود اس سے نکاح کرنا چاہیے

اگر عورت کا ولی خود اپنی متولیہ سے نکاح کرنا چاہیے تو کیا نکاح خواں الگ ہونا چاہیے یا خود ہی وہ ایجاب و قبول کر سکتا ہے؟ مثال کے طور پر لڑکی کا باپ فوت ہو چکا ہو اور اسکا ولی اس کے چچا کا بیٹا ہو اور چچے کا بیٹا ہی اس یتیم لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو اس صورت میں عاقد کون ہوگا۔ اس میں اختلاف ہے۔

بعض کے نزدیک ان دونوں کے درمیان ایجاب و قبول کرانے والا کوئی تیسرا شخص ہونا چاہیے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ وہ خود ہی ایجاب و قبول کر سکتا ہے اور وہ اپنی متولیہ سے کہے گا، میں تیرا ولی ہوں اگر میں تیرا نکاح کردوں تو کیا تو راضی ہے وہ کہے گی کہ نکاح کر دے اور اس کا ولی کہہ دے کہ میں نے ہی تجھ سے



نکاح کیا اور وہ عورت اس پر رضامند ہو تو نکاح ہو جائے گا، الگ نکاح خواں کی ضرورت نہیں ہے۔

قولہ: فأمر رجلاً فزوجه امام بخاری نے دونوں قول ذکر کر دیئے ہیں کہ ان کا نکاح پڑھانے کے لیے الگ نکاح خواں بھی ہو سکتا ہے، جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ نے کیا ہے اور ولی خود بھی عاقد ہو سکتا ہے جیسا کہ عبد الرحمن بن عوف کا واقعہ اس پر دلالت کرتا ہے۔

قولہ، وقال عطاء: یعنی عطاء نے کہا ہے کہ اسے اس نکاح پر گواہ ضرور بنالینا چاہیے۔

٥١٣١. حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِي قَوْلِهِ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ الرَّجُلِ قَدْ شَرِكَتْهُ فِي مَالِهِ فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يُزَوِّجَهَا غَيْرَهُ فَيَدْخُلَ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ فَيَحْبِسُهَا فَنَهَاهُمُ اللهُ عَنْ ذَلِكَ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: لوگ آپ سے عورتوں کے متعلق فتویٰ پوچھتے ہیں۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے متعلق مسئلہ بتاتا ہے۔
اس سے مراد وہ یتیم لڑکی ہے جو کسی کے زیر کفالت ہوتی اور وہ اس کے مال میں بھی حصہ دار ہوتی، وہ اس سے نکاح کرنے میں کوئی دلچسپی نہ رکھتا اور نہ کسی دوسرے سے نکاح کر دینا پسند کرتا، مبادا وہ بھی اس کے مال میں شریک ہو جائے۔ اس بنا پر وہ لڑکی کو نکاح سے روکے رکھتا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرما دیا۔



اس کا ترجمہ باب سے تعلق ہے اور یہ لفظ عام ہے کہ وہ اس سے خود نکاح کرے یا غیر کو نکاح پڑھانے کا حکم دے دے۔

٥١٣٢. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسًا فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَخَفَّضَ فِيهَا النَّظَرَ وَرَفَعَهُ فَلَمْ يُرِدْهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ زَوِّجْنِيهَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ أَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا عِنْدِي مِنْ شَيْءٍ قَالَ وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ قَالَ وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ أَشُقُّ بُرْدَتِي هَذِهِ فَأُعْطِيهَا النِّصْفَ وَآخُذُ النِّصْفَ قَالَ لَا هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک عورت آئی اور اس نے خود کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا۔ آپ نے اس عورت کو دیکھا آپ کا (اس سے شادی کا) ارادہ نہ بنا۔ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص نے عرض کی اے اللہ کے رسول اس کا



میرے ساتھ نکاح کر دیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ اس نے عرض کیا: میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں؟ اس نے کہا کہ لوہے کی انگوٹھی بھی میرے پاس نہیں، لیکن میں اپنی اس چادر کے دو ٹکڑے کر دیتاہوں آدھی اسے دیتاہوں اور آدھی اپنے پاس رکھ لیتاہوں۔ آپ نے فرمایا: ایسا تو نہیں ہو سکتا، اچھا بتاؤ تمہیں کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ، اس حفظ قرآن کے عوض میں نے اس سے تیری شادی کر دی۔

اس حدیث کی ترجمہ باب سے مناسبت یہ ہے کہ اس عورت نے اپنے آپ کو آپ کے لیے ھبہ کیا اور آپ اس کے ولی تھے اگر آپ اسے پسند کر لیتے تو اپنا نکاح خود آپ اس سے کر لیتے اور اسے قبول کر لیتے۔

بَابُ إِنْكَاحِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ الصِّغَارَ

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ﴾ «فَجَعَلَ عِدَّتَهَا ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوغِ»

باب: آدمی اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح کر سکتا ہے

اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ طلاق میں فرمایا ہے جن عورتوں کو ابھی حیض نہ آیا ہو ان کی عدت بھی تین مہینے ہے۔

اس ترجمہ باب سے مقصود یہ ہے کہ نابالغ بچے یا بچی کا نکاح ہو سکتا ہے، اگرچہ ان کی رخصتی بالغ ہونے کے بعد ہوگی، انگریز کے دور میں یہ قانون بنا تھا کہ نابالغ کا نکاح نہیں ہو سکتا اس وقت علماء نے آواز اٹھائی تھی کہ نابالغ کے نکاح میں کوئی حرج نہیں ہے، بعض دفعہ نابالغ کا نکاح مصلحت کے پیش نظر کرنا پڑتا ہے، مثال کے طور پر باپ مریض ہے سمجھتا ہے کہ کہیں میرے مرنے کے بعد بیٹی کو ضائع نہ کر دیں اور اسکا نکاح نامناسب جگہ نہ کر دیں تو وہ خود اس نابالغ کا نکاح مناسب جگہ کر دیتا ہے، جبکہ رخصتی اس کے بالغ ہونے کے بعد ہو گی۔

قولہ تعالیٰ: والائی لم یحضن

اس آیت سے امام بخاری رحمہ اللہ کا استدلال ہے کہ نابالغ کا نکاح کیا جاسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان منکوحات کی عدت تین مہینے بیان کی ہے، جنہیں حیض نہیں آیا یعنی وہ نابالغ ہیں، اور عدت گزاری جاتی ہے طلاق کے بعد اور طلاق ہوتی ہے، نکاح کے بعد اس سے معلوم ہوا کہ حیض آنے سے پہلے نابالغ لڑکی کا نکاح ضرورت کے لئے کیا جاسکتا ہے۔

۵۱۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا.

سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے نکاح کیا جبکہ وہ چھ برس کی تھیں اور ان کی رخصتی ہوئی جب کہ وہ نو برس کی تھیں اور وہ آپ کے پاس نو برس رہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم ﷺ کے ساتھ تب ہوا تھا جب کہ وہ چھ سال کی تھیں اور نابالغ تھیں، لیکن ان کی رخصتی بالغ ہونے کے بعد ہوئی تھی جبکہ ان کی عمر نو سال تھی۔

بَابُ تَزْوِيجِ الأَبِ ابْنَتَهُ مِنَ الإِمَامِ

باب: باپ کے اپنی بیٹی کا نکاح حکمران سے کرنے کا بیان

وَقَالَ عُمَرُ: «خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ حَفْصَةَ فَأَنْكَحْتُهُ»

اور حضرت عمر فاروق نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ سے نکاح کا پیغام میرے پاس بھیجا تو میں نے ان کا نکاح آپ سے کر دیا۔

٥١٣٤. حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ قَالَ هِشَامٌ وَأُنْبِئْتُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُ تِسْعَ سِنِينَ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جب ان سے نکاح کیا تو ان کی عمر چھے سال کی تھی اور جب ان کی رخصتی ہوئی تو عمر نو سال کی تھی۔ حضرت ہشام نے کہا: مجھے بتایا گیا کہ سیدہ عائشہ آپ ﷺ کے ہاں نو برس تک رہیں۔



اس ترجمہ باب سے مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ امام اور خلیفہ کو بھی کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے اس کے ولی سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے اور بڑے آدمی کو بھی ولی کی اجازت سے نکاح کرنا چاہیے اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ جس لڑکی سے چاہیے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے۔ جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حفصہ کا نکاح نبی اکرم ﷺ سے کیا تھا۔

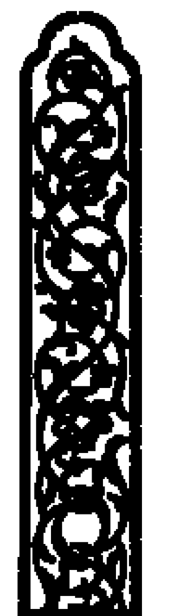
قولہ: تزوجھا اس حدیث کی بظاہر ترجمہ باب سے مناسبت نہیں ہے جس کے لئے دیگر دلائل کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اس حدیث کے ایک طریق میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لئے حضرت ابو بکر صدیق کو پیغام بھیجا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول، میں آپکا بھائی ہوں، آپ نے فرمایا تو اسلامی اعتبار سے میرا بھائی ہے، اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح میرے لئے حلال ہے، تب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی اکرم ﷺ سے کر دیا اس ترجمہ باب سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ اپنی بیٹی کا نکاح حاکم وقت سے کر سکتا ہے اور امام کو بھی نکاح کے لیے لڑکی کے ولی سے اجازت لینا ضروری ہے۔

بَابُ السُّلْطَانُ وَلِيٌّ

باب: حاکم وقت بھی ولی ہے

لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے ہم نے قرآن کے بدلے تیرا اس عورت سے نکاح کر دیا۔



٥١٣٥. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِي فَقَامَتْ طَوِيلًا فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا قَالَ مَا عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي فَقَالَ إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِيَّاهُ جَلَسْتَ لَا إِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا فَقَالَ مَا أَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَلَمْ يَجِدْ فَقَالَ أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا فَقَالَ قَدْ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

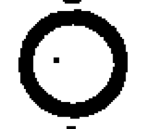
حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی: میں خود کو آپ کے لیے ہبہ کرتی ہوں، پھر وہ دیر تک وہاں کھڑی رہی۔ اتنے میں ایک شخص نے کہا اگر آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو تو مجھ سے اس کا نکاح کر دیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تیرے پاس اسے مہر دینے کے لیے کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا میرے پاس اس تہبند کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم اپنا تہبند اسے دے دو گے تو تمہارے پہننے کے لیے کوئی تہبند نہیں ہو گا کوئی اور چیز تلاش کرلو۔ اس نے عرض کی: میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: کچھ تو تلاش کرو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو تاہم اسے وہ بھی مل نہ سکی تو آپ نے اسے فرمایا: کیا تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا: ہاں، فلاں فلاں سورت یاد ہے اس نے چند سورتوں کا نام لیا۔ آخر کار آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ ہم نے تیرا نکاح اس عورت سے کر دیا اس قرآن کے بدلے جو تجھے یاد ہے



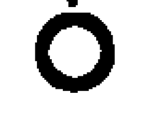
شرح بخاری: جس عورت کا کوئی رشتہ دار ولی نہ ہو تو سلطان یا اسکا کوئی نائب اس عورت کا ولی بن کر اسکا نکاح کر سکتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اس آنے والی عورت کا ولی بن کر اسکا نکاح کیا ہے۔

بَابُ لَا يُنْكِحُ الْأَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ إِلَّا بِرِضَاهَا

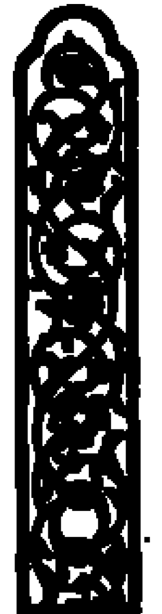
باب: باپ یا کوئی دوسرا ولی کنواری یا بیوہ عورت کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر نہ کرے۔



٥١٣٦. حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ.



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے پوچھ نہ لیا جائے اور کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لی جائے۔ صحابہ نے عرض کی: اللہ کے رسول! کنواری کی اجازت کس



طرح ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (پیغام نکاح سن کر) اس کا خاموش رہنا ہی اس کی اجازت ہے۔

عورت کی رضا کے بغیر اس کا نکاح نہیں کیا جاسکتا خواہ باکرہ ہو یا ثیب ہو، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ لڑکی بالغ اور ممیز ہو، کیونکہ جو نابالغ ہو جسے نکاح کے معاملات کا علم نہ ہو اس سے اذن اور اجازت لینا بے فائدہ ہے، نابالغ کا نکاح اسکا باپ کر سکتا ہے، کیا بالغ ہونے کے بعد اسے فسخ نکاح کا اختیار ہوگا یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

احناف کی رائے یہ ہے کہ اگر نابالغ لڑکی کا نکاح باپ یا دادا نے کیا ہو تو پھر اسے فسخ نکاح کا اختیار نہیں ہو گا۔ باپ اور دادا کے علاوہ کسی نے اس کا نکاح کیا ہو تو بالغ ہونے کے بعد اس کو فسخ نکاح کا اختیار ہو گا۔

شوکانی اور اہل حدیث نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ بالغ ہونے کے بعد اسے نکاح کو فسخ کرنے یا باقی رکھنے کا اختیار ہو گا اگرچہ باپ یا دادے نے ہی نکاح کیا ہو لیکن یہ رائے کسی امام کی نہیں ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تو چھوٹی بچی کے جبر کے قائل ہیں۔

احناف بھی باپ اور دادے کے بارہ میں کہتے ہیں کہ ان کی ولایت شفقت کی ہوتی ہے ان کا کیا ہوا نکاح فسخ نہیں ہو گا۔

امام شوکانی رحمہ اللہ کا استدلال یہ ہے کہ عورت کی رضا حاصل کیے بغیر نکاح نہیں ہوتا اور نابالغ بچی رضا کے اظہار کے قابل نہیں ہوتی، لہذا اگر اسکا نکاح نابالغی میں ہوا ہے تو بالغ ہونے کے بعد اسے فسخ کا حق ہونا چاہیے۔

ایک حدیث میں جس عورت کا ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے فسخ کی اجازت دی تھی وہ بکر بالغ تھی، شوافع چونکہ بکر کے فسخ نکاح کے قائل نہیں ہیں اس لئے وہ تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ثیب ہو گی جسے آپ نے اختیار دیا تھا۔ حالانکہ سنن ابی داود میں بکر کا لفظ بھی آتا ہے حدیث کے لفظ یہ ہیں:

أَنَّ جارِيَةً بِكْرًا أتتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وسَلَّمَ، فذَكَرت أنَّ أباها زوَّجها وَهِيَ كارِهَةٌ فخيَّرَها النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وسَلَّمَ[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بکر کو بھی فسخ کا اختیار ہے جبکہ اسکا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کیا گیا ہو۔ بیہقی نے اسکا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ اسکا نکاح غیر کفوء میں ہوا تھا، اور اس کے چچے کے بیٹے سے اسکا نکاح ہوا تھا اور یہ کہتی تھی کہ وہ خسیس ہے اور اسکی خست کو رفع کرنے کے لیے میرا اس سے نکاح کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا نکاح غیر کفوء میں ہوا تھا حالانکہ نسب کے لحاظ سے تو وہ اسکا کفو ہی تھا کیونکہ اس کے چچے کا بیٹا تھا۔ عمر یا حسن کے اعتبار سے کفوء نہیں ہو گا، لیکن اس عورت نے نکاح فسخ نہیں کیا تھا اور کہا کہ میں اپنے باپ کے کئے ہوئے نکاح کو رد نہیں کرتی، میں تو یہ جاننا چاہتی تھی کہ عورتوں کو بھی اپنے نکاح میں اختیار حاصل ہے یا نہیں اس سے معلوم ہوا کہ نکاح منعقد ہو جاتا ہے، اگرچہ لڑکی کو فسخ کا حق ہوتا ہے، نکاح باطل نہیں ہو گا ورنہ آپ فرما دیتے کہ تیرا نکاح ہوا ہی نہیں اختیار دینے کی کیا ضرورت تھی۔

---

(1) صحیح ابی داود، الرقم: ۲۰۹۶

۵۱۳۷. حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِي قَالَ رِضَاهَا صَمْتُهَا.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کنواری لڑکی تو شرماتی ہے (اس لیے بول نہیں سکتی) تو آپ نے فرمایا: اس کی خاموشی ہی اس کی رضامندی ہے

بَابُ إِذَا زَوَّجَ الرجل ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهُ مَرْدُودٌ

باب: جب کسی نے اپنی لڑکی کا نکاح زبردستی کر دیا ہو جو اسے ناپسند ہو تو ایسا نکاح باطل ہو گا۔

۵۱۳۸. حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِدَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهُ.



سیدہ خنساء بنت خدام انصاریہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا جبکہ وہ ثیبہ (شوہر دیدہ) تھیں۔ انہیں یہ نکاح منظور نہیں تھا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے اس کا نکاح فسخ کر ڈالا۔

شرح بخاری

مردود سے مراد یہ ہے کہ اسے رد کرنے کا اختیار ہے اگر اس نے پہلے انکار کیا تھا اس کے باوجود اسکا نکاح کیا گیا ہے تو اسکا نکاح ہوا ہی نہیں اور اگر اس کی اجازت کے بغیر نکاح کیا گیا ہے اور وہ اسے ناپسند کرتی ہو تو اسے اختیار ہو گا۔

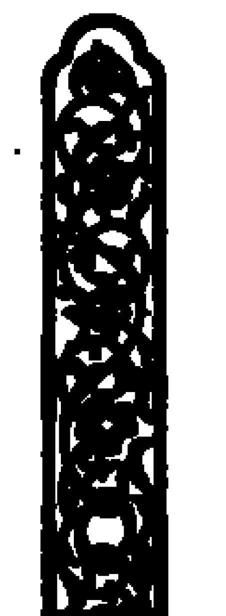
قولہ: وهي ثيب یہی حکم بکر کا ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نکاح ہوا ہو تو اسے بھی اختیار حاصل ہے۔ بکر کے بارہ میں بھی۔ سنن ابی داود میں حدیث آتی ہے[1]۔

۵۱۳۹. حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ وَمُجَمِّعَ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَجُلًا يُدْعَى خِدَامًا أَنْكَحَ ابْنَةً لَهُ نَحْوَهُ.

حضرت عبدالرحمن بن یزید اور مجمع بن یزید سے روایت ہے کہ خدام نامی ایک آدمی نے اپنی ایک لڑکی کا نکاح کر دیا تھا، پھر سابقہ حدیث کی طرح بیان کیا۔

بَابُ تَزْوِيجِ الْيَتِيمَةِ

باب: یتیم لڑکی کے نکاح کرنے کا بیان



---

[1] المراجع السابق

لِقَوْلِهِ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا﴾، وَإِذَا قَالَ لِلْوَلِيِّ: زَوِّجْنِي فُلَانَةَ، فَمَكُثَ سَاعَةً، أَوْ قَالَ: مَا مَعَكَ؟ فَقَالَ: مَعِي كَذَا وَكَذَا- أَوْ لَبِثَا- ثُمَّ قَالَ: زَوَّجْتُكَهَا، فَهُوَ جَائِزٌ، فِيهِ سَهْلٌ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ تعالیٰ کا فرمان: اگر تم ڈرو کہ یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کرسکو گے تو دوسری عورتوں سے جو تم کو بھلی لگیں نکاح کرلو اگر کسی شخص نے یتیم لڑکی کے ولی سے کہا میرا نکاح اس لڑکی سے کردو پھر ولی ایک گھڑی تک خاموش رہا یا ولی نے یہ پوچھا تیرے پاس کیا جائیداد ہے وہ کہنے لگا فلاں فلاں جائیداد ہے یا دونوں خاموش ہو رہے اس کے بعد ولی نے کہا میں نے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا تو نکاح جائز ہو جائے گا اس باب میں سہل کی حدیث آنحضرت ﷺ سے مروی ہے

٥١٤٠. حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَ لَهَا يَا أُمَّتَاهْ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا ابْنَ أُخْتِي هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ صَدَاقِهَا فَنُهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ عَائِشَةُ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ وَجَمَالٍ رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَالصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبًا عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ يَرْغَبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا وَيُعْطُوهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى مِنَ الصَّدَاقِ.



حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اور عرض کی: اے اماں جان! اس آیت کریمہ کی تفسیر کیا ہے: اور اگر تمہیں یہ خطرہ ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو پھر دوسری عورتوں سے جو تمہیں پسند آئیں نکاح کرلو۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے میرے بھانجے! یہ وہ یتیم لڑکی ہے جو اپنے سرپرست کی کفالت میں ہوتی اور ولی اس کی مالداری اور خوبصورتی میں دلچسپی رکھتا۔ (اور اپنے ساتھ نکاح کرلیتا) لیکن اس کے حق مہر میں کمی کر دیتا، اس لیے یتیم بچیوں سے انہیں نکاح کرنے سے روک دیا گیا مگر یہ کہ انہیں پورا پورا حق مہر دیں، بصورت دیگر انہیں دیگر عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا گیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے) فرمایا: اس کے



بعد لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے یہ آیت نازل فرمائی: لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے متعلق فتویٰ دیتا ہے اور اس کے بارے میں جو یتیم عورتوں سے متعلق اس کتاب میں پہلے سے سنایا جا چکا ہے۔ جن کے مقررہ حقوق تو تم دیتے نہیں ہو لیکن ان سے نکاح کرنے میں بہت دلچسپی رکھتے ہو، اللہ تعالیٰ نے انہیں اس آیت کریمہ میں فرمایا کہ یتیم لڑکی جب خوبصورت اور مالدار ہو تو تم اس کے نکاح، نسب اور حق مہر میں دلچسپی رکھتے ہو اور جب وہ خوبصورت نہ ہو اور کم مالداری کی وجہ سے اس کے متعلق کوئی رغبت نہ ہو تو اسے چھوڑ دیتے ہو، اور ان کے علاوہ دوسری عورتیں اپنے حبالہ عقد میں لے آتے ہو۔ سیدہ عائشہ نے فرمایا: جیسے وہ عدم رغبت کی صورت میں چھوڑ دیتے ہیں تو ان کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ حسن وجمال کی صورت جب ان میں دلچسپی رکھیں تو ان سے نکاح کریں الآیہ کہ ان سے انصاف کریں اور انہیں پورا پورا مہر ادا کریں۔

یتیم لڑکی کا نکاح ہو جاتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ نابالغ ہو تو اسکا نکاح نہیں ہوتا، بالغ ہو جائے تو تب اسکا نکاح ہوتا ہے۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے۔ لا تنكح اليتيمة حتى تستأذن [1]



یتیم لڑکی صاحبِ اذن تب ہوتی ہے جب کہ وہ بالغ ہو حالانکہ اس حدیث سے مراد یہ کہ جب وہ بالغ ہو تب اسکا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا، لیکن اگر وہ نابالغ ہو تو اسکا نکاح ہو جائیگا اگرچہ بالغ ہونے کے بعد اسے فسخ نکاح کا اختیار ہو گا۔

قولہ واذا قال للولي زوجني فلانة

شرح بخاری

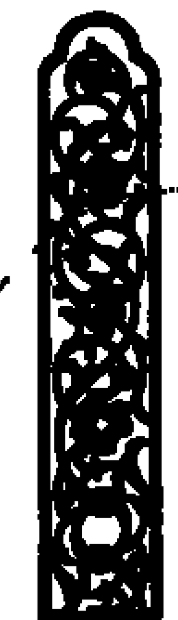
یعنی اگر کوئی شخص یتیم لڑکی کے ولی سے یہ کہے میرا نکاح اس لڑکی سے کر دو اور وہ اس کے بعد کچھ دیر خاموش رہا یا ولی نے اس سے پوچھا کہ تیرے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے وہ کہے فلاں فلاں چیز ہے یا دونوں خاموش رہے اس کے بعد ولی کہے کہ میں نے اسکا نکاح تجھ سے کر دیا تو نکاح ہو جائے گا۔ مقصد یہ ہے کہ اس نے اسی وقت اذن پر عمل نہیں کیا، ذرا ٹھہر کر کیا ہے اور وہ لڑکی اس کی کلام سن رہی ہو اور اس نے انکار نہ کیا ہو تو پہلا اذن کافی سمجھا جائے گا اور نکاح ہو جائے گا۔ درمیان میں کچھ سکوت اور خاموشی کیوجہ سے نیا اذن لینے کی ضرورت نہیں ہو گی [2]۔

---

[1] سنن دار قطنی: ۳۵۵۰

[2] اس ترجمہ باب میں ذکر ہونے والے مسئلہ کی تین صورتیں ہیں: ایک یہ کہ کہنے والا عورت کے ولی سے کہے زوجنی فلانة میرا فلاں لڑکی سے نکاح کر دے اور ولی کچھ دیر خاموش رہے اس کے بعد کہے زوجتکھا میں نے تیرا اس سے نکاح کر دیا تو نکاح ہو جائے گا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ قائل کہے زوجنی فلانة اور ولی اس سے کہے کہ تیرے پاس حق مہر دینے کے لئے کیا ہے؟ اور وہ ایسی چیز ذکر کرے جو مہر میں دی جا سکتی ہے اس کے بعد ولی کہے زوجتکھا میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا تو یہ بھی



حاصل یہ ہے کہ ایجاب و قبول کے درمیان وقفہ ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ مجلس ایک ہو۔

قولہ: فیہ سھل سہل بن سعد کی حدیث میں ہے کہ مجلس میں سے ایک آدمی نے کہا: زوّجنیھا ان لم یکن لك بھا حاجۃ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ اور اس آدمی کے درمیان مہر کے بارہ میں گفتگو ہوتی رہی، پھر آپ نے فرمایا تھا: زوّجتکھا بما معك من القرآن۔ گویا ایجاب و قبول کے درمیان اسی مجلس میں فاصلہ ہو سکتا ہے۔

اس حدیث میں مہر میں انصاف کی شرط کے ساتھ یتیم لڑکی کے نکاح کا ذکر ہے۔

بَابُ إِذَا قَالَ الخَاطِبُ لِلْوَلِيِّ: زَوِّجْنِي فُلاَنَةَ، فَقَالَ: قَدْ زَوَّجْتُكَ

بَابُ إِذَا قَالَ الخَاطِبُ لِلْوَلِيِّ: زَوِّجْنِي فُلاَنَةَ، فَقَالَ: قَدْ زَوَّجْتُكَ بِكَذَا وَكَذَا جَازَ النِّكَاحُ، وَإِنْ لَمْ يَقُلْ لِلزَّوْجِ: أَرَضِيتَ أَوْ قَبِلْتَ

باب: جب کسی منگنی کرنے والے مرد نے لڑکی کے ولی سے کہا میرا اس لڑکی سے نکاح کر دے اس نے کہا میں نے اتنے مہر پر تیرا اس سے نکاح کر دیا تو نکاح ہو جائے گا اگرچہ وہ اس مرد سے یہ نہ پوچھے کہ تو اس پر راضی ہے یا تو نے قبول کیا یا نہیں؟



٥١٤١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَ مَا لِي الْيَوْمَ فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ زَوِّجْنِيهَا قَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ فَمَا عِنْدَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

شرح بخاری

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور خود کو آپ پر پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے آج کل کسی دوسری عورت کی حاجت نہیں ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ اس کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ آپ نے (اسے) فرمایا: تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: اسے کچھ نہ کچھ تو دینا پڑے گا خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔ اس نے پھر عرض کی: میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو نے کچھ





جائز ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ قائل کہے زوجنی فلانۃ اس کے بعد قائل اور ولی دونوں ہی کچھ دیر خاموش رہیں، اس کے بعد ولی کہے زوجتکھا میں نے تیرا اس سے نکاح کر دیا تو ان تینوں صورتوں میں نکاح ہو جائیگا اور اسی مجلس میں ایجاب و قبول کے درمیان فاصلہ اور وقفہ مضر نہیں ہو گا۔ (عمدۃ القاری ۲۰/۱۳۱)



قرآن یاد کیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، اتنا قرآن یاد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا اس قرآن کے بدلے جو تمہیں یاد ہے۔

ابو النعمان کا نام محمد بن فضل سدوسی ہے اور ابو حازم کا نام سلمہ بن دینار ہے اور صحابی سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس ترجمہ باب سے مقصود یہ ہے کہ کسی آدمی کا نکاح کا مطالبہ کرنا قبول کرنے کے قائم مقام ہے، اس سے دوبارہ قبول کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ بیع میں کوئی آدمی کہتا ہے کہ فلاں چیز سو روپے میں میرے ہاتھ بیچ دے وہ کہے میں نے بیچ دی تو بیع ہو جائے گی مشتری کو دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں نے قبول کی۔

سہل بن سعد کی حدیث میں ہے کہ اس آدمی نے کہا زوجنیها آپ نے اس سے گفتگو کرنے کے بعد کہا قد ملکتکها بما معك من القرآن

اس کے بعد اس نے قبلتُ نہیں کہا، کیونکہ اسکا پہلے زوّجنیها کہنا قبول کرنے کے قائمقام ہے۔

بَابُ لَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَدَعَ

باب: کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرے یہاں تک کہ وہ نکاح کرے یا اسے چھوڑ دے

۵۱۴۲۔ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ ایک آدمی دوسرے کی خرید و فروخت پر خرید و فروخت کرے اور (اس سے بھی منع فرمایا کہ) اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر کوئی دوسرا پیغام بھیجے حتی کہ پہلا پیغام دینے والا اس سے پہلے ترک کر دے یا وہ اسے اجازت دے دے۔

اگر کسی شخص نے کہیں منگنی کی ہو اور لڑکی والے رشتہ دینے پر رضامند ہو گئے ہیں، اور مہر وغیرہ کے بارہ میں سوچ و بچار ہو رہا ہو، تو اس کی منگنی پر کوئی دوسرا منگنی کا پیغام نہیں بھیج سکتا۔ ہاں اگر پہلا آدمی اس رشتے کو چھوڑ دے پھر دوسرا منگنی کر سکتا ہے اور اس کے چھوڑنے سے مراد یہ ہے کہ پہلا منگنی کرنے والا کہے کہ میں یہاں نکاح نہیں کرنا چاہتا یا مراد یہ ہے کہ اس نے منگنی کا پیغام بھیجا ہو لیکن لڑکی والوں نے رضامندی کا اظہار نہ کیا ہو۔ اگر طرفین کی رضامندی نہ ہوئی ہو پھر کوئی دوسرا منگنی کا پیغام بھیج سکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں وارد ہے کہ فاطمہ بنت قیس نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی اور کہا اے اللہ کے رسول مجھے معاویہ اور ابو جہم نے منگنی کا پیغام بھیجا ہے، تو کس سے نکاح کروں، آپ ﷺ نے فرمایا: معاویہ تو غریب آدمی ہے اور ابو جہم ڈنڈا ہی اٹھائے رکھتا ہے تو اسامہ سے نکاح کر لے[1]۔

[1] صحیح مسلم (۳۶) ۱۴۸۰

آپ ﷺ نے ان دونوں کو چھوڑ کر اسامہ سے نکاح کرنے کا مشورہ دیا، کیونکہ حضرت فاطمہ کی ان دونوں میں سے کسی سے رضامندی نہیں ہوئی تھی، اسی لئے تو آپ سے پوچھنے کے لئے آئی تھی اور آپ ﷺ نے اسے بہتر رشتہ بتادیا۔

٥١٤٣. حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَأْثُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَكُونُوا إِخْوَانًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: خود کو بد گمانی سے دور رکھو کیونکہ بدگمانی جھوٹی بات ہے۔ جاسوسی نہ کرو اور نہ کسی کی ٹوہ ہی میں لگے رہو۔ ایک دوسرے سے بغض بھی نہ رکھو بھائی بھائی بن کر رہو۔

٥١٤٤. وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَتْرُكَ.

(نیز آپ نے فرمایا) کوئی آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرے یہاں تک کہ وہ نکاح کرے یا منگنی ترک کردے۔

بَابُ تَفْسِيرِ تَرْكِ الْخِطْبَةِ

باب: منگنی کا پیغام چھوڑنے کی وجہ بیان کرنا



٥١٤٥. حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ قَالَ عُمَرُ لَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا تَابَعَهُ يُونُسُ وَمُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوگئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اپنی بیٹی حفصہ کا نکاح آپ سے کر دیتا ہوں۔ میں کئی راتیں آپ کی طرف سے جواب کے انتظار میں رہا، اس دوران رسول اللہ ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے: بلاشبہ تمہاری پیشکش کے جواب میں کوئی چیز حائل نہ تھی سوائے اس کے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے متعلق علم تھا کہ آپ ایک مرتبہ حضرت حفصہ کا ذکر فرما رہے تھے، اور میں آپ کے راز کو افشا



نہیں کرنا چاہتا تھا اگر آپ ﷺ چھوڑ دیتے تو میں آپ کی پیشکش قبول کر لیتا یونس موسیٰ بن عقبہ اور ابن ابی عتیق نے زہری سے روایت کرنے میں شعیب کی متابعت کی ہے۔

ترک خطبہ سے مراد یہ ہے کہ لڑکی والے جواب دیدیں کہ ہم رشتہ نہیں کرنا چاہتے یا اس کی سنی کو ان سنی کر دیں جس سے معلوم ہو کہ وہ رشتہ نہیں کرنا چاہتے۔

حافظ نے ابن بطال سے اس حدیث کی ترجمہ باب کے ساتھ مناسبت ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ نبی کریم ﷺ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور جب آپ ﷺ حضرت عمر کو حفصہ سے نکاح کا پیغام بھیجیں گے تو حضرت عمر انکار نہیں کریں گے۔ بلکہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں گے اور آپ ﷺ سے اپنی بیٹی کا رشتہ کرنے میں رغبت کریں گے۔ تو حضرت ابو بکر کا یہ علم طرفین کے میلان اور رضامندی کے قائمقام ہو گیا۔ اور اس رضامندی کی وجہ سے حضرت ابو بکر نے خاموشی اختیار کی جبکہ حضرت عمر نے حضرت ابو بکر پر حضرت حفصہ کا رشتہ پیش کیا، کیونکہ پہلے پیغام بھیجنے والے سے رضامندی پر دوسرا کوئی شخص منگنی نہیں کر سکتا۔

بَابُ الْخُطْبَةِ



باب: خطبہ نکاح کا بیان

٥١٤٦. حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ دو آدمی مشرق کی جانب سے آئے اور ان دونوں نے (موثر) خطبہ پڑھا تو نبی ﷺ نے فرمایا، بعض بیان جادو کی طرح اثر کرتے ہیں۔

نکاح کے وقت خطبہ نکاح پڑھنا مستحب ہے اگرچہ صرف ایجاب و قبول سے نکاح ہو جاتا ہے جسکی دلیل حضرت سہل بن سعد کی حدیث ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ آپ نے: قد زوجتکھا بما معك من القرآن کہہ کر نکاح کر دیا تھا اور مشرق سے مراد مدینہ کا مشرق ہے اور دو آنے والے آدمیوں میں سے ایک زبرقان بن بدر تمیمی اور دوسرا عمرو بن اہیم تمیمی تھا اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور عربوں کی عادت کے مطابق اپنی حاجت پیش کرنے سے پہلے خطبہ پڑھا۔

امام بخاری کا مقصد اس حدیث کو لانے سے یہ ہے کہ خطبہ نکاح میں ایسے الفاظ ہونے چاہیں جن سے فریقین کے تعلقات بہتر ہوں، خطبہ نکاح واضح اور متوسط ہونا چاہیے جو تصنّع اور تکلف سے بری ہو۔

قولہ: إن من البیان لسحرا اور بیان کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔



ایک بیان ہے اظہار مافی الضمیر کرنا اور دل کی بات کو دوسرے پر واضح کر دینا۔ دوسری قسم ہے ایسے عمدہ الفاظ استعمال کرنا جو سامعین کے دلوں کو موہ لینے والے ہوں اور ان کے دلوں میں اچھی تاثیر پیدا کرنے والے ہوں۔

ایسا بیان جادو کا اثر رکھتا ہے ایسا بیان مباح ہے، مذموم جادو وہ ہے جس میں باطل کا اظہار پیش نظر ہو، لہذا خطبہ نکاح ایسے الفاظ سے ہونا چاہیے جس سے دو نکاح کرنے والوں میں موافقت پیدا ہو۔

خطبہ نکاح کا ترجمہ بھی کیا جاسکتا ہے اور اس میں پڑھی جانے والی آیات کریمہ میں ذکر ہونے والے مضامین کی وضاحت کی جاسکتی ہے اگرچہ یہ ضروری نہیں ہے۔

خطبہ نکاح سے متعلق حدیث وہ ہے جسے اصحاب سنن نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مرفوع روایت کیا ہے۔ جو کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی شرطوں پر نہیں تھی اس لئے وہ اسے اپنی صحیح میں نہیں لائے۔ ابو عوانہ اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے، اس میں یہ ذکر ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص نکاح وغیرہ کی ضرورت کے لیے خطبہ دے تو یوں کہے۔

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُه ونَسْتَعِيْنُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰه مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وحده لا شريك له وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه اَمَّا بعد: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم: يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِه وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ، يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ. اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ. وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا.



اس کے بعد خطبہ پڑھنے والا ایجاب و قبول کرائے۔

بَابُ ضَرْبِ الدُّفِّ فِي النِّكَاحِ وَالْوَلِيمَةِ

باب: نکاح اور ولیمہ کی دعوت میں دف بجانے کا بیان

٥١٤٧. حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ قَالَ قَالَتِ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِينَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَالَ دَعِي هَذِهِ وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ.



حضرت خالد بن ذکوان سے روایت ہے وہ حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ جب میری رخصتی ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میری چٹائی پر بیٹھے جیسے تو میرے پاس بیٹھا ہے۔ اس دوران ہماری چھوٹی چھوٹی بچیوں نے دف بجانا شروع کر دیا اور میرے آباء و اجداد جو غزوہ بدر

میں شہید ہو چکے تھے ان کا شعر پڑھنے لگیں۔ ان میں سے ایک بچی نے اچانک کہہ دیا: ہم میں ایسا نبی ہے جو ان باتوں کی خبر رکھتا ہے جو آئندہ کل ہونے والی ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ کہنا چھوڑ دو اور وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں۔

الدف میں دال پر فتحہ اور ضمہ دونوں جائز ہیں اور والولیمۃ کا عطف النکاح پر بھی ہو سکتا ہے تو معنی ہو گا، نکاح اور ولیمہ میں دف بجانے کا بیان اور اسکا عطف ضرب پر بھی ہو سکتا ہے۔

نکاح کے موقع پر دف بجانا جائز ہے تاکہ اعلانِ نکاح ہو جائے، دف بجانے سے آس پاس والوں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں نکاح ہو رہا ہے اور مسجد میں نکاح پڑھانا بھی اعلان نکاح کی ایک صورت ہے، دف پر ڈھول کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ دونوں جانبوں سے بنا ہوتا ہے جس کی وجہ سے ڈھول میں تنتین (سریلا پن) سی ہوتی ہے، جبکہ دف میں صرف آواز ہوتی ہے، بعض جگہ غربال کا لفظ بھی آتا ہے جو چھلنی کے معنی میں ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾

باب: بیان ہے کہ عورتوں کا حق مہر خوش دلی سے ادا کرو



وَكَثْرَةِ الْمَهْرِ، وَأَدْنَى مَا يَجُوزُ مِنَ الصَّدَاقِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا﴾ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً﴾ وَقَالَ سَهْلٌ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ»

اور مہر زیادہ رکھنا اور کم سے کم کتنا مہر جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: اور اگر تم نے ان عورتوں میں سے کسی کو مہر میں ڈھیر دے دیا ہو جب بھی اس سے واپس نہ لو اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: یا تم نے ان کے لیے کچھ مہر کے طور پر مقرر کیا ہو اور سہل بن سعد ساعدی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کچھ تو ڈھونڈ کر لا اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔

٥١٤٨ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ فَرَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَاشَةَ الْعُرْسِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے وزن کے برابر سونے کے عوض نکاح کیا۔ نبی ﷺ نے شادی کی خوشی ان میں دیکھی تو ان سے پوچھا: انہوں نے کہا: میں نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے برابر (سونے کے عوض) نکاح کیا ہے حضرت قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ان الفاظ سے نقل کی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے گٹھلی کے وزن کے برابر سونے پر نکاح کیا تھا۔



قولہ: وکثرۃ المہر وادنیٰ مایجوز

مہر کی کثرت میں کوئی تعداد متعین نہیں ہے، استطاعت کے مطابق جتنا چاہیں حق مہر باندھا جاسکتا ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، برخلاف ادنیٰ کے کہ کم از کم مہر کس قدر ہونا چاہیے اس میں اختلاف ہے۔

امام احمد اور شافعی کے نزدیک ادنیٰ مہر کی بھی کوئی حد بندی نہیں ہے جس قدر ممکن ہو حق مہر باندھا جاسکتا ہے۔

احناف کے نزدیک کم از کم مہر کی مقدار دس درھم ہے اس سے کم نہیں ہو سکتا۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ ہاتھ انسان کا ایک جزء ہے اور عورت کی شرمگاہ بھی اس کے جسم کا ایک حصہ اور جزء ہے۔ اگر کوئی شخص دس درہم کے برابر چوری کرلے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ لہذا عورت کا بضعہ قطع کرنے میں بھی مہر دس درہم ہونا چاہیے۔

بات جو معقول تھی وہ بری تعبیر سے غیر معقول بنادی گئی جیسے کہا جاتا ہے (والحق قد یعتریہ سوء تعبیر) لہذا یہ کہنا کہ ہاتھ دس درہم چوری کرنے میں کاٹا جاتا ہے لہذا عورت کے بضعہ میں بھی دس درہم ہونے چاہئیں یہ استدلال لغو اور فضول ہے ورنہ غور کیا جائے تو ہاتھ کاٹنے میں نصف دیت آتی ہے پھر تو حق مہر بھی نصف دیت کے برابر ہونا چاہیے۔

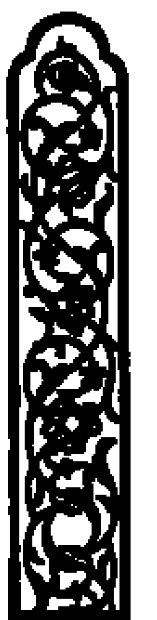
امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں مہر کا استدلال اگرچہ دلیل کے خلاف ہے لیکن وہ معقول ہے وہ کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں مال کہا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے (وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم)[1] اور مال کم از کم تین درھم یا ربع دینار ہوتا ہے، اس سے کم پر مال کا لفظ نہیں بولا جاتا لہذا مہر تین درھم یا رُبع دینار ہونا چاہیے۔



یہ تعبیر سلجھی ہوئی ہے اگرچہ استدلال دونوں کا صحیح نہیں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ قرآن کریم میں مال کا لفظ مطلق آیا ہے اس کی تعیین نہیں کی گئی لہذا جس پر مال کا لفظ صادق آتا ہے وہ حق مہر ہو سکتا ہے کم ہو یا زیادہ ہو، مولانا عبد الحی لکھنوی نے بھی کہا ہے کہ قرآن کریم میں: ان تبتغوا باموالکم آیا ہے۔ اور مال کا لفظ کسی قید کے ساتھ مقید نہیں ہے اور علامہ عینی وغیرہ نے جو روایات پیش کی ہیں جیسے لا مھر اقلّ من عشرۃ دراھم وہ سب ضعیف بلکہ موضوع ہیں۔ عینی نے کہا ہے ضعیف روایت متعدد طرق سے آئے تو وہ حسن بن جاتی ہے اور وہ حجت ہوتی ہے[2]۔ حالانکہ یہ تب ہے جب کہ ضعف خفیف ہو لیکن اگر ضعف شدید ہو بلکہ موضوع روایات ہوں تو ان کے مجموعہ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

احناف نے ابن ابی حاتم کے حوالے سے ایک روایت ذکر کی ہے: لا مھر أقلّ من عشرۃ دراھم اگر یہ روایت صحیح ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قدر مہر ہونا مستحب ہے اس مقدار کو فرض نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ فرض قرار دینا اس حدیث کے خلاف ہے جسے امام بخاری لائے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اذھب فاطلب ولو خاتماً من حدید[3]



---

[1] النساء: ۲۴

[2] عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۱۳۸

[3] صحیح بخاری: برقم الحدیث، ۵۱۴۹

جائے لوہے کی انگوٹھی ہی لے آیئے۔ وہی حق مہر میں دے دی جائے گی۔ اور لوہے کی انگوٹھی دس بلکہ پانچ درہم کی بھی نہیں تھی اس لیے اس روایت کو استحباب پر محمول کرنا چاہیے۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف کے بارہ میں آتا ہے کم سقت؟ کتنا حق مہر دیا ہے تو انہوں نے کہا: تزوجتُ امراۃ علی وزن نواۃ

اور نواۃ ایک سکہ تھا جس کی مالیت پانچ درہم تھی، اس سے معلوم ہوا کہ مہر دس درہم ہی نہیں ہے بلکہ دس درہم سے کم بھی مہر ہو سکتا ہے۔

شرعی مہر چھ آنے بتیس روپے کی بات بنائی گئی ہے یہ شرعی مہر نہیں ہے اصل میں آزادی سے پہلے جاہل ملاں کچہری میں گئے اور اس وقت نکاح فارسی میں پڑھائے جاتے تھے ان سے جج کی طرف سے پوچھا گیا کہ مہر کم از کم کتنا ہونا چاہیے کہا پانچ سو ٹکا ہونا چاہیے۔ کہنا پانچ سو ٹنکا تھا کہہ دیا پانچ سو ٹکا۔ اور ٹنکا درہم کو کہتے تھے انہوں نے پانچ سو ٹکا کہا تو اس کا حساب کیا گیا تو یہ چھ آنے بتیس روپے بنے تو مہر سلطانی چھ آنے بتیس روپے قرار پا گیا اور جج نے لکھ دیا کہ شرعی مہر چھ آنے بتیس روپے ہو گا اگر وہ پانچ سو ٹنکا کہتے تو یہ نوبت نہ آتی۔

حدیث میں آتا ہے: نبی اکرم ﷺ کی بیٹیوں اور بیویوں کا مہر پانچ سو درہم (یعنی ٹنکا) مہر تھا[1]۔

بَابُ التزويج على القرآن وبغير صداق

باب: قرآن کی تعلیم کو مہر بنانے کا بیان اور مہر کا ذکر نہ ہو تب بھی نکاح کے صحیح ہونے کا بیان۔



٥١٤٩. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ يَقُولُ إِنِّي لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَتْ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيهَا رَأْيَكَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْكِحْنِيهَا قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ أَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.



حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں صحابہ کی جماعت کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا، اتنے میں ایک خاتون کھڑی ہوئی اور اس نے کہا: اللہ کے رسول! میں خود کو آپ کے لیے ہبہ کرتی ہوں۔ آپ اس بارے میں اپنی رائے قائم کرلیں آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب

[1] صحیح مسلم (٧٨) ١٤٢٦

نہ دیا۔ وہ پھر کھڑی ہوئی اور کہا اے اللہ کے رسول میں نے خود کو آپ کے لیے ہبہ کر دیا ہے آپ جو چاہیں کریں۔ آپ ﷺ نے اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہ دیا۔ وہ تیسری مرتبہ کھڑی ہوئی اور عرض کی: اس نے اپنا آپ آپ کے لیے ہبہ کر دیا ہے، اس میں اپنی رائے دیکھیں۔ تب ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کی: اللہ کے رسول! اس کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ تلاش کرو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔ چنانچہ وہ گیا پھر واپس آ کر عرض کرنے لگا کہ میں نے وہاں کچھ نہیں پایا، لوہے کی انگوٹھی نہیں ملی۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: تمہارے پاس کچھ قرآن ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، مجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ، میں نے تمہارا نکاح اس سے کر دیا اس قرآن کے عوض جو تجھے یاد ہے۔

قولہ: بما معك من القرآن

شوافع کے نزدیک تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز ہے، یہاں تعلیم قرآن کے دراہم مہر بنے تھے۔ احناف کے نزدیک نبی کریم ﷺ کا یہ کہنا هل معك من القرآن شیء یہ جاننے کے لیے تھا کہ وہ حافظ قرآن ہے، جب معلوم ہو گیا کہ یہ حافظ قرآن ہے تو حافظ قرآن ہونے کی وجہ سے اس سے نکاح کر دیا گیا، ورنہ مہر اسے الگ دینا پڑے گا، باقی اگر اسے ذکر نہیں کیا تو نکاح کے وقت مہر کو ذکر کرنا ضروری نہیں ہے۔ قرآن کریم میں: لَّا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً①

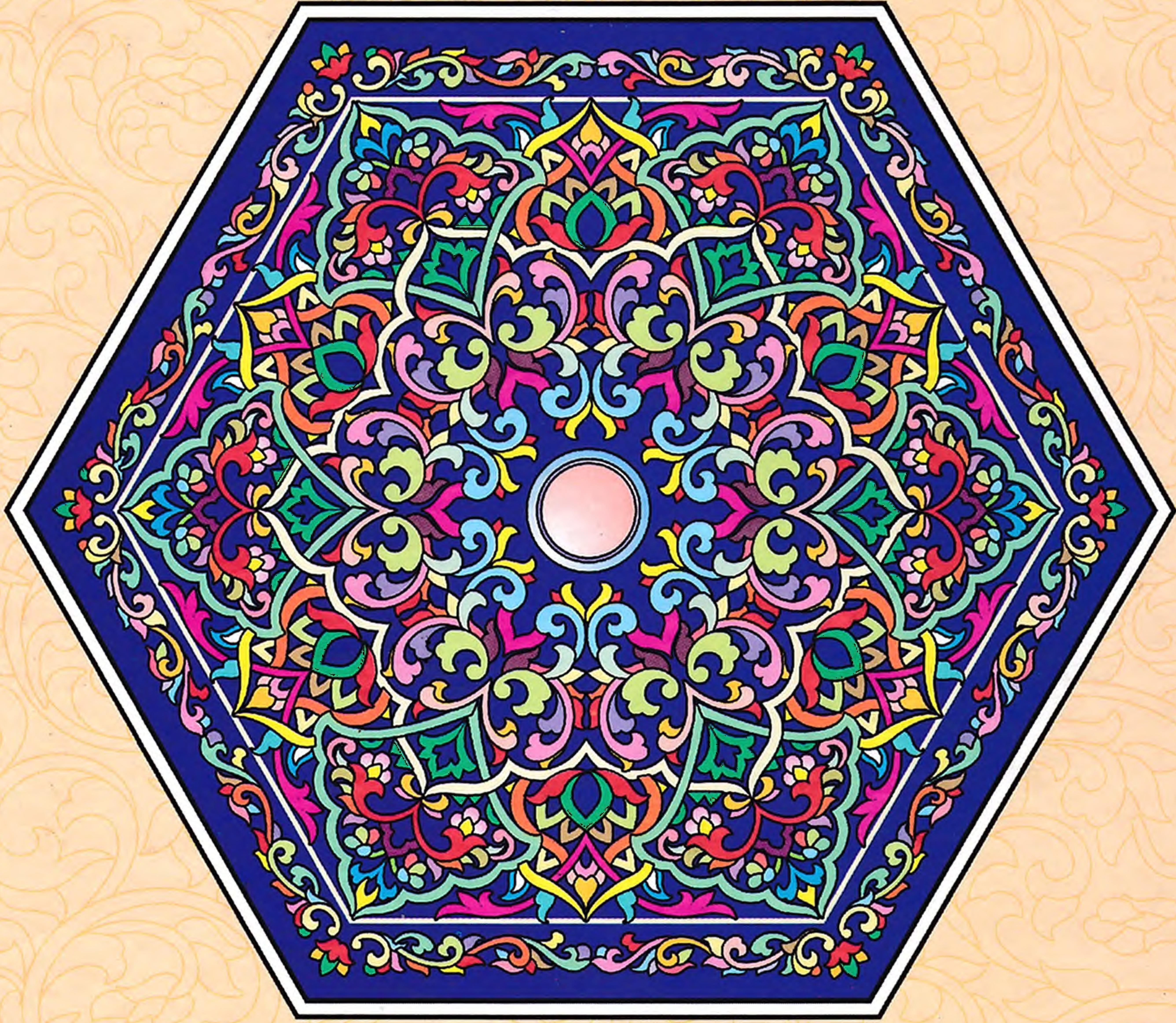


یعنی تم پر گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دے دو کہ تم نے ابھی انہیں ہاتھ تک نہ لگایا ہو یا ان کا مہر مقرر نہ کیا ہو۔

گویا بغیر دخول کے اور بغیر مہر مقرر کرنے کے نکاح ہوا ہو، اور طلاق ہو جائے تو انہیں بطور متعہ کوئی چیز دو، اس سے معلوم ہوا کہ مہر مقرر کیے بغیر بھی نکاح ہو جاتا ہے، ویسے واجب فی الذمہ ہوتا ہے، اور اگر مہر ذکر نہ ہو لیکن جماع کے بعد طلاق ہو تو مہر مثل دیا جائے گا اور اگر آدمی فوت ہو جائے تب بھی مہر پورا دینا ہوتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے کسی نے پوچھا تھا کہ ایک آدمی کا نکاح ہوا اور رخصتی سے پہلے وہ فوت ہو گیا ہے تو اسکا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا میں بعد میں بتاؤں گا انہوں نے مہینے بعد یہی جواب دیا کہ عورت کے لئے پورا حق مہر ہے، ایک آدمی نے ان کی تصدیق کی کہ نبی اکرم ﷺ نے ہماری ایک عورت کا یہی فیصلہ کیا تھا، جماع ہو جائے یا خاوند فوت ہو جائے تو حق مہر پورا دیا جائے گا۔

① البقرہ: ۲۳۶



غزنی سٹریٹ ◉ اردو بازار ◉ لاہور ◉ پاکستان

Tel: +92-42-37230585
Cell: +92-321-4460487
E-mail: maktaba_quddusia@yahoo.com

 **www.facebook.com/MaktabaQuddusia**

مکتبہ قدوسیہ

 کتاب و سنت کے فروغ کے لئے کوشاں